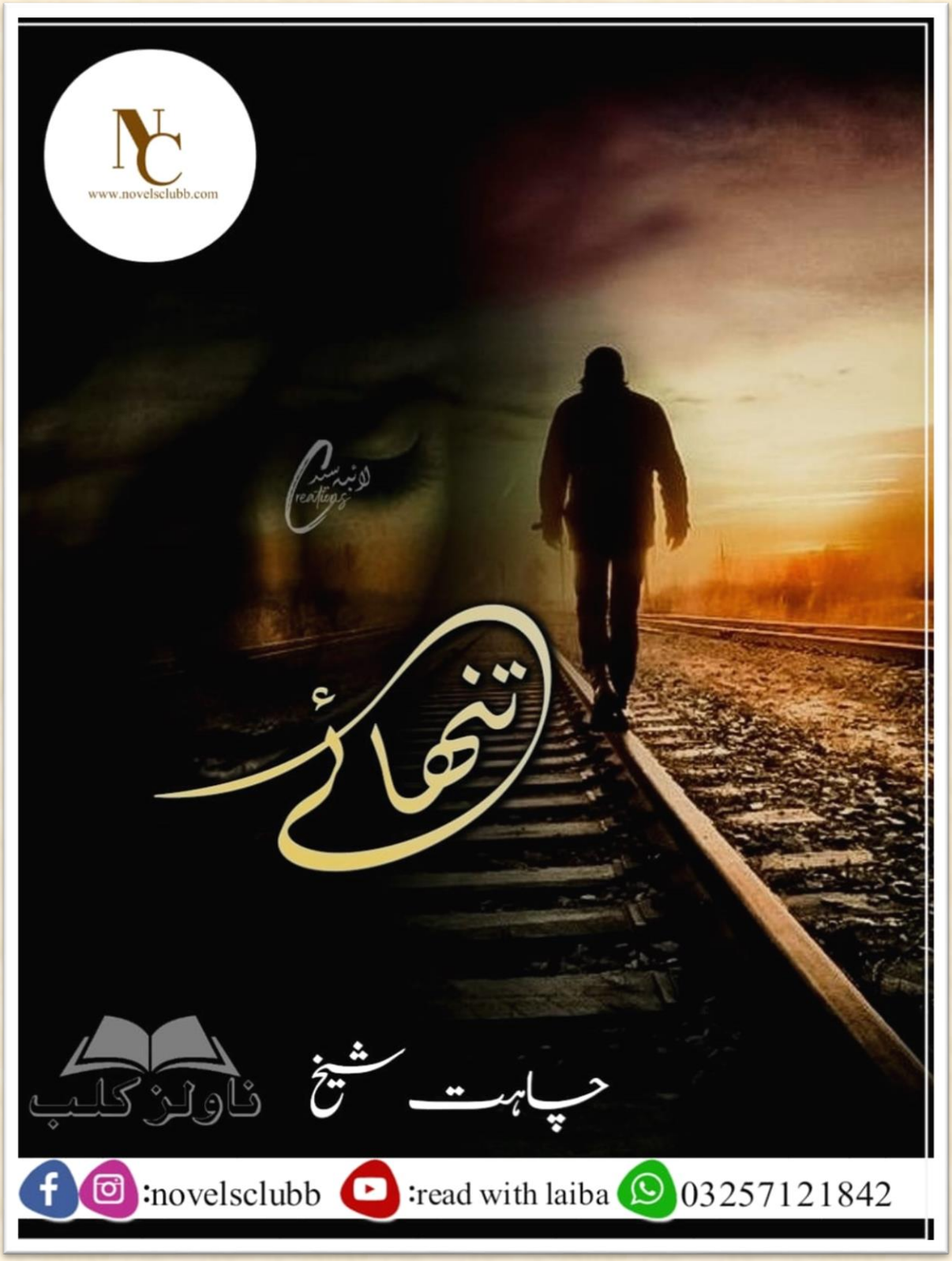
www.novelsclubb.com
تنہائی
چاہت شیخ
ناولز کلب
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

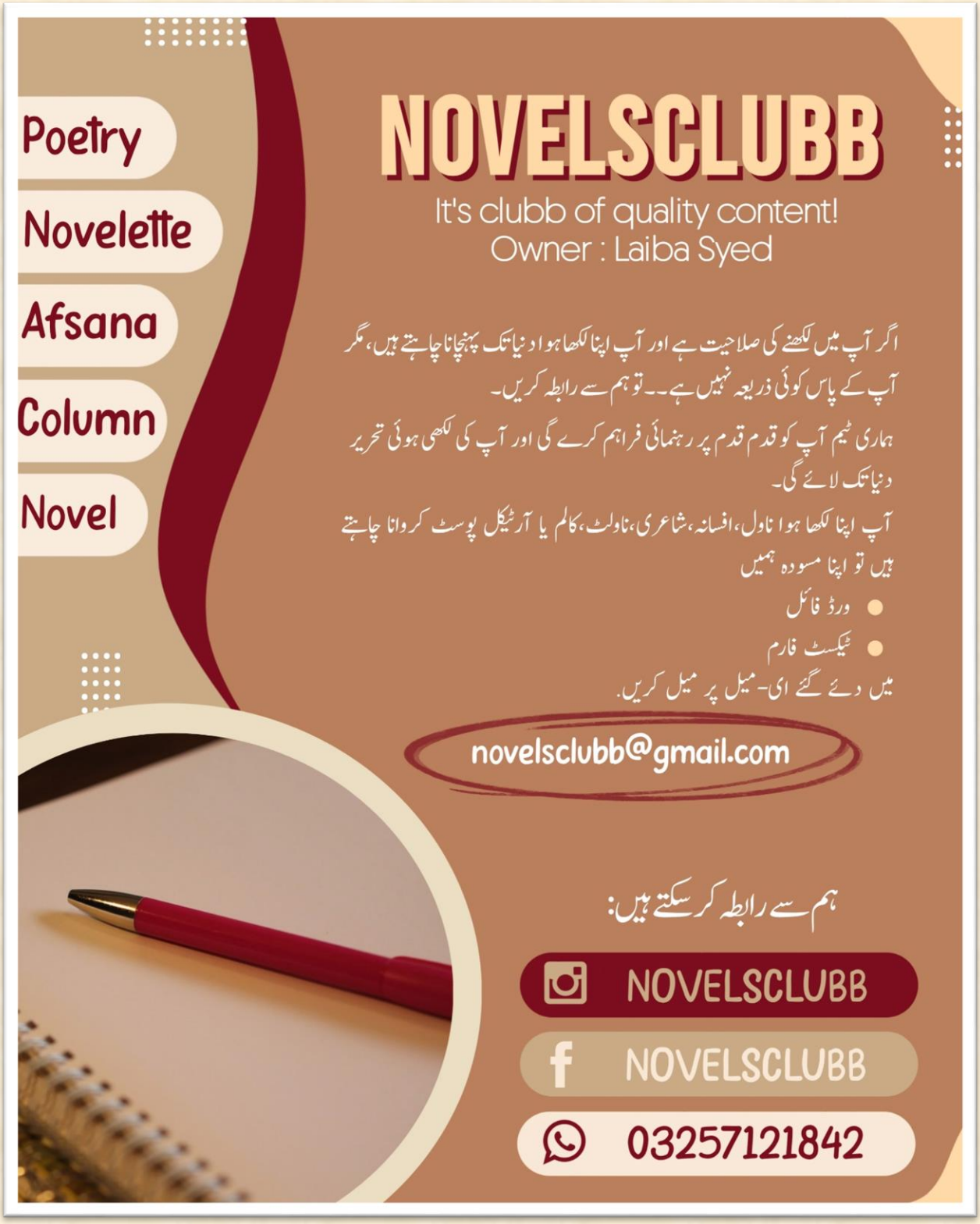
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

تنهائی

از قلم

چاهت شیخ

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تنہائی یہ صرف ایک تحریر نہیں، بلکہ ایک سفر ہے۔ ایسا سفر جو کبھی مسکراہٹیں بانٹتا ہے اور کبھی آنکھوں کو آنسوؤں سے بھگو دیتا ہے۔

"کبھی کبھی زندگی ایک خواب کی طرح لگتی ہے، مگر جب خواب ٹوٹتے ہیں تو صرف تنہائی اور درد باقی رہ جاتا ہے۔

ہنسی کے پیچھے چھپا دکھ،

خاموشیوں میں چھپے راز،

الفاظ میں چھلکتی محبت،

اور دل میں پنہاں اندھیرا

چار زندگیوں کا سفر ایک دوسرے سے جُڑتا ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

لیکن جب محبت کا راستہ موت سے ہو کر گزرے... تو کہانی کس انجام تک پہنچتی ہے؟

یہ صرف ایک داستانِ محبت نہیں،

یہ تنہائی اور تقدیر کا سودا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انتساب

ہر اُس صدا کے نام جو خاموشیوں کے پردوں میں دب گئی۔۔۔

ہر اُس خواہش کے نام جسے زندگی نے ادھورا چھوڑ دیا۔۔۔

تنہائی ہر اُس قربانی کے نام، جو بے صدا گزر گئی۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پیش لفظ

ہر صفحہ ایک نیا سفر۔۔!!

تنہائی ایک ایسا لفظ جو محض خاموشی یا اکیلے پن کا نام نہیں، بلکہ ایک پوری کائنات ہے۔

یہ وہ لمحے ہیں جہاں انسان اپنے آپ سے روبرو ہوتا ہے، جہاں آوازیں مدھم ہو جاتی ہیں اور دل کی سرگوشیاں گونجنے لگتی ہیں۔ تنہائی کبھی زخموں کا مرہم بن جاتی ہے اور کبھی زخموں کو اور گہرا کر دیتی ہے۔ یہ کبھی قید لگتی ہے اور کبھی آزادی کا دوسرا نام۔

یہ میرا پہلا ناول ہے، اور شاید یہ میری اپنی روح کی ایک جھلک بھی ہے۔ میں نے اس میں اُن احساسات کو قید کرنے کی کوشش کی ہے جو اکثر ہم سب کے دلوں میں پنہاں رہتے ہیں لیکن الفاظ سے بیان نہیں ہو پاتے۔

یہ کہانی صرف کرداروں کی نہیں، بلکہ ہر اُس دل کی ہے جو کبھی محبت کی روشنی میں جگمگایا اور جدائی کے اندھیروں سے گزرا۔

ہر کہانی مکمل نہیں ہوتی۔ بعض لوگ وہ سب نہیں پاتے جس کے وہ حقدار ہوتے ہیں۔ کبھی اونچی تقدیر انہیں محدود کر دیتی ہے، تو کبھی مجبور قسمت انہیں راستے سے ہٹا دیتی ہے۔

مگر یقین رکھو، روشنی کا طلوع ہمیشہ مقدر میں ہے۔

کبھی سنا ہے کہ اندھیروں نے سویرے ہونے نہیں دیے،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چاہت شیخ

ستمبر ۲۰۲۵

قربانی کس کی..؟

باب اوّل

کائنات کی خاموشی کی بیکراں وسعتوں میں چار سانسوں کی بازگشت تھی، چار وجود تھے، مگر حقیقت میں ایک ہی کہانی کے اوراق تھے بکھرے ہوئے۔

ایک دل جو خالی دھڑکنوں کا اسیر تھا،

ایک روح جو زخموں کو مسکراہٹ میں چھپائے ہوئے تھی۔

ایک نظر جو بکھرے خوابوں کا عکس رہی،

اور ایک وجود جو مضبوط مگر اپنی ہی خاموشی سے خوفزدہ رہا۔

چار زندگیاں، ایک ہی کاغذ کی داستان لکھی گئی۔

جہاں محبت کا روبرو ہونا ایک نعمت ٹھہرا،

اور جدائی کا لکھا جانا سزا بن گئی۔

شادی کا دن روشن سورج کی کرنوں کے ساتھ شروع ہوا تھا۔ شادی کے لیے گھر میں خوشیوں کا سماں تھا۔ ہریرہ اور آمنہ ایک ساتھ تالاب کی طرف لابی میں بیٹھی تھیں، دونوں کی مسکراہٹیں کسی بہار کی طرح تھیں، مگر آنکھوں میں چھوٹا سا اضطراب بھی جھلک رہا تھا۔

ہریرہ اپنے گود میں بیٹھی بچی کو سہارا دے رہی تھی۔ وہ تین سال کی ننھی پری تھی، جس کی آنکھیں روشن اور چمکدار تھیں، جیسے چھوٹے چھوٹے موتی روشنی کے ہر قطرے کو منعکس کر رہے ہوں۔ اُس کے گال گلابی اور ہلکے سے پھولے ہوئے تھے، جیسے تازہ پھول کی پنکھڑی۔ اُس کے بال نرم اور سلک تھے، وہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اپنی ماں کے بازو پکڑے ہوئے تھی اور ہر چند لمحے میں اپنی چھوٹی چھوٹی ہنسی سے ماحول کو نرم کر دیتی۔

ہریرہ اور آمنہ باتوں میں مصروف تھیں کہ اچانک پانچ سالہ لڑکا چھوٹے چھوٹے قدموں سے ہال میں دوڑتا ہوا آمنہ کے قریب پہنچ گیا۔ اُس کے سیاہ بال ہلکی لکیروں کے ساتھ نرم لہراتے تھے، آنکھیں بڑی اور چمکدار، معصوم تجسس سے بھری ہوئی تھیں، اور گالوں پر ہلکی گلابی رنگت چھائی ہوئی تھی۔

آمنہ نے آہستہ سے اُس کے بالوں کو ترتیب دی، وہ خوشی اور معصومیت سے بھرا، پل بھر کی نظروں کا تبادلہ کرنے کے بعد دوبارہ چھوٹے چھوٹے قدموں سے دوڑتا ہوا واپس ہال کے دوسرے کونے کی طرف چل دیا،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آمنہ، کبھی سوچتی ہوں، ہمارے بچوں کے لیے ہم بھی ایک دن یہی لمحے بانٹیں گے؟" ہریرہ نے آمنہ کی طرف دیکھتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"ہاں، میں نے تو ہمیشہ سوچا ہے، شاید مستقبل میں یہ دونوں بچے ساتھ ہو اور ہم سب ایک ساتھ خوشیاں منائیں۔" آمنہ نے مسکرا کر جواب دیا۔

✧....✧....✧

"...After Twenty Silent Years"

وقت کی پردہ داری کے بعد منظر عیاں ہوا۔

فجر کا پہر تھا، کمرے میں مدھم سی زرد روشنی بکھری ہوئی تھی اور کھڑکی کے پردے سے جھانکتی صبح کی کچی کرنیں آپس میں گھل مل کر ایک الگ ہی سماں بنا رہی تھیں۔ روشنی کا یہ امتزاج نہ مکمل دن کی تازگی جیسا تھا نہ ہی رات کی تاریکی جیسا، بلکہ دونوں کے درمیان ایک خاموش اور پر سکون لمحہ تھا۔ فجر کی اذان کی صدائیں چاروں جانب گونجنے لگی۔ رات کی سیاہی آہستہ آہستہ نرم اجالے میں ڈھلنے لگی تھی۔ وہ سفید قمیض اور سیاہ شلوار میں ملبوس، باوضو ہو کر نماز کے لیے کھڑی ہوئی۔ نازک نقوش والا چہرہ اور گوری رنگت اُس کے وجود کو اور نمایاں کر رہے تھے۔

نماز سے فارغ ہو کر اُس نے دوپٹہ سر سے اُتارا اور لاپرواہی سے بستر پر اچھال دیا۔ ریشمی بال کمر تک بکھر گئے۔ وہ بالکونی کی طرف بڑھی جہاں سے ہلکی روشنی کمرے میں اُتر رہی تھی۔ فجر کے وقت بالکونی کا منظر اپنی ایک الگ ہی رعنائی لیے ہوئے تھا۔ آسمان ابھی

پوری طرح روشن نہیں ہوا تھا، مگر مشرق کی سمت ہلکی ہلکی گلابی اور نارنجی روشنی بکھرنے لگی تھی۔ چڑھتے ہوئے سورج کی پہلی کرنیں جیسے آسمان پر کسی نے نرم رنگوں کی لکیریں کھینچ دی ہوں۔ باہر کی ٹھنڈی ہوا اُس کے گرد لپٹنے لگی۔ وہ گہری سانس لیتے ہوئے ہاتھ باندھے خاموش کھڑی رہی۔ بالکونی کے کونے میں رکھے پودوں پر اوس کی ننھی بوندیں جگمگا رہی تھیں، جیسے ہر پتہ اور ہر کلی موتیوں سے سجی ہو۔ بیلوں کے پھول خاموشی سے سر جھکائے تھے، مگر صبح کی ہوا اُنہیں جھولنے پر مجبور کر رہی تھی۔ باریک تاروں پر بیٹھے پرندے اپنی مدھر چہچہاہٹ سے خاموشی کو توڑ رہے تھے، کبھی ایک پرندہ اُڑان بھرتا اور کبھی دوسرا اُس کی جگہ لے لیتا۔ بالکونی کے اندر سے باہر دیکھنے پر یہ سب کچھ اتنا روح پرور لگ رہا تھا کہ دل خود بخود "الحمدللہ" کہنے پر مجبور ہو جاتا۔ گویا کائنات کا ہر ذرہ فجر کی پہلی کرن کے ساتھ اپنے خالق کی حمد بجا لا رہا ہو۔ ہاتھوں سے بالوں کو سمیٹتی ہوئی وہ ہاتھ باندھے خاموشی سے کھڑی تھی۔ بالوں کے بکھرے ہوئے ریشمی لٹیں اب گردن کے پیچھے سنبھل کر سمٹ گئیں، دیکھنے میں وہ ایک عام سی، نازک اور خاموش طبیعت لڑکی تھی۔ اُس کی

شخصیت میں بظاہر کوئی غیر معمولی بات نہ تھی، مگر جب کوئی اُس کے قریب آتا تو اُس کی ایک چیز دل کو بے اختیار اپنی جانب کھینچ لیتی اُس کی آنکھیں۔ وہ آنکھیں جیسے کائنات کی ہزاروں کہانیوں کو اپنے اندر چھپائے بیٹھی ہوں۔ پلکوں کی جھالر تلے جب اُس نے آہستگی سے نظریں اٹھائیں تو سامنے جھلملاتی ہوئی سرمئی آنکھیں ظاہر ہوئیں۔ وہ نگاہیں کسی چمکتے ہوئے جھیل کے پرسکون پانی جیسی تھیں، جن میں چاندنی کی روشنی پگھل کر اترتی محسوس ہوتی تھی۔ اُن آنکھوں میں ایک عجیب کشش تھی، ایک معصوم سا جادو، جیسے وقت تھم جائے اور ہوا کی رفتار بھی رک جائے۔ اُن کی گہرائی میں اداسی بھی تھی، مگر ساتھ ہی ایک چمک ایسی کہ جیسے امید کے چراغ کبھی بجھنے نہ پائیں۔ وہ سرمئی رنگ، دھوپ اور بادل کے بیچ چھپی روشنی کی مانند تھا۔ نہ پوری تاریکی، نہ مکمل اجالا، بلکہ ایک منفرد توازن جو اُس کی شخصیت کو سب سے جدا کرتا تھا۔

اُس کی نظریں مسلسل سامنے کھنچی تار پر جمی تھیں، جہاں پرندے جُھنڈ کی صورت قطار در قطار بیٹھے تھے۔ ہر ایک اپنی ہمسفری میں گویا ایک کہانی سنا رہا تھا۔ لیکن جیسے ہی اُس کی نگاہ لان

کے گوشے میں کھڑے اونچے درخت کی سبز ٹہنی پر جا ٹھہری، دل کو ایک الگ سا سکوت چھو گیا۔ وہاں ایک تنہا پرندہ بیٹھا تھا، جو اپنی ہی پلکوں جیسی نرم پَروں کو چونچ سے سہلا رہا تھا، جیسے اپنے وجود کو یقین دلانے کی کوشش کر رہا ہو کہ اکیلا ہونا بھی جینا ہے۔ "تنہا بیٹھے ہو؟" اُس کے لبوں سے یہ جملہ مدھم، مگر دل کو چھو لینے والے ترنم کے ساتھ نکلا۔ پھر وہ ذرا رُکی اور جیسے اپنی روح کے گہرے کنویں سے الفاظ کھینچ کر لائی ہو۔ "تمھیں پتہ ہے تنہائی کسے کہتے ہے.. اس شورِ وحشت سے دور ایک مصنوعی دنیا جو کبھی بسائی نہیں گئی۔ جہاں فسانے حقیقت میں ہُوا کرتے ہیں.. وہی دنیا جہاں لفظوں سے زیادہ خاموشیوں کی گونج ہوتی ہے... اُس مقام کے مسافر کبھی لوٹا نہیں کرتے... وہ جہاں اتنا حسین ہے کہ دل لوٹنے کے بجائے وہیں ٹھہر جانا چاہے، اور اُس دنیا کو یہ دنیا تنہائی کے نام سے یاد کیا کرتی ہیں"

✧....✧....✧

بازار کے پیچھے ایک پر سکون گوشے میں، بیچوں بیچ ایک چھوٹا سا بنگلہ تعمیر تھا۔ سامنے لوہے کا سیاہ گیٹ نصب تھا، جس کے بالکل سامنے چند قدم کے فاصلے پر مرکزی دروازہ کھلتا تھا۔ دیوار پر سنہری کانچ کے حروف میں "صدیقی ہاؤس" جگمگا رہا تھا، جو اپنی نفاست سے گھر کی پہچان بن چکا تھا۔

گھر کے گرداگرد پھولوں کے پودے قطار در قطار لگے تھے، جو ہلکی ہوا کے جھونکوں کے ساتھ اپنی خوشبو بکھیر رہے تھے۔ اندر داخل ہوتے ہی ناشتہ کی خوشبو چاروں سمت پھیلی محسوس ہوتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چھوٹے ہال سے گزرتے ہی سامنے باورچی خانہ تھا۔ ہال کے ایک کونے میں سیڑھیاں اوپر کو جاتی تھیں۔ اوپر تین کمرے تھے، جن میں سب سے پہلا کمرہ ائزل کا تھا۔ یہ کمرہ سادہ مگر نہایت سلیقے سے آراستہ تھا۔ ہر چیز اپنی جگہ پر رکھے جانے سے کمرے کی نفاست نمایاں ہو رہی تھی

صبح کا وقت تھا، قریباً ساڑھے آٹھ بج رہے تھے۔ اچانک ائزل کا الارم زور زور سے بجنے لگا۔ اُس نے بند آنکھوں سے ہی سائڈ ٹیبل پر ہاتھ مارا اور جیسے ہی فون ہاتھ آیا، الارم بند کر دی۔ کمرے کی کھڑکی سے آتی روشنی اُس کے چہرے پر پڑی تو اُس نے منہ بنایا اور بلانکٹ اپنے سر پر کھینچ لیا۔

تھوڑی دیر بعد ائزل کی آنکھ کھلی وہ آنکھیں مسلتی ہوئی اُٹھ بیٹھی اُسکی نظر جیسے ہی گھڑی کی طرف پڑھی وہ چیخ اٹھی۔ "اووہ نو" ائزل گھبراہٹ اور پریشانی کے عالم میں اپنے دونوں ہاتھوں سے سر تھامتے ہوئے یکدم اُٹھ کھڑی ہوئی اور بے ساختہ لبوں سے پکار نکلی۔ "یا اللہ میں لیٹ ہو گئی" وہ کہتی ہوئی اُٹھ کر تیزی سے واش روم کی طرف بڑھ گئی۔ کچھ ہی دیر میں ائزل فریش ہو کر باہر نکلی تھی، تب ہی خدیجہ اُسے جگانے کے لیے کمرے میں داخل ہوئیں۔ "مما آپ مجھے اٹھانے کے لیے کیوں نہیں آئے پتہ ہے میں کتنی لیٹ ہو جاؤں گی" وہ بے چینی سے بھرے لہجے میں کہتے ہوئے تیزی سے آئینے کے قریب جا کھڑی ہوئی۔

"سوری بیٹا آج میں بھی لیٹ اٹھی ہوں تمہارے بابا کو بھی دیر ہو گئی تھی۔ تم جلدی سے تیار ہو کر نیچے ناشتے کے لیے آجاؤ" یہ الفاظ ادا کر کے خدیجہ آہستہ قدموں کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئیں، جیسے ذمے داری کا بوجھ اُسے اگلے لمحے کی طرف دھکیل رہا ہو۔

ائزل نے ہلکے سے سر ہلا کر کتابیں احتیاط سے اپنے بیگ میں رکھیں اور پھر جلدی سے بالوں کو سمیٹ کر اوپر باندھ لیا، اس کے بعد اُس نے دوپٹے کو مفلر کی طرح سر کے گرد لپیٹ لیا۔ تیاری مکمل ہوتے ہی وہ ایک ہاتھ سے بیگ کو مضبوطی سے کندھے پر لٹکائے کمرے سے نکلی اور تیزی میں یوں سیڑھیوں سے اُترنے لگی جیسے وقت اُس کا پیچھا کر رہا ہو۔

"ائزل بیٹا آرام سے" خدیجہ نے جیسے ہی اُسے بے پرواہ انداز میں سیڑھیوں سے بھاگتے دیکھا تو فوراً ٹوکتے ہوئے آواز دی، مگر ائزل نے بات سنے بغیر اپنی رفتار ذرا بھی کم نہ کی اور لپکتے ہوئے سیدھی ڈائننگ ٹیبل تک پہنچی، جہاں اُس نے جلدی سے کرسی آگے کھینچی اور سانس سنبھالتے ہی ناشتے کے لیے بیٹھ گئی۔

ائزل نے گھبراہٹ اور جلد بازی کے عالم میں ناشتہ بمشکل چند لقموں تک محدود رکھا اور پھر ادھورا چھوڑ کر عجلت میں اُٹھی، بیگ کو ایک ہاتھ سے سنبھالا، دروازہ کھولا اور تیز قدموں کے ساتھ گھر سے کالج کے لیے روانہ ہو گئی، جیسے وقت کے ہاتھوں اُسے ایک لمحہ بھی مزید رُکنے کی مہلت نہ ملی ہو۔

کچھ ہی دیر میں وہ کالج جا پہنچی، مگر خاصی دیر ہو چکی تھی۔ وہ تیز تیز قدم بڑھاتی سیدھی کلاس روم کے دروازے تک آئی اور ہلکی سی جھجک کے ساتھ مؤدبانہ لہجے میں بولی: ”میم! کیا میں اندر آ سکتی ہوں؟“

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اتنی لیٹ کیوں ہو گئی" میم نے نرم مگر قدرے سنجیدہ لہجے میں اُس سے دیر سے آنے کی وجہ دریافت کی، مگر ائزل خاموشی اختیار کیے کھڑی رہی اور کسی جواب کے بجائے نظریں جھکا لیں۔

"بیٹھو اپنی جگہ پر اگلی بار لیٹ نہیں آنا"

"جی" وہ خاموشی سے سر جھکائے اپنی نشست پر جا کر بیٹھ گئی۔

کلاسز ختم ہونے کے بعد ائزل کالج کے صحن میں ایک بینچ پر آ کر بیٹھ گئی۔اُس کے برابر ہی ایک لڑکی بیٹھی تھی جس کی سانولی رنگت پر سیاہ آنکھیں دلکش چمک رہی تھیں، لمبی کالی زلفیں شانوں پر بکھری ہوئی تھیں۔دل کی نرم مگر غصے میں سخت،اور اپنی انا پر حد سے زیادہ قائم رہنے والی وہ لڑکی کوئی اور نہیں بلکہ انابیہ تھی۔"تمھیں پتہ ہے ائزل"وہ یکدم ہی گہری سانس لے کر خود کو سنبھالتی ہوئی،ائزل کی طرف متوجہ ہو کر بولی۔"آج ہماری دوستی کو پورے سات سال کمپلیٹ ہو گئے ہے...اور پتہ ہے کہتے ہے جن کی دوستی سات سال سے زیادہ دن تک ٹک جائے وہ پھر کبھی نہیں ٹوٹتی"اُس نے جذبات کے طوفان میں گھِر کر ایک ہی سانس میں سب کچھ کہہ دیا۔

"اچھا"ائزل نے محض ایک لفظ میں جواب دے کر خاموشی اختیار کر لی۔اُس کی یہ بے رخی دیکھ کر انابیہ نے ناگواری سے چہرہ سکیڑا اور عجیب سے انداز میں پوچھنے لگی۔"کیا تمھیں سن کر خوشی نہیں ہوئی؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اُس کی بات سنتے ہی ائزل نے فوراً جھٹکے سے جواب دیا۔ ”نہیں انابیہ! ایسا ہر گز نہیں ہے... میں خوش ہوں۔“ مگر اُس کی آواز اور آنکھوں کی گہری خاموشی صاف بتا رہی تھی کہ وہ اب بھی کسی انجانی سوچ میں گم ہے۔

"تم کچھ سوچ رہی ہو؟" انابیہ نے نرمی سے اُس کا چہرہ اپنی طرف موڑا۔ ائزل کی آنکھوں کی نمی اور لبوں کی خاموشی صاف ظاہر کر رہی تھی کہ وہ اندر ہی اندر کسی گہری اداسی میں ڈوبی ہوئی ہے۔

انابیہ کے اس سوال پر ائزل نے نظریں جھکا لیں اور کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد دھیمی، ٹوٹتی ہوئی آواز میں بولنے لگی۔ "دیکھو نہ ہم سات سالو سے ایک ساتھ ہے اور... یہ ہمارا لاسٹ ائیر تھا اس کے بعد تم اپنے گھر چلی جاؤ گی۔ پھر پتہ نہیں ہم کبھی مل بھی پائے گے یہ نہیں"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کی بات سن کر انابیہ ذرا ٹھہری، پھر سوچتے ہوئے آہستہ سے بولی۔ "ہمم... بات تو ٹھیک ہے، لیکن ابھی تو پیپر زباقی ہیں۔ہاں، یہ سچ ہے کہ ہم روز نہیں مل پائیں گے، مگر ہم روز بات تو کریں گے ناں۔ آخر کار، ہم دو جسم ہی نہیں بلکہ ایک جان ہیں۔"

انابیہ کی یہ بات سن کر ائزل کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ بکھر گئی۔اُس کے دل کا بوجھ لمحہ بھر کو ہلکا سا کم ہوتا محسوس ہوا، جیسے انابیہ کی سچی دوستی اور مان بھرے الفاظ نے اُس کی سوچوں کے اندھیروں میں ذرا سی روشنی جلا دی ہو۔اُس کی آنکھوں کی گہرائی میں چھپی اداسی ابھی باقی تھی، مگر ہونٹوں پر کھلنے والی یہ مسکراہٹ اس بات کی گواہی دے رہی تھی کہ انابیہ کی موجودگی اُس کے لیے ڈھارس کا سامان ہے۔ "ہمم.. وہ تو ہے میری حبیبۃ الروح" ائزل نے ہنستے ہوئے کہہ کر انابیہ کے گال تھپتھپا دیے۔

"چلو اب لیٹ ہو رہے ہیں" وہ بولتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھی۔

انابیہ نے ائزل کی بات سنی تو فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔ "ہاں چلو" اُس نے اپنے بالوں کو ایک جھٹکے سے سنبھالا، دوپٹہ ٹھیک کیا اور ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ائزل کے قدموں کے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ساتھ قدم ملا لیے۔ گویا وہ یہ جتانا چاہتی ہو کہ راستہ چاہے کتنا ہی مشکل کیوں نہ ہو، وہ ہمیشہ ائزل کے ساتھ ہے۔ وہ دونوں ساتھ ہی گیٹ کے باہر آئے۔

"ائزل سنو.. مجھے تمہاری نوٹس دو میں کمپلیٹ کر کے کل تمھیں لوٹا دوں گی" وہ ائزل کو مخاطب کرتی ہوئی بولی۔

"ہاں" ائزل نے چلتے چلتے اپنے کندھے سے بیگ اُتارا اور آہستگی سے زِپ کھولنے لگی۔ اُس کی نظریں بیگ کے اندر نوٹس تلاش کر رہی تھیں کہ اچانک وہ جیسے کسی خیال میں گم ہو گئی۔ نوٹس ہاتھ میں تھام کر اُس نے ایک لمحے کو رُک کر انابیہ کی طرف دیکھا، ہلکی سی سنجیدگی اُس کے چہرے پر اُبھری اور لبوں پر ایک ٹھہراؤ سا آ گیا۔ پھر گہری سانس لے کر آہستہ مگر واضح لہجے میں بولی "لیکن ہاں... اس بار پچھلی بار کی طرح سب کچھ خراب مت کر دینا۔" یہ کہتے ہوئے اُس کی آنکھوں میں پرانی یاد کی جھلک صاف جھلک رہی تھی۔

ائزل کی بات سنتے ہی انابیہ بے اختیار ہنس پڑی۔ اُس نے شرارت بھری مسکراہٹ کے ساتھ کہا "ارے نہیں بابا... اس بار بالکل خراب نہیں کروں گی، اب تو دے دو نا۔"

"ہمم" اُسنے نوٹس نکال کر انابیہ کے ہاتھوں میں تھمادی۔

سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ آسمان کے بیچوں بیچ کھڑا تھا اور تیز روشنی زمین کو بھگوئے دیتی تھی۔ گرم ہوا کے جھونکے کبھی کبھی ان کے چہروں کو چھوتے تو پسینے کی ننھی ننھی بوندیں ماتھے پر چمکنے لگتیں۔ سڑک کے کنارے موجود پیڑوں کی چھاؤں ذرا سی راحت دیتی مگر چلتے ہی پھر دھوپ اپنی شدت کے ساتھ اُنہیں اپنے حصار میں لے لیتی۔ گاڑیوں کے ہارن اور چلتی ٹریفک کی گرمی میں لپٹی آوازیں ماحول کو مزید بوجھل بنا رہی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایسے میں انابیہ نے آنکھوں کو دھوپ سے بچاتے ہوئے ذرا ائزل کی طرف دیکھا اور ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھنے لگی۔۔۔"اچھا ویسے تمھیں یونیورسیٹی جانا ہے نہ آگے اسٹڈیس کے لیے"

"ہمم جانا تو ہے لیکن" ائزل سوچ میں پڑ گئی۔

"لیکن کیا"

"میں نے مما اور بابا سے اس بارے میں بات کی تھی، مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔" یہ کہتے ہوئے ائزل کے لبوں پر سجی مسکراہٹ یکدم مدھم پڑ گئی اور اُس کے چہرے کی چمک جیسے کسی نے اچانک چھین لی ہو۔

"تو تم ضد کرو نہ میں بھی رہوں گی وہاں تمہارے ساتھ"

اُس کی بات سن کر ائزل نے تعجب سے آنکھیں پھیلا دیں اور گھورتے ہوئے پوچھا "تم دہلی میں رہ کر ہوسٹل میں رہو گی؟"

"ہاں!" انابیہ نے بے تاثر اور سپاٹ لہجے میں مختصر سا جواب دیا۔

ائزل اسے مسلسل حیرت زدہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اُس کی آنکھوں میں تعجب کے ساتھ ساتھ بے یقینی کی جھلک بھی نمایاں تھی، جیسے وہ انابیہ کے الفاظ پر یقین ہی نہ کر پا رہی ہو۔ اُس کے لب ہلکے سے نیم وا تھے، مگر زبان جیسے گنگ ہو گئی تھی۔ اور نگاہیں انابیہ کے چہرے پر ٹکی رہیں، گویا وہ اُس کی آنکھوں سے جھانک کر اس جواب کی اصل حقیقت جاننا چاہتی ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ایسے کیوں دیکھ رہی ہو.."انابیہ نے بے چینی سے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔اُس کی آواز میں پہلی بار غیر معمولی سنجیدگی جھلک رہی تھی۔۔"میں مذاق نہیں کر رہی ہوں اگر تم وہاں میرے ساتھ ہو گی تو میں بھی رہوں گی نہ تمھارے ساتھ"

اُس کی آنکھوں میں بے یقینی کی چمک تھی اور لبوں پر سوال کی سختی۔ جھٹ سے لہجے میں خفگی اُبھر آئی جب اُس نے جواب دیا۔"میں تو بس اِس لیے دیکھ رہی ہوں کہ تمھیں تو یونیورسٹی جانا ہی نہیں تھا... پھر یہ اچانک فیصلہ کیسے بدل گیا؟ آخر ہوا کیا ہے؟" کہتے ہوئے ائزل کی نگاہیں مسلسل انابیہ پر جمی رہیں، جیسے وہ اُس کی آنکھوں کے اندر جھانک کر چھپی ہوئی سچائی کھوج لینا چاہتی ہو۔ائزل کی بات سن کر انابیہ کے لبوں پر ایک نرم سی مسکراہٹ اُبھر آئی۔اُس نے جیسے لمحہ بھر کو ساری سنجیدگی پسِ پشت ڈال دی اور دھیرے سے نظریں ائزل پر ڈال کر بولی۔"ہمم... جانا تو واقعی میرا ارادہ نہیں تھا، لیکن اب سوچ رہی ہوں۔"اُس کے لہجے میں ہلکی سی شرارت اور گہری سوچ کا امتزاج تھا، جیسے وہ خود بھی اپنی بدلتی ہوئی خواہش پر حیران ہو۔ مسکراہٹ کے باوجود آنکھوں کی گہرائی میں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایک انجانی بے چینی جھلک رہی تھی، جو صاف ظاہر کر رہی تھی کہ یہ فیصلہ آسانی سے نہیں لیا گیا۔ ائزل نے انابیہ کی بات سنی تو اُس کے چہرے پر الجھن صاف جھلکنے لگی۔ اُس کی بھنویں ہلکی سی سکیڑ گئیں اور آنکھوں میں سوالیہ تاثر اُبھر آیا۔ وہ چند لمحے اسے بغور دیکھتی رہی، پھر بے اختیار لب کھولتے ہوئے دھیمی مگر حیران آواز میں بولی۔ "اچانک کیا ہو گیا ہے، انابیہ؟" اُس کے لہجے میں الجھن کے ساتھ بے چینی بھی شامل تھی، جیسے وہ انابیہ کے بدلتے فیصلے کو سمجھنے کی پوری کوشش کر رہی ہو مگر حقیقت پھر بھی اُس سے اوجھل ہو۔

انابیہ نے کچھ سوچ میں گم ہو کر، لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ سجائے، بے دھیانی میں کہا۔ "اس سے ملنے کے بہانے مل جائیں گے..." یہ الفاظ اُس کے منہ سے نکلے، مگر اس کے لہجے میں خاموش خواہش اور چھپی ہوئی اُمید کا رنگ واضح تھا۔ جیسے یہ جملہ محض ایک بات نہیں بلکہ اُس کے دل کی ایک چھپی ہوئی آرزو کی عکاسی کر رہا ہو۔ انابیہ خود بھی فوراً یہ سمجھ گئی کہ وہ شاید بے دھیانی میں اپنی جذباتی خواہش بیان کر بیٹھ گئی ہے۔ ائزل کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ لمحہ بھر کے لیے جیسے کچھ سمجھ نہ پائی۔ تھوڑی سی حیرانی اور الجھن کے ساتھ

اُس نے دھیمی مگر پُراثر آواز میں پوچھا۔ "کیا کہا؟... کس سے ملنے کے بہانے؟" اُس کی نظریں انابیہ پر جمی رہیں، ہر لفظ کو سمجھنے کی کوشش میں، اور لبوں پر چھوٹی سی سختی جھلک رہی تھی، گویا وہ یقین کرنا چاہتی ہو کہ اُس نے واقعی جو سنا وہی کہا گیا۔ انابیہ کی زبان جیسے اٹک گئی ہو، ہونٹوں سے بے ترتیب الفاظ نکلنے لگے۔ "ام... وہ میں... کچھ... کچھ نہیں..." ائزل کے سوال سن کر وہ اچانک ہڑبڑا گئی۔ اُس کی آنکھیں لمحہ بھر کے لیے گھبرا کر پھرتی رہیں، ہاتھ بے ساختہ ہلنے لگے اور دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ وہ جیسے اپنے جذبات اور الفاظ کے درمیان پھنس گئی ہو، اور ہر لفظ جو اُس کے منہ سے نکلتا، اُس کی بے چینی اور الجھن کو مزید واضح کر رہا تھا۔ "انابیہ، تم مجھ سے کچھ تو چھپا رہی ہو،؟" ائزل نے نرم لیکن پر اثر انداز میں اُس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا، جیسے وہ اُس کے دل کی ہر بات جاننا چاہتی ہو۔

"نہیں... ائزل، ایسا کچھ نہیں..." وہ ہچکچاتے ہوئے بولی، اور اس کی نظریں بے یقینی سے ادھر ادھر دوڑ رہی تھیں، جیسے کوئی راز چھپانے کی کوشش کر رہی ہو۔

ائزل لمحے بھر کے لیے رک گئی،"سچ بتاؤ..." پھر اُس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر نرم لیکن پر اثر انداز میں بولی۔"ارے نہیں... ایسا کچھ نہیں ہے..."انابیہ نے ہلکی ہچکچاہٹ کے ساتھ کہا،اور اپنی نظریں فوراً نیچے جھکا لیں،ہر حرکت میں اس کی بے چینی اور چھپائے ہوئے راز کی سرسری جھلک صاف دکھائی دے رہی تھی،گویا اس کے اندر کچھ چھپا ہوا تھا جو کہنا ابھی وقت کی بات تھی۔اُس کی اس حرکت کو دیکھ کر ائزل کی آنکھوں میں ہلکی سی چمک دوڑ گئی،اور وہ جھٹ سے بولی،"ہمم... اب مجھے یقین ہو گیا ہے،تم کچھ چھپا رہی ہو!" اُس کی آواز میں تجسس اور تھوڑی سی نرمی دونوں شامل تھیں،اور ہر لفظ انابیہ کے دل میں ایک غیر محسوس سنسنی چھوڑ گیا۔"نہیں نا"

"بتاؤ مجھے..."ائزل کی آواز میں ہلکی سی سختی اور جستجو آ گئی،اور اب وہ واضح طور پر ضد کرنے لگی۔اُس کی نظریں انابیہ کی آنکھوں میں جمی ہوئی تھیں،

"اچھا..." انابیہ نے گہری سانس اندر کھینچتے ہوئے کہا، "سہی وقت آنے پر بتادوں گی۔"

ائزل کی آنکھوں میں تجسس جھلک رہا تھا، وہ تھوڑا ہچکچاتی ہوئی بولی، "کیا ابھی سہی وقت نہیں ہے؟" انابیہ نے نرمی سے جواب دیا، "نہیں..."

"لیکن..." ائزل نے زور دے کر پوچھا، "ائزل، ابھی نہیں!" انابیہ نے اچانک بات کاٹ دی، اور اس کی نگاہیں تھوڑی دیر کے لیے زمین پر جمی رہیں، جیسے کوئی راز چھپانے کی کوشش کر رہی ہوں۔ ائزل نے پھر مزید سوال کرنے کی ہمت نہیں کی، اس لمحے میں ایک خاموشی چھا گئی، جو دونوں کے درمیان محسوس کی جا سکتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اور سنو..." انابیہ نے خاموشی توڑتے ہوئے کہا، اُس کی آواز میں ہلکی سی سنجیدگی تھی، "پیپرز کے بعد تمہارے ماما بابا سے پھر یونیورسٹی کے بارے میں بات کرنا۔"

"ہاں"

"اچھا، چلو پھر... کل ملتے ہیں۔ کل وقت سے آنا..." انابیہ نے دوسرے راستے کی طرف مڑتے ہوئے کہا، اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی اور نگاہیں ائزل کی طرف بار بار پلٹ رہی تھیں۔

"ہاں ہاں... اور تم نوٹس یاد سے لانا!" ائزل نے شفیق مگر سنجیدہ انداز میں جواب دیا۔

"ہمم... بائے..." انابیہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا، اور چلتے چلتے اس کی آواز میں نرم ہنسی گھل گئی۔ کچھ ہی دیر میں ائزل گھر پہنچی۔ خدیجہ اور آمنہ لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی آپس میں گفتگو کر رہی تھیں۔ ائزل آہستہ آہستہ اندر داخل ہوئی۔ "اسلام و علیکم" دروازہ عبور کرتے ہی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور مسکراتے ہوئے خدیجہ اور آمنہ کی طرف بڑھ گئی، جو صوفے پر بیٹھی گہری گفتگو میں مصروف تھیں۔ "وعلیکم اسلام۔۔ کیسی ہو بیٹا"

"الحمد اللہ ٹھیک ہوں خالہ آپ کیسی ہیں؟" وہ مسکراتی ہوئی آمنہ کے برابر آ کر بیٹھ گئی اور نرمی سے اُن کی گفتگو میں دلچسپی کے ساتھ شامل ہو گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کتنی بڑی ہو گئی ہیں یہ...یاسر بھائی کی شادی میں دیکھا تھا کتنی چھوٹی تھی" آمنہ نے شفقت بھری مسکراہٹ کے ساتھ ائزل کے سر پر ہاتھ پھیرے۔

"ہمم...بچے دیکھتے ہی دیکھتے کب بڑے ہو جاتے ہیں پتہ ہی نہیں چلتا" خدیجہ مسکراتی ہوئی بولی۔"چلو بیٹا جلدی سے جا کر فریش ہو آؤ۔۔میں کھانا لگاتی ہوں" خدیجہ نے نرمی سے ائزل کی طرف دیکھ کر بات کہی،اور خدیجہ کی بات سن کر ائزل نے خاموشی سے اثبات میں سر ہلایا، پھر آہستہ آہستہ اٹھ کر قدم بڑھاتی ہوئی اوپر اپنے کمرے کی جانب چلی گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تھوڑی دیر بعد،ائزل تازہ دم ہو کر کمرے سے باہر نکلی۔اُس نے پیچھے مڑ کر کمرے کا دروازہ لاک کیا۔وہ اچانک ہی مڑی تھی کے کسی سے ٹکرا گئی۔

"اف سوری...سوری" سفید شرٹ،سیاہ پینٹ پر کشش نقوش ایک نوجوان پیچھے کی طرف ہوا کافی دراز قد تھا اتنا کے ائزل اُس کے سامنے چھوٹی بچی نظر آ رہی تھی۔"جی...آ...آپ

کون؟"ائزل نے حیرت اور ہلکی سی گھبراہٹ کے ساتھ پوچھا۔وہ نوجوان اُسے پہلی بار نظر آیا تھا،اور اچانک ٹکرانے کی وجہ سے وہ کافی ڈر گئی تھی۔"اُم...ایک منٹ..."ائزل نے لمحے بھر رک کر اپنے جذبات سنبھالے،پھر پیچھے ہٹتے ہوئے بولی،"آپ آمنہ خالہ کے ساتھ آئے ہیں،ہے نا؟"نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا،"ہمم...ہاں..."پھر تھوڑا ہچکچاتے ہوئے کہا،"میں...غلط نہیں ہوں تو تم ائزل ہو؟"

"ہاں جی..."ائزل نے سر ہلا کر جواب دیا۔

"ہمم..."نوجوان پیچھے ہٹتے ہوئے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا،لیکن ائزل کی آنکھوں میں چمک اور دل میں چھپی شرارت نے اسے حیران کر دیا۔ائزل نے ایک پل کے لیے اُس کی طرف دیکھا،پھر اچانک تیزی سے اُس کے آگے نکلتے ہوئے سیڑھیوں کی طرف دوڑ لگائی۔"چہرے سے کتنی معصوم لگتی ہے لیکن ہے کتنی شرارتی"وہ اُسے یوں بھاگتا دیکھ کر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ من ہی من کہنے لگا۔وہ آہستہ آہستہ سیڑھیاں اُترنے لگا،قدموں کی آوازیں اس کے اور ائزل کے بیچ کے فاصلے کو چھوٹا کرتی جا رہی تھیں۔ہر قدم کے ساتھ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ائزل کے انداز اور اُس کی حرکات کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ ائزل تیز قدموں سے دوڑتی ہوئی ڈائننگ ٹیبل تک پہنچی، ایک جھٹکے میں کرسی اپنی طرف کھینچی کر بیٹھ گئی۔ اُس نے ابھی پہلا لقمہ کھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اُٹھی۔ تھوڑا سا حیران ہوتے ہوئے اُس نے فون اٹھایا۔ "ہیلو... سنو نا، کیا کر رہی ہو ائزل ابھی؟" کال کے دوسری طرف انابیہ کی پر جوش آواز سنائی دی۔ "ڈانس کر رہی ہوں... آجاؤ، تم بھی کر لو!" اُس نے شرارتی انداز میں، تھوڑا سا غصہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ اس کی یہ بات سنتے ہی روحان زیرِ لب ہنسنے لگا۔ اُسے ایسے ہنستے دیکھ کر ائزل کی آنکھیں بڑی بڑی ہو گئیں اور وہ حیرت و تھوڑی سی ناراضگی کے مکس جذبات کے ساتھ اُسے گھورنے لگی۔ "کھانا کھا رہی ہوں، انابیہ، بعد میں بات کرتی ہوں۔" ائزل کی نظریں پوری طرح روحان پر مرکوز تھیں۔ فون پر جواب دے کر اُس نے کال کاٹی، لیکن اُس کی نگاہیں ابھی بھی روحان کی طرف جمی ہوئی تھیں۔ "کس بات پر دانت دکھا رہے تھے؟" ائزل نے تیکھے، کچھ تلخ لہجے میں روحان سے پوچھا۔ اُس کے اس سوال اور انداز نے فوراً ماحول بدل دیا۔ جہاں کچھ لمحے قبل سب اپنے اپنے کھانے میں

مصروف تھے اب ہر شخص کی نظریں خود بخود ائزل کی طرف مڑ گئیں۔اُس کے لبوں پر ہلکی سی تلخی،اور پورے بدن سے نکلنے والی سنجیدگی نے محفل میں ایک قسم کی کشش پیدا کر دی تھی۔

روحان نے بھی ایک پل کے لیے نظریں جھکائیں،مگر اُس کی ہونٹوں پر وہی شرارتی مسکراہٹ باقی تھی،جو ائزل کی سخت نظریں دیکھ کر اور بھی نمایاں محسوس ہو رہی تھی۔

خدیجہ نے ائزل کی طرف سخت نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔"ائزل!یہ کیا بدتمیزی ہے...بڑوں سے اس طرح باتیں کی جاتی ہیں؟فوراً معافی مانگو!"خدیجہ کا لہجہ واقعی بگڑ گیا تھا۔

"لیکن مما...میرا مطلب تھا کہ...کھاتے وقت ہنسا نہیں کرتے!"ائزل نے ہڑبڑا کر،ہلکی سی شرمندگی اور اضطراب کے ساتھ جواب دیا۔اُس کے ہونٹ تھوڑے کانپ رہے تھے اور آنکھیں نیچی ہو گئی تھیں،جیسے اُس نے اچانک اپنی بات کی غلط فہمی محسوس کر لی ہو۔خدیجہ کی سخت نظریں اور ماحول کی سنجیدگی نے ائزل کو مزید گھبرا دیا۔وہ الفاظ کے درمیان کچھ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور کہنا چاہتی تھی، مگر آواز دبی ہوئی اور لہجہ الجھا ہوا سا تھا۔ تبھی روحان ایک دم ہی بول پڑا۔ "آنٹی ڈانٹے نہیں بچی ہے... اُس کا کوئی غلط مطلب نہیں تھا"۔ اس کی اچانک بات نے ماحول میں ہلچل مچادی۔ ائزل کی آنکھیں حیرت سے وسیع ہو گئیں اور وہ چند لمحوں کے لیے بول تک نہ پائی۔ اُس کے لب ہلکے سے کھلے اور پھر بند ہو گئے، جیسے وہ ابھی تک یہ سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو۔ روحان نے خاموشی کے ساتھ سر ہلایا، اور اُس کی آنکھوں میں اطمینان کی چمک تھی، جیسے وہ جانتا ہو کہ اُس کی بات نے غلط فہمی ختم کر دی ہے۔ ائزل کی نظریں ابھی بھی اُس پر جم گئی تھیں، حیرت اور قدرے شرارت کے ملا جلا اظہار اُس کے چہرے پر واضح تھا۔

روحان اپنا کھانا ختم کر کے وہاں سے اٹھنے لگا کہ اچانک آمنہ نے پیچھے سے آواز لگائی،

"روحان... تمہارے پاپا نے کال کرنے کے لیے کہا ہے، یاد سے کال کر دینا۔"

"جی امی..." روحان نے جواب دیا اور پھر اوپر جانے کے لیے قدم بڑھایا۔ یہ سب ائزل کے لیے حیرت انگیز تھا۔ اُس نے اپنا ہاتھ منہ کے پاس لا کر روک دیا۔ "امی..." ائزل نے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دھیمی آواز میں کہا، جیسے اپنی سوچ کو پُرسکون رکھنے کی کوشش کر رہی ہو، "کیا... کیا روحان آمنہ خالہ کے بیٹے ہیں؟" اُس کے سوال میں نہ صرف حیرت تھی بلکہ دل میں چھپی ہوئی تجسس اور تھوڑی سی بے یقینی بھی جھلک رہی تھی۔

"کیا ہوا... رک کیوں گئی تم؟" خدیجہ نے نرم لہجے میں، ائزل کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔ ائزل نے ایک لمحے کے لیے سر ہلکا سا جھکایا۔ "ک۔۔ کچھ نہیں مما" کہہ کر وہ دوبارہ کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی، مگر اُس کے ذہن میں ابھی بھی وہ سوال گھوم رہا تھا جس نے اُسے رکنے پر مجبور کیا تھا۔ خدیجہ کی مہربان نظر اور اُس کی پرسکون موجودگی نے ائزل کو تھوڑا سکون دیا، لیکن خاموشی میں چھپی یہ کیفیت ماحول کو نرم مگر سنجیدہ رکھ رہی تھی۔

✧....✧....✧

کھانے کے بعد سب لان میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ ہلکی ہنسی اور گفتگو کا ماحول خوشگوار تھا۔ اچانک حافظ ادھر اُدھر نظر دوڑاتے ہوئے بولے، "ائزل کہاں ہے؟"

خدیجہ نے جھٹ سے جواب دیا،"اپنے کمرے میں ہو گی۔"

"ہمم... روز کھانے کے بعد باہر آتی ہے، آج آئی نہیں،اس لیے پوچھ لیا۔"

"ہاں،وہ اُس کے امتحان چل رہے ہیں،پڑھائی میں مصروف ہو گی۔"خدیجہ نے وضاحت کی۔

اسی لمحے پیچھے سے آواز آئی،"بابا... چاے!"حافظ نے پلکیں جھپکائیں اور مڑ کر دیکھا تو ائزل چاے کا ٹرے ہاتھ میں لیے اسی طرف آ رہی تھی۔حافظ نے گہری سانس بھرتے ہوئے کہا، "مجھے لگا آج بھول گئی۔"

ائزل نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ ٹرے ٹیبل پر رکھتے ہوئے جواب دیا،"بابا،میں سب کچھ بھول سکتی ہوں،لیکن آپ کی چاے نہیں!"ائزل نے ایک ایک کر کے سب کو چاے پیش کی،وہ روحان کے لیے بھی چاے لائی تھی۔

"ممارو حان کہاہے"اُس نے ہاتھ میں چاے کا کپ لیے خدیجہ سے پوچھا۔"وہ ابھی ابھی اندر گیاہے"جواب پر ائزل نے تھوڑی دیر سوچا،پھر اپنے چہرے پر چھپی شرارت بھری

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مسکراہٹ کے ساتھ من ہی من بولی، "اچھا موقع ہے کہ نہ صرف چائے دوں بلکہ ساتھ ہی 'سوری' بھی بول دوں!" سوچتے ہوئے اُس نے ٹرے سے ایک اور چائے کا کپ اٹھایا اور نرم قدموں سے اندر کی طرف بڑھ گئی۔ روحان گیسٹ روم میں نہیں تھا، ائزل نے چند لمحے جھانکا، پھر تیز قدموں سے ٹریس کی طرف بڑھ گئی۔ اور اُسے اندازہ تھا کہ روحان ابھی اندر موجود ہے۔

"چائے!" ائزل نے دروازے کے قریب پہنچتے ہی ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ آواز لگائی۔ "نو تھینکس..." روحان پیچھے مڑے بغیر بے ساختہ بول پڑا۔ "کیا آپ ناراض ہیں مجھ سے؟" ائزل کی آواز نرم، مگر ہلکی سی لرزش کے ساتھ گونجی۔ وہ پلکیں جھپکاتے ہوئے تھوڑی ہچکچاہٹ کے ساتھ پوچھ رہی تھی۔ روحان جواب تک کال پر ائزل کی طرف اپنی پشت کیے ہوئے کھڑا تھا۔ ائزل کی معصوم آواز سنتے ہی مڑا۔ اُس کی نظریں ائزل پر جم چکی تھی۔ اُسے کال پر دیکھ ائزل نے اپنی نظریں اُس سے ہٹالی پھر اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے اپنے قدم پیچھے کی طرف لے لیے۔ "میں بعد میں کال کرتا ہوں..." ائزل کو واپس جاتا دیکھ

روحان نے کال کاٹ دی۔ "ائزل رکو" روحان نے دھیمی مگر پختہ آواز میں کہا۔ اُس کی آواز سن کر ائزل نے قدم فوراً روک دیے۔ وہ اپنی دھیمی، مگر پراعتماد رفتار سے اُس کے قریب آ کھڑا ہوا۔ "وہ... میں چائے لائی تھی، آپ کے لیے..." ائزل نے ہلکی سی جھجک کے ساتھ کہا، اور کپ کی طرف نظریں گرا کر کہا۔ "اور... سوری، مجھے آپ سے اُس طرح بات نہیں کرنی چاہیے تھی..." ائزل نے سر جھکاتے ہوئے کہا، الفاظ میں شرم اور ہچکچاہٹ دونوں تھیں۔ روحان نے قدم بڑھایا، اور نرمی سے ائزل کے ہاتھوں سے چائے کا کپ لے کر ٹیبل پر رکھ دیا، جیسے اس چھوٹی سی حرکت سے اُس کی دل کی سنجیدگی اور فکر ظاہر ہو رہی ہو۔ "کوئی بات نہیں... مجھے برا نہیں لگا... اور ویسے، میں دیکھ ہی چکا ہوں کہ کتنی شرارتی ہو تم۔" روحان کی بات پر ائزل کی نظریں فوراً اٹھیں اور وہ ہلکی حیرت کے ساتھ اُس کی طرف دیکھنے لگی۔ "مطلب...؟" اُس نے دھیمی آواز میں پوچھا، دل میں دلچسپی اور تھوڑی سی الجھن کے ساتھ۔ "ہمم... بچپن سے جانتا ہوں تمہاری شرارتوں کے بارے میں۔" روحان نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔ "میں تو آپ کو جانتی بھی نہیں

تھی... اور پتا ہے، مجھے لگا آپ آمنہ خالہ کے ساتھ آئے ہیں، لیکن یہ نہیں پتا تھا کہ آپ اُن کے بیٹے ہیں!" ائزل نے جھٹ سے کہا، الفاظ میں حیرت اور تھوڑی سی الجھن صاف تھی۔

"سچ میں؟ تمہیں واقعی نہیں پتا تھا؟" روحان نے سر ہلکا سا جھکا کر حیرانی سے پوچھا۔

"اور کیا... مجھے تو تب پتہ لگا جب آپ نے انہیں 'امی' کہا۔" ائزل بولتی ہوئی آہستہ آہستہ آگے آ کر بیٹھ گئی۔ روحان بھی ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ اُس کے پیچھے آ کر اُس کے برابر بیٹھ گیا۔ "اوہ... تو اس لیے تم مجھے اتنی حیرانی سے دیکھ رہی تھی!" روحان نے ہنسی کے ساتھ طنزیہ انداز میں کہا۔ "میں واقعی حیران تھی..." ائزل بھی ہنس پڑی۔ "پھر مجھے لگا کہ آپ سے معافی مانگنی چاہیئے، اِس لیے چائے کے بہانے یہاں آپ سے معافی مانگنے چلی آئی۔" ائزل نے رک کر نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔

"نہیں، معافی مت مانگو... میں غصہ نہیں ہوں۔" روحان کی آواز میں مٹھاس اور سنجیدگی دونوں جھلک رہی تھیں، اور الفاظ کے ساتھ ایک خاموش اطمینان بھی محسوس ہو رہا تھا۔ ائزل ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی، "اور تو اور، تھنکس... آپ نے مجھے ممی کی ڈانٹ سے بھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بچالیا،ورنہ مجھے تو بہت ڈانٹ پڑتی!"وہ بیٹھے بیٹھے،اپنے انداز میں،بغیر رکے بولتی رہی، جیسے ہر لفظ اُس کی دلکش شرارت کا حصہ ہو۔روحان اسے غور سے دیکھتا رہا۔اُس کی نظریں ائزل کی طرف جم گئی تھیں،ہر حرکت،ہر جھلکی،ہر ہلکی سی مسکراہٹ اُس کے دل کو چھو رہی تھی۔اچانک ائزل نے محسوس کیا کہ وہ اُسے غور سے دیکھ رہا ہے۔وہ رک گئی،اور اضطراب کے مارے نظریں نیچے جھکالیں۔یہ منظر روحان کے دل میں ہلکی سی گرماہٹ پیدا کر گیا۔اُس نے خود کو قابو میں رکھتے ہوئے اپنی نظریں ہٹالیں،مگر دل کی دھڑکنیں ابھی بھی اس لمحے میں محو تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد،ائزل نے شرارتی سا انداز اپناتے ہوئے پوچھا،"کیا... آپ چاے ٹھنڈی پیتے ہیں؟"

روحان نے ائزل کی طرف نظریں اٹھائیں،اور ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا،"ارے نہیں،چاے ٹھنڈی کون پیتا ہے!"ائزل نے ہلکی شرارت کے ساتھ چاے کا کپ اٹھایا اور آہستہ آہستہ روحان کی طرف بڑھایا۔"تو پھر پی لیں،ٹھنڈی ہو جائے گی!"اُس کی آواز میں

چھوٹی سی ہچکچاہٹ اور دلچسپی دونوں تھیں۔ روحان نے نرم لہجے میں، لیکن مسکراتے ہوئے، ائزل کے ہاتھوں سے چائے کا کپ لے لیا۔ وہ چائے کا ایک گھونٹ لے کر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی، "کچھ زیادہ بولتی ہوں نہ میں؟" "کچھ" روحان نے کپ لبوں سے ہٹاتے ہوئے دھیمی آواز میں جواب دیا، "کچھ زیادہ ہی زبان چلتی ہے تمہاری۔" ائزل نے ہلکی شرارت کے ساتھ کہا، "اوہ... ویسے میں زیادہ کسی سے بات نہیں کرتی، لیکن ہاں، اگر کسی کے ساتھ کمفرٹیبل ہو جاؤں تو بہت بولتی ہوں۔"

"اچھا... مطلب تم میرے ساتھ کمفرٹیبل ہو؟" روحان نے اچانک سوال کیا، ائزل فوراً ہنس پڑی، "ارے نہیں نہیں... اگر کمفرٹیبل ہوتی تو آپ ابھی تک سکون سے بیٹھے نہ ہوتے!" روحان نے دلچسپی سے پوچھا، "وہ کیسے؟"

ائزل نے شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا، "وہ ایسے جناب... میں بولتی بہت ہوں۔ میری باتیں انسان کو اتنا تھکا دیتی ہیں کہ وہ ہمیشہ کے لیے سونے کے لیے تیار ہو جاتا ہے!" وہ ہنستی ہوئی بولی۔ روحان نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا، "اچھا... لیکن میں دوسروں کی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

طرح نہیں ہوں۔ میں تمہاری پوری باتیں سن سکتا ہوں، اگر تم سنانا چاہو تو۔" وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا، اور نظریں ابھی بھی ائزل پر جمائی رکھی۔ ائزل نے تھوڑا ہچکچاتے ہوئے کہا،

"ہاں... آپ میرے ساتھ زیادہ فری نہ ہونا۔ آپ نہیں جانتے کہ ائزل صدیقی کس مصیبت کا نام ہے!" روحان نے اُس کی بات پر ہنستے ہوئے کہا، "ہمم" پھر اچانک رک کر جھکتے ہوئے جواب دیا، "روحان نام کی مصیبت بھی کسی سے کم نہیں!"

اُس کے جواب پر ائزل بالوں میں انگلیاں پھیرتی ہوئی بولی۔ "اوہ... اچھا۔ تو پھر مجھ سے بڑی مصیبت تو نہیں!"

"ہمم۔۔ چلو کوئی بات نہیں تم سے چھوٹی مصیبت" وہ پیچھے کو ہو گیا۔

"اوہ نو..." اچانک ہی ائزل اپنا سر پکڑتے ہوئے کھڑی ہو گئی، جیسے اپنی بے فکری پر شرمندگی محسوس کر رہی ہو۔ اُس دیکھ روحان فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ "کیا ہوا... ٹھیک ہو نا؟" اُس نے فکر مند لہجے میں سوال کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ائزل نے تھوڑی دیر خود کو سنبھالا، پھر سانس بھرتے ہوئے کہا،"کل ایگزیم ہے،اور... اور میں یہاں بے شرمی سے گپ شپ کر رہی ہوں!"اُس کے جواب پر روحان نے گہری سانس بھرتے ہوئے ہاتھ جیب میں ڈالے کھڑا ہو گیا۔"بس... اتنی سی بات؟تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا!"اُس کی آواز میں ہلکی مسکراہٹ اور حیرت دونوں تھی۔

ائزل نے اپنے ہاتھ ہٹاتے ہوئے اور نظریں تیکھے کر کے کہا،"آپ کو یہ اتنی سی بات لگتی ہے؟"

"ویسے اگر تمھیں کوئی ہیلپ چاہیئے تو میں مدد کر دوں؟"

"کیا ہیلپ کرے گے آپ؟؟اور کیسے؟"وہ تھکی انداز میں پوچھنے لگی۔

"پوچھ رہا ہوں اگر کوئی مدد چاہیئے تو بتانا ضرور"

"ہاں۔۔ہاں"وہ بولتی ہوئی وہاں سے جانے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ارے چاے کے کپ۔۔۔ تو لے جاؤ" اس سے پہلے کے روحان کچھ بول پاتا ائزل وہاں سے جا چکی تھی روحان پھر بیٹھ گیا۔ "یہ لڑکی بھی نہ..." روحان نے دل ہی دل میں سوچا۔ اُس کے ہاتھوں میں ابھی بھی چاے کے کپ تھے۔ کپ کو دیکھتے ہوئے اُس نے آہستہ سے کہا، "چلو، کوئی بات نہیں... میں ہی رکھ آتا ہوں۔" روحان کپ لے کر کچن کی طرف بڑھ آیا کچن پر کپ رکھ کر اُس نے اوپر کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے گیسٹ روم کی راہ لی۔ گیسٹ روم سے پہلے ائزل کا کمرہ آتا تھا۔ دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا، اور روحان کی تجسس بھری نظریں فوراً دروازے کی طرف مرکوز ہو گئیں۔ اُس نے دروازے سے جھانکا اور دیکھا کہ ائزل پوری توجہ کے ساتھ اپنی پڑھائی میں مصروف ہے۔ اُس کی چھوٹی چھوٹی حرکتیں، ہلکی جھکی ہوئی پوزیشن، روحان دیکھ کر خود بخود مسکرا دیا۔ آہستہ سے وہ دروازہ بند کر کے گیسٹ روم کی طرف بڑھ گیا، تاکہ ائزل کی خلوت میں خلل نہ پڑے۔ دوسری طرف ائزل نے اچانک دروازے کی ہلکی سی آہٹ محسوس کی اور پلکیں جھپکاتے ہوئے مڑ کر دیکھا،

لیکن وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔ اُس نے فوراً سوچا کہ شاید وہم تھا اور پھر دوبارہ اپنی پڑھائی میں محو ہو گئی، جیسے یہ لمحہ بس ایک مختصر سا سراب تھا۔

✧....✧....✧

رات کا ڈنر لگ چکا تھا، اور خوشبو سے کچن کا ماحول مہک رہا تھا۔ خدیجہ گیسٹ روم کی طرف بڑھیں اور روحان کو کھانے کے لیے بلایا۔ گیسٹ روم سے نکل کر وہ ائزل کے کمرے کی طرف آئی۔ جب اُس نے دروازے پر ہاتھ رکھا تاکہ ہلکی سی دستک دے، دروازہ خود بخود کھل گیا۔ خدیجہ نے تھوڑی تشویش اور پیار بھری آواز میں کہا، "ائزل... کتنا پڑھو گی! بس کرو اب اور کھانے کے لیے چلو۔" وہ اندر آتی ہوئی ائزل کے قریب آئیں، جیسے اُس کی فکر اور محبت دونوں اس بات میں جھلک رہی ہو۔

"ہاں، مما... بس آ ہی رہی تھی۔" ائزل نے سر جھکاتے ہوئے اور ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔ "ہمم..." خدیجہ دروازہ کھلا چھوڑتے ہوئے وہاں سے روانہ ہو گئیں۔ روحان، جو

اُس لمحے اسی راستے سے گزر رہا تھا،ائزل کے کمرے کا دروازہ کھلا دیکھ کر رک گیا۔چند قدم بڑھا کر وہ اندر داخل ہوا اور دھیمی مگر پر کشش آواز میں کہا،"ائزل..."ائزل نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔روحان نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا،"کیا تمہیں کھانا نہیں کھانا؟"

"بس...جا ہی رہی تھی۔"ائزل نے اپنی کتاب کی طرف نظریں جھکاتے ہوئے نرم آواز میں کہا۔"ہمم..."روحان تھوڑا رکا،پھر دھیمی مگر دلچسپی بھری آواز میں پوچھا،"کیا تم تب سے ایسے ہی بیٹھی ہو؟"

ائزل پلٹ کرنا سمجھی سی نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔"مطلب؟"روحان نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا،"مطلب...یہ کہ جب میں آیا تھا،تب بھی تم ایسے ہی بیٹھی ہوئی تھیں؟"ائزل نے تھوڑی دیر سوچا،پھر نرم آواز میں جواب دیا،"آپ آئے تھے...مجھے لگا ہی تھا کہ کسی نے دروازہ بند کیا ہے،لیکن میں نے زیادہ دھیان نہیں دیا۔"روحان نے اس کے کمرے میں قدم بڑھائے،"ہاں،تمہیں ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا...اس لیے چلا گیا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ آہستہ آہستہ ائزل کے قریب آیا،اور اُس کے ہاتھوں سے بکس لے لی۔"اب بس کرو...

اور چلو نیچے۔"

روحان نے نرم مگر پر کشش انداز میں ائزل کا ہاتھ پکڑا اور اسے وہاں سے لے جانے لگا۔وہ جیسے ہی کمرے سے باہر آئے،ائزل نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ اپنے ہاتھ اُس کے ہاتھ سے نکلوالیا اور سیڑھیوں کی طرف دوڑتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔"آرام سے!"روحان نے ٹوکتے ہوئے کہا۔

ائزل نے اپنے چلتے قدم روک لیے اور طنزیہ انداز میں پوچھا،"آپ اتنے آرام سے کیوں چلتے ہیں؟"وہ بولتے ہوئے روحان کا ہاتھ پکڑ کر خود آگے کھینچنے لگی۔روحان نے ہنس کر کہا۔"ائزل... خود تو گروگی مجھے بھی گرادوگی!"

"نہیں... گرتے نہیں!"ائزل نے سر جھکا کر،مگر پر اعتماد انداز میں کہا،"میں روز بھاگتی ہوں،اب تک کبھی نہیں گری!"اس نے روحان کی تنبیہ کو نظر انداز کرتے ہوئے ہنستے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہوئے اسے پیچھے چھوڑ دیا اور تیز رفتار سے سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے پہنچ گئی۔ روحان بس اس کے پیچھے دیکھتا رہ گیا۔

✧.... ✧....✧

رات کے کھانے کے بعد، روحان ائزل کے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ "ائزل..." اُس نے دھیمی آواز میں پکارا اور جیسے ہی کمرے میں قدم رکھا، اچانک ٹھنڈی ہوا کا جھونکا اُس کے سامنے آیا۔ وہ لمحے بھر کے لیے رک گیا، ہوا میں ائزل کی مہک محسوس کرتے ہی وہ لمبی لمبی سانس بھرنے لگا۔ " کتنا سکون ہے ائزل کے کمرے میں... ہمم... ہونا بھی چاہیے، وہ شرارتی لڑکی جو کمرے میں نہیں ہے..." وہ لمحے بھر کے لیے وہاں ٹھہر گیا، جیسے لمحہ خود رک گیا ہو۔ پھر اچانک اُس کے ذہن میں سوال اُبھر آیا، "ایک منٹ... اگر ائزل کمرے میں نہیں ہے... اور ہال میں بھی نہیں ہے... تو یہ لڑکی کہاں ہے؟" یہ سوچتے

ہوئے وہ تھوڑی دیر کے لیے رک گیا، پھر آہستہ سے کمرے سے نکل کر نیچے چلا آیا لان میں سب لوگ بیٹھے تھے۔

روحان بھی سب کے بیچ جا کر بیٹھا، لیکن اُس کے دل کی دھڑکنیں ابھی بھی وہ لمحہ یاد کر رہی تھیں جب وہ ائزل کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد، روحان نے سب کے چہرے ایک ایک کر کے غور سے دیکھنا شروع کیا، جیسے کسی لمحے کی چھپی ہوئی کیفیت کو محسوس کر رہا ہو۔ پھر موقع دیکھتے ہوئے، اُس نے خدیجہ کی طرف دیکھا اور نرم مگر پر کشش آواز میں پوچھا، "آنٹی... ائزل کہاں ہے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ تو چھت پر ہو گی۔" خدیجہ نے تھوڑی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔ "اوہ... اچھا۔" روحان نے ہلکا سا سر ہلایا، اور کچھ لمحے وہی بیٹھا رہا، اپنے ارد گرد کے ماحول کو دیکھتے ہوئے پھر اچانک اُس نے اٹھ کر اندر کی طرف قدم بڑھا یے۔ ائزل چھت پر ہی کھڑی تھی، ٹھنڈی ہوا کے ہلکے جھونکوں نے اُس کے بالوں کو نرم انداز میں ہلایا۔ وہ دیوار سے اپنی کہنی ٹکائے، اپنے خیالات میں اتنی گم تھی کہ باہر کی دنیا اُس کے لیے رک گئی ہو۔

"ائزل..."روحان نے پیچھے سے دھیمی مگر گرم آواز میں پکارااور قدم بڑھائے، لیکن ائزل نے اُس کی آواز نہ سنی۔اُس نے محسوس کیا کہ ائزل کہیں کھوئی ہوئی سی ہے۔

"ائزل!"روحان نے پھر آہستہ لیکن یقینی انداز میں اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

ائزل اچانک چونک کر پیچھے ہٹی،"ہوہ... آپ!"وہ ہنکار بھرتی ہوئی بولی۔اُس کی آنکھوں میں حیرت اور ڈر کے درمیان ایک معصوم کشمکش جھلک رہی تھی۔

"ہاں،میں..."روحان نے مسکراتے ہوئے کہا۔"آپ نے ڈرا ہی دیا مجھے!"ائزل نے دھیمی مگر تھوڑی طنزیہ آواز میں جواب دیا۔روحان نے نرم لہجے میں کہا،"میں پورا گھر ڈھونڈ کر آرہا تھا تمہیں... اور پھر تم یہاں ہو!"وہ اپنی جیب میں ہاتھ ڈالے ائزل کے سامنے کھڑا ہوا،نظریں اُس کی چھوٹی چھوٹی حرکتوں اور مسکراہٹ پر جمائی ہوئی تھیں۔ائزل نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا،"ہمم... روز آتی ہوں؟"

"اچھا... لیکن کیوں؟"روحان نے ہلکی سی حیرت اور دلچسپی بھرے لہجے میں دوبارہ پوچھا۔

ائزل نے تھوڑی دیر سوچتے ہوئے جواب دیا،"روز... اُسے دیکھنے آتی ہوں۔"

جواب پر روحان کی حیرت کچھ زیادہ بڑھ گئی،اور اُس نے پھر نہ سمجھی سے سوال کیا،

"اُسے... کسے؟"اُس کے چہرے پر تجسس اور دل میں اُبھرتی ہوئی بے چینی صاف ظاہر ہو رہی تھی۔"کون ہے وہ خوش نصیب ائزل؟"

روحان نے ایک گہری سانس اندر کھینچی، جیسے کہ یہ حقیقت جاننے کے لیے اُس کے دل کی دھڑکن رک گئی ہو۔

ائزل یہ سن کر اچانک چونکتی ہوئی روحان کی طرف مڑی،"ارے... چاند کو اور کسے!"

"اوہ... میں کچھ اور ہی سمجھا تھا!"روحان اچانک ہنسنے لگا،اُس کی ہلکی ہنسی میں تجسس اور مسکراہٹ کی ملی جلی کیفیت تھی۔"مجھے لگا کسی..."

"کچھ بھی نہ سمجھے،پلز!"ائزل نے فوراً اُس کی بات کاٹ دی۔"ویسے..."روحان ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہوا اور آہستہ آواز میں پوچھنے لگا،"ایک بات بتاؤ۔"ائزل نے تجسس بھری نظریں اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔"جی... پوچھیں۔"

"کیا تمہیں... سچ میں کوئی پسند ہے؟"روحان نے بے جھجک، پر جوش آواز میں پوچھا۔

ائزل نے تھوڑا سوچتے ہوئے جواب دیا،"اُمم... ہاں۔"اُس کے جواب پر روحان نے دلچسپی سے سر آگے کرتے ہوئے پوچھا۔"اچھا... کون ہے وہ؟ مجھے نہیں بتاؤ گی؟"

"اُمم... وہ دیکھیں... جیسا کہ میں نے بتایا، مجھے چاند بہت پسند ہے۔"ائزل نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ آسمان کی طرف اشارہ کیا۔روحان نے ائزل کے اشارے کی طرف نظریں اٹھائیں اور چمکتے ہوئے چاند کی طرف دیکھ کر خاموشی سے مسکرا دیا۔ائزل چمکتے ہوئے چاند کی طرف دیکھتی رہی اور ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ بولی،"اگر چاند کوئی انسان ہوتا نا تو شاید میں اُسے اپنا بنا کر ہی چھوڑتی۔"

روحان نے دیوار سے ٹیک لگائے کھڑے ہو کر، ہاتھ باندھے، تھوڑا حیرت اور دلچسپی بھری آواز میں کہا،"اوہ... اچھا؟ تو پھر اتنا مسکرا کیوں رہی ہو؟ اب وہ انسان تو ہے ہی نہیں۔"ائزل نے آہستہ سے سر ہلایا اور شرارتی انداز میں جواب دیا،"جناب... لاحاصل کو سوچ کر مسکرا دینا بھی عشق ہے۔"وہ اپنی مسکراہٹ کو چمکائے، چاندنی میں ڈوبی ہوئی، جیسے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہر لمحہ ایک نرم اور پر سکون کیفیت پیدا کر رہا ہو۔ روحان بس اُسے دیکھتا رہ گیا، روحان تھوڑا جھک کر ائزل کی طرف دیکھتے ہوئے بولا، "ہاں، لیکن چاند کو چاہنے والے ہزاروں ہیں، محترمہ..."

"ہمم" ائزل نے جھٹ سے اس کی بات کاٹ دی، "وہ تو ہے... خیر، ہر کسی کی اپنی نظر، ہر کسی کا اپنا چاند... لیکن لوگ میرے چاند کو دیکھتے ہیں، مجھے اچھا نہیں لگتا۔" وہ منہ بناتی ہوئی بولی، جیسے کسی معصوم دل کی حفاظت کر رہی ہو۔ روحان ہنس پڑا، اُس کی آنکھوں میں چمک اور مسکان دونوں تھیں۔ "لوگ تو دیکھیں گے ہی، اب یہ کہہ کر چھوڑنا ممکن نہیں، کہ ائزل کو پسند ہے... ہمیں نہیں دیکھنا چاہئے!" وہ نرم مگر دلکش انداز میں بولا، اور ائزل کی ہلکی سی ناراض مگر شرارتی حرکت پر دل ہی دل میں مسکرا دیا۔ اُسے ہنستے دیکھ کر ائزل بھی ہنستی ہوئی بولی، "نہیں... لیکن مجھے اپنی پسندیدہ چیزوں پر کسی کی نظریں پسند نہیں۔" وہ تھوڑی دیر رک کر نرم انداز میں آگے ہولی، "اُمم... یہ جلن نہیں ہے، لیکن میں چاہتی ہوں کہ میری پسند کی چیز پوری میری ہو جائے... یہ چاند بھی... لیکن خیر..."

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اُس کی ہلکی ہنسی اور نرم لہجے میں چھپے جذبات کو محسوس کرتے ہوئے روحان بس خاموشی سے اُس کی بات سنتا رہا۔ تبھی ائزل چند قدم پیچھے ہٹی، اپنی آنکھیں بند کیں اور سینے پر ہاتھ رکھ کر نرم آواز میں بولی، "چاند کسی کا ہونا ہے...؟" ائزل نے زیرِ لب مسکراتے ہوئے کہا، "نادان دل ضد نہیں کرتے...!"

روحان اُسے ایسا دیکھ کر اپنی نظریں ہٹانے سے قاصر رہا۔ ائزل نے اپنی آنکھیں کھولیں اور سادہ مگر شرارتی انداز میں اُس کی طرف دیکھا۔ "اوہ... سوری! وہ میں..."

وہ بولتی ہوئی آگے بڑھی، لیکن روحان اب بھی اُس کی طرف دیکھ کر بے اختیار مسکرا رہا تھا، جیسے ہر لمحہ اُس کے دل پر چھپی حرارت کو محسوس کر رہا ہو۔

ائزل نے اُس کی نظر خد پر محسوس کی اور جھجھکتے ہوئے کہا، "روحان... آ... آپ... آپ سوچ رہے ہوں گے کہ میں یہ کیا کر رہی ہوں..." روحان نے ہلکی سانس بھری، "ہمم..." اپنے بندھے ہوئے ہاتھ کھولے اور گلا صاف کرتے ہوئے کہا، "ویسے... کیوں کہا تم نے ایسے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دلاسہ..."ائزل نے ایک لفظی، مگر معنی خیز جواب دیا، جیسے ہر حرف میں ایک چھپی ہوئی گہرائی موجود ہو۔

"دلاسہ کس لیے؟"روحان نے حیرت اور دلچسپی سے پوچھا، ائزل نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ نظریں اوپر اٹھائیں اور بولی،"جو پسندیدہ چیزیں ہمیں لاحاصل ہوں... اُن کے لیے دل کو صرف دلاسہ دیا جاتا ہے۔"

وہ تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہوئی، پھر نرم لہجے میں آگے بولی،"اور یہ دلاسہ ہی تو ہوتا ہے جو لاحاصل سے دور رہنا بھی سکھاتا ہے اور اس سے عشق برقرار بھی رکھتا ہے۔"روحان نے ائزل کی بات سن کر آہستہ سے مسکرایا، اُس کے چہرے پر حیرت، دلچسپی اور نرم مسکان تھی۔ جیسے ہر لفظ اُس کے دل میں اتر گیا ہو۔

"کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ایک ہی لاحاصل چیز پر ناجانے کتنے ہی حاصل ٹھکرا دیتے ہیں..."ائزل نے بات شروع کی، اُس کی آواز میں ایک نرم مگر پختہ یقین جھلک رہا تھا۔

"لیکن یہ بات غلط ہے۔ ہمارے لیے ہر اچھی چیز کا انتخاب خدا اللہ کرتا ہے... اور اللہ کی رضا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میں راضی ہونا ہی بندگی ہے۔ ہم خود اپنے لیے لاکھ بہتر سوچیں، لیکن رب ہمارے لیے ہمیشہ بہترین چیز کا انتخاب کرتا ہے۔" روحان خاموشی سے ائزل کی باتیں غور سے سنتا رہا، اُس کی نظریں ائزل پر جم گئیں، ائزل بولتی گئی، اُس کی باتوں میں ایک عاجزی اور سچائی جھلک رہی تھی۔ اچانک ائزل نے ہنس کر سر ہلایا اور روحان کی طرف پلٹ کر بولی، "اوہ... میں بھی یہ سب کیا باتیں کرنے لگ گئی! ہم تو چاند کی بات کر رہے تھے۔" وہ شرارتی انداز میں سر پر ہاتھ مارتی ہوئی بولی، جیسے خود بھی اس حقیقت پر مسکرا رہی ہو۔

"ہمم... کافی کچھ سیکھنے ملا..." روحان کی آواز میں ایک خاموش حیرت اور نرم دلچسپی تھی، اور اُس کی نظریں ائزل کی آنکھوں میں جمی ہوئی تھیں۔ "خیر... سوچا نہیں تھا کہ اس شرارتی چہرے کے پیچھے ایک سمجھدار ائزل کا عکس بھی دیکھنے ملے گا..."

ائزل خاموش کھڑی رہی، اُس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی، مگر آنکھوں میں وہ نرم شرارت نظر آ رہی تھی۔ روحان نے اسے لمحوں تک ایسے ہی دیکھا، ہر سانس، ہر نظر اور ہر چھوٹا سا اشارہ اُس کے دل پر اثر چھوڑ رہا تھا، جیسے وقت رک گیا ہو۔ کچھ دیر بعد ائزل اپنی

نظریں نیچے کرتی ہوئی ہلکی پیچھے ہٹی، چہرے پر نرمی کا ملا جلا اثر، اور ہوا میں ایک خاموش لیکن محسوس شدہ کشش موجود تھی۔ "ام... "اُسے ایسا کرتا دیکھ روحان نے بھی آہستہ سے اپنی نظریں اُس سے ہٹالیں۔ "ویسے... "روحان نے کچھ لمحے کی خاموشی کے بعد، گہری سانس بھرتے ہوئے آہستہ سے پوچھا۔ "اور کیا پسند ہے تمہیں، ائزل؟"

"اور" ائزل نے لمبی سانس بھرتے ہوئے چند قدم آگے بڑھائے اور نرم لہجے میں بولی، "یہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں، چاند، ستارے، اندھیری خاموش راتیں... "

وہ تھوڑی دیر رکی، پھر روحان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی، "اور تو اور بارشیں، سفید گلاب، اور گرما گرم چائے... بس۔ "اُس نے اپنی لمبی سانس چھوڑ دی، جیسے ہر لفظ کے ساتھ لمحہ اور محسوس ہو رہا ہو۔

روحان نے ہلکی حیرت اور دلچسپی سے پوچھا، "وہ سب تو ٹھیک ہے، لیکن... گلاب سفید ہی کیوں؟"

"سفید رنگ وحشت کا رنگ ہے، نفس کا رنگ ہے... پاک اور خالص، بالکل روح جیسا۔" ائزل نے جھٹ سے جواب دیا۔

"ہمم... تمہاری پسند بھی تمہاری طرح ہے... سب سے الگ۔" روحان نے کہتے ہوئے تھوڑی دیر کے لیے رک کر ائزل کی طرف دیکھا۔ "سچ میں، بہت ہی خوش نصیب شخص ہو گا وہ، جس کی قسمت میں تم ہو گی..." اس کے الفاظ میں نہ صرف احساس بلکہ ایک چھپی ہوئی محبت اور قدر محسوس ہو رہی تھی۔ ائزل نے ایک لمحے کے لیے نظریں نیچے کر کے ہلکی مسکان کے ساتھ سر ہلایا، پھر بات بدلتے ہوئے نرم انداز میں پوچھا، "ہمم... اچھا، اب آپ بتائیں... آپ کو کیا پسند ہیں؟" اس کے لہجے میں ہلکی شرارت تھی، جیسے وہ روحان کو تھوڑا سا الجھا کر اس کا دلچسپ جواب جاننا چاہتی ہو۔

"میری پسند..." روحان نے ہلکی ہنکار بھرے انداز میں بولنا شروع کیا۔ "میری پسند تو میں خود نہیں جانتا، لیکن ہاں... اگر کچھ پسند آجائے تو اس کے آگے کچھ اور پسند نہیں آتا۔ اور چاند... تو ہر کسی کو پسند ہے، مجھے بھی۔ یہ ٹھنڈی ہوائیں... کبھی محسوس نہیں کی تھیں،

آج کی تو یہ بھی پر سکون ہے۔"وہ تھوڑا رک کر آگے بڑھا،"پھول... مجھے ہر طرح کے پسند ہیں۔اور رہی بات چائے کی... تو وہ کچھ خاص پسند نہیں۔"

ائزل اُس کے آخری جملے پر غور کرتی،چونک کر روحان کی طرف دیکھتی ہوئی بولی،"کیا کہا؟آپ کو چائے پسند نہیں... بڑی عجیب بات ہے!"وہ سیدھی کھڑی ہو گئی،آنکھوں میں حیرت واضح تھی۔

ہمم۔۔۔پیتا نہیں ہوں زیادہ"

"اوہ"تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد،روحان نے اپنی جیب سے فون نکالا۔وہ فون میں کچھ دیکھ کر آہستہ آہستہ مسکرا رہا تھا۔ائزل اُس کے سامنے کھڑی تھی،وہ روحان کی مسکراہٹ دیکھ کر ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔وہ پیچھے سے فون میں جھانک کر دیکھنے لگی تھی۔

اُسے پیچھے محسوس کرتا روحان جھٹ سے پلٹ۔"کیا ہوا؟"روحان کی آواز پر وہ سیدھی کھڑی ہوئی۔"کیا ہے... کیا چھپا رہے ہیں آپ؟"ائزل نے تجسس بھرے انداز میں پوچھا اور جھٹ سے روحان کے ہاتھوں سے فون چھین لیا۔"کیا... کیا کر رہی ہو...!"روحان

نے تھوڑا حیران اور آہستہ سا ناراض ہو کر کہا اور اپنی ہاتھوں کو فون کی طرف بڑھایا۔ ائزل دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔ "کیا ہے؟ بتاؤ!" ائزل نے پوچھا، آنکھوں میں ہلکی شرارت اور تجسس دونوں تھے۔ "کُچھ نہیں ہے... فون دو، ائزل۔" روحان نے آہستہ سے لیکن پر اعتماد انداز میں کہا اور اُس کے ہاتھوں سے فون واپس لینے کی کوشش کی۔

"نہیں!" اُس نے فون اور مضبوطی سے پکڑا اور ہنستے ہوئے وہاں سے بھاگ گئی۔ "رکو! فون دو، میرا!" روحان بھی اُسی کے پیچھے بھاگ پڑا، قدم تیز اور سانسیں ہلکی بھاری ہو رہی تھیں۔

"نہیں ملے گا!" اُس نے شیطانی انداز میں جواب دیا اور سیڑھیوں کی طرف بھاگتی ہوئی نیچے جا رہی تھی۔

"نہیں، مطلب...!" ائزل کی بات پر وہ تھوڑی دیر کے لیے رک گیا، لیکن ائزل نے پہلے ہی قدم تیز کر رکھے تھے۔

"فون نہیں ملے گا!" وہ ہنستی ہوئی سیڑھیوں سے نیچے دوڑ گئی۔

"ائزل! رکو!" روحان نے بھی تیز رفتار سے اُس کے پیچھے دوڑ لگائی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں"وہ ہال میں پہونچی روحان بھی اُسی کے پیچھے تھا۔وہ دونوں صوفوں کے اِرد گرد دوڑنے لگے۔

خدیجہ کچن سے آرہی تھی اُن دونوں کو بھاگتا دیکھ رک کر بولی۔"کیا ہوا ہے۔۔تم دونوں ایسے کیوں بھاگ رہے ہو؟"

"دیکھیں نہ آنٹی ائزل فون نہیں دے رہی ہے"۔

"یہ کیا بدمعاشی ہے ائزل"خدیجہ نے اُس کے بازو پکڑ کر روک لیا۔"مما میں بس دیکھ رہی تھی"وہ بازو چھوڑواتی ہوئی بولی۔

"فون دو روحان کو"وہ نہایت ہی سخت لہجے میں بولیں۔

"لیکن مما"ائزل نے تھوڑی ہچکچاہٹ ظاہر کی،لیکن خدیجہ کے لہجے کی سختی نے اسے فوراً خاموش کر دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں نے کہا فون دو واپس روحان کو" وہ غصے سے دھاڑیں جس میں سختی اور تھوڑی ناراضگی دونوں تھی۔ ائزل منہ بناتی روحان کے قریب آئی۔ "پکڑو اپنا فون" وہ غصے سے روحان کے ہاتھوں میں فون تھما کر وہاں سے چلی گئی۔

"ائی... ائزل... سنو!" روحان بھی تیزی سے اُس کے پیچھے کمرے کی طرف بڑھا، آواز میں ہلکی اضطراب اور پر جوشی تھی۔ ائزل بغیر رکے، تیز قدموں سے اپنے کمرے کی طرف دوڑتی رہی، اور جیسے ہی کمرے تک پہنچی، دروازہ زور سے بند کر دیا۔ "ائزل... بات سنو، دروازہ کھولو!" روحان نے باہر سے آہستہ لہجے میں کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں سننا! آپ کو اپنا فون مل گیا، نا؟ اب جائیں، یہاں سے!" ائزل نے اندر سے سخت لہجے میں جواب دے دیا۔

"اچھا، تمہیں فون چاہیئے، نہ؟ تو لے لو..." روحان نے تھوڑا ہچکچاتے ہوئے اپنی بات کہی۔

"اب نہیں چاہیے... ڈانٹ پڑوائی نہ مما سے، اب جائیں آپ!" ائزل نے اندر سے تیز آواز میں کہا۔

"اُمم... اچھا، سوری... معاف کر دو... لیکن پلز، ناراض نہ ہو..." روحان نے باہر ہی سے، نرم لہجے میں کہا، جیسے دل کی سچائی ہر لفظ میں جھلک رہی ہو۔

"میں نہیں کھولنے والی!" ائزل نے سختی اور تھوڑی مزاح کے امتزاج کے ساتھ اندر ہی سے اونچی آواز میں جواب دیا۔ "ٹھیک ہے... مت کھولو، لیکن میں بھی یہاں سے کہیں نہیں جانے والا!" روحان نے بھی اُسی لہجے میں جواب دیا۔ ائزل کمرے میں دروازے کے قریب ہی کھڑی تھی، سانسیں ہلکی بے ترتیب۔ وہ آہستہ آہستہ اپنے قدم پیچھے کھینچتی ہوئی بیڈ کی طرف بڑھی اور کچھ دیر وہیں کھڑی رہی، جیسے اپنے خیالات میں گم ہو گئی ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پھر اچانک، الٹے قدموں سے واپس دروازے کی جانب بڑھی، اور دھیما سا انداز لیے ہوئے دروازہ تھوڑا سا کھولا۔ کمرے کے باہر سب کچھ خاموش اور سنّاٹا سا تھا۔ "روحان... چلے گئے..." اُس نے دھیمی آواز میں کہا، جیسے خود کو یقین دلانے کی کوشش کر رہی ہو۔ تھکا ہوا سا انداز اُس کے لہجے میں جھلک رہا تھا۔ "شاید چلے گئے..." اُس نے اپنے آپ سے کہہ کر تھکے ہوئے انداز میں دروازہ کچھ اور کھول دیا۔ اتنی دیر کی خاموشی کے بعد اچانک،

روحان تیزی سے آگے بڑھا اور دروازے کو اندر کی طرف دھکیل وہ کمرے میں داخل ہو گیا وہ آنکھوں میں ہلکی چالاکی لیے ہوئے تھا۔"اَہ!"ائزل کے منہ سے ایک چھوٹی سی چیخ نکل گئی۔وہ واقعی ڈر گئی تھی۔

"شش... میں نے کہا تھا نا،میں نہیں جاؤں گا..."روحان اُس کے قریب کھڑا تھا،ذرا سا جھک کر نرم انداز میں بولا۔"اچھا سوری نا"روحان نے اپنے کان پکڑتے ہوئے دو قدم کی دوری سے ہی ائزل کی آنکھوں میں جھانکا جو اپنا سر جھکائے ناراضگی سے کھڑی تھی۔

اُس نے ذرا سی آنکھ اٹھا کر روحان کا چہرہ دیکھا۔"ہنں۔۔"اُس نے ایک ہلکی سانس بھر کر سر اوپر کیا۔"کوئی بات نہیں آپ معافی نہ مانگیں"

"اچھا ٹھیک ہے۔۔فون چاہیے تمھیں"روحان نے اپنا فون ائزل کی طرف بڑھایا۔

"مجھے نہیں چاہیے تھا میں بس ایسے ہی شرارت کر رہی تھی"

"اچھا"روحان نے فون واپس پیچھے لے لیا۔"چلو اب اجازت دو سونے کی محترمہ۔۔نیند آ رہی ہے مجھے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تو جائیں نہ اس میں میری اجازت کی کیا ضرورت" ائزل نے تھوڑی طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا، لیکن دل کی نرم کشش اس کے لہجے میں چھپی ہوئی تھی۔

"لینی پڑے گی، ورنہ پھر ناراض نہ ہو جاؤ کہ روحان سو گئے اور مجھ سے پوچھا بھی نہیں..." روحان نے ہنستے ہوئے کہا۔ "روحان..." ائزل بھی ہنس پڑی، پھر نرم لہجے میں بولی، "چلیں جائیں آپ... سو جائیں!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دیر رات ہو چکی تھی اور ائزل اب تک سو نہ پائی تھی۔ کمرے کی ہلکی زرد روشنی میں وہ کروٹے بدلتی ہوئی بستر پر پڑی رہی، دل کی دھڑکنیں بے قرار اور دماغ میں سوچوں کا ہجوم۔ آخر کار گہری سانس بھر کر وہ سیدھی لیٹ گئی۔ "پاگل ہوں میں... روحان کیا سوچیں گے میرے بارے میں؟ کیسی لڑکی ہے... ملے ہوئے دو تین گھنٹے بھی نہیں ہوئے اور میں اُن کے ساتھ بدمعاشیاں کرنے لگ گئی..." وہ دل ہی دل میں سوچنے لگی، ہر لمحہ اپنے کیے پر غور کرتے ہوئے، خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی۔ "اوہ

یار... مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا... پہلے تو میں روحان کا فون لے کر بھاگ گئی، پھر انہیں اتنا بھگایا، اور تو اور... اُن سے سوری بھی بلوایا... اُمم..." سوچ کر وہ اچانک اپنی جگہ پر بیٹھ گئی، ہاتھ اپنے ماتھے پر رکھ کر کچھ دیر خاموش رہی۔ "اوکے... کوئی بات نہیں، کل سے میں اُنہیں بلکل بھی پریشان نہیں کروں گی..." ائزل نے خود کو سمجھاتے ہوئے کہا، لیکن دل کی چھپی ہوئی شرارت اور نرم کشمکش ابھی بھی موجود تھی۔ "اُنہیں دیکھ کر ہی پریشان کرنے کا دل کرتا ہے... میں کیا کروں؟ میری کوئی غلطی نہیں!" وہ سنجیدگی سے بیڈ پر منہ کے بل لیٹی، چپ چاپ، جیسے اپنے دل کی آواز سن رہی ہو۔ کچھ دیر وہ یونہی لیٹی رہی، خاموشی اور سنسناہٹ کے درمیان اپنے احساسات میں کھوئی۔ پھر سر اوپر کر کے آہستہ آہستہ بولی، "تو پھر ٹھیک ہے... میں اب روحان سے کوئی بات نہیں کروں گی، پھر پریشان بھی نہیں کرپاؤں گی..." ائزل نے اٹھ کر بستر پر بیٹھتے ہوئے خود سے کہا، ہر لفظ میں عزم اور ہلکی سی نرم مسکراہٹ کے ساتھ، "توطے رہا... میں بات نہیں کروں گی۔" وہ گہری سانس لے کر

پھر لیٹ گئی،دل کی دھڑکنیں ابھی بھی تھوڑا بے چین، لیکن ایک عزم کے ساتھ کہ کل کے دن میں وہ خود کو بہتر رکھے گی۔

روحان بھی گیسٹ روم میں لیٹا ہوا تھا۔ کمرے کی ہلکی روشنی اور خاموشی میں وہ اپنے کروٹے بدل رہا تھا،دل و دماغ میں ائزل کی شرارتوں کے رنگ بکھرتے جا رہے تھے۔ جیسے ہی آنکھیں بند کیں،ائزل کی وہ شرارتیں، جو آج دن بھر میں دیکھی تھیں،اس کے دماغ میں گھومنے لگیں۔ ہر تصویر، ہر مسکراہٹ، ہر چھوٹی سی حرکت، جیسے ایک خوشگوار یاد کے طور پر دل میں اتر گئی۔ "جتنی شرارتی اُسے سمجھتا تھا،ائزل تو اُس سے بھی زیادہ شرارتی نکلی..." روحان کے چہرے پر ایک بے ساختہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ "سچ میں... بہت خوش نصیب ہو گا وہ جسے ائزل جیسی لڑکی ملے گی..." اس خیال پر اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکان رہی اور دل کے اندر ایک نرم گرمجوشی سی جاگزیں ہو گئی کچھ دیر وہ سوچ میں ڈوبا رہا، پھر اپنی تھکی ہوئی سانسوں کو سنبھالتے ہوئے خود سے بولا،"بس روحان... کب تک سوچتے رہو گے اُس کے بارے میں... اب تو سو جاؤ..." یہ کہتے ہی اس نے اپنی

آنکھیں بند کیں، کمرے کی خاموشی اور ہلکی ہوا کے جھونکے کے ساتھ وہ خوابوں کی دنیا میں ائزل کے چہرے اور شرارتی ہنسی کے ساتھ کھو گیا۔

صبح کا وقت تقریباً ساڑھے دس بجے تھا۔ ائزل کالج کے لیے تیار ہو کر نیچے آئی، کمرے کی ہلکی روشنی اور باہر کی نرم دھوپ کے درمیان اس کے قدموں کی آہٹ ہال میں گونج رہی تھی۔ سب ناشتے کے لیے بیٹھ چکے تھے، اور میز پر ہر طرف خوشگوار خاموشی اور ہلکی بات چیت کا ماحول تھا۔ ائزل نے سربراہی کرسی اپنی طرف کھینچتے ہوئے ناشتہ شروع کیا۔ اس کی حرکات میں ایک نرم فخر اور خاموش عزم جھلک رہا تھا، جیسے ہر چیز کو خود سنبھالنے کی عادت ہو۔ "گڈ مارننگ..." روحان نے ائزل کی طرف دیکھتے ہوئے آہستہ سے کہا، آواز میں ہلکی مسکان بھی تھی۔ "مارننگ..." ائزل نے جواب دیا، مگر اس کی نظریں میز پر رکی ہوئی تھیں، اس نے روحان کی طرف ایک نظر بھی نہیں اٹھائی۔ اپنے انداز میں وہ چاہتی تھی کہ کچھ شرارتیں اور اپنی چھپی ہوئی نرم مزاجی کو دکھائے، مگر اس کے لبوں پر بالکل

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پر سکون اظہار تھا۔ روحان بار بار ائزل کی طرف دیکھ رہا تھا، ہر لمحہ اُس کے چہرے کی چھوٹی چھوٹی حرکات اور ہلکی مسکراہٹ کے لیے نگاہیں جمائے، لیکن ائزل نے ایک بار بھی اپنی نگاہیں اُس کی طرف نہیں اٹھائیں۔ یہ خاموشی اور چھپی ہوئی دلچسپی کے درمیان کا کھیل تھا، جو کہ ایک محسوس شدہ لمحے کو جنم دے رہی تھی۔ ہر گھونٹ، ہر ناشتہ کا لمحہ، اور ہر نظر کا کھیل، جیسے دونوں کے درمیان ایک نادیدہ داستان کہہ رہا ہو، مگر الفاظ نہ بول پا رہے ہوں۔ ائزل کی خاموشی میں بھی ایک شرارت اور روحان کی نظریں، جو چھپ چھپ کر اس کی ہر حرکت کا مشاہدہ کر رہی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ائزل نے اپنا ناشتہ مکمل کیا اور چیئر سے اٹھ کر آگے بڑھنے لگی، جیسے ہر قدم میں خود اعتمادی کی نرم لہر جھلک رہی ہو۔ تبھی روحان نے ٹوکتے ہوئے اپنی آواز بلند کی، "ائزل... اگر تم کہو تو کالج ڈراپ کر دوں۔"

ائزل نے ایک پل کے لیے رک کر اس کی طرف دیکھا، لیکن اپنی خاموشی اور اعتماد کے امتزاج کے ساتھ آہستہ سے جواب دیا، "نو تھنکس... میں چلی جاؤں گی۔" پھر بغیر کسی وقفے

کے آگے بڑھ گئی، آمنہ نے اس منظر پر مسکراتے ہوئے اصرار کیا،"ائزل... روحان کر دے گا تمہیں ڈراپ۔"ائزل رک کر اُن کی طرف مسکرا کر دیکھتی ہوئی بولی،"نہیں خالہ، میں چلی جاؤں گی۔"اس کے لبوں پر ہلکی سی شرارت اور دلکش وقار تھا۔روحان اب بگڑے لہجے میں اٹھ کھڑا ہوا، نظریں تھوڑی سی سخت تھی،"کیوں چلی جاؤ گی... میں آرہا ہوں!"

"ارے لیکن..."ائزل نے کچھ کہنا چاہا، لیکن روحان نے اس کی بات کاٹ دی،"ائزل... پوچھ نہیں رہا ہوں، تم سے بتا رہا ہوں تمہیں!"وہ چند قدم آگے بڑھا، ہر قدم میں نرم عزم اور محافظت کا اثر محسوس ہو رہا تھا۔ائزل نے گہری سانس بھری، اپنے بیگ کو مضبوطی سے تھاما اور آگے بڑھ گئی۔

روحان کی نظریں بار بار ائزل پر جم رہی تھیں، ہر حرکت، ہر چھوٹی سی مسکان اُس کے دل میں اتر رہی تھی۔وہ من ہی من بولا،"شاید پیپرز کی وجہ سے پریشان ہے..."پھر اپنے خیالات میں گم ہو گیا، لیکن نگاہیں ائزل سے ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔کچھ ہی دیر میں وہ کالج پہنچ گئے۔کار گیٹ پر رکی تو ائزل نے ایک لمحے کے لیے جھک کر بیگ سیدھا کیا،

پھر بغیر کسی بات کے اور بغیر کسی نظر کے روحان کی طرف دیکھے، اپنے قدموں کی رفتار تیز کر دی۔ اور باہر چلی گئی۔ ائزل کی یہ خاموشی اور پراسرار رویہ روحان کے دل میں ایک سوچ پیدا کر گیا۔

انابیہ گیٹ پر ہی کھڑی تھی، سر ہلکا سا جھکا کر کار کے اندر جھانک رہی تھی۔ اُس کی نظریں تیز اور پر جوش تھیں۔ ائزل کار سے اترتے ہی تیزی سے اُس کے قریب آ کھڑی ہوئی، آنکھوں میں ہلکی سی حیرت اور مزاح کے آثار تھے۔ "اوئے، کیا ہوا؟" ائزل نے پوچھا۔

انابیہ نے تھوڑی دیر سوچا، پھر ائزل کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا، "کس کے ساتھ آئی ہو تم؟"

ائزل نے معمولی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا، "کزن کے ساتھ۔"

"کزن؟" انابیہ تھوڑا سا سر ہلا کر سوچ میں پڑ گئی، اور پھر ہنستے ہوئے بولی، "مجھے آج پتہ چلا تمہارا کوئی کزن بھی ہے!" اُس کی ہنسی میں دلچسپی اور حیرت دونوں جھلک رہی تھی۔ ائزل نے تھوڑی دیر رک کر انابیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، "تمہارا چھوڑو، مجھے بھی کل ہی پتہ چلا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کہ میرا کوئی کزن بھی ہے... مطلب پتہ تھا لیکن کبھی ملی نہیں تھی۔"اُس کے لہجے میں حیرت اور دلچسپی دونوں نمایاں تھے۔

"مطلب؟"انابیہ نے سوالیہ انداز میں اپنی آنکھیں اٹکاتے ہوئے نا سمجھی سے سر ہلایا۔

ائزل نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا،"میں تمہیں پیپر کے بعد آرام سے بتاتی ہوں۔"پھر وہ دونوں کلاس کی جانب بڑھ گئے۔

پیپر کے بعد دونوں ساتھ باہر آئی۔"اچھا پیپر کیسا گیا"ائزل نے مدھم آواز میں پوچھا لیکن انابیہ کہیں کھوئی ہوئی سی تھی،اس کے چہرے پر تھکن اور خیالات کا بوجھ صاف نظر آرہا تھا۔ائزل نے تھوڑا سا کندھے سے ہلایا،"انابیہ!"

"ہ۔۔ہاں۔۔ہاں..."انابیہ کی آواز ہچکچاہٹ کے ساتھ نکلی۔

"پیپر کیسا گیا؟"ائزل نے دلچسپی کے ساتھ دوبارہ پوچھا۔

"ا۔۔اچھا۔۔اچھا گیا۔۔۔"انابیہ نے جواب دیا،مگر پھر دوبارہ خاموش ہو گئی۔ائزل نے اپنی سوالیہ نظروں سے اسے گھورا،جیسے ہر ایک لمحے میں اس کی خاموشی کا راز جاننے کی کوشش کر رہی ہو۔انابیہ نے ہچکچاتے ہوئے سر اٹھایا اور آہستہ سے بولی،"ک۔۔کیا ہوا؟"

"وہی تو،میں پوچھنا چاہتی ہوں،کیا ہوا ہے؟"ائزل نے نرم لیکن مصرانہ لہجے میں کہا۔

"ک۔۔کچھ بھی نہیں۔۔۔"انابیہ نے نظریں ادھر ادھر دوڑاتے ہوئے جواب دیا،اس کے لہجے میں چھپی ہچکچاہٹ واضح تھی۔"سچ بتاؤ۔۔۔کہاں کھوئی ہوئی رہتی ہو تم؟"ائزل نے تھوڑا نزدیک آ کر کہا،اس کی آواز میں نرمی اور سنجیدگی دونوں تھی۔

"ایسی بات نہیں ہے ائزل۔۔۔"انابیہ نے جلدی سے بات کاٹ دی،جیسے کچھ چھپانا چاہتی ہو۔

"نہیں،بتاؤ!"ائزل نے ضد کی۔

انابیہ نے ایک لمحے کے لیے نظریں جھکائیں اور پھر بات بدل دی،"وہ سب چھوڑو،یہ بتاؤ کہ تمہارا کزن اچانک کہاں سے پیدا ہو گیا؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ... وہ روحان ہے، میرے آمنہ خالہ کے بیٹے۔ وہ لندن میں رہتے ہیں... میں بچپن میں ملی تھی، لیکن یاد نہیں مجھے۔"

انابیہ نے ایک لمحے کے لیے سوچتے ہوئے سر ہلایا، پھر آہستہ سے بولی،"اوہ، اچھا..."اس کے چہرے پر حیرانی اور دلچسپی کی ہلکی سی لکیریں واضح تھیں۔

وہ دونوں اپنے گفتگو کے جادو میں مگن، ہنستے مسکراتے باہر نکلیں۔ باغ کی ٹھنڈی ہوا ان کے بالوں کو سہلا رہی تھی اور چھوٹے چھوٹے درختوں کی سرسراہٹ ماحول کو اور بھی پرسکون بنا رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

روحان باہر کار کے پاس ٹیک لگائے کھڑا تھا، اس کی آنکھیں ائزل اور انابیہ پر مرکوز تھیں، مگر اس کے چہرے پر ایک ہلکی سی مسکان تھی جو خاموشی سے حالات کو محسوس کر رہی تھی۔

"کیا یہی ہے روحان؟"انابیہ نے سامنے کی طرف دیکھتے ہوئے ایک لمحے کے لیے سوال کیا، ائزل نے تھوڑا حیران ہو کر سامنے دیکھا،اور پھر اُس کی نظریں روحان پر پڑیں۔

"ہ۔۔ہاں..."وہ بولی،چونک کر اُس کی طرف پلٹی۔

روحان نے آہستہ کار کا دروازہ کھولا اور ائزل کو اندر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ائزل نے خاموشی سے کار میں قدم رکھ دیا۔روحان نے کار میں بیٹھتے ہی محسوس کیا کہ ائزل اب بھی خاموش ہے۔ اُس کے اندر ایک عجیب سی تجسس اور دلکش خاموشی چھائی ہوئی تھی۔وہ سوچ رہا تھا شاید ائزل فوراً باتیں شروع کر دے،مگر وہ محض باہر کے منظر کو دیکھتی رہی،اُس کے چہرے پر ہلکی سی مسکان اور آنکھوں میں ایک نرم سا جذباتی اثر چھپا ہوا تھا۔روحان نے بھی خود کو قابو میں رکھتے ہوئے کوئی سوال نہ کیا،صرف خاموش رہا۔

جیسے ہی کار گھر کے گیٹ پر رکی،ائزل بغیر کچھ کہے اندر قدم رکھ گئی۔اُس کے قدم پر اعتماد تھے،ہر حرکت میں ایک بے ساختہ وقار تھا۔روحان بھی اُس کے پیچھے پیچھے اندر آیا۔وہ سیڑھیوں کی جانب بڑھا،قدم آہستہ مگر یقینی تھے۔

"ویسے آنٹی..." روحان نے رک کر خدیجہ سے سوال کیا، آواز میں ہلکی تجسس تھی۔ "امی گئے دہلی؟"

خدیجہ نے سپاٹ اور مختصر لہجے میں جواب دیا، "ہاں، تمھارے جانے کے فوراً بعد ہی آمنہ دہلی کے لیے نکل گئی۔"

روحان نے سر ہلاتے ہوئے "اچھا" کہا اور بغیر کسی اضافی بات کے اوپر کی طرف چلا آیا۔

✧....✧....✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دوپہر کی دھوپ ٹریس پر ہر شے کو سنہری روشنی میں نہلا رہی تھی۔ درختوں کی ہلکی ہری پتیاں ہوا کے جھونکوں سے لرز رہی تھیں، اور ان کے درمیان سے چھن کر آنے والی دھوپ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ائزل کے چہرے پر پڑ رہے تھے، اُس کی جلد پر نرم روشنی کا کھیل سا چل رہا تھا۔ ائزل ایک جانب بیٹھ کر اپنے خیالات میں گم تھی، ہاتھوں میں کتاب تھامی ہوئی، مگر پڑھائی میں دل نہیں لگ رہا تھا۔

"اب تک ناراض ہو؟"روحان نے اچانک پیچھے سے جھانکتے ہوئے پوچھا۔ائزل کی پلکیں اچانک اونچی ہوئیں،اور وہ جھٹ سے آگے ہو گئی۔"ن۔۔نہیں"اُس کی آواز میں ہلکی جھجک سنائی دی۔

روحان نے ایک قدم آگے بڑھایا،جیب میں ہاتھ ڈالے اور سنجیدگی کے ساتھ ائزل کے سامنے کھڑا ہوا۔اُس کی نظریں ائزل کی آنکھوں میں جم گئیں،جیسے ہر چھپی ہوئی بات اور جذبات اُس کی نظروں سے عیاں ہو رہے ہوں۔"پھر اتنی خاموشی کیوں ہو؟"اُس نے نرم مگر پر اثر انداز میں سوال کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ائزل تھوڑی دیر خاموش رہی،پھر آہستہ سے بولی،"نہیں بس ایسے ہی..."اُس کی آواز میں نرم جذبات چھپے ہوئے تھے۔پھر وہ دل ہی دل میں سوچنے لگی،کیا کروں،روحان کو بتا دوں؟لیکن الفاظ اُس کے ہونٹوں تک پہنچنے سے پہلے ہی رک گئے۔

روحان اچانک اُس کے برابر بیٹھ گیا،اُس کی موجودگی سے ائزل کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ائزل نے ہلکے سے اپنا ہاتھ بڑھایا،اور آہستہ سے دو انگلیاں اُس کی طرف کیں،باقی تین

انگلیاں اندر کی طرف مڑی ہوئی تھیں۔روحان نے اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے اُس کی انگلیوں کو غور سے دیکھا، جیسے ہر حرکت میں چھپی معصومیت کو پڑھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"کوئی ایک..."ائزل نے نرم لہجے میں کہا۔

روحان نے آہستہ سے مسکراتے ہوئے اُس کی دوسری انگلی پکڑ لی۔

"اوہ..."

روحان نے نرم انداز میں اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا،"اچھا یہ کیا تھا؟"

ائزل نے ہچکچاتے ہوئے جواب دیا،"ایک جھوٹ کی تھی اور ایک سچ کی..."روحان نے تھوڑی تجسس بھری مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا،"اوہ...اور...میں نے کون سی چنی؟"

"سچ کی..."ائزل نے دھیرے سے کہا۔

"تو پھر بتاؤں سچ"روحان نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

اُس کی بات پر ائزل گہری سانس بھر کر کھڑی ہوئی۔"روحان... سوری، میں نے آپ کو کل اتنا پریشان کیا..."

اُس کی بات سن کر روحان نے نرم لہجے میں کہا،"کوئی بات نہیں ائزل... تم اب بھی وہی بات لیے بیٹھی ہو۔"وہ بھی اٹھ کر ائزل کے پیچھے کھڑا ہوا۔

ائزل نے نرمی سے روحان کی جانب دیکھا،اُس کے ہونٹ ہلکے کانپ رہے تھے۔"کیسے چھوڑ دوں...؟"اُس نے دھیرے سے کہا۔"آپ گیسٹ ہیں، مجھے آپ کے ساتھ اتنی شیطانیاں نہیں کرنی چاہیے تھیں... تو بس، میں نے سوچا..."وہ بولتی بولتی تھم گئی، جیسے الفاظ اُس کے حلق میں رکے ہوں۔روحان نے سر جھکایا اور قریب آ کر اُس کی آنکھوں میں دیکھنے کی کوشش کی۔ائزل نے نظریں جھکائے رکھی۔"کیا سوچا...؟"روحان نے نرم لیکن تجسس بھری آواز میں پوچھا۔ائزل نے آہستہ سانس بھرتے ہوئے کہا،"میں نے سوچا کہ... آ... آپ سے بات ہی نہ کروں... تو میں پریشان بھی نہیں کر پاؤں گی..."اُس کی آواز دھیمی اور ہچکچاہٹ سے بھری ہوئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

روحان نے چونک کر اسے دیکھا،اُس کے چہرے پر حیرانی اور نرم تشویش جھلک رہی تھی۔

"ائزل..."وہ سنجیدہ انداز میں بولا،"میں نے کہا تم سے کہ مجھے پریشان نہ کرو۔"ائزل نے سر ہلکا جھکایا اور دھیرے سے کہا،"نہیں..."

"پھر..."روحان نے ائزل کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے دھیرے سے کہا،"مجھے اچھا لگا کہ تم میرے ساتھ اس طرح شیطانیاں کر رہی تھی۔پہلی بار مجھے کوئی اپنا سا لگا۔"

وہ چند قدم آگے بڑھا،جیسے ہر لفظ کے ساتھ دل کے بوجھ کو ہلکا کر رہا ہو۔"پتہ ہے ائزل... اپنے کھیلنے کودنے کی عمر میں بھی میں نے اپنا بچپن نہیں دیکھا۔بس دن رات پڑھتا رہا،نہ کسی سے ملتا،نہ بات کرتا..."

روحان نے پھر اُس کی طرف مڑ کر دیکھا۔"پہلی بار میں نے کسی سے اتنی باتیں کی ہیں، ائزل۔تم میرے ساتھ ایسے شرارتیں کر رہی تھی... مجھے کل بچپن والی فلنگ آ رہی تھی۔ یہاں آنے سے پہلے سوچ رہا تھا کہ یہ ایک ہفتہ کیسے گزرے گا،لیکن جب تم سے ملا تو سچ میں میرا من ہی لگ گیا یہاں۔اور جب تم خاموش ہو گئی...بات نہیں کر رہی تھی مجھ

سے، تو میں کل واپس جانے والا تھا..." اُس کے آخری الفاظوں پر ائزل چونک اُٹھی،

"کیا...؟ آپ جانے والے تھے... روحان! میں کبھی نہیں چاہوں گی کہ آپ میری وجہ سے واپس چلے جائیں!"

"تو یہاں بھی تو تمہاری ہی وجہ سے ہوں تم بات نہیں کرتی تو سچ میں چلا جاتا"

"اوہ۔۔ میرے بات کرنے نہ کرنے سے کیا فرق پڑھتا ہے"

"فرق پڑتا ہے ائزل" روحان نے جھٹ سے جواب دیا۔

"اچھا" ائزل ٹھہر کر بولی۔ "کیا فرق پڑتا ہے؟"

"وہ۔۔" روحان نے رک کر اِدھر اُدھر نظریں گھمائی۔

"بتائیں نہ۔۔ کیا فرق پڑتا ہے" ائزل نے ضد سے پوچھا۔

"م۔۔ مجھے نہیں پتہ کیا فرق پڑتا ہے لیکن فرق پڑتا ہے" روحان پلٹ گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ائزل اپنے قدم بڑھاتے ہوئے روحان کے سامنے آ کر کھڑی ہوئی، آنکھوں میں تھوڑی سی ضد اور چہرے پر سنجیدگی تھی۔ اُس کی آواز نرم مگر پختہ تھی، "اچھا تو پھر یہ بتائیں کہ کیوں پڑتا ہے فرق؟"

روحان نے تھکی سانس بھرتے ہوئے ہلکی مسکان کے ساتھ کہا، "یہ اللہ، کتنے سوال کرتی ہے یہ لڑکی..." اُس کی آواز میں ہلکی ہنسی بھی چھپی تھی۔

ائزل اب بھی ضد کرتی ہوئی بولی، "بتاؤ نہ!"

روحان نے ہلکا سا ہنس کر کہا، "ائزل، اب بس کرو۔"

ائزل نے تھوڑی شرارت اور سنجیدگی کے ساتھ کہا، "ہاں ٹھیک ہے، لیکن آپ پرومس کریں، جائیں گے نہیں۔" اور اپنا ہاتھ آہستہ سے روحان کی طرف بڑھا دیا۔

روحان نے اُس کی طرف سر جھکایا، اور ہلکا مسکرا دیا، "ہمیشہ کے لیے تو نہیں آیا ہوں، کبھی نہ کبھی تو جانا ہی پڑے گا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ سن کر ائزل نے دھیرے سے اپنا ہاتھ واپس پیچھے کھینچ لیا،اُس کی آنکھوں میں تھوڑی سی ندامت اور نرم جذبات رک سے گئے تھے۔

✧....✧....✧

آج ایگزام کا آخری دن تھا۔پیپر ختم ہونے کے بعد ائزل اور انابیہ باہر ایک پر سکون کونے میں بیٹھی تھیں۔دھوپ ہلکی سی چمک رہی تھی،اور ہوا میں ایک تازگی تھی جو دن کے تھکن کو کچھ کم کر رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد انابیہ نے سنجیدگی سے ائزل کی طرف دیکھا اور آہستہ سے سوال کیا،"ویسے... تم نے گھر پر بات کی؟"

ائزل نے حیرت اور تھوڑی سی تجسس کے ساتھ اُس کی طرف گھورتے ہوئے کہا،"کیا مطلب؟تم ساتھ آنے والی ہو،تم نے کہا تھا نا؟"

"مطلب... نہیں کی، اب تک..." انابیہ نے لمبی سانس بھرتے ہوئے پیچھے ہٹ کر جواب دیا، ائزل نے تھوڑی نرمی اور ہلکی ضد کے ساتھ کہا، "ہاں، نہیں کی... تم ساتھ چلو گی تو ہی بات ہو گی، ورنہ کینسل!" اُس کا منہ ہلکا سا بند ہوا۔ انابیہ نے کندھے ذرا سا اُچکائے اور ہلکی ہنسی کے ساتھ کہا، "ہمم... کیا ابھی چلے؟"

ائزل کے چہرے کے تاثرات فوراً بدل گئے۔ خوشی کی نرم لہر اُس کے لبوں پر آئی، اور وہ انابیہ کے ہاتھ پکڑ کر بولی، "ابھی... مطلب تم میرے ساتھ چلو گی..." پھر اُس نے پیچھے کی طرف نظر دوڑائی۔ "روحان آتے ہی ہو گے... ہم ساتھ جائیں گے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ دیر تک وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے بیٹھیں رہی، ہنسی مذاق اور چھوٹی چھوٹی شرارتیں جاری تھیں۔ جیسے ہی روحان وہاں پہنچا، ائزل نے انابیہ کا ہاتھ پکڑ کر کار کی طرف دوڑ لگائی اور خود کار میں جا بیٹھی۔ روحان نے سر گھما کر پیچھے دیکھ کر سوال کیا۔ "کیا اسے گھر ڈراپ کرنا ہے؟" انابیہ نے فوراً اسے غصے بھری نظروں سے گھورا تبھی ائزل نے دھیمے سے کہا۔ "نہیں! گھر چلیں... انابیہ ہمارے ساتھ آ رہی ہے۔"

"تم سیدھے چلو نہ! تمہیں کسی نے کہیں ڈراپ کرنے کہا ہے کیا؟" انابیہ غصے سے دھاڑی۔

روحان نے ہلکی الجھن کے ساتھ کہا، "میں نے بس پوچھا، مجھے کیا پتہ ساتھ آ رہی ہو۔"

"کیا ضرورت ہے پوچھنے کی" انابیہ نے دوسری طرف نظر کر لی۔ روحان کا لہجہ بھی تھوڑا سخت ہوا، "کیسے ضرورت نہیں... ایسے اچانک آ کر بیٹھو گی تو پوچھنا ہی پڑے گا نہ!"

"اوکے فائن، میں جا رہی ہوں!" انابیہ نے غصے سے دروازہ کھولا اور ائزل کی طرف ایک پلک جھپکائی۔ "ائزل، میں شام کو آجاؤں گی" وہ بولتی ہوئی باہر نکلنے لگی۔

ائزل نے فوراً پیچھے مڑ کر کہا، "انابیہ، رکو!"

اسی لمحے روحان نے دھیمی آواز میں کہا، "جانے دو... بد تمیز۔"

انابیہ نے فوراً پلٹ کر اس کی طرف دیکھا، آنکھوں میں چمک اور ہلکی سی ناراضگی کے ساتھ۔

"اوہ! مائنڈ یور لینگویج، مسٹر... ویسے بھی بد تمیز میں نہیں، تم ہو!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہمم... وہ صاف دیکھ رہا ہے کون ہے بد تمیز؟" روحان نے تھوڑا مسکرا کر سر ہلایا۔ "بس کرو، تم دونوں!" ائزل نے اپنی آواز اونچی کر دی، تھوڑا غصے اور پریشانی کے امتزاج کے ساتھ۔ "روحان، آپ سیدھے گھر چلیں۔"

لیکن انابیہ نے اب بھی ضد جاری رکھی، اُس کا لہجہ جھنجلاہٹ اور غصے سے بھرا ہوا تھا۔ "نہیں ائزل... میں جا رہی ہوں، پورا موڈ خراب کر دیا اس آدمی نے میرا!"

روحان نے حیرانی سے پیچھے دیکھا۔ "آدمی؟"

"ہاں، آدمی... اور وہ بھی نہایت ہی بد تمیز!" انابیہ نے تھوڑا سر اُچکا کر کہا۔ روحان نے ہنستے ہوئے طنزیہ انداز میں کہا، "ہمم... اور تم بد تمیز عورت!" انابیہ فوراً آگ بگولا ہو گئی، اُس کے چہرے پر ناراضگی کے اثرات صاف نظر آ رہے تھے۔ اُس نے اونچی آواز میں کہا، "تم نہ!"

"خدا کے واسطے، بس کرو تم دونوں!" ائزل پریشان ہو کر بولی۔ لیکن وہ دونوں لڑائی میں اتنے مگن تھے کہ ائزل کی باتیں جیسے ہوا میں کھو گئی ہوں۔ "لڑو تم دونوں...!" ائزل کا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لہجہ بھرا ہوا تھا، آنکھوں میں غصہ تھا۔ وہ تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکلنے لگی۔ یکدم دونوں پر جیسے سکتہ طاری ہو گیا، ان کی آوازیں گم ہو گئیں۔ گاڑی کے اندر ایک لمحے کو خاموشی چھا گئی۔

"رُکو ائزل، میں بھی آ رہی ہوں۔" انابیہ جھٹ سے دروازہ کھول کر اُس کے پیچھے ہو لی۔ اُس کے قدموں میں جلدی تھی۔ لیکن ائزل نے مڑ کر اُس کی طرف تلخی سے دیکھا۔ اُس کے چہرے پر ناراضگی کی پرچھائیاں تھیں۔ "کوئی ضرورت نہیں... تم دونوں لڑو پہلے۔" ائزل کی آواز میں وہ کرب چھلک رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

روحان نے جیسے ہی ائزل کا لہجہ سُنا، اُس کے اندر بے چینی دوڑ گئی۔ اُس نے فوراً نظریں جھکائیں اور دھیمے مگر شرافت بھرے لہجے میں کہا، "سوری ائزل..." اُس کی آواز میں نرمی اور شرمندگی تھی۔ جیسے مان رہا ہو کہ قصور اُس کا ہی ہے۔

"دونوں ایک دوسرے کو سوری بولو!" ائزل نے سخت مگر بھاری لہجے میں کہا، اُس کی آنکھیں ایک لمحے انابیہ پر اور اگلے لمحے روحان پر ٹکیں۔ انابیہ نے فوراً منہ بسورتے ہوئے

جواب دیا،"سوری؟اور وہ بھی اس بد تمیز آدمی کو؟نووے!"وہ حقارت سے نظریں پھیر کر سیٹ سے ٹیک لگا گئی۔ائزل نے گہری سانس لی اور اُس کی طرف جھک کر قدرے تیز آواز میں کہا،"انابیہ!کیا تم میرے ساتھ لڑنے آرہی ہو؟"

"نہیں یار،میں تمہارے لیے آرہی ہوں۔"انابیہ نے بظاہر لاپرواہی سے کہا مگر اُس کی آنکھوں میں اب بھی ضد چمک رہی تھی۔ائزل نے نرمی مگر مضبوط لہجے میں کہا۔"تو پھر لڑائی چھوڑو اور جس کام کے لیے جارہے ہیں اُس پر فوکس کرو۔"یہ بات سن کر روحان نے ابرو چڑھائے،جیسے اُسے کوئی راز بھانپنے کی کوشش ہو رہی ہو۔وہ سیدھا بیٹھ گیا اور سوالیہ انداز میں ائزل کو گھورتے ہوئے بولا۔"کام؟کون سا کام ائزل؟"

"وہ روحان...مما بابا سے یونیورسٹی جانے کے لیے بات کرنی ہے...انابیہ اس لیے ساتھ آرہی ہے۔"

"اوہ اچھا...سوری انابیہ!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہ سنتے ہی انابیہ کے چہرے کے تاثرات یکدم بدل گئے۔اُس نے فوراً سیدھی ہو کر غصے سے روحان کی طرف دیکھا اور تیز لہجے میں بولی۔"اوہ یار!ابانیہ نہیں...انابیہ نام ہے میرا! اور ویسے بھی... نہیں چاہیے مجھے تمہارا سوری۔"

روحان اُس کے لہجے پر مسکرائے بغیر نہ رہ سکا،مگر وہ جانتا تھا کہ یہ مسکراہٹ مزید جلتی پر تیل کا کام کرے گی۔ائزل نے دونوں کی طرف دیکھا،اُس کے چہرے پر بے زاری اور غصے کا ملا جلا رنگ تھا۔"انابیہ... تم پھر لڑنا چاہتی ہو؟"اُس نے تیز نگاہ انابیہ پر ڈالتے ہوئے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انابیہ ایک پل کو رکی،پھر گہری سانس بھر کر جیسے اپنی جھنجلاہٹ دبانے کی کوشش کی۔ اُس نے ناک سکیڑتے ہوئے،منہ بگاڑ کر آہستگی سے کہا۔"سوری..."اُس کے انداز میں معذرت کم اور ضد زیادہ تھی۔روحان نے فوراً اُس کی بات اُسی کے لہجے میں پلٹائی۔"نہیں چاہیے۔"یہ سنتے ہی انابیہ کا منہ اور زیادہ بگڑ گیا۔اُس نے تیوری چڑھائی اور ہاتھ باندھ کر ایک طرف دیکھنے لگی۔ائزل نے دونوں کو گھورتے ہوئے مایوس ہو کر سر جھٹکا۔

کار صدیقی ہاؤس کے قریب جا کر آہستگی سے رکی۔ روحان نے گاڑی ایک طرف پارک کی۔ جیسے ہی کار رکی، ائزل نے فوراً دروازہ کھولا اور انابیہ کو ہاتھ سے پکڑ کر ساتھ اندر لے آئی۔ دونوں کی تیز رفتار قدموں سے لگ رہا تھا جیسے وہ اپنے مقصد کو لے کر سنجیدہ ہوں اور کوئی وقت ضائع نہیں کرنا چاہتیں۔

سیڑھیوں پر قدموں کی چاپ گونج رہی تھی۔ ائزل کی عادت تھی کہ جب بھی گھر آتی تو سیدھا اپنے کمرے میں ہی جاتی، اور آج بھی وہی ہوا۔ دونوں جیسے ہی ائزل کے کمرے میں داخل ہوئیں، انابیہ نے گردونواح پر ایک نگاہ ڈالی اور فوراً سوال داغ دیا۔ "کیا تمہارے بابا گھر پر نہیں ہے؟" اُس کے سوال میں بے چینی چھپی ہوئی تھی۔ جیسے وہ جاننا چاہتی ہو کہ جس مقصد کے لیے وہ یہاں آئی ہے، اُس کا موقع مل پائے گا یا نہیں۔

ائزل نے بیگ ایک طرف رکھتے ہوئے معمولی سا کندھے اُچکایا اور پر سکون لہجے میں جواب دیا: "گھر پر ہی ہیں۔" "ائزل نے کھینچتے ہوئے کہا اور انابیہ کو اپنے ساتھ آگے

بڑھانے کی کوشش کی۔"چلو جلدی کھانے کے وقت بات کرتے ہیں، جب مما بابا دونوں ساتھ ہوں گے۔

انابیہ نے جھٹکے سے ہاتھ چھڑوالیا اور پیچھے ہٹ گئی۔اُس کے ماتھے پر ہلکی سی تیوری اُبھری ہوئی تھی۔"اوئے...! میں تمہارے گھر کھانے کے لیے نہیں آئی ہوں۔"اُس نے ہلکی جھنجھلاہٹ کے ساتھ کہا۔"وقت ضائع کرنے کا موڈ نہیں ہے میرا۔جلدی جلدی بات کر کے انہیں راضی کرتے ہیں، پھر مجھے جانا بھی ہے۔"

ائزل نے ذرا تحمل سے کہا۔"ارے تو اسی وقت بات کرلیں گے نہ... کھانے کے وقت، جب ماحول بھی مناسب ہو گا۔"

انابیہ فوراً روٹھے سے انداز میں بول اٹھی۔"ائزل... اگر میں کھانے کے لیے رک گئی تو خالہ پریشان ہو جائیں گی۔"اُس نے اپنی بھنویں سکیڑتے ہوئے کہا۔"اور ویسے بھی یہ تمہارا کزن... اس نے میرا پہلے ہی دماغ خراب کر رکھا ہے۔"وہ منہ بناتے ہوئے گہری سانس بھر کر رہ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"انابیہ... روحان برے نہیں ہے۔ تم ایک بار اُن سے آرام سے اچھی بات کر کے تو دیکھو، میرا یقین ہے کہ تمہارا خیال بدل جائے گا۔" ائزل نے نرمی سے سمجھانے کی کوشش کی۔ انابیہ نے فوراً تیز لہجے میں جواب دیا۔ "ہاں ہاں، وہ تو میں نے دیکھ ہی لیا ہے کتنا اچھا ہے۔" اُس نے طنز سے ناک سکیڑی۔ "بس تم اس کی تعریفوں کے پھول باندھنا بند کرو۔ مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" پھر وہ جھنجھلاہٹ کے عالم میں آگے بڑھی اور ائزل کا ہاتھ پکڑ کر زور سے کھینچتے ہوئے کہا۔ "چلو جلدی، وقت ضائع مت کرو۔ ابھی بات کرنی ہے اور ابھی فیصلہ کروانا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ دونوں جلدی جلدی سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آئے۔ انابیہ کے قدموں میں ایک عجلت اور ائزل کی چال میں جھجک نمایاں تھی۔ نیچے آتے ہی اُن کی نظر خدیجہ پر پڑی جو بڑے سکون اور محبت سے کھانے کی میز پر ڈشز سجا رہی تھی۔ تازہ پکی ہوئی روٹیوں کی بھاپ پورے ہال میں پھیل رہی تھی۔ اسی لمحے حافظ صاحب بھی اخبار تہہ کرتے ہوئے کرسی کی طرف بڑھے۔ اُن کی شخصیت ہمیشہ کی طرح باوقار اور سنجیدہ تھی۔

"ائزل!" خدیجہ نے میز کے قریب سے ہی آواز لگائی، "چلو جلدی آؤ کھانے کے لیے۔"

ائزل کی دھڑکن ایک دم تیز ہو گئی۔ اُس نے بے اختیار اپنے پہلو میں کھڑی انابیہ کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا۔ اُس کی ہتھیلی پسینے سے بھیگی ہوئی تھی اور چہرے پر خوف صاف دکھائی دے رہا تھا۔ انابیہ نے چونک کر اُس کی طرف دیکھا اور بھنویں اوپر اٹھا کر دھیرے سے بولی، "کیا ہوا؟"

ائزل نے نظریں جھکا لیں اور سرگوشی میں کہا، "انابیہ... مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔" اُس کے ہونٹ کپکپا رہے تھے اور آنکھوں میں خوف کی ہلکی سی نمی جھلک رہی تھی۔ انابیہ نے اُس کے کان کے قریب ہوتے ہوئے دلاسہ دیا، "تم ڈرو مت نا... بس بات کرنی ہے۔ کھا تھوڑی جائیں گے تمہیں۔" اُس نے ذرا شوخی اور اعتماد سے کہا تاکہ ائزل کا ڈر کم ہو۔

خدیجہ میز پر پلیٹیں درست کر رہی تھی کہ اُس کی نظر دوبارہ ائزل اور انابیہ پر پڑی وہ اب بھی وہیں کھڑی تھیں۔ اُس نے ذرا اونچی آواز میں پکارا۔ "کیا کر رہی ہو تم دونوں... جلدی آؤ، کھانا ٹھنڈا ہو جائے گا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ائزل کے قدم زمین سے جیسے چپک گئے تھے۔اُس نے گہری سانس لی اور لرزتی آواز میں کہا۔"ن... نہیں مما... م... مجھے آپ دونوں سے کچھ بات کرنی ہے۔"

یہ سنتے ہی کمرے کی فضا میں ایک عجیب سا سکوت چھا گیا۔حافظ صاحب، جو کرسی کھینچنے ہی والے تھے، ٹھٹھک کر رک گئے۔اُنہوں نے آہستہ سے پلٹ کر اپنی بیٹی کو دیکھا۔ان کی نظریں پہلے ائزل پر ٹکیں، پھر ایک لمحے کے لیے انابیہ پر۔انابیہ کے چہرے پر اعتماد اور سنجیدگی تھی، لیکن ائزل کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔وہ اب بھی انابیہ کا ہاتھ اس مضبوطی سے پکڑے کھڑی تھی جیسے اُس گرفت میں اپنی ہمت قید کر رکھی ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حافظ صاحب کے ماتھے پر ہلکی سی شکن ابھری۔وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے آگے آئے اور پھر خدیجہ کو اشارے سے اُسی طرف بلایا۔خدیجہ، جو کچھ الجھی سی تھی، خاموشی سے حافظ کے برابر جا کھڑی ہوئی۔دونوں کی نظریں اب ائزل پر مرکوز تھیں۔

کمرے میں جیسے لمحہ بھر کو سناٹا چھا گیا۔صرف دیوار پر لگی گھڑی کی ٹک ٹک اور کھانے کی خوشبو محسوس ہو رہی تھی۔"ہمم... بولو۔"حافظ نے اپنے اندازِ گفتگو کی روایتی سنجیدگی کے

ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا۔اُن کی آواز گہری اور پُر وقار تھی، مگر اس میں ایک نرم سا شائبہ بھی چھپا ہوا تھا۔

"جاؤ..."انابیہ نے آہستگی سے اُسے آگے کی طرف دھکیلا۔ائزل قدم بہ قدم، نہایت کم رفتاری سے چلتی ہوئی صوفے کے قریب پہنچی اور فرش پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔اس لمحے اُس کا وجود خوف اور جھجک سے کانپ رہا تھا۔"ب...بابا..."اُس نے ہچکچاتے ہوئے، رُک رُک کر کہنا شروع کیا۔"م...میں...میں یونیورسٹی جانا چاہتی ہوں، بابا۔"

ائزل کی اس بات پر کمرے کا ماحول لمحے بھر کو ساکت ہو گیا۔حافظ صاحب، جو ابھی ائزل کے سر کی طرف ہاتھ بڑھانے ہی والے تھے، فوراً رُک گئے۔اُنہوں نے اپنی آنکھوں میں ایک سختی اور بے چینی لیے ہاتھ واپس کھینچ لیا اور سیدھے ائزل کی طرف دیکھا۔"ہم تمہیں اس کے لیے پہلے ہی منع کر چکے ہیں۔"اُن کی گہری اور پر وقار آواز میں فیصلہ کن انداز جھلک رہا تھا۔ائزل کے دل پر جیسے کسی نے بوجھ ڈال دیا ہو۔اُس کی آنکھوں میں نمی بھر آئی، وہ آہستگی سے آگے بڑھی اور سر حافظ کے پیروں پر رکھ دیا۔"بابا..."اُس کی آواز ٹوٹتی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہوئی نکلی۔"بہت ہمت کر کے آپ کے پاس پھر یہ بات لیے آئی ہوں۔"ائزل نے لرزتی آواز میں کہا۔"میں جانتی ہوں آپ فکر مند ہیں میرے لیے... آپ کی ہر بات مجھے یاد ہے۔ آپ کے منع کرنے کے بعد میں شاید پھر کبھی یہ بات آپ کے سامنے نہ رکھتی... لیکن بابا..."اُس نے رُک کر سانس بھری، پھر اپنی آواز میں اور بھی زیادہ معصومیت لا کر کہا۔"وہاں میں اکیلی نہیں ہوں گی... وہاں انابیہ بھی میرے ساتھ ہو گی۔"اس بار ائزل نے دھیرے سے اپنے سر کو پیروں پر مزید جھکا دیا، جیسے اپنے جذبوں کو مکمل طور پر والد کے آگے رکھ دیا ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ائزل کی بات ابھی ختم ہی ہوئی تھی کہ انابیہ نے فوراً جھٹکے سے قدم آگے بڑھایا اور ہمت جٹاتے ہوئے بولی۔"ہ...ہاں انکل... میں بھی رہوں گی ائزل کے ساتھ۔"اس کے لہجے میں اعتماد تو تھا مگر آنکھوں میں گھبراہٹ بھی صاف جھلک رہی تھی۔ جیسے وہ چاہتی ہو کہ اپنے دوست کی بات کو وزن بخشے اور حافظ صاحب کو یقین دلا دے کہ ائزل کبھی تنہا نہیں ہو گی۔

خدیجہ نے انابیہ کی طرف ایک سرد اور سخت نظر ڈالی، پھر سارا دھیان ائزل پر مرکوز کیا۔ اُن کا چہرہ غصے اور فکر کے بیچ لرز رہا تھا۔ "ائزل!" خدیجہ نے تلخ لہجے میں پکارا۔ "تم اب تک اسی بات پر اڑی ہو؟ تمہارے بابا نے اپنا فیصلہ تمہیں پہلے ہی سنا دیا ہے۔"

ان کی بات جیسے ائزل کے دل پر ایک وار کی طرح لگی۔ اُس نے آہستہ سے سر اوپر اٹھایا اور خدیجہ کی طرف دیکھا۔ اُس کی پلکیں آنسوؤں سے بوجھل تھیں، آنکھوں کے کونے سرخ ہو گئے تھے۔ وہ کچھ کہہ نہ پائی، بس لمحہ بھر خدیجہ کو دیکھا اور پھر خاموشی سے اپنا سر نیچے کر لیا۔ کمرے کی فضا میں گہرا سکوت پھیل گیا۔ ائزل کے آنسو ایک ایک کر کے اُس کے رخسار سے پھسلنے لگے۔ خدیجہ کے دل میں بھی اُس کے آنسو تیر کی طرح لگ رہے تھے مگر اُنہوں نے اپنے لب سختی سے بھینچ لیے، جیسے کمزوری کا اظہار کرنا گناہ ہو۔ حافظ نے ائزل کا چہرہ غور سے دیکھا۔ اُس اداسی میں، اُس ٹوٹے ہوئے لہجے میں، اُس کی جھکی ہوئی نظریں اور آنسو... یہ سب کچھ اُنہوں نے اپنی بیٹی میں پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ ائزل ہمیشہ نازوں میں پلی، ہنستی مسکراتی رہی تھی۔ حافظ کے چہرے کی سختی لمحہ لمحہ نرم پڑنے لگی۔

روحان آہستہ آہستہ سیڑھیوں سے نیچے اتر رہا تھا۔اُس کے قدموں کی آہٹ کسی نے محسوس نہ کی، مگر اُس کی نظریں شروع سے صوفے کے قریب بیٹھی ائزل پر جمی ہوئی تھیں۔"پتہ نہیں مجھے آپ کے مسئلے میں بولنا چاہیے بھی یا نہیں..."روحان نے صاف اور بے جھجک آواز میں کہنا شروع کیا۔سب کی نظریں اُس کی طرف اٹھ گئیں۔"لیکن اگر ائزل جانا چاہتی ہے تو اس میں حرج ہی کیا ہے؟"اُس نے ایک لمحے کو رُک کر گہری سانس لی اور پھر انابیہ کی طرف دیکھا۔"اور اُس کی دوست بھی تو ہوگی اُس کے ساتھ۔اگر وہ اکیلی ہوتی تو شاید آپ کا فیصلہ صحیح ہے، لیکن انابیہ کئی سالوں سے ہے ائزل کے ساتھ۔آپ کو منع نہیں کرنا چاہیے۔"روحان کے لہجے میں ایک ایسا اعتماد تھا جو کمرے کی خاموشی کو توڑ گیا۔اُس نے سیدھی آنکھوں سے حافظ کو دیکھا، جیسے اپنی بات کو دلیل سے نہیں بلکہ سچائی سے منوانا چاہتا ہو۔

انابیہ حیرت سے اُس کی طرف دیکھنے لگی۔انابیہ کو اپنی سماعت پر یقین نہ آرہا تھا کہ روحان اُس کے اور ائزل کے حق میں یوں ڈٹ کر بات کر سکتا ہے۔

"وہ سب بات ٹھیک ہے بیٹا روحان..." خدیجہ نے نرم مگر فکر مند لہجے میں جواب دیا۔ اُن کی نظریں ایک ماں کی سی تھیں جو اپنی بیٹی کے ہر قدم کو تول تول کر دیکھتی ہیں۔ "لیکن ایک لڑکی کے معاملے میں بہت سوچنا پڑتا ہے۔" خدیجہ کی بات ختم ہوئی ہی تھی کہ حافظ نے اپنی نشست پر ذرا سا پہلو بدلا اور اچانک بول اٹھے۔ "خدیجہ!" اُن کا لہجہ سخت نہ تھا، مگر اُس میں ایک فیصلہ کن کیفیت تھی۔ "تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔" ان کے یہ الفاظ سنتے ہی ائزل کا دل جیسے ایک لمحے کو رک سا گیا۔ اُس نے آہستگی سے اپنا سر اوپر اٹھایا۔ اُس کی آنکھوں میں ابھی بھی نمی موجود تھی، پلکیں بھیگی ہوئی تھیں۔ اُس نے بڑی اداسی اور اُمید کے ملے جلے انداز سے اپنے بابا کی طرف دیکھا۔

"لیکن مجھے اپنی بیٹی اور اپنی پرورش پر پورا یقین ہے..." حافظ کی آواز میں سکون اور اعتماد کی جھلک تھی۔ "میں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ میری بچی ایسا کوئی کام نہیں کرے گی جس کی وجہ سے مجھے شرمندہ ہونا پڑے۔" یہ کہتے ہوئے اُن کی انگلیاں ائزل کے بالوں میں شفقت سے چلنے لگی۔ ائزل نے دھیرے سے اپنی نم پلکیں بند کر لیں، اور اُس کے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اُداس چہرے پر پہلی بار ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔اُس مسکراہٹ میں شکر گزاری، سکون اور اطمینان سب شامل تھے۔"میری بچی کی خوشی ہے تو اس سے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا..."حافظ نے آہستہ سے کہا اور پھر ایک بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ اپنی بات مکمل کی۔"اگر ائزل جانا چاہتی ہے تو ٹھیک ہے۔"

یہ جملہ سنتے ہی ائزل کا دل جیسے خوشی سے دھڑکنا بھول گیا۔اُس کی آنکھوں کی چمک پل بھر میں بڑھ گئی۔وہ اچانک سیدھی ہوئی اور صوفے کے قریب فرش پر بیٹھے بیٹھے ایک دم اٹھ کر صوفے پر بیٹھ گئی۔اُس کے چہرے پر حیرت اور خوشی کا ملا جلا رنگ تھا۔"سچ بابا؟"اُس کی آواز لرزتی ہوئی سی تھی، جیسے اب بھی یقین نہ آرہا ہو۔

حافظ نے شفقت بھری مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔"ہاں۔"

ائزل کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔اُس نے اپنی پلکیں نم ہونے کے باوجود آنکھیں بڑی کر کے حافظ کو دیکھا اور پھر جھٹ سے بول پڑی۔"تھینک یو سو مچ... آپ مجھ پر اتنا یقین کرتے ہیں، میں وعدہ کرتی ہوں آپ کا یہ یقین کبھی ٹوٹنے نہیں دوں گی۔"اُس کے لہجے

میں جذبات کی شدت تھی، جیسے وہ اپنی جان سے زیادہ اس اعتماد کی حفاظت کرنے کا عہد کر رہی ہو۔

خدیجہ نے ائزل کے چہرے پر خوشی کی وہ معصوم جھلک دیکھی تو اُس کے دل میں ہلکی سی خفگی ضرور جاگی، لیکن بیٹی کی مسکراہٹ دیکھ کر اُس کے لبوں پر بھی ایک بے ساختہ مگر تلخ سی مسکراہٹ آ گئی۔ جیسے وہ یہ قبول تو کر رہی تھی کہ ائزل کی خوشی سب سے بڑھ کر ہے، مگر دل کے کسی کونے میں اُس کی اپنی فکر ابھی باقی تھی۔

اسی لمحے انابیہ نے اپنی کلائی پر بندھی گھڑی پر نگاہ ڈالی۔ اُس کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی جھلکنے لگی۔ "چلو ائزل، اب مجھے بھی جانا چاہیے۔" اُس نے نرمی مگر جلدی کے لہجے میں کہا۔

خدیجہ بھی آگے بڑھیں، انابیہ کے قریب آ کر کہا۔ "کھانا کھا کر جانا بیٹا۔" اُن کی آواز میں وہی مان اور خلوص تھا جو ہمیشہ انابیہ کے لیے ہوتا تھا، جیسے وہ اُسے اپنی بیٹی کی طرح سمجھتی ہوں۔

لیکن انابیہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ نفی میں سر ہلایا۔ "نہیں آنٹی، کسی اور دن۔ فی الحال دیر ہو رہی ہے، خالہ پریشان ہو رہی ہوں گی... میں بتا کر نہیں آئی تھی۔" اُس کے انداز میں نرمی بھی تھی اور معذرت بھی۔

ائزل خوشی کے رنگوں میں ڈوبی ہوئی تھی، انابیہ کے جانے کے خیال سے فوراً اٹھ گئی۔

"لیکن... اب اکیلے جاؤ گی؟" اُس کی آواز میں صاف بے چینی اور فکر نمایاں تھی۔

انابیہ نے اُس کی طرف دیکھا اور نرم لہجے میں جواب دیا۔ "ہاں..." انابیہ کے مختصر مگر پُرسکون جواب پر ائزل کے دل میں عجیب سی بے چینی اُٹھنے لگی۔ اُس نے ہلکی سی جھجک کے ساتھ اپنی نظریں آہستہ آہستہ روحان کی طرف موڑیں، جو سیڑھیوں کے قریب کھڑا خاموشی سے یہ سب منظر دیکھ رہا تھا۔ ائزل کی آنکھوں میں معصومیت کے ساتھ ساتھ ایک نرم سی التجا جھلک رہی تھی۔

"اُمم... روحان!" وہ دھیرے دھیرے اُس کے قریب آئی۔ اُس کے لہجے میں نرمی بھی تھی اور ضد بھی۔ "آپ انابیہ کو گھر چھوڑ دیں گے؟... پلیز، پلیز منع مت کرنا۔" کہتے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہوئے اُس نے جیسے معصوم انداز میں اپنے دونوں ہاتھ جوڑنے کو ہی تھا کہ اُس کی سادگی سب کے دل کو چھو گئی۔

انابیہ نے یہ بات سنی تو فوراً خفگی سے چونک کر بولی،"ن... نہیں نہیں ائزل، میں چلی جاؤں گی۔"اُس نے قدرے تیزی میں کہا اور ایک نظر روحان کی طرف ڈال کر فوراً نگاہیں پھیر لیں۔ جیسے وہ نہیں چاہتی تھی کہ روحان اُس کی ذمے داری یا جھجک میں پڑے۔ اُس کی آنکھوں میں ہلکی سی ناگواری بھی تھی اور اپنے طور پر بے نیازی بھی۔

روحان کی نظریں مگر ائزل کے معصوم چہرے پر جمی رہیں۔ اُس کے لہجے کی نرم التجا، روحان کو پل بھر میں فیصلہ لینے پر مجبور کر گئی۔ اُس نے ایک گہری سانس لی اور پُر اعتماد مگر نرم لہجے میں کہا۔"ٹھیک ہے... میں چھوڑ دوں گا۔"

روحان کی بات سن ائزل کے چہرے پر جیسے روشنی سی پھیل گئی۔ اُس کی آنکھیں دمک اٹھیں اور ہونٹوں پر وہی مسکراہٹ لوٹ آئی جس میں شکر گزاری اور خوشی دونوں تھے۔

"تھینک یو روحان!"وہ خوشی سے بولی، جیسے اُس کا بوجھ کسی نے پلک جھپکتے ہی ہلکا کر دیا ہو۔

ائزل نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر اُن دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا،"اور ہاں... پلز، دونوں لڑنے مت لگ جانا۔"

یہ جملہ سنتے ہی خدیجہ کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ وہ کچھ الجھ سی گئیں اور ہلکی حیرت سے پوچھ بیٹھیں۔

"لڑنے مت لگ جانا مطلب؟"اُنہوں نے نہ سمجھی کے عالم میں ائزل کی طرف دیکھا، جیسے اس اچانک جملے کا مطلب ہی اُنہیں سمجھ نہ آیا ہو۔

ائزل نے فوراً ہونٹ بُھلا کر ایک لمبی سانس لی اور ہلکی ناراضی سے بولی۔"آپ کو پتہ نہیں ہے مما... گھر آنے کے وقت دونوں کتنا لڑے تھے۔"اُس نے جان بوجھ کر"کتنا"پر زور دیا اور انگلی اٹھا کر روحان اور انابیہ کی طرف اشارہ کیا۔

خدیجہ کی آنکھیں مزید پھیل گئیں۔"کیا... سچ میں؟"وہ بے یقینی سے بولیں اور یکدم اپنی نظریں انابیہ اور روحان کی طرف گھما دیں۔ اب دونوں بالکل سامنے کھڑے تھے۔ روحان کی آنکھوں میں وہی مانوس غرور اور بے نیازی، اور انابیہ کی نظروں میں ضد اور خاموش

احتجاج۔ دونوں کے چہرے پر ایک دوسرے کے لیے عجیب سا تناؤ جھلک رہا تھا۔ جیسے ابھی بھی ان کے بیچ وہی ناگواری موجود ہو۔ انابیہ نے ہونٹ بھینچ کر نظریں چرائیں، جیسے وہ خدیجہ کے سامنے اس موضوع پر کچھ سننا یا کہنا ہی نہیں چاہتی۔ روحان البتہ ہلکی سی مسکراہٹ دبانے کی کوشش کرتا رہا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو ایک پل کے لیے تیکھی نگاہوں سے دیکھا اور پھر فوراً رخ پھیر لیا۔

خدیجہ خود زور سے ہنس پڑیں اور شوخی بھرے لہجے میں بولیں۔ "جتنے غصے سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں، اگر شادی ہو گئی دونوں کی تو پتہ نہیں جان لے لیں گے ایک دوسرے کی!" اُن کی ہنسی صوفے کے کونے سے اُٹھ کر کمرے میں گونجی اور سب کی نظریں یکدم ان پر جم گئیں۔

انابیہ تو جیسے کرنٹ کھا گئی۔ اُس نے حیران نظروں سے خدیجہ کی طرف دیکھا اور اچانک ہی ایک قہقہہ مار کر بولی "کیا!!... ؟شادی... اور اس سے؟" اُس نے انگلی سے روحان کی طرف اشارہ کیا اور پھر فوراً ہنستے ہنستے بولی، "آنٹی، آپ مجھے زہر کی بوتل دے دیں، میں خوشی

خوشی کھالوں گی، مگر اس سے شادی کا تصور بھی نہیں!"روحان جو ایک طرف کھڑا یہ سب سن رہا تھا، اُس کے چہرے پر ایک معنی خیز مسکراہٹ تیر گئی۔ اُس نے ہلکا سا بھنویں اُچکا کر انابیہ کو دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا ہو 'واقعی؟ اتنی نفرت؟'

خدیجہ نے بیٹی جیسی انابیہ کے معصوم ردِ عمل پر سر ہلاتے ہوئے ذرا سنجیدہ مگر نرمی بھری آواز میں کہا۔

"بیٹا... رب کی لکھی تقدیر کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔ ہو سکتا ہے جس کے نام سے آج تمہیں کانٹا لگ رہا ہے، کل وہی تمہاری قسمت کا پھول بن جائے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ جملہ انابیہ کے دل پر عجیب سا بوجھ ڈال گیا۔ اُس کے ہنستے چہرے کی ہنسی جیسے لمحے بھر میں اُڑ گئی۔ وہ پلک جھپکتے ہی سنجیدہ ہو گئی، اور اُس کی آنکھوں میں ایک ناگواری کی جھلک اُتر آئی۔ "اُمم... چلو ائزل... م مجھے چلنا چاہیے۔" اُس نے ہڑبڑا کر کہا اور بغیر کسی کی طرف دیکھے آگے بڑھ گئی۔

روحان تیزی سے باہر نکل آیا وہ انابیہ سے چند قدم آگے چل رہا تھا۔ انابیہ لمحے بھر کو ٹھٹھک گئی۔ اُس نے ناک سکوڑ کر ہاتھوں کو سینے پر باندھتے ہوئے خفگی سے کہا۔ "راستہ پتہ ہے گھر کا؟"

روحان رُک کر آہستہ سے مڑا، "اُم... مجھے کیسے پتہ ہو گا؟" اُس نے دانت بھینچتے ہوئے تیکھے انداز میں جواب دیا۔

انابیہ نے آنکھیں گھمائیں اور لمبی سانس لے کر کہا۔

"تو پھر میرے پیچھے ہی چلیے جناب۔" یہ کہہ کر وہ بنا اُس کی طرف دیکھے قدم تیز کرتے ہوئے آگے نکل گئی۔ اُس کے لمبے کھلے بال ہوا میں اُڑتے ہوئے اُس کی جلد بازی کو ظاہر کر رہے تھے۔ روحان نے چند لمحے اُس کے پیچھے دیکھ کر ہلکا سا قہقہہ دبایا، جیسے اُس کی ضد اور خفگی دونوں ہی اُسے کسی عجیب سی کشش میں ڈال رہے ہوں۔ پھر وہ پر سکون انداز میں ہاتھ جیب میں ڈال کر اُس کے پیچھے چلنے لگا۔ "عجیب لڑکی ہے..."

انابیہ، جو آگے بڑھ رہی تھی، فوراً رک کر اُس کی طرف پلٹی۔ آنکھیں پھیلا کر حیرت اور خفگی کے ملے جلے انداز میں بولی۔ "اس میں عجیب والی کون سی بات ہے؟"

روحان نے اُس کی جھنجلاہٹ سے کندھے اچکا دیے۔ "چھوڑو... تم سے لڑنے کا من نہیں ہے میرا۔"

انابیہ نے ابرو چڑھاتے ہوئے طنزیہ انداز میں کہا۔ "میں لڑ نہیں رہی ہوں... صرف پوچھ رہی ہوں۔" پھر لمحے بھر کو رکی اور سنجیدہ لہجے میں سوال کیا۔ "تم نے ہمارا ساتھ کیوں دیا؟"

روحان نے قدم روکے اور اُس کی طرف گہری نظروں سے دیکھا۔ "کیوں کا کیا مطلب؟" اُس نے ذرا حیرانی سے کہا۔

انابیہ اُس کے جواب کا انتظار کرتے ہوئے اُسے ہی گھور رہی تھی۔

روحان نے سانس کھینچتے ہوئے بات جاری رکھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگر انکل منع کرتے تو ائزل اُداس ہو جاتی... اور وہ مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔" یہ کہتے ہوئے اُس کے لہجے میں ایک عجیب سی نرمی آ گئی تھی۔ پھر اچانک اُس کی نظریں انابیہ پر ٹھہریں۔ وہ ایک پل کو خاموش رہا، جیسے الفاظ چن رہا ہو۔ پھر ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ آہستگی سے بولا۔ "کیوں کہ... وہ بہت اچھی ہے نا۔"

✧....✧....✧

شام کی مدھم روشنی کمرے کے پردوں سے چھن کر اندر آ رہی تھی۔ ائزل نے دروازہ کھولا تو اس کے چہرے پر خوشی کی ایک عجیب سی چمک تھی، جیسے کوئی بڑی جیت حاصل کی ہو۔ وہ ہلکی سی اچھلتی ہوئی بیڈ پر آ گری اور گول گول گھومتی اپنی ہنسی پر قابو نہ رکھ سکی۔ "بہت خوش ہوں میں!" اُس نے دونوں ہاتھ ہوا میں اٹھاتے ہوئے کہا، جیسے پوری دنیا کو بتانا چاہتی ہو۔ "مما بابا نے ہاں کر دی۔۔" اُس کی آواز میں خوشی کے ساتھ سکون بھی جھلک رہا تھا۔ لیکن اگلے ہی لمحے جیسے کسی نے اُس کی خوشی کو تھام لیا ہو۔ وہ یکدم رکی، چہرے کے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تاثرات بدلے اور بیڈ سے اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ "اوہ نو!" اُس کے لبوں سے بے اختیار نکلا۔ وہ ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے بے یقینی میں چلنے لگی۔ "میں نے تو روحان کو تھینکس بھی نہیں بولا!" اُس کے الفاظ میں ایک ہلکی سی شرمندگی تھی۔ حافظ اور خدیجہ کے سامنے اُس کی سب سے بڑی مشکل آسان کر دی گئی تھی، اور وہ خوشی میں یہ سب بھول گئی۔ یوں مسکراتی، دل میں شرمندگی اور شکر گزاری لیے ائزل کمرے سے باہر نکل آئی۔ ائزل ہانپتی ہوئی گیسٹ روم تک پہنچی، دل کی دھڑکن جیسے قدموں سے بھی تیز تھی۔ دروازہ دھکیل کر کھولا تو منظر نے اُسے چند لمحے کے لیے ساکت کر دیا۔ روحان پر سکون مگر مصروف سا نظر آیا، بیگز کھول کر کپڑے بڑے سکون سے تہہ کرتا جا رہا تھا، جیسے کسی فیصلے پر مکمل طور پر قائم ہو۔ ائزل کے قدم آہستہ ہو گیے، خوشی سے دمکتی آنکھوں میں اب گھبراہٹ جھلک رہی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھی، آواز میں ایک نمی تھی۔ "روحان... آپ جا رہے ہیں؟" اُس کے ہونٹوں پر جمی مسکان لمحوں میں ماند پڑ گئی۔ روحان رکا، اور اُس کی طرف مڑتے ہی آنکھوں میں ایک عجیب سا دکھ اور مجبوری تھی۔ "سوری ائزل..." اُس نے

گہری سانس بھرتے ہوئے کہا،"کچھ ضروری کام آ گیا ہے،جانا پڑے گا۔"ائزل کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔وہ چند قدم اور قریب آئی،اُس کی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔

"لیکن آپ تو رکنے والے تھے نہ... آپ نے کہا تھا۔"یہ کہتے ہی اُس کے ہاتھ غیر ارادی طور پر بیگ میں رکھے کپڑوں تک جا پہنچے۔اُس نے کپڑوں کا ایک جوڑا پکڑ کر کھینچ لیا،جیسے یوں کرنے سے وہ روحان کو روک پائے گی۔اُس کی آواز میں ضد اور دکھ دونوں لرز گئے۔"آپ ایسے نہیں جا سکتے۔"

"ائزل۔۔۔واپس دو"روحان نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔

"نہیں دوں گی۔۔کہی نہیں جا رہیں ہیں آپ"وہ ضد سے پیچھے ہوتی ہوئی بولی۔

"ضروری نہیں ہوتا تو نہیں جاتا کپڑے دو واپس"روحان نے ہاتھ آگے بڑھا کر نرمی مگر مضبوطی سے ائزل کے ہاتھوں سے کپڑے واپس لے لیے۔اُس کی آنکھوں میں ضد اور ہونٹوں پر خفگی جمی تھی،جیسے چھوٹی بچی کا کھلونا چھین لیا گیا ہو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ نے بتایا بھی نہیں تھا پہلے..." ائزل کے لہجے میں شکوہ تھا، آنکھوں میں ہلکی نمی اور چہرے پر سچ مچ کا مرجھایا ہوا رنگ روحان اُس کے انداز پر ہنس پڑا، ایک ایسی کھری اور بے ساختہ ہنسی جو لمحے بھر میں ماحول کو ہلکا کر گئی۔ "میری ماں!" اُس نے مزاحیہ انداز میں کہا، "ہمیشہ کے لیے تھوڑی آیا ہوں یہاں... آج نہیں تو کل جانا ہی تھا۔"

ائزل نے پلکیں جھکائیں، ہونٹ پھُلا کر ایک جھٹکے سے پیچھے پلٹی اور غصے میں بھرے لہجے میں بولی۔ "ہاں تو چلے جاؤ۔" روحان نے کپڑے بیگ پر رکھے اور گہری سانس لیتے ہوئے ائزل کی طرف بڑھا۔ اُس کے قدموں کی آہٹ سن کر ائزل نے رخ موڑنے کی ہمت نہ کی۔

"ائزل..." روحان کی آواز نرم اور مان سے بھری ہوئی تھی۔ "ایسے ناراض نہیں ہوتے۔ ویسے بھی میں آج کے لیے ہی ہُوں یہاں... اگر ناراض رہنا ہے تو رہو، لیکن پھر چلا جاؤں گا تو بہت یاد کرو گی مجھے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ائزل نے لب بھینچ کر، نظریں جھکائے آگے قدم بڑھائے اور خفگی سے بولی۔ "نہیں کروں گی یاد... چلے جاؤ۔"

روحان نے ایک پل کے لیے اُس کے ضدی لہجے کو محسوس کیا، پھر تیزی سے آگے بڑھ کر اُس کا ہاتھ تھام لیا۔ ائزل چونکی، مڑ کر غصے سے اُس کی طرف دیکھنے لگی۔ "چھوڑیں مجھے!" اُس نے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی مگر روحان کی گرفت اور بھی مضبوط ہو گئی۔ اُس کی آنکھوں میں ضد اور شکوہ تھا، جبکہ روحان کی نظروں میں عجیب سی نرمی اور سکون۔

کمرے کے دروازے کے باہر کھڑی خدیجہ یہ سب دیکھ رہی تھی۔ خدیجہ کے قدم اچانک وہیں تھم گئے۔ جیسے ہی اُس نے دروازے کے کواڑوں کے بیچ سے جھانکا تو سامنے کا منظر دیکھ کر اُس کی سانس رُک سی گئی۔

ائزل کی پلکیں لرزیں، آواز بھاری پڑ گئی۔ "آپ... آپ کچھ دن اور نہیں رک سکتے؟" وہ بے بسی سے روحان کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔ روحان ایک لمحے کو چپ سا ہو گیا۔ اُس کی نظریں ائزل کے چہرے پر جمی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

خدیجہ نے دل پر قابو پاتے ہوئے ہلکی سی گہری سانس لی اور آہستہ آہستہ پلٹ گئی۔ایک لمحے کو اُن کے قدم رُک گئے،دل چاہا دوبارہ مُڑ کر دیکھے، لیکن پھر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر جھٹک دیا۔یہ لمحہ خدیجہ کے لیے صرف ایک منظر نہیں تھا،بلکہ آنے والے وقت کی ایک جھلک تھی۔اس لیے اُنہونے نے خاموشی کو ہی اپنا رازدار بنایا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔

روحان کی آنکھوں میں لمحہ بھر کو افسردگی چھلک اُٹھی۔وہ دھیرے سے بولا،"ائزل،اگر رک پاتا تو تمہیں یوں ناراض تھوڑی ہونے دیتا..."اُس کے لہجے کی سنجیدگی میں عجیب سا درد چھپا ہوا تھا۔

ائزل نے اس کی آنکھوں میں ایک پل کو جھانکا،مگر فوراً نظریں چرا لیں۔اُس نے تیزی سے اپنا ہاتھ روحان کی گرفت سے کھینچا اور ایک قدم پیچھے ہٹی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ٹھیک ہے..."اُس کی آواز بھاری ہو گئی تھی۔"جاؤ...اور کبھی مت آنا!"یہ کہتے ہوئے اُس نے رُکے بغیر قدم پیچھے لیے۔اس کے لفظ جیسے کمرے کی دیواروں سے ٹکرا کر روحان کے دل پر گر رہے تھے۔

ائزل کے قدم تیز تھے،غصہ اور ضد اُس کے ہر انداز سے جھلک رہی تھی۔روحان نے اسے آواز دی،"سنو ائزل!"مگر اُس نے پلٹ کر دیکھنے تک کی زحمت نہ کی۔وہ سیدھا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔روحان بھی پیچھے پیچھے آیا لیکن ائزل نے کمرے کے دروازے پر پہنچتے ہی بنا کچھ کہے دھڑام سے دروازہ اُس کے منہ پر بند کر دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دروازے کی زوردار آواز سن کر روحان ایک پل کے لیے ساکت رہ گیا۔اُس کی آنکھوں میں حیرانی اور ہلکی سی مسکراہٹ بھی آ گئی جیسے وہ ائزل کی اس حرکت پر کچھ بے بس سا ہو گیا ہو۔اُس نے ہلکی آواز میں کہا۔"یا اللہ...اب اس لڑکی کو کیسے مناؤں میں؟"وہ چند لمحے دروازے کے سامنے کھڑا رہا جیسے شاید ائزل دوبارہ دروازہ کھول دے گی،لیکن جب کوئی جواب نہ ملا تو اُس نے گہری سانس لی اور ہلکا سا سر جھٹک دیا۔اگلے ہی لمحے اُس نے ذرا بلند

آواز میں کہا۔"ٹھیک ہے، رہو ناراض!"یہ کہتے ہوئے اُس نے رخ موڑ لیا اور آہستہ آہستہ قدم گیسٹ روم کی طرف بڑھا دیئے۔اس کے قدموں کی چاپ میں ایک طرح کی خاموش اداسی تھی، مگر ساتھ ہی ایک انجانی سی امید بھی کہ شاید ائزل زیادہ دیر تک اُس سے ناراض نہیں رہ پائے گی۔

✧....✧....✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

باب دوّم

اوّل لقاء..!!

First meeting

گھر کے صحن میں ہمیشہ کی طرح ہلچل تھی۔ روحان جانے کی تیاری میں باہر ہی تھا۔ اُس کی نظریں بار بار گھڑی پر جا رہی تھیں۔ وہ کئی منٹوں سے بس ایک ہی انتظار میں تھا کہ ائزل آ جائے، مگر وقت گزرتا جا رہا تھا اور وہ دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ آخر اُس نے بے بسی سے خدیجہ کی طرف دیکھا اور آہستہ سے بولا۔ "آنٹی... ائزل نہیں آئی۔" اُس کی آواز میں ہلکی سی مایوسی چھپی ہوئی تھی۔

خدیجہ نے چونک کر ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "نہیں، شاید سو رہی ہے... تم کہو تو اُسے اٹھا دوں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

روحان نے فوراً سر ہلایا، اُس کی آنکھوں میں نرمی تھی۔ "نہیں، کوئی بات نہیں... سونے دیں۔" یہ کہہ کر اُس نے ایک گہری سانس بھری اور کار کی طرف بڑھ گیا۔ اُس کے قدم بھاری لگ رہے تھے جیسے دل کہیں پیچھے رہ گیا ہو۔ اُس نے گاڑی کا دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک پیچھے سے ایک جانی پہچانی آواز گونجی۔ "روحان!" روحان ٹھٹک

کر پلٹا۔ سامنے سے ائزل بھاگتی ہوئی آ رہی تھی۔ اُس کی سانس پھولی ہوئی تھی، اور آنکھوں میں جیسے ہڑبڑاہٹ اور خوشی دونوں ایک ساتھ قید تھے۔

روحان کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ اُبھری، جیسے دل نے سکھ کی سانس لی ہو۔ وہ بے اختیار بولا۔ "کہاں تھی تم؟" اُس کی آواز میں خفگی کم اور انتظار کی تھکن زیادہ تھی۔ ائزل ہانپتی ہوئی اُس کے قریب آ کر رُکی، سانس ابھی تک بے قابو تھی۔ اُس نے ہلکی سی خفگی کے ساتھ روحان کو گھورا۔ "تھوڑی دیر انتظار نہیں کر سکتے تھے؟"

روحان چند لمحے اُسے دیکھتا رہا، پھر آہستگی سے اپنی نظریں جھکا کر بولا۔ "مجھے لگا... تم ناراض ہو... اس لیے نہیں آؤ گی۔" اُس کی آواز میں نرمی تھی۔ روحان نے دھیرے سے اُس کی آنکھوں میں جھانکا، جہاں ضد کے پیچھے چھپی نمی صاف دکھائی دے رہی تھی۔

ائزل نے گہری سانس لی اور ایک چھوٹی سی ہنکاری بھری، "خیر... آپ کے جانے سے پہلے آ گئی۔" یہ کہتے ہوئے اُس کی آواز میں عجیب سا سکون اور ادھوری سی خوشی شامل تھی، جیسے دل ابھی بھی چاہتا ہو کہ وہ رُک جائے لیکن زبان سے بس اتنا ہی نکل پایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

روحان کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک اور نمی اکٹھی ہو گئی تھی۔ وہ کچھ پل بس یونہی ائزل کو دیکھتا رہا جیسے الفاظ کم پڑ گئے ہوں اور صرف آنکھوں کے ذریعے سب کہنا چاہتا ہو۔ ائزل کی گھبراہٹ بڑھنے لگی، وہ بار بار اپنی انگلیوں کو مسلتی رہی اور بالآخر ہمت کر کے بول ہی پڑی۔ "کیا ہوا؟"

روحان نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ نفی میں سر ہلایا، جیسے کہنا چاہتا ہو کہ سب کچھ ٹھیک ہے مگر دل پھر بھی بھاری ہے۔ اگلے لمحے اُس نے بغیر کچھ سوچے ائزل کو مظبوطی سے گلے لگا لیا۔ اُس کی گرفت مضبوط اور پُر یقین تھی، جیسے وقت کو روک لینا چاہتا ہو۔ "بہت اچھے لمحے گزارے ہیں تمہارے ساتھ... سچ میں، یہ یادیں کبھی نہیں بھولوں گا۔" اُس کی آواز دھیمی تھی مگر اتنی گہری کہ سیدھا ائزل کے دل میں اُتر گئی۔ لمحہ جیسے ٹھہر سا گیا ہو۔ ائزل کے گال سرخی سے بھر گئے اور سانسیں الجھنے لگیں۔ روحان جب اُس سے الگ ہوا تو ائزل نظریں جھکائے خاموش کھڑی رہی، جیسے اُس کے پاس لفظ ختم ہو گئے ہوں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

روحان نے اپنے دونوں ہاتھ مُٹھی میں بند کیے اور ائزل کے سامنے بڑھائے۔"کوئی ایک..."اُس نے نرم مگر پر اعتماد لہجے میں کہا۔

ائزل نے پہلے تو حیرانی سے اُسے دیکھا۔اُس کی آنکھوں میں سوال جھلک رہا تھا کہ آخر یہ کیا ہے، مگر روحان کی مسکراہٹ نے اُسے ہنسنے پر مجبور کر دیا۔اگلے ہی لمحے اُس نے روحان کے دونوں ہاتھوں پر نظر دوڑائی، پھر دھیرے سے ایک ہاتھ پر اپنی نازک انگلی رکھ دی۔

روحان نے جیسے ہی یہ منظر دیکھا تو اُس کے ہونٹوں پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ کھیل گئی۔ اُس نے بڑے اطمینان کے ساتھ اپنی مٹھی کھولی اور ائزل کی طرف بڑھا دی۔"تمہارا داو کبھی کھالی نہیں جاتا..."وہ ہنستا ہوا بولا۔روحان کی مٹھی جیسے ہی کھلی تو ائزل کی آنکھوں میں حیرت کی ایک چمک اتر آئی۔اُس کی نرم سی ہتھیلی پر ایک سلور کلر کا ڈائمنڈ بریسلیٹ جگمگا رہا تھا۔ننھے ننھے ڈائمنڈ باریک تار میں یوں لپٹے ہوئے تھے جیسے چاندنی کے دھاگے پر ستارے پرو دیے گئے ہوں۔روشنی کی ہلکی سی کرن اُس بریسلیٹ سے ٹکرا کر ائزل کے چہرے کو اور بھی دمکانے لگی۔

روحان نے مسکراتے ہوئے آہستگی سے ائزل کا ہاتھ تھاما۔اُس کی گرفت میں نرمی بھی تھی اور ایک عجیب سا یقین بھی۔اُس نے نہایت احتیاط سے وہ بریسلیٹ اُس کی نازک کلائی میں پہنا دیا۔جیسے کوئی خزانہ اپنی اصل جگہ پر آ کر مکمل ہوا ہو۔"کیسا لگا؟"روحان نے دھیرے سے پوچھا،اُس کی نظریں پوری شدت سے ائزل کے تاثرات پڑھ رہی تھیں۔

ائزل نے پہلے اپنی کلائی کو دیکھا،پھر اُس زیور سے جھلملاتی روشنی اپنی آنکھوں میں سمیٹ لی۔وہ لمحہ اُسے خواب سا محسوس ہو رہا تھا۔ایک پل کے لیے جیسے سب غم،سب ناراضگیاں کہیں گم ہو گئیں۔اُس کے ہونٹوں پر وہ مسکراہٹ اُبھری جو روحان کے دل کو ہمیشہ سے عزیز تھی۔

"خوبصورت ہے..."اُس نے نرم لہجے میں کہا۔پھر سر اٹھا کر روحان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے آہستگی سے بولی۔"بالکل آپ کے دل جیسا۔"

روحان کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی،اُس نے نرمی سے ائزل کے الفاظ دہرا دیے،"اتنا اچھا ہے میرا دل؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ائزل نے پلکیں جھپکائیں اور اپنی معصومیت بھری مسکراہٹ کے ساتھ آہستہ سے سر ہلایا۔ اُس کی آنکھوں میں ایک شفاف روشنی تھی جو سیدھا روحان کے دل کو چھو رہی تھی۔ "بہت اچھا۔۔۔" وہ ذرا رکی، پھر دھیمی مگر پُر یقین آواز میں بولی، "پتہ ہے انسان کی اصل خوبصورتی اُس کے چہرے سے نہیں بلکہ اُس کی سیرت سے جھلکتی ہے۔ اور سیرت کا جوڑ دلوں سے ہو کر گزرتا ہے۔" اُس کی نظریں اب بھی روحان کی آنکھوں میں اٹھی ہوئی تھیں۔ "آپ کا دل بھی بہت اچھا ہے اور آپ کی سیرت بھی۔" اُس کی معصوم باتوں نے لمحہ بھر کے لیے روحان کو خاموش کر دیا۔ جیسے اُس کے اندر کوئی نرم سی گونج اتر گئی ہو۔

روحان اُس کے الفاظ پر مدھم سا ہنسا، پھر ذرا سنجیدہ ہوتے ہوئے ایک لمبی سانس کھینچی اور آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا۔ اُس کے چہرے پر ایک سکون بھری نرمی تھی جیسے وہ لمحہ دل میں محفوظ کر لینا چاہتا ہو۔ "چلو، اب مجھے چلنا چاہیے۔۔۔" اُس نے دھیمے لہجے میں کہا اور ائزل کو ایک بار پھر گہری نظر سے دیکھ کر کار کی طرف بڑھ گیا۔

"پھر کب آؤ گے۔۔۔؟"ائزل کی آواز مدھم اور لرزتی ہوئی نکلی، جیسے اُس نے ہمت جٹا کر کہا ہو۔

روحان نے ایک پل کو اُس کے چہرے پر نظر ڈالی، پھر لبوں پر ایک نرم سی مسکراہٹ آ گئی۔"جلد ہی۔۔۔"اُس نے جواب دیا اور اس بار اُس کی مسکراہٹ میں ایک راز چھپا ہوا تھا۔"اب تو روح بسنے لگی ہے یہاں۔۔۔"

ائزل کی پلکیں لرزیں، اُس نے الجھ کر قدم آگے بڑھایا۔"م۔۔۔ مطلب؟"اُس نے ناسمجھی سے پوچھا، اُس کی آنکھوں میں جواب تلاش کرنے کی شدت نمایاں تھی۔

روحان نے انجن اسٹارٹ کیا۔ گاڑی کی ہلکی سی گڑگڑاہٹ نے ماحول کو اور بوجھل کر دیا۔ اُس نے کوئی لفظ نہیں کہا، بس ایک گہری نظر اور وہی پراسرار مسکراہٹ ائزل کی طرف اچھال دی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"روح بستی ہے۔۔۔"ائزل نے ذرا پیچھے ہو کر حیرانی میں اُس کی طرف دیکھا۔اُس نے پھر سوال دہرایا۔"کس میں روح بستی ہے؟"ائزل کی آواز ہلکی مگر لرزتی ہوئی تھی، جیسے وہ اپنے ہی کانوں کو یقین دلوانا چاہتی ہو۔

روحان نے چند لمحے اُس کی آنکھوں میں جھانکا، پھر ایک نرم سی مسکراہٹ کے ساتھ مختصر سا جواب دیا۔"تم میں۔۔۔"یہ کہتے ہی اُس نے کار آگے بڑھا دی۔انجن کی آواز نے جیسے اُس لمحے کو اور گہرا کر دیا۔

کار گیٹ کے پار نکلتی چلی گئی مگر ائزل کی نظریں اُسی سمت جمی رہیں۔اُس کی پلکیں جھپکنا بھول گئی تھیں اور وجود ایک بے جان پتلے کی طرح ساکت تھا۔ہلکی ہوا اُس کے بالوں کو چہرے پر بکھیر رہی تھی مگر وہ انہیں بھی ہٹانے کی ہمت نہ کر سکی۔جیسے وقت ایک دم رُک گیا ہو اور بس وہ اور روحان کے الفاظ باقی رہ گئے ہوں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"باتیں ہو گئیں ہیں اور وہ چلا بھی گیا۔۔۔اب چلیں اندر۔"خدیجہ نے آہستگی سے ائزل کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ائزل کی نظریں اب بھی گیٹ سے باہر اسی سمت جمی تھیں،جہاں سے روحان کی کار کچھ لمحے پہلے ہی اوجھل ہوئی تھی۔

ائزل چونک کر پلکیں جھپکنے لگی۔"ہ۔۔ہاں۔۔ہاں۔۔۔"اُس نے جلدی سے رخ موڑا، جیسے کسی نے اُس کے خوابوں کی ڈور توڑ دی ہو۔اُس کے چہرے پر ایک ہلکی سی شرمندگی بھی آ گئی تھی کہ وہ یوں گم سم سب کے سامنے کھڑی رہ گئی۔وہ اپنے دوپٹے کے کنارے کو بار بار انگلیوں میں مروڑ رہی تھی،جیسے بے خودی کو چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی ہو۔ دل میں روحان کی باتیں اب بھی گونج رہی تھیں مگر قدم جیسے بوجھل ہو گئے تھے۔

کمرے میں نیم اندھیرا پھیلا ہوا تھا،صرف کھڑکی سے آتی ہلکی دھوپ فرش پر پڑ رہی تھی۔ ائزل کرسی پر بیٹھی، کہنی ٹیکے اور ہاتھوں میں ٹھوڑی جمائے گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔اُس کے چہرے پر روحان کی باتیں،اُس کی مسکراہٹ اور وہ لمحے جیسے ایک ایک کر کے اُتر رہے تھے۔وقت کا احساس اُس سے کوسوں دور جا چکا تھا۔اچانک ٹیبل پر رکھا فون

بجنے لگا۔اُس کی یک دم تیز آواز نے ائزل کو چونکا دیا۔وہ گھبرا کر آگے جھکی اور فون اٹھایا۔ سکرین پر انابیہ کا نام جگمگا رہا تھا۔ائزل نے جلدی سے فون کان سے لگایا، جیسے دیر کا مداوا کر رہی ہو۔"اوہ نو!"اُس نے سر پر ہاتھ رکھ کر بے چینی سے کہا۔"سوری انابیہ،بالکل یاد ہی نہیں رہا۔۔۔میں بس آ ہی رہی ہوں۔"

دوسری طرف انابیہ کی آواز میں شکوہ اور ہلکی سی رنجش تھی۔"ہمم۔۔۔ایسے ہی ایک دن مجھے بھی بھول جانا۔"اُس نے دبے دبے مگر واضح ناراض لہجے میں کہا۔

ائزل کے ہونٹوں سے جیسے بے اختیار الفاظ نکلے،"میری حبیبۃ الروح...میں تمہیں کیسے بھول سکتی ہوں۔"اُس کی آواز میں ایک عجیب سی گھبراہٹ اور محبت کی نمی شامل تھی۔

کہہ کر اُس نے جلدی سے بیڈ پر پڑا دوپٹہ اٹھایا اور کندھوں پر ڈالتے ہوئے قدموں کو تیزی سے بڑھایا۔اُس کی چال میں ایک بے قراری تھی، جیسے لمحہ بھر کا انتظار بھی اب گراں گزر رہا ہو۔فون اب بھی کان سے لگا تھا اور وہ سانسوں کے بیچ جلدی جلدی بول رہی تھی۔

"تم بس تھوڑا اور انتظار کر لو نا... پلیز... میں بس آ ہی رہی ہوں۔" سیڑھیوں سے اُترتے ہوئے اُس کی چاپ گھر کے سکون میں واضح سنائی دے رہی تھی۔ نیچے پہنچ کر جیسے ہی وہ باہر کی طرف بڑھی، خدیجہ سامنے آ گئیں۔ اُن کے چہرے پر سوالیہ تاثر اور قدموں میں ایک رُکنے کا اشارہ تھا۔

"ائزل بیٹا..." خدیجہ نے نرمی مگر روکنے والے لہجے میں کہا، جیسے وہ چاہتی ہوں کہ ائزل پل بھر کے لیے ہی سہی، ٹھہر کر جواب دے۔ لیکن ائزل اُس وقت جیسے کسی اور ہی دنیا میں تھی۔ اُس کے کان صرف فون کی دوسری طرف سے آتی انابیہ کی آواز پر لگے تھے اور دل بے چین ہو کر اُسی کے پاس پہنچنے کو مچل رہا تھا۔ بغیر رُکے، بغیر کوئی جواب دیے وہ خدیجہ کے پاس سے گزر گئی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

کال کاٹنے کے بعد ائزل کے قدم جیسے بے چین ہو کر خود بخود باہر کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ گھر کے پچھلے راستے پر نکلی اُس کی نظریں زمین پر جمی رہیں۔ لبوں پر ہلکی سی بے زاری اور آنکھوں میں ہلکی نمی چھپی تھی۔ وہ خود سے بڑبڑاتے ہوئے قدم تیز کر رہی تھی۔ "ایک تو

آج روحان بھی چلے گئے... اوپر سے انابیہ بھی جا رہی ہے... اور میں بھول کیسے سکتی ہوں کہ اُس سے ملنے کا وعدہ کیا تھا... اُف۔" ہر جملہ اس کے دل کا بوجھ جیسے بڑھا رہا تھا۔ وہ پارک کے سامنے والے راستے پر پہنچی تو چہرے پر فکر کی لکیریں اور بے چینی صاف جھلک رہی تھی۔ اُس نے ذرا سا بھی دھیان نہ دیا کہ سڑک پر گاڑیوں کی آوازیں بڑھتی جا رہی ہیں۔ "انابیہ..." اُس نے آہستہ سے نام لیا، اور اُسی لمحے وہ بنا دھیان دیے سڑک کراس کرنے لگی۔ اُس کے کانوں میں بس انابیہ کی ناراضگی اور اپنے دل کی گھبراہٹ کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ پیچھے سے آتی ہوئی گاڑیوں کے شور کو اُس نے جیسے سنا ہی نہیں۔ بس ایک دو قدم اور، وہ فٹ پاتھ کے قریب تھی کہ اچانک ایک کار تیزی سے بریک چھوڑ کر اُس کی طرف بڑھی۔ گاڑی کا ہارن چیخ کر فضا کو کاٹ گیا۔ ائزل کے قدم رُک گئے۔ اس نے چونک کر سر اُٹھایا تو سامنے آتی ہوئی کار کی ہیڈ لائٹس اُس کی آنکھوں میں چُبھ گئیں۔ اُس کا چہرہ یکدم سفید پڑ گیا، سانس جیسے سینے میں ہی رُک گئی۔ "آہہہہہ!" ایک دل دہلا دینے والی چیخ اُس کے لبوں سے نکلی۔

ائزل کے قدم جیسے زمین میں جَم گئے تھے، گاڑی لمحہ بہ لمحہ قریب آ رہی تھی۔ وہ اپنی چیخ کے ساتھ آنکھیں بند کر چکی تھی کہ اچانک ہی ایک مضبوط ہاتھ نے اُس کا ہاتھ تھاما اور پورے زور سے اُسے اپنی طرف کھینچ لیا۔ وہ جھٹکے سے ایک اجنبی کے سینے سے آ ٹکرائی۔ دل کی دھڑکنیں اتنی تیز تھیں کہ جیسے ابھی سینہ پھاڑ کر باہر نکل آئیں گی۔ اُس کے قدم لڑکھڑا رہے تھے مگر اُس شخص کے بازوؤں کی مضبوط گرفت نے اُسے سنبھالے رکھا۔

چند لمحے تک اُس کی ہمت نہ ہوئی کہ آنکھیں کھولے۔ فضا میں کار کے بریکس کی تیز آواز باقی رہ گئی تھی۔ وہ ابھی تک کانپ رہی تھی۔ پھر آہستہ آہستہ اُس نے پلکیں اٹھائیں۔ سامنے ایک شخص کھڑا تھا، ڈارک مرجینٹا رنگ کے کوٹ پینٹ میں ملبوس۔ لباس نفاست اور وقار کی جھلک دے رہا تھا، مگر اُس کے بال کچھ بکھرے ہوئے تھے، جیسے ہوا نے بار بار انہیں اُلجھایا ہو، لیکن اس کے باوجود وہ ترتیب میں لگ رہے تھے۔ چہرے پر ہلکی مونچھوں اور تراشی ہوئی داڑھی نے ایک سنجیدہ رُعب پیدا کر رکھا تھا۔ اُس کی آنکھوں پر گلاسز جمی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہوئی تھیں، مگر اُس لمحے جیسے وقت تھم گیا ہو، اُس نے آہستگی سے ہاتھ بڑھا کر اپنی آنکھوں سے گلاسز ہٹائے۔

ائزل کی سانس بے اختیار رُک گئی۔ اُس کے سامنے ایک ایسا چہرہ تھا جس کے خدوخال نہایت پر کشش اور جاذبِ نظر تھے۔ آنکھیں گہری اور پر اثر، جیسے خاموشی میں بھی ہزار باتیں کہہ ڈالیں۔ وہ شخص خاموشی سے اُسے دیکھ رہا تھا، اور اُس کی نظریں ایک پل کے لیے بھی ائزل سے ہٹ نہ پائیں۔

ائزل نے جیسے ہی اپنے وجود کو سنبھالا، اُس نے جھٹکے سے اُس شخص کے سینے سے ہاتھ ہٹا کر خود کو پیچھے لے لیا۔ اُس کے رخساروں پر خوف اور گھبراہٹ کے رنگ صاف جھلک رہے تھے۔ ائزل کے کانپتے لب بمشکل ہلے، مگر آواز گلے میں ہی اَٹک گئی۔ دل دھڑک رہا تھا، جیسے اُس کے وجود کو یقین ہی نہ آ رہا ہو کہ وہ بچ گئی ہے۔

مگر اُس شخص کی نظریں اب بھی اُسی پر جمی تھیں گہری، پر اثر اور خاموشی سے کچھ کہتی ہوئی۔ جیسے وہ صرف اُسے دیکھنے کے لیے ہی رُکا ہو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ائزل نے چند لمحوں کے لیے اُس نظر کا بوجھ برداشت کرنے کی کوشش کی، مگر دل و دماغ جیسے جواب دے گئے۔ وہ الٹے قدم پیچھے ہٹتی گئی، اُس کے ہونٹ کانپ رہے تھے مگر کوئی لفظ ادا نہ کر سکی۔ اگلے ہی پل اُس نے رُکنے کی بجائے یک دم تیزی سے رُخ موڑا اور بنا کچھ کہے وہاں سے بھاگ نکلی۔

ائزل کے قدم جیسے ہی پارک کے اندرونی راستے پر پڑے، اُس کی نظریں سیدھا انابیہ کو ڈھونڈنے لگیں۔ درختوں کے جھنڈ کے درمیان ایک بڑے پیڑ کے سائے تلے کھڑی انابیہ فوراً اُس کی نظر میں آ گئی۔ اُس کے چہرے پر سختی اور ناراضگی تھی۔

Clubb of Quality Content

"انابیہ۔۔" ائزل نے سانس بحال کرتے ہوئے آواز لگائی اور تیزی سے اُس کی طرف بڑھی۔

انابیہ نے بازو سینے پر باندھ رکھے تھے، اور اُس کے قدموں میں بے صبری اور ناراضی جھلک رہی تھی۔ جیسے ہی ائزل قریب پہنچی، اُس نے ترش لہجے میں کہا۔ "آ گئی محترمہ!"

ائزل ہڑبڑائی سی مسکراہٹ کے ساتھ اُس کے سامنے رُکی،"سوری۔۔سچ میں میرے ذہن سے ہی نکل گیا تھا۔" کہتے ہوئے وہ فوراً آگے بڑھی اور انابیہ کے گلے لگنے کی کوشش کی، مگر انابیہ نے ایک جھٹکے میں اپنے قدم پیچھے ہٹا لیے۔اُس کی آنکھوں میں شکوے اور لبوں پر سختی صاف تھی۔"مطلب میں نے کال کیا تب یاد آیا۔۔اور اگر نہیں کرتی تو تم آتی بھی نہیں،ہے نا؟"انابیہ کی آواز میں خفگی کے ساتھ ساتھ ایک دکھ چھپا ہوا تھا۔

"سوری نہ۔۔معاف کر دو ایک آخری بار۔"

انابیہ جواب تک سخت لہجے میں بات کر رہی تھی،اپنی دوست کے انداز پر مسکرا دی۔اُس کی آنکھوں میں ناراضگی کی جگہ نرمی آ گئی اور لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ چھا گئی۔"اچھا،چلو کوئی بات نہیں۔"اُس نے نرم لہجے میں کہا اور اگلے ہی لمحے آگے بڑھ کر ائزل کو اپنے گلے سے لگا لیا۔ائزل کے چہرے پر بھی خوشی کی روشنی پھیل گئی۔دونوں کے بیچ کی وہ چھوٹی سی دوری جیسے لمحے بھر میں ختم ہو گئی تھی۔مگر اسی وقت انابیہ نے آہستگی سے ائزل سے الگ ہو کر کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ویسے تمہیں کسی سے ملوانا ہے مجھے۔"

ائزل نے حیرت سے آنکھیں جھپکائیں،"کس سے؟"

انابیہ کے ہونٹوں پر ایک رازدارانہ سی مسکراہٹ اُبھری،"ایک اسپیشل انسان سے۔"لیکن وہ اپنی بات کو آگے بڑھاتی اس سے پہلے ہی اُس کے ہاتھ میں پکڑا فون بج اُٹھا۔ فون کی بیل نے دونوں کی توجہ بٹادی۔ انابیہ نے جلدی سے فون کان سے لگایا۔"ہیلو... کیوں؟ اچھا ٹھیک ہے، تم چلو میں آرہی ہوں۔"مختصر جواب دے کر اُس نے فون بند کیا تو اُس کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی چھا گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ائزل، مجھے گھر جانا پڑے گا۔"اُس نے قدرے افسردگی سے کہا۔

ائزل نے فوراً چونک کر پوچھا:"کیوں؟"

"میرے بچپن کا دوست مجھے لینے آیا ہے اور مجھے تمہیں اُس سے ملوانا تھا، لیکن اب وہ کہہ رہا ہے کہ گھر ہی آجاؤ۔"انابیہ نے وضاحت دی۔

ائزل کے چہرے پر ہلکی سی مایوسی در آئی،"اوہ..."

انابیہ نے اُس کے تاثرات پڑھ لیے اور ذرا جھجکتے ہوئے پوچھا۔"کیا... تم گھر چلو گی؟"

ائزل نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا،"نہیں نہ... پھر مجھے اکیلے آنا پڑے گا۔"

انابیہ نے ایک ٹھنڈی سانس بھری، پھر مصنوعی شکوہ بھرے لہجے میں بولی۔"اوہ، کوئی بات نہیں... پتہ تھا مجھے کہ تم نہیں آؤ گی۔ خیر، تم جب یونیورسٹی جوائن کرو گی تب ملوا دوں گی تمہیں، ٹھیک ہے؟"

اب ائزل کے چہرے پر بھی دھیرے سے مسکراہٹ آ گئی۔"ہمم..."اُس نے ہلکے انداز میں جواب دیا اور ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔

انابیہ نے اُس کی آنکھوں میں دیکھا اور دھیرے سے کہا۔"چلو اب میں چلتی ہوں... باے۔" کہہ کر وہ ہاتھ ہلاتی آگے بڑھ گئی۔ ائزل چند لمحے وہیں کھڑی اُس کی جاتی ہوئی پشت کو دیکھتی رہی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

✧....✧....✧

دوپہر کی ہلکی ہلکی روشنی کھڑکی سے جھانک کر کمرے کے اندر پھیل رہی تھی۔ائزل آہستگی سے اپنے کمرے میں داخل ہوئی،قدموں میں تھکن اور چہرے پر بیزاری تھی۔نظریں ادھر اُدھر دوڑائیں جیسے کمرہ اُس کے دل کا حال سمجھنے والا ہو۔ایک بھاری سی سانس بھر کر وہ سیدھی بیڈ پر جا گری،منہ کے بل لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں۔کچھ لمحے وہ یوں ہی چپ چاپ پڑی رہی،پھر اچانک بیزاری سے اُس نے اپنے ہاتھوں کو پلٹا اور کلائیوں پر نظر ڈالی۔ایک لمحے کو اُس کی سانس رک سی گئی۔"ایک منٹ...!"وہ چونک کر سیدھی اٹھ بیٹھی، نظریں اپنی کلائی پر جمی رہیں۔"م...میرا...میرا بریسلیٹ کہاں گیا؟"آواز میں بے چینی اور خوف دونوں شامل تھے۔اُس کی آنکھیں بار بار کلائی پر ٹکتی اور پھر بیڈ کے ارد گرد بھٹکنے لگتیں۔ہاتھوں سے نظریں ہٹا کر اُس نے بیڈ کے چاروں طرف گھور کر دیکھا، جیسے ابھی کہیں سے وہ بریسلیٹ خود ہی اُچھل کر سامنے آجائے گا۔"میں نے پہن ہی رکھا

تھا... "وہ ہڑبڑا کر بڑبڑائی، اُس کی آواز میں لرزش تھی۔ "اوہ نو..." وہ بے بسی سے اپنا سر پکڑ کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔ دل کے کسی کونے سے ایک یاد نے جنم لیا روحان کی مسکراتی آنکھیں، جب اُس نے وہ بریسلیٹ اُس کے ہاتھ میں پہنایا تھا۔ "روحان نے کتنے پیار سے دیا تھا مجھے..." اُس کی آواز دھیمی ہو گئی، جیسے لفظوں میں دکھ کا بوجھ اُتر آیا ہو۔ "مجھے دھیان رکھنا چاہیے تھا..." اُس کے قدم تیزی سے اُٹھے اور وہ پورے کمرے میں ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔ درازیں کھولیں، بیڈ کے کونے چیک کیے، فرش پر نظریں دوڑائیں۔ لیکن بریسلیٹ جیسے ہوا میں تحلیل ہو گیا ہو۔ "کہاں گیا؟ میں نے ہاتھ میں ہی تو پہن رکھا تھا..." اُس نے ماتھا تھپتھپایا، پھر وہیں کھڑی ہو کر سوچنے لگی۔ چند لمحوں بعد اُس کی آنکھوں میں ایک خیال بجلی کی طرح کوندا۔ "میں... انابیہ سے ملنے گئی تھی تب تک تو ہاتھ میں ہی تھا... کہیں... کہیں راستے میں تو نہیں گر گیا... یا اللہ!" یہ خیال آتے ہی اُس کا دل بیٹھنے لگا۔ ٹانگوں میں سکت کم پڑ گئی اور وہ دوبارہ بیڈ پر ڈھیر ہو گئی۔ اُس کی آنکھوں میں نمی تیرنے

لگی، پلکوں کے کنارے بوجھل ہو گئے۔ "اگر وہ کھو گیا تو؟" یہ سوال اُس کے ذہن میں بار بار گونج رہا تھا۔

کمرے کا دروازہ آہستہ سے چرچراتے ہوئے کھلا۔ ہلکی سی ہوا کے جھونکے کے ساتھ خدیجہ اندر آئیں۔ اُن کی نظریں فوراً اپنی بیٹی پر ٹک گئیں جو بیڈ کے کنارے جھکی بیٹھی تھی، چہرہ آنسوؤں سے تر اور ہونٹ کپکپاتے ہوئے لرز رہے تھے۔

"کیا ہوا ائزل؟" خدیجہ نے دھیرے دھیرے قدم بڑھاتے ہوئے پوچھا۔ اُن کے لہجے میں فکر اور نرمی یکجا تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ائزل چونکی اور جھٹ سے سیدھی ہو کر کھڑی ہو گئی، جیسے اپنی حالت چھپانا چاہتی ہو۔

"مما..." اُس نے بھاری سانس کے ساتھ کہا، "آ... آپ نے میرا بریسلیٹ دیکھا ہے؟ جو... جو صبح روحان نے مجھے دیا تھا۔"

خدیجہ نے تھوڑا سوچتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔ "نہیں..."

یہ سنتے ہی ائزل کی ہمت ٹوٹ گئی۔اُس نے ایک بھاری سانس چھوڑی اور دوبارہ بیڈ پر ڈھیر ہو گئی۔ آنکھوں سے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے اور آنسو بے اختیار بہنے لگے۔"روحان اتنے پیار سے لائے تھے میرے لیے..."اُس کی آواز رندھ گئی،لفظوں کے بیچ سسکیاں شامل ہو گئیں۔"اور میں نے کچھ دیر میں ہی کھو دیا۔"وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ کر رونے لگی۔"میں اتنی غیر ذمے دار کیسے ہو سکتی ہوں؟اتنی قیمتی چیز...میں نے کیسے کھو دی؟مجھے...مجھے دھیان رکھنا چاہیے تھا..."

خدیجہ کے دل کو اپنی بیٹی کی یہ حالت کاٹنے لگی۔وہ آگے بڑھیں،آہستہ سے ائزل کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور نرم لہجے میں بولیں۔"کوئی بات نہیں بیٹا،ایک بریسلیٹ ہی تو تھا۔"

ائزل نے آنسو صاف کرتے ہوئے سر اوپر اٹھایا۔اُس کی آنکھیں سرخ اور بھیگی ہوئی تھیں،چہرے پر دکھ اور ضد کی آمیزش تھی۔"نہیں مما..."اُس کی آواز لرز رہی تھی مگر اُس کے لہجے میں شدت تھی۔"وہ صرف بریسلیٹ نہیں تھا...وہ بہت قیمتی تھا میرے

لیے۔ "یہ کہتے ہی وہ جھٹ سے کھڑی ہو گئی، جیسے اُس کے اندر ایک نیا عزم اُبھر آیا ہو۔ آنکھوں میں آنسو اب بھی موجود تھے مگر اُن کے پیچھے ایک ضدی چمک بھی ابھر رہی تھی۔

خدیجہ نے اُسے دیکھ کر آہستہ سے کہا۔ "مل جائے گا... کچھ کھو جائے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہمیشہ کے لیے چلا گیا۔ تم فکر نہ کرو۔"

ائزل آنکھوں میں عزم اُبھرا "م... مجھے مجھے ڈھونڈنا چاہیے!" اُس کے لہجے میں کپکپاہٹ تھی مگر قدموں میں ایک ضد جھلک رہی تھی۔ ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کرتی وہ دروازے کی طرف بڑھی اور تیزی سے کمرے سے نکل گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

خدیجہ وہیں کھڑی رہ گئیں۔ اپنی بیٹی کے لرزتے قدم اور نم آنکھیں اُن کے دل میں ایک عجیب سی کھٹک چھوڑ گئیں۔ کچھ لمحے وہ دروازے کی طرف دیکھتی رہیں جیسے سوچوں میں ڈوب گئی ہوں، پھر آہستہ آہستہ قدم اٹھا کر کمرے سے باہر نکلیں۔ اُن کا چہرہ سنجیدہ تھا اور آنکھوں میں ایک انجانی فکرمندی اتر آئی تھی۔

وہ اپنے کمرے میں داخل ہوئیں تو حافظ حسبِ معمول اپنے کاغذات اور نوٹس میں مصروف تھے۔ ٹیبل پر پھیلائے ہوئے کاغذات کے ڈھیر کو ترتیب دے رہے تھے کہ خدیجہ آ کر اُن کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئیں۔

حافظ نے سر جھکائے کام سے نظریں ہٹائیں اور اپنی بیوی کے چہرے پر ٹھہراؤ سے پڑی سنجیدگی کو دیکھا۔ اُن کے ماتھے پر ہلکی سی شکن ابھری۔ "کیا ہوا؟" وہ کاغذات سمیٹتے ہوئے نرمی سے بولے۔

خدیجہ کچھ لمحے خاموش رہیں، جیسے الفاظ ڈھونڈ رہی ہوں۔ پھر دھیمی آواز میں کہا۔ "ہاں... وہ روحان..." وہ لمحہ بھر رکی، جیسے سوچوں کو ترتیب دے رہی ہو۔ "میں ائزل کے بارے میں سوچ رہی ہوں۔"

"مطلب؟" حافظ نے اب پوری طرح کاغذات ایک طرف رکھ دیے اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر سیدھے خدیجہ کو دیکھا۔ اُن کے لہجے میں تجسس کے ساتھ ہلکی سی الجھن بھی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

خدیجہ نے آہ بھری، جیسے اپنے دل کی بات کہنا آسان نہ ہو۔ "مطلب... کچھ عجیب نہیں لگ رہا ہیں آپ کو؟" اُن کی نظریں خلا میں گم سی تھیں۔

"کیا عجیب ہو رہا ہے؟" حافظ نے بھنویں سکیڑیں۔ "کیا کہنا چاہتی ہو، صاف صاف کہو۔"

خدیجہ نے گہری سانس لی اور دھیرے دھیرے لفظوں کو چنا۔ "صاف بات یہ ہے حافظ صاحب... آپ کو نہیں لگتا کہ جب سے روحان آیا ہے... ائزل کچھ زیادہ ہی خوش دکھائی دیتی ہے؟"

"ہمم..." حافظ نے اپنی کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی اور گہری سوچ میں ڈوب گئے۔ وہ دونوں ہاتھوں کو آپس میں جوڑ کر میز پر رکھتے ہوئے پل بھر کو خاموش رہے۔ پھر دھیرے سے آنکھیں بند کر کے سر پیچھے کیا جیسے دماغ پر زور دے رہے ہوں۔

خدیجہ نے ذرا سا جھک کر کہا، "اور میں ابھی ابھی اُس کے کمرے سے آ رہی ہوں... وہ کافی اُداس تھی۔" اُن کی آواز میں ماں کی پریشانی جھلک رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

حافظ نے آنکھیں کھولیں، ہلکی سی کھانسی کی اور گلا صاف کرتے ہوئے بولنا شروع کیا،

"ہمم... میں نے بھی دیکھا تھا صبح ائزل کا اُداس چہرہ۔ جیسے وہ مسکرانا چاہتی تھی مگر مسکراہٹ ہونٹوں تک نہیں پہنچ رہی تھی۔"

خدیجہ نے بات کو وہیں سے آگے بڑھایا۔ اُن کے چہرے پر ایک امید بھری مسکراہٹ ابھر آئی، "آپ کو نہیں لگتا کہ یہ دونوں... ایک ساتھ خوش رہیں گے؟ اگر انہیں ایک کر دیا جائے تو؟"

حافظ نے ایک لمحے کو بیوی کی آنکھوں میں دیکھا، اُن کی بات کو پرکھنے کی کوشش کی۔ پھر آہستہ سے سر ہلایا، "ہمم... شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ روحان واقعی ائزل کے لیے ایک اچھا ہمسفر ثابت ہو سکتا ہے۔"

یہ سنتے ہی خدیجہ کا چہرہ جیسے کھل اٹھا۔ اُن کی آنکھوں میں ایک نئی چمک اتر آئی اُنہوں نے جوش میں ہاتھوں میں رکھا فون اٹھالیا۔ "ٹھیک ہے، تو پھر میں ابھی آمنہ سے بات کرتی ہوں اس بارے میں۔" کہتے ہوئے اُنہوں نے نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔ لیکن حافظ نے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

فوراً آگے کی طرف جھک کر اُن کے ہاتھوں سے فون پکڑ لیا۔ اُن کے چہرے پر ایک غیر معمولی سنجیدگی چھا گئی تھی۔

"نہیں خدیجہ... رُک جاؤ۔ یہ صحیح وقت نہیں ہے۔" اُن کے لہجے میں مضبوطی تھی۔

خدیجہ نے حیرت سے اُنہیں دیکھا، "مگر کیوں؟ ابھی بات ہو جائے تو اچھا ہے نا"

حافظ نے نرمی مگر پختگی سے کہا، "سوچو خدیجہ، ابھی ائزل کی پوری توجہ یونیورسٹی پر ہونی چاہیے۔ مجھے نہیں لگتا کہ وہ ابھی اس بات کے لیے تیار ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اُس کی رضامندی کے بغیر کوئی قدم اٹھانا درست نہیں ہو گا۔" وہ ذرا سا رکے، پھر دھیمے مگر وزنی لہجے میں بولے، "میں نہیں چاہتا کہ کل کو ائزل یہ کہے کہ بابا نے میری زندگی کا فیصلہ خود کر لیا... اور مجھ سے پوچھنا بھی ضروری نہیں سمجھا۔" یہ کہہ کر حافظ نے فون میز پر رکھا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا لی۔

ائزل پاس والی سڑک پر قدم بڑھاتی جا رہی تھی، ہر طرف غور سے نظریں گھماتے ہوئے وہ بریسلیٹ کی تلاش میں تھی۔ جہاں جہاں بھی گزری، راستے کے کنارے، درختوں کے نیچے،

ہر جگہ دھیان سے دیکھنے کے باوجود بریسلیٹ کا کوئی پتہ نہ چلا۔ تھکن اور پریشانی کے اثرات اُس کی سانسوں میں صاف نظر آرہے تھے۔ آخر کار وہ پارک والی سڑک پر پہنچ گئی، جہاں قدم رکتے ہی اُس کی آنکھوں میں اداسی چھا گئی۔ بریسلیٹ نہ ملنے کی وجہ سے وہ تھکی ہوئی سانس بھرتی ہوئی پلٹ گئی، جیسے دماغ میں ایک بھاری بوجھ رک گیا ہو۔ سڑک کو گھورتے ہوئے اچانک اُس کے دماغ میں صبح کا وہ واقعہ دوڑ گیا جب وہ روڈ کراس کر رہی تھی۔ یادداشت کی لکیروں کے ساتھ اُس کے چہرے پر ایک ہلکی سی مسکان پھوٹ پڑی۔ جیسے ہی وہ اس لمحے کو یاد کر رہی تھی، ائزل تیزی سے روڈ کراس کر اپنے گھر کی طرف بڑھ گئی۔ گھر کا راستہ اُس کے قدموں کی تیزی سے بھر گیا، اور تھکن کے باوجود اُس کے چہرے پر سکون اور اطمینان کی لہر محسوس ہو رہی تھی۔ گھر کے اندر داخل ہوتے ہی ائزل نے اپنی کمرے کی طرف دوڑنا شروع کیا۔ اس کا چہرہ اب پر سکون اور پر امید نظر آرہا تھا، بالکل اُس کے پریشان اور ہڑبڑاتے انداز سے مختلف۔ جیسے ہی کمرے کے دروازے پر پہنچی، اُس نے اپنے دوپٹے کو ہلکے سے بیڈ کی طرف اچھال دیا، اور چند لمحوں کے لیے یہاں

وہاں نظریں گھماتی کھڑی رہی، سوچوں میں گم۔ اچانک اُس کی توجہ ٹیبل پر موجود سائڈ ڈرور کی طرف گئی۔ وہاں سے اُس نے ایک سیاہ ڈائری نکالی، جس کے کور پر سفید پھولوں کے نازک اشکال بنے ہوئے تھے، جیسے ہر پھول کے درمیان ایک چھپی ہوئی کہانی موجود ہو۔ ائزل نے ڈائری اور ایک قلم اپنے ہاتھ میں لیے، بیڈ کے کنارے فرش پر آہستہ سے بیٹھ گئی اور دھیرے دھیرے ڈائری کو کھولا۔ وہ اپنی دنیا میں مکمل طور پر غرق ہو گئی،، ہر نقش کو غور سے دیکھتی، جیسے یہ ڈائری اُس کی سوچوں اور جذبات کی عکاس ہو۔

ڈائری کے پہلے صفحے پر ائزل نے محتاط انداز سے قلم چلانا شروع کیا۔ ہر لفظ اُس کے دل کی دھڑکن کی طرح نرمی اور سچائی کے ساتھ لکھا جا رہا تھا۔ کبھی وہ لمحے کے جذبے میں فوراً لکھتی، تو کبھی رک کر اپنے خیالات میں کھو جاتی، ایک لمحے کے لیے قلم ہوا میں معلق رہتا اور اُس کی نظریں کہیں دور افق پر مرکوز ہو جاتی۔ وقت گزرتا گیا اور آہستہ آہستہ پہلے صفحے پر اُس کی تحریر بھر گئی، ہر لفظ، ہر جملہ اُس کی اندرونی دنیا اور جذبات کی عکاسی کر رہا تھا۔ اچانک بیڈ پر پڑے فون کی گھنٹی نے اُس کے خیالات کی دنیا کو توڑ دیا۔ ائزل نے فون اوپر اٹھایا اور

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہاتھوں میں لیا۔اس کی آنکھیں جیسے لمحے بھر کے لیے کھل گئیں،مگر جلد ہی اُس کے چہرے پر خوشی کی روشنی مدھم پڑ گئی۔فون کی اسکرین پر روحان کا نام تھا،اور وہ جان گئی کہ کال اُس کے لیے ہے۔چند لمحوں کی ہچکچاہٹ کے بعد،ائزل نے فون خاموشی سے واپس بیڈ پر رکھ دیا۔دل میں تھوڑا سی اداسی اور خاموشی لیے،وہ ڈائری کو واپس اس ڈرور میں رکھ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

شام کے پانچ بجے کا وقت تھا اور کمرے میں ہلکی سی روشنی آہستہ آہستہ ڈھل رہی تھی۔وہ تھکی ہوئی سانسیں بھرتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔کمرہ سیاہ اور سفید کے امتزاج میں سجایا گیا تھا،ہر زاویہ نگاہ کو بہکانے والا اور دلکش محسوس ہو رہا تھا۔اندر آ کر وہ کوٹ اتارنے لگا،لیکن جیسے ہی کوٹ کے بٹن پر ہاتھ لگا،اُس کی نظر چمکدار اور نازک تار پر پڑی۔ہاتھوں میں لے کر اُس نے قریب سے دیکھا اور پھر باہر کی طرف نکال کر غور سے ٹٹولا۔وہ وہی بریسلیٹ تھا جو صبح ائزل سے کھو گیا تھا۔اُس نے حیرت سے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بریسلیٹ کو اپنے ہاتھوں میں پکڑا اور اپنے ذہن میں گھومتی ہوئی باتوں کو سمجھنے کی کوشش کی۔ "یہ... کس کا ہے؟" اُس کی آواز میں دلچسپی اور حیرت کے ملا جلا رنگ تھا۔ جیسے ہی اُس نے بریسلیٹ سے نظریں ہٹائیں، اُس کی آنکھوں میں وہی آنکھیں دکھائی دیں جو صبح اس کے دماغ میں نقش تھیں۔ وہ ایک دم رُکا، دماغ میں صبح کے واقعات کو دہراتے ہوئے بیڈ کے کنارے بیٹھ گیا۔ چہرے پر بے اختیار مسکان ابھر آئی، اور اُس کے ذہن میں صبح کا منظر ایک فلم کی طرح چلنے لگا۔ "وہ تھیں کون..." اُس نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا اور بریسلیٹ کو مضبوطی سے پکڑ لیا، جیسے یہ چھوٹی سی چیز اُس کے دل کے کسی کونے کو بھی چھو رہی ہو۔ لمحے بھر کے لیے وہ خاموش رہا، پھر اپنے ذہن کو سنبھال کر بولی، "خیر..."

✧....✧....✧

رات کے کھانے کے بعد، ائزل تھکی ہوئی اور دل میں اداسی لیے ٹریس کی طرف چلی آئی تھی۔ وہ ہاتھوں میں فون لیے دیوار سے ٹیک لگائے نیچے بیٹھ گئی، اور ایک لمحے کے لیے وہ دنیا کی ہر چیز سے الگ محسوس کر رہی تھی۔ سکرین پر انگلیاں چلاتے ہوئے وہ اپنی بے چینی اور فکر کا اظہار کر رہی تھی، لیکن دل کی بھڑکتی ہوئی اداسی اسے ایک جگہ روک کر بیٹھنے پر مجبور کر رہی تھی۔ کچھ دیر وہ یونہی بیٹھی رہی، پھر اچانک اُس نے اپنا فون اٹھایا اور نمبر ڈال دیا۔ وہ نمبر روحان کا تھا، اور ایک لمحے کی تاخیر کے بعد کال پر پہلی رنگ ہی پر روحان نے ریسیو کی۔ "ہیلو... کیا ہوا تھا ائزل؟ کتنی بار کال کی میں نے، ایک بار تو اٹھا لیتی!" روحان کی آواز میں جلدی اور فکر کا رنگ صاف محسوس ہو رہا تھا، جیسے وہ پہلے ہی دن بھر کی تھکن کے بعد فوراً ائزل کی پریشانی سمجھنا چاہ رہا ہو۔

ائزل کی آواز دھیمی اور لرزاں تھی۔ "سوری روحان..." اُس کے لہجے میں مایوسی اور دکھ صاف سنائی دے رہا تھا۔ "ک... کچھ ہوا ہے؟" روحان نے رک کر پوچھا، لیکن ائزل کی طرف سے خاموشی کا جواب ملا۔ اُس کی چپ کہانی اور جذبات کو زیادہ ظاہر کر رہی تھی۔

"بتاؤ نہ ائزل، میرا دل بیٹھا جا رہا ہے... تم خاموش کیوں ہو؟ کچھ ہوا ہے؟" اُس کی پریشانی کی شدت آواز میں جھلک رہی تھی۔ آخر کار ائزل نے اپنی خاموشی توڑتے ہوئے کہا،

"روحان..." اُس کی آواز بھاری اور لرزاں تھی۔ "سوری..." وہ جملہ بولتے بولتے رونے لگی، ہچکیاں بھرنے لگی۔

روحان کی آواز میں حیرت اور فکر کا امتزاج اُبھر آیا، "ائزل تم رو رہی ہو؟"

"سوری روحان، وہ بریسلیٹ جو صبح آپ نے مجھے دیا تھا... وہ مجھ سے کھو گیا..." وہ روتی ہوئی بولی، گویا سارے دن کی اداسی اور شرمندگی ایک ساتھ اُسے گھیرے ہوئے ہو۔

روحان نے گہری سانس بھری اور پرسکون لہجے میں کہا، "اوہ... تو اس میں رونے والی کیا بات ہے ائزل؟ کوئی بات نہیں، نیکسٹ ٹائم اُس سے بھی اچھا لے آؤں گا۔" اس کی آواز میں محبت اور یقین کا امتزاج تھا، جیسے وہ چاہتا ہو کہ ائزل کا دل فوراً ہلکا ہو جائے۔ لیکن ائزل کا رونا تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ "نہیں روحان..." اُس نے ہچکیاں بھرتے ہوئے کہا،

"میں بلکل بھی ذمے دار لڑکی نہیں ہوں، مجھے دھیان رکھنا چاہیے تھا۔" اس کے لہجے میں

پشیمانی اور خود پر نکتہ چینی کی جھلک صاف دیکھنے لگی۔ روحان نے نرم لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا،"اچھا... تم رونا بند کرو، ہوتا رہتا ہے۔"

ائزل تھوڑی دیر کے لیے چپ ہوئی، ہونٹوں کو رول کرتی، اس کی آنکھوں میں آنسوں کی جگہ اب اداسی اور پچھتاوا آیا۔ روحان نے خاموشی توڑتے ہوئے کہا،"اور کال تو اٹھا لیتی ایک بار!"وہ رک کر دیکھنے لگا کہ ائزل کی نرمی میں مزید وضاحت آجائے۔

ائزل نے نرمی سے جواب دیا،"مجھے لگا... آپ غصّہ کریں گے..."اس کی آواز میں ہلکی سی شرمندگی اور خوف کی جھلک تھی۔

روحان نے مسکرا کر کہا،"نہیں ائزل، میں تم پر چاہ کر بھی غصّہ نہیں کر سکتا۔"اس کی بات نے ائزل کے دل کو سکون دیا، اور وہ بس خاموشی سے سر ہلانے لگی۔

روحان نے تھوڑی دیر ٹھہر کر کہا،"ٹھیک ہے، چلو اب آرام سے سو جاؤ، زیادہ مت سوچو بریسلیٹ کے بارے میں اور ہاں... کسی وجہ سے اگر کال اٹھا نہ پاؤ تو کال بیک ضرور کر دینا، ٹھیک ہے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں..." ائزل نے لبوں پر ہلکی مسکان کے ساتھ جواب دیا،اور کال کاٹ دی۔

فون کٹتے ہی روحان نے فون ٹیبل پر رکھ دیا اور اپنی آنکھیں بند کی، لیکن ذہن میں بار بار ائزل کا چہرہ گردش کر رہا تھا۔"اف..." اُس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں اور ہاتھ سر کے نیچے رکھ لیے،دل کے ہر دھڑکن کے ساتھ وہ ائزل کے بارے میں سوچ رہا تھا۔"یہ لڑکی میرے دماغ سے ہی نہیں جاتی..." اُس نے گہری سانس بھری اور آہستہ آہستہ کروٹ بدلی، جیسے کسی غیر مرئی کشش کے زور سے وہ اپنی جگہ ہل رہا ہو۔ کچھ لمحوں کی کشمکش کے بعد، وہ بالآخر تنگ آ کر بیٹھ گیا۔"کیا ہو رہا ہے یہ میرے ساتھ؟ کیوں میں بار بار ائزل کے بارے میں سوچا جا رہا ہوں؟... میں اُس سے دور ہوں، لیکن اُس لڑکی نے میرے دماغ پر اپنا گہرا اثر چھوڑ دیا ہے..." روحان کی نظریں چھت پر جم گئی تھیں،اور اس کے ہونٹ ہلکے سے کانپ رہے تھے۔"صرف ایک بریسلیٹ کھونے پر رو رہی تھی... وہ اتنی معصوم کیوں ہے؟" اُس نے سر کے پیچھے ہاتھ رکھ کر خود سے کہا،دل میں ایک عجیب سکون اور اضطراب کا امتزاج محسوس کرتے ہوئے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد،وہ اٹھا اور پیر پٹخے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کی طرف موڑ کر، اپنے گھٹنوں پر بیٹھ گیا، "میں جانتا ہوں، میرے ساتھ یہ سب کیوں ہو رہا ہے... میں چاہ کر بھی اس کو ہونے سے نہیں روک پاؤں گا..." اُس کے چہرے پر ایک اطمینان بھری مسکراہٹ چھا گئی، جیسے اس نے اپنے دل کی سچائی کو تسلیم کر لیا ہو۔ وہ دھیمی آواز میں بولا، "میں ائزل کے ساتھ محبت میں مبتلا ہو رہا ہوں... اور میں نہیں روک پاؤں گا۔ خد کو ائزل کا ہونے سے..." پھر وہ اپنے ہاتھوں کا سہارا لیتے ہوئے سیدھا لیٹ گیا۔

رات گہری ہو رہی تھی، کمرے میں ہلکی سی مدھم پیلی روشنی جل رہی تھی۔ باہر کی ٹھنڈی ہوا کھڑکی کے پردے کو ہلکا سا ہلا رہی تھی۔ ائزل اپنے بیڈ پر دراز تھی، مگر نیند اُس کی آنکھوں کے قریب بھی نہیں بھٹک رہی تھی۔ اچانک اُس کے ذہن میں وہی لمحہ جگمگانے لگا، وہ لمحہ جب اُس شخص نے اپنے گلاسز اُتار کر ایک نظر اُس کی طرف دیکھا تھا۔ وہ نظر جیسے سیدھی اُس کے دل میں اتر گئی تھی۔ ائزل نے کروٹ بدلی، اپنے بالوں کو ایک طرف جھٹکا اور سرگوشی میں خود سے بولی۔ "پاگل ہُوں نا میں بھی... ایک پل کی نظر اور میں ساری رات اُسی کو یاد کر رہی ہوں۔" وہ ہلکا سا ہنسی، مگر ہنسی کے پیچھے ایک کسک چھپی تھی۔ ماتھے پر ہاتھ

مار کر آہستہ سے بڑبڑائی۔"کم از کم ایک بار رک کر بات تو کر لیتی... کتنی بے وقوف ہوں میں!"وہ اچانک اٹھ کر بیڈ کے کنارے بیٹھ گئی،اپنے گھٹنوں کو بازوؤں میں سمیٹتے ہوئے کھڑکی کی طرف دیکھنے لگی۔"اب پتہ نہیں... وہ پھر کبھی ملیں گے بھی یا نہیں۔"خاموشی چھا گئی۔ کمرے میں صرف گھڑی کی ٹِک ٹِک سنائی دے رہی تھی۔ائزل نے ایک لمبی گہری سانس لی،جیسے دل کے بوجھ کو ہلکا کرنا چاہتی ہو،پھر آہستگی سے واپس تکیے پر لیٹ گئی۔چہرہ آدھا روشنی میں اور آدھا اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔اُس نے پلکیں بند کیں اور دھیرے سے دعا جیسی سرگوشی کی۔"کاش... کاش وہ شخص بس ایک بار میرے سامنے آجائے۔ ایک بار... بس ایک بار۔"رات کا سناٹا جیسے اُس کی سوچوں کا ہم نوا بن گیا تھا۔ائزل نے تکیے پر کروٹ لی اور آہستہ سے خود سے بولی۔"شاید اُس نظر میں کچھ نہ تھا... بس میرا دل ہے جو کہانیاں بنا لیتا ہے۔"وہ تھوڑی دیر خاموش رہی،پھر ہلکی آواز میں بولی۔"لیکن... اگر کچھ تھا تو؟؟"اُس کے لبوں پر ہلکی مسکراہٹ آئی مگر فوراً ماند پڑ گئی۔اُس نے سر تکیے میں چھپا لیا اور ہلکی جھنجھلائی ہوئی آواز میں کہا۔"کاش ہمت کر کے رک جاتی... پوچھ ہی

لیتی کہ کون ہے وہ؟" پھر اچانک تکیے سے سر اٹھا کر چھت کو گھورنے لگی۔ "کیا واقعی قسمت میں ایسے لمحے دوبارہ لکھے جاتے ہیں؟ یا یہ بس ایک بار آتے ہیں اور پھر ہمیشہ کے لیے کھو جاتے ہیں؟" اُس نے ایک گہری سانس لی، "کاش... ایک بار اور مل جائیں۔ میں اس بار خاموش نہیں رہوں گی، سچ کہہ دوں گی کہ آپ مجھے اچھے لگتے ہیں... بہت اچھے۔" پھر ہلکا سا ہنستے ہوئے، جیسے خود کو ہی جواب دے رہی ہو، آہستگی سے کہا۔ "پاگل ہوا ئزل... تم تو خوابوں سے باتیں کر رہی ہو۔" لیکن چند لمحوں بعد پھر آنکھیں بند کر کے وہ سرگوشی کرنے لگی۔ "میں نام تک نہیں جانتی اُس شخص کا... ورنہ دنیا کے کسی بھی کونے سے ڈھونڈ لاتی۔" ائزل نے دونوں ہاتھوں سے تکیے کو مضبوطی سے تھام لیا، اور آنکھیں بند کرتے ہوئے سرگوشی کی۔ "دیکھنے سے تو لگتا نہیں یہی کے تھے... شاید کہیں اور سے آئے تھے۔ لیکن کہاں سے؟" وہ کروٹ بدل کر کھڑکی کی طرف دیکھنے لگی، رات کی خاموشی میں اُس کی آواز اور بھی نمایاں ہو گئی۔ "کیا پتا کسی اور دنیا کے مسافر ہوں؟ جو بس چند لمحوں کے لیے میری دنیا میں اُترے اور پھر چلے گئے۔" ہلکی سی ہنسی لبوں پر آئی، مگر ساتھ ہی ایک ٹھنڈی

سانس بھی نکلی۔ "کتنی عجیب بات ہے... وہ شخص میرے سامنے تھا، مگر میں کچھ کہہ نہ سکی۔ اور اب دل ہر پل وہی چہرہ ڈھونڈ رہا ہے۔" آنکھوں میں نمی اُبھر آئی، اُس نے آہستگی سے کہا۔ "کاش اُس وقت پوچھ لیتی... 'کون ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟'" پھر تکیے میں چہرہ چھپا کر ہلکی، کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔ "کیا ایسا ممکن ہے کہ تقدیر دوبارہ اُس کو میرے سامنے لے آئے؟ یا پھر یہ بس ایک ادھورا واقعہ بن کر رہ جائے گا... ہمیشہ کے لیے؟" چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اُس نے آہستگی سے آنکھیں موند لیں۔ "اگر خواب ہے تو ٹوٹے نہیں... اگر حقیقت ہے تو پھر لوٹ آئے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

✧....✧....✧

کئی مہینے گزر گئے تھے۔ وقت کا پہیہ اپنی رفتار سے چلتا رہا، اور اب ائزل ایک نئے سفر کی دہلیز پر کھڑی تھی۔ دہلی یونیورسٹی کا انتخاب اُس کے خوابوں کا حصہ تھا، اور آج وہ خواب حقیقت کا روپ دھارنے جا رہا تھا۔

صبح سویرے ہی ائزل تیار ہو گئی۔اُس نے نفاست سے اپنی ڈریس چنی تھی۔ہلکے گلابی رنگ کی قمیض جس پر نازک سفید کڑھائی اُبھری ہوئی تھی،ساتھ میں سیدھی پینٹ۔اُس کے بال ریشم کی طرح کھلے ہوئے کندھوں پر گر رہے تھے،ہلکی روشنی میں وہ مزید دمک اُٹھے تھے۔چہرے پر ایک نئی زندگی کا جوش اور معصوم سا اعتماد جھلک رہا تھا۔"جا رہی ہوں مما..."ائزل نے سپاٹ مگر محبت بھری آواز میں کہا،لیکن وہ خود بھی جانتی ہو کہ یہ جدائی صرف وقتی ہے۔

"جا رہی ہوں نہیں،جلد ہی آؤں گی،کہتے ہیں..."خدیجہ نے اُسے دھیرے سے نصیحت کی، اور پھر تھوڑی فکر کے ساتھ اُس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"وہی مما...جلد ہی آؤں گی..."ائزل نے نرمی سے اُس کی طرف مسکرا کر دیکھا،اپنی مسکان میں حوصلہ اور عزم کی جھلک لیے،اور بولی،پھر اپنے بیگ کو مضبوطی سے تھام کر قدم بڑھایا اور باہر نکل گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ ہی دیر میں ائزل دہلی پہنچ گئی تھی۔ وہ گیٹ سے گزرتی ہوئی کیمپس کے اندر داخل ہوئی، جہاں ماحول میں ہلکی ہلچل اور خوشیوں کی گونج تھی۔

"ائزل!" انابیہ نے اونچی آواز میں پکارا اور تیزی سے ائزل کی جانب بڑھ گئی۔ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ کھڑی تھی، مگر انہیں چھوڑ کر فوراً ائزل کے برابر آ کھڑی ہوئی۔

"اف۔۔ انابیہ!" ائزل تھکی تھکی سانس بھرتی ہوئی بولی، چہرے پر تھکن اور خوشی دونوں کے آثار تھے۔

"چلو، تمہیں سارے دوستوں سے ملوانا ہے!" انابیہ نے ائزل کا ہاتھ پکڑ کر آگے کھینچا اور اسے کیمپس کے ایک طرف لے گئی، جہاں اس کی دوستیں بڑی خوشی سے انتظار کر رہی تھیں۔ انابیہ نے باری باری ائزل کو سب سے ملوایا، ہر ملاقات کے ساتھ ائزل کی چہرے پر ہلکی مسکان پھیلتی گئی۔ ملنے جلنے کے بعد، انابیہ نے ائزل کو اوپر لے جانے کا اشارہ کیا۔ کئی چھوٹے چھوٹے کمرے تھے، اور وہ ہاتھ پکڑ کر ائزل کو ایک کمرے میں لے گئی۔ کمرہ چھوٹا سا، مگر صاف ستھرا اور خوش آئند تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انابیہ نے اپنے ہاتھ پھیلائے اور ائزل کی طرف دیکھ کر کہا،"اب ہم یہاں رہیں گے،وہ بھی ایک ساتھ۔"پھر پلٹ کر مسکراتی ہوئی بولی،"پہلے ہم دوست کی طرح رہتے تھے،اب بہنوں کی طرح رہیں گے۔"

"ہمم"ائزل بھی آہستہ آہستہ اندر چلی آئی۔

کچھ دیر بعد ائزل نے سارا سامان احتیاط سے اپنے کمرے میں ترتیب دے دیا۔انابیہ آرام سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی کہ اچانک اس کی نظر کپڑوں کے بیچ ایک ڈائری پر پڑی۔وہ اٹھ کر آگے آئی اور ڈائری ہاتھوں میں اٹھالی،"ائزل!"انابیہ نے ڈائری کو الٹ پلٹ کرتے ہوئے آواز دی۔ائزل فوراً پلٹی اور انابیہ کے قریب آکھڑی ہوئی۔

"یہ کیا ہے؟"انابیہ نے سوالیہ نظروں سے ڈائری کی طرف دیکھا۔

ائزل نے جھٹ سے ہاتھ آگے بڑھا کر ڈائری اپنے ہاتھ میں لے لی،اس کی ہونٹوں پر جھجھک تھی۔"کچھ نہیں..."ائزل نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انابیہ نے منہ بناتے ہوئے پوچھا،"کیا ہے؟بتاؤ مجھے، کیوں چھپا رہی ہو؟"وہ ڈائری دیکھنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھا رہی تھی، مگر ائزل نے پیچھے ہٹ کر اسے اپنے دوپٹے میں چھپا لیا۔"کچھ نہیں،خالی ہے،پوری!"ائزل نے جھجھکتے ہوئے جواب دیا،

انابیہ نے سر کو خم دیتے ہوئے تھوڑا پیچھے ہو کر کہا،"اچھا،خالی ہے... تو پھر چھپا کیوں رہی ہو؟ کھول کر بتاؤ۔"

ائزل نے آہستہ سے ڈائری کا بیچ والا صفحہ کھولا، مگر پہلا صفحہ نہ دکھایا۔ صرف وہی خالی صفحہ انابیہ کو دکھایا اور فوراً ڈائری بند کر دی۔ انابیہ کی آنکھوں میں اب بھی تجسس تھا۔ اُس نے ائزل کو گھبراہٹ کے عالم میں دیکھ کر اپنے ہاتھ اُس کے ہاتھوں پر رکھے اور ہلکا سا کھینچتے ہوئے کہا،"ائزل،پہلا صفحہ تو دکھاؤ،کچھ لکھا ہے وہاں؟"

ائزل نے تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر آنکھیں پھیر لیں،اُس کی آواز میں جھجھک تھی۔"کچھ نہیں ہے،انابیہ..."وہ اپنا ہاتھ چھڑوا کر پیچھے ہٹ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انابیہ کی ضد بڑھ گئی،وہ اب سنجیدگی کے ساتھ چاہتی تھی کہ ائزل اسے پہلا صفحہ دکھائے۔

"دیکھاو نہ!"اس نے زور سے کہا۔

ائزل نے بڑے آنکھوں سے انابیہ کو گھورا،پھر ایک گہری سانس بھرتے ہوئے پیچھے ہو کر بیٹھی۔"ٹھیک ہے،لیکن وعدہ کرو کہ کسی کو اس کے بارے میں نہیں بتاؤ گی۔"

"پرومس،نہیں بتاوں گی!"انابیہ نے فوراً جواب دیا،اور ائزل نے اعتماد کے ساتھ ڈائری اُس کے ہاتھوں میں تھمادی۔انابیہ نے جھٹ سے پہلا صفحہ کھولا،لیکن ائزل نے فوراًاُس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف موڑ دیا اور سنجیدگی سے کہا،"اور سنو...جو بھی پڑھو گی،بس یہی بھول جانا۔"

"ہاں ہاں!"انابیہ نے خوش دلی سے کہا،اور پھر ڈائری پڑھنے میں مشغول ہو گئی۔

بتاریخ:۲۹اپریل

دن:پیر

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وقت:۱۱:۳۰

یہ دن... یہ لمحہ... بھول جانا شاید میرے بس میں نہیں۔ کچھ دن ایسے ہوتے ہیں جو وقت کی کتاب پر ابدی سیاہی سے لکھے جاتے ہیں، اور یہ دن انہی میں سے ایک ہے۔

میں سراف بازار کے قریب موجود پارک کی طرف بڑھی۔ دل بھرا ہوا تھا اور روڈ کراس کرتے وقت بے دھیانی میں تیزی سے چلتی گاڑیوں کی طرف بالکل دھیان نہیں دیا۔ اچانک ایک کار سے ٹکرانے والی تھی، لمحے بھر میں سب ختم ہو سکتا تھا لیکن تبھی کسی نے میرے ہاتھ کو مضبوطی سے تھام کر اپنی طرف کھینچ لیا۔ وہ پل... جیسے زندگی اور موت کے بیچ ٹھہرا ہوا لمحہ۔

میں نہیں جانتی وہ شخص کون تھا، کہاں سے آیا۔ بس اتنا یاد ہے کہ اُس کی گرفت میں عجیب سی حفاظت کا احساس تھا۔ میں جلد بازی میں وہاں سے بھاگ نکلی۔ شکریہ تک ادا نہ کر سکی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مجھے خوف آتا ہے ایسے حادثوں سے، لیکن وہ حادثہ کسی عجیب خوبصورتی سے پیش آیا۔ وہ شخص میرے دل و دماغ میں گہرا اثر چھوڑ گیا ہے۔ اب ایک حسرت بن چکی ہے، بس ایک بار پھر وہ شخص میرے سامنے آئے..."

یہ بے نام سا جذبہ، یہ انجانی کشش... شاید محبت کی پہلی سرگوشی ہو۔ ایک خاموش حسرت، ائزل کے نام۔"

ہر جملہ ائزل کی نفسیات کی عکاسی کر رہا تھا۔ خوف، حیرت، جذباتی ربط اور ایک چھپی ہوئی محبت کی لذت۔ وہ لمحہ جو اُس کے لیے خطرناک تھا، اُسے ایک خوابناک احساس میں بدل گیا، اور اس کے دل نے اُس شخص کے لیے ایک نرمی اور لگاؤ پیدا کر دیا، جس کا نام وہ جانتی بھی نہیں تھی، لیکن اثر اس کے لیے لازوال تھا۔

انابیہ نے جیسے ہی ڈائری کا ورق بند کیا تو کمرے میں ایک لمحے کے لیے خاموشی چھا گئی۔ اُس نے گہری سانس اندر کھینچی، جیسے وہ سب کچھ اپنے دل میں جذب کر رہی ہو۔ نگاہیں ڈائری پر ٹکیں تھیں مگر ذہن کہیں اور تھا۔ آہستہ سے اُس نے سر اُٹھایا اور ائزل کی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ایک ہی سوال کیا۔"کیا تمھیں سچ میں اُس انجان شخص سے محبت ہو گئی ہے؟"

"ہمم۔"ائزل نے بنا کسی تردد کے چھوٹا سا جواب دیا۔

"لیکن ائزل!"اُس کی آواز میں خلوص اور تھوڑی سی ڈانٹ چھپی تھی۔"تم نے اُس سے بات بھی نہیں کی،جانتی بھی نہیں ہو کہ وہ کون ہے، کیسا انسان ہے... ایسے ہی محبت کر بیٹھی؟"

ائزل لمحہ بھر کو چپ رہی، جیسے الفاظ سوچ رہی ہو۔اُس نے سانس بھری اور نظریں جھکا کر آہستہ کہا،"اُس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی کشش تھی،ایک سچائی... جیسے وہ جھوٹ بول ہی نہیں سکتا۔دیکھنے میں وہ کوئی غلط انسان نہیں لگ رہا تھا۔اور انسان جھوٹ بول سکتا ہے... لیکن آنکھیں؟ آنکھیں تو کبھی جھوٹ نہیں بولتیں نا۔"اس بار ائزل سنجیدہ تھی۔

"ٹھیک ہے... یا خدا!"اُس نے دونوں ہاتھ اُپر کی طرف جوڑے جیسے دعا مانگ رہی ہو۔"یہ بندہ جو بھی ہے،جہاں بھی ہے... اُسے ائزل کے نصیب میں عطا فرما دینا۔پلز پلز پلز!"اُس

نے بچوں جیسی معصومیت سے التجا کی تو ائزل کے ہونٹوں پر بھی بے اختیار مسکراہٹ کھیل گئی۔

انابیہ سیدھی ہو کر بیٹھی،اور ڈائری کو میز پر رکھتے ہوئے پوچھنے لگی،"ویسے تم یہ ساتھ کیوں لائی ہو؟"

یہ سوال سنتے ہی ائزل کے چہرے پر لمحے بھر کے لیے فکر اور پریشانی کی لہر دوڑ گئی۔اُس نے نظریں چرا کر آہستہ کہا۔"اگر گھر پر رکھتی تو یہ ڈائری مما کے ہاتھ لگ جاتی۔اور میں نہیں چاہتی انابیہ کہ اُنھیں یہ بات کسی ڈائری کے ذریعے پتہ چلے۔"اس کے لہجے میں خوف اور احتیاط تھا۔

✧....✧....✧

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اگلے روز کلاس روم میں ہلکی سی سرگوشیوں اور کتابوں کی کھڑ کھڑاہٹ کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ سورج کی نرم کرنیں کھڑکیوں سے اندر آ رہی تھیں اور ہر چیز پر ایک خوشگوار سا اجالا بکھیر رہی تھیں۔

ائزل اپنی نشست پر ذرا آگے جھک کر انابیہ کے قریب ہوئی اور مدھم آواز میں بولی۔ "اچھا، انابیہ... کہاں ہے تمھاری وہ دوست؟" اس کے لہجے میں تجسس اور ذرا سی بے چینی چھپی تھی۔

انابیہ نے چونک کر گردن اٹھائی، پھر اپنی جگہ سے کھڑی ہو کر چاروں طرف نظریں دوڑائیں۔

"پتہ نہیں..." وہ آہستہ سے بولی، "وقت سے پہلے آجاتی ہے، شاید آج لیٹ ہو گئی۔" یہ کہہ کر وہ ہلکا سا کندھے اچکا کر دوبارہ بیٹھ گئی۔ ابھی وہ دونوں کچھ اور بات کرتے کہ اچانک پیچھے سے کسی نے انابیہ کو ہلکا سا دھکا دیا۔ وہ چونک کر مڑی تو سامنے ایک نازک سی لڑکی مسکراتی ہوئی آگے آئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا میرا ہی انتظار ہو رہا تھا؟"اُس نے شوخی سے کہا، جیسے آتے ہی ماحول میں تازگی بھر دی ہو۔

انابیہ نے فوراً مسکراتے ہوئے کہا،"یہ لو آ گئی میڈم!" پھر بھنویں اُچکاتے ہوئے اُس سے سوال کیا،"آج اتنا لیٹ کیوں ہو گئی؟"

"بھائی کی وجہ سے... میں تو کب سے تیار تھی، بس اُنھوں نے ہی لیٹ کر دیا۔ کہہ کر وہ انابیہ کے بازو والی خالی سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی۔ جیسے ہی بیٹھی، اُس کی نظریں تجسس سے ائزل پر جا ٹھہریں۔"ویسے یہی ہے وہ جس سے ملوانا تھا۔؟"اُس نے پوچھا۔

"ہاں"انابیہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ دونوں کی طرف اشارہ کیا۔"یہ ائزل... اور ائزل، یہ انشاء ہے۔"

انشاء نے دوستانہ مسکراہٹ کے ساتھ ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا،"ہمم... انابیہ نے بتایا تھا تمہارے بارے میں۔"

ائزل نے بھی بنا وقت ضائع کیے جواب دیا،"ہمم مجھے بھی"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لمحے بھر کو تینوں کے درمیان ایک خوشگوار سا سکوت چھا گیا، پھر انابیہ نے شوخی سے کہا۔ "تو پھر... اب ایک دوسرے کو جان گئی ہو تو پلیز، اچھے دوست بھی بن جانا۔"

✧....✧....✧

کلاس کا شور آہستہ آہستہ دبنے لگا۔ طلبہ ایک ایک کر کے اپنی اپنی کتابیں سمیٹ کر باہر جا رہے تھے۔ لیکن ائزل، انشاء اور انابیہ اب بھی اپنی نشستوں پر موجود تھیں۔ کمرے میں ہلکی ہلکی روشنی پھیل رہی تھی۔

انابیہ نے کتابیں بند کرتے ہوئے انشاء کی طرف دیکھا اور مسکرا کر بولی۔ "اکیلے جاؤ گی؟"

انشاء نے سکون سے کتابیں اپنے بیگ میں رکھتے ہوئے جواب دیا۔ "نہیں... بھائی لینے آئیں گے۔"

Clubb of Quality Content

انابیہ نے لمحہ بھر سوچ کر کہا۔"اچھا... میں دیکھ آتی ہوں تمھارے بھائی کو۔" کہہ کر وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"انابیہ رُکو! بھائی یہیں تک آجائیں گے۔"

لیکن انابیہ نے اُس کی بات کو سنے بغیر قدم تیز کر دیے اور باہر نکل گئی۔ انشاء نے گہری سانس لے کر ہنکاری بھری اور بے بسی سے دوبارہ اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گئی۔

ائزل اور انشاء آپس میں ہلکی پھلکی باتوں میں مشغول تھیں۔ ائزل کی پشت دروازے کی طرف تھی اسی لمحے باہر سے کسی کی آواز سنائی دی"انشاء!" آواز پر اُس نے فوراً پلٹ کر دیکھا۔ دروازے پر ایک لڑکا کھڑا تھا، جس کی پشت ان دونوں کی طرف تھی۔"چلو ائزل بھائی آگئے ہیں"وہ بولتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور قدموں میں پھرتی پیدا کرتی باہر نکل گئی۔

ائزل نے بھی اپنی کتابیں سنبھالی اور آہستہ روی سے اُس کے پیچھے باہر آگئی۔ باہر نکلتے ہی سامنے سے انابیہ واپس آتی دکھائی دی۔ وہ ائزل کو اکیلے آتی دیکھ کر قدرتیزی سے اُس کی طرف بڑھ گئی اور حیرت سے پوچھا۔"انشاء چلی گئی؟"

"ہاں،اُس کے بھائی آ گئے تھے۔"ائزل نے مختصر جواب دیا۔وہ انابیہ کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنے لگی۔

کئی دن بہار کی طرح گزر گئے۔ صبح کی روشنی کے ساتھ ہی دہلی یونیورسٹی کی پر رونق گلیاں ائزل اور اُس کے ساتھیوں کا خیر مقدم کرتیں۔ کلاسز کے درمیان کی بھاگ دوڑ،نوٹس کا تبادلہ،اور پروفیسر کی بار بار کی سرزنش،سب زندگی کو ایک نئے ذائقے سے بھر رہے تھے۔ ائزل کے ساتھ اب ہمیشہ انابیہ بھی ہوتی تھی۔دونوں ہاتھوں میں کتابیں دبائے کلاس روم کی طرف دوڑتیں،کبھی وقت پر پہنچنے کی کوشش میں ہنسی دبائے چلتی جاتیں،تو کبھی راہ داری میں بیٹھ کر ایک دوسرے کے ساتھ چھوٹی چھوٹی باتوں پر قہقہے لگاتیں۔دوپہر کے کھانے کے وقفے میں وہ یونیورسٹی کے لان میں گھاس پر بیٹھ جاتیں۔ کبھی پکوڑے اور چاٹ کا مزہ لیتیں،تو کبھی بس چائے کے کپ کے ساتھ گھنٹوں باتوں میں کھو جاتیں۔ کلاسز کا سلسلہ کب شروع ہوتا اور کب دن شام میں ڈھل جاتا،اُنہیں احساس بھی نہیں ہوتا۔ کبھی کتابوں کے بوجھ میں ڈوبے ہوئے،کبھی دوستانہ شرارتوں میں مصروف—وقت جیسے اُن

کے قدموں کے ساتھ دوڑنے لگتا تھا۔ دن ڈھل رہا تھا۔ شام کے وقت کا نرم سا اجالا کمرے میں چھایا ہوا تھا۔ کھڑکی کے پاس بیٹھی انابیہ ہاتھوں میں کتاب تھامے ہوئی تھی۔ کمرے میں ایک سکوت سا چھایا تھا کہ اچانک اُس کا فون بجنے لگا۔

"ہیلو..." انابیہ نے فون کان سے لگایا۔ دوسری طرف کی بات سن کر اُس کا چہرہ ذرا سنجیدہ ہو گیا۔

"اوہ... ٹھیک ہے۔"

کچھ لمحے بات کرنے کے بعد اُس نے کال کاٹ دی۔ ائزل اُس کے ساتھ ہی بیٹھی تھی۔

"سنو نا..." انابیہ نے آہستہ سے اُس کی طرف دیکھا۔

ائزل نے کتاب سے نظریں ہٹا کر براہِ راست اُس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"مجھے گھر جانا پڑے گا۔" انابیہ نے ہلکی سانس بھر کر کہا۔

"کیوں؟" ائزل نے چونک کر پوچھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انابیہ نے گہری نظر نیچے جھکا کر نرمی سے کہا۔

"وہ... ایکچوئلی، مما کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی ہے۔ اور گھر پر ابھی کوئی بھی نہیں ہے اُن کے پاس۔ مجھے فوراً جانا پڑے گا۔ عمر بھائی آ رہے ہیں مجھے لینے۔"

"اچھا..." ائزل نے لمحہ بھر کو خاموشی اختیار کی، پھر آہستہ سے صرف ایک لفظ کہا۔

موسم خاصا ٹھنڈا تھا۔ ہلکی سی ہوا چل رہی تھی جس میں خنکی کی لہر واضح محسوس ہو رہی تھی۔

انابیہ کب کی گھر جا چکی تھی اور ائزل، خاموشی اور تنہائی کو توڑنے کے لیے خود کو مصروف رکھنے کی نیت سے تیار ہو کر کلاس میں آ بیٹھی۔ کلاس روم کی کھڑکیوں سے آتی مدھم روشنی اور ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا ماحول کو عجیب سا سکون بخش رہی تھی۔

ائزل ابھی اپنی کتابیں نکال ہی رہی تھی کہ اچانک باہر سے کسی نے پکارا۔ "ائزل۔۔۔!" آواز واضح تھی۔ ائزل نے چونک کر پلٹ کر دیکھا۔ دروازے کی طرف انشاء بڑھتی ہوئی آ رہی تھی، چہرے پر حسبِ عادت مسکراہٹ اور آنکھوں میں چمک۔

انشاء کا بھائی دروازے کے چوکھٹ پر کھڑا تھا جیسے لمحہ رُک گیا ہو، اُس کی نگاہیں جیسے ہی ائزل پر پڑی تو یوں لگا جیسے وقت تھم سا گیا ہے۔ جیسے ہوا بھی ایک پل کے لیے ٹھہر گئی ہو۔ وہ چند منٹ تک وہیں کھڑا رہا۔ نہ کوئی حرکت، نہ کوئی لفظ۔ بس ایک ان دیکھے سوال کی کیفیت تھی۔ چند منٹ کا یہ لمحہ اُس کے دل کی دھڑکن کو تیز کر گیا۔ ماحول میں ایک غیر مرئی کشش تھی، خاموشی اتنی بوجھل تھی کہ ہر سانس کا وزن صاف محسوس ہو رہا تھا۔ پھر اچانک پیچھے سے کسی نے آہستہ لیکن صاف سنائی دینے والی آواز میں کہا۔ "بھائی، آپ اندر چلے جائیں۔۔۔ یہ پھر باہر آجائے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ الفاظ اُس لمحے کو توڑ گئے۔ انشاء کے بھائی نے جیسے خود کو حقیقت کی دنیا میں واپس کھینچا۔ اُس نے ذرا نظریں جھکائیں، ہلکی سی سانس لی اور دروازے سے ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ پھر آہستہ قدموں سے پلٹ کر باہر نکل گیا۔

ائزل انشاء کو دیکھ کر اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی اور مسکرا کر بولی "میں تمہارا ہی ویٹ کر رہی تھی۔"

انشاء نے ہلکی سی ہنسی کے ساتھ جواب دیا۔"اچھا۔۔۔"

وہ پاس آ کر بیٹھ گئی۔ پھر ذرا رازدارانہ لہجے میں بولی۔"ویسے،انابیہ گھر گئی ہے نا؟"

ائزل نے چونک کر پوچھا۔"ہاں۔۔۔ تمہیں کیسے پتہ؟"

انشاء نے ذرا مسکراتے ہوئے سر جھکایا اور نرم آواز میں کہا۔"کل رات دیکھا تھا اُسے گھر پر۔۔۔"ائزل کی آنکھوں میں تجسس ابھرا،لیکن اُس نے کچھ پوچھا نہیں۔دونوں اپنی باتوں میں مصروف ہو گئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کلاس ابھی مکمل ختم نہیں ہوئی تھی مگر کوریڈور میں ایک ہلچل سی محسوس ہو رہی تھی۔ وقت سے کچھ پہلے ہی عرشمان خان اپنی تیز قدموں کے ساتھ باہر آ کھڑا ہوا۔اُس کے قدموں میں ایک خاص رعب اور آنکھوں میں عجلت تھی۔ جیسے ہی گھنٹی بجی اور کلاس ختم ہوئی،انشاء اور ائزل دونوں ساتھ ساتھ باہر نکلیں۔باہر آتے ہی ائزل نے اپنے راستہ بدل

لیا،انشاء سیدھی باہر کی طرف بڑھ رہی تھی اور اسی لمحے عرشمان کی نظریں اُس کے قریب سے گزرتی ائزل پر چند لمحوں کے لیے ٹھہر گئیں۔

وہ قدرے تیز رفتاری سے آگے بڑھا اور انشاء کے قریب آکر بولا۔"چلیں۔"اُس کی نظریں ائزل کی پشت پر تھی جو اپنے راستے جا رہی تھی۔

انشاء نے ذرا چونکتے ہوئے گردن گھمائی۔"ہ۔۔ہاں۔"وہ سنبھل کر بولی اور پھر فوراً پلٹ کر اُس کی آنکھوں میں جھانکنے لگی۔"آپ کسے ڈھونڈ رہے ہیں؟"

عرشمان لمحہ بھر کو رکا۔اُس کی آنکھوں میں ایک چھپی ہوئی بے چینی سی جھلکی مگر اگلے ہی پل وہ خود کو سنبھالتا ہوا بولا۔"نہیں۔"صرف ایک لفظ، مختصر اور مضبوط لہجہ۔پھر وہ پلٹ کر باہر نکل گیا۔

انشاء بھی تیزی سے اُس کے پیچھے چل دی اور کار میں جا بیٹھی۔کچھ لمحے گاڑی کے اندر خاموشی چھائی رہی۔"ویسے... وہ کون تھی؟"اچانک عرشمان نے موقع دیکھتے ہی سوال کیا۔

انشاء نے حیرانی سے اُس کی طرف دیکھا۔"کون؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اُس کے استفسار پر عرشمان نے نظریں گاڑی کے آئینے پر گاڑ دیں۔ انشاء نے ذرا غور کیا اور پھر سپاٹ لہجے میں کہا۔ "اچھا، وہ... وہ ائزل ہے۔ میری نئی دوست۔"

"ائزل..." عرشمان کے لبوں سے یہ نام مدھم سا نکلا۔ جیسے یہ محض ایک نام نہیں بلکہ ایک ان دیکھے احساس کی چابی ہو۔ اُس کے لبوں پر خاموشی چھا گئی، مگر دل کے اندر ایک انوکھا ارتعاش جاگا۔

گاڑی خانزادہ مینشن کے وسیع و شاندار گیٹ پر پہنچی۔ گہرے نیلے رنگ کی وردی میں ملبوس گارڈز نے جھک کر گیٹ کھولا۔ کار اندر داخل ہوئی۔ یہ مینشن واقعی کسی محل سے کم نہ تھا۔ اونچی دیواریں، سنہری جھلملاتے فانوس، سنگ مرمر کے ستون سب کچھ ایک بڑے اور عزت دار خاندان کی شان دکھا رہے تھے۔

انشاء آرام سے کار سے اُتری اور گھر کے اندر چلی گئی۔ مگر عرشمان... اُس کے قدموں میں ایک عجیب سی بے چینی تھی۔ وہ بغیر رُکے، سیدھا تیز رفتاری سے اپنے کمرے کی

طرف بڑھا۔ کمرے میں پہنچ کر اُس نے الماری کا لاکر کھولا۔ اندر سے ایک نازک سا بریسلیٹ نکالا۔

اُس کے چہرے پر جیسے سکون کی ایک لہر دوڑ گئی۔ وہ دھیرے سے مسکرایا اور بیڈ کے قریب آکر گہری سانس لیتے ہوئے بولا۔ "شکر ہے... اس بریسلیٹ کی کلائی مل ہی گئی۔" اُس نے بریسلیٹ کو مضبوطی سے اپنی ہتھیلی میں جکڑ لیا، جیسے یہ اُس کے دل کی دھڑکن کا حصہ ہو۔ بیڈ پر احتیاط سے لیٹتے ہوئے اُس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ باہر دوپہر کی دھوپ چمک رہی تھی مگر عرشمان کے دل میں ائزل کا نام ایک انوکھے خواب کی طرح جاگ چکا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

✧....✧....✧

شام کی تاریکی گہری ہو چکی تھی۔ کمرے کی کھڑکی سے آتی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے میں نمی اور خاموشی بسی ہوئی تھی۔ عرش اب تک بستر پر نیم دراز تھا۔ جیسے ہی ہوا کا جھونکا اُس کے

چہرے سے ٹکرایا تو اُس کی پلکیں ہلکی سی جنبش کے بعد آہستگی سے کھل گئیں۔ جیسے ہی نظر دیوار پر لگی گھڑی پر پڑی تو وہ ایک دم چونک کر کھڑا ہو گیا۔

"اوہ!" وہ زیر لب بڑبڑایا اور تقریباً دوڑتے ہوئے واش روم کی طرف لپکا۔

کچھ ہی دیر بعد عرش نہایت سنجیدہ اور تیار حالت میں نیچے اترا۔ اُس کے قدموں میں عجلت تھی، جیسے وقت اُس کا انتظار نہ کر رہا ہو۔ وہ بغیر رکے سیدھا باہر جانے لگا تھا کہ ہاشم خان کی بھاری آواز نے اُسے ٹھہرنے پر مجبور کر دیا۔ "اس وقت تیار ہو کر کہاں چل دیے ہو، عرش؟" ہاشم نے گلا کھنکھارتے ہوئے سوال کیا۔ عرش کے قدم لمحے بھر کو رُکے۔ اُس نے آہستگی سے سر جھکایا مگر پلٹا نہیں۔ "کچھ ضروری کام ہے،۔ زیادہ دیر نہیں لگاؤں گا۔" کہہ کر وہ تیز قدموں سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

....✧ ....✧ ✧

باب سوّم

کیمپس کے سنسان راستے پر ہلکی ہلکی روشنی چھن کر آ رہی تھی۔ پرندوں کی آوازیں تھم چکی تھیں اور ماحول میں ایک پراسرار سا سکوت پھیلا تھا۔ ائزل آہستہ قدموں سے چلتی اندر داخل ہوئی۔ لمحہ بھر کو وہ رُکی، دل میں ایک عجیب سا کھٹکا محسوس ہوا۔ نظریں گھما کر ہر طرف دیکھا، مگر ویرانی کے سوا کچھ نہ ملا۔ "شاید وہم ہے۔۔۔" اُس نے خود کو تسلی دی اور قدم تیز کر لیے۔ مگر اگلے ہی لمحے ایک مدھم سی آواز اُس کے کانوں سے ٹکرائی۔ "ائزل۔۔۔" وہ ٹھٹھک گئی۔ دل کی دھڑکن بے قابو ہونے لگی۔ "یہ میرا خیال ہے۔۔۔" اُس نے لرزتی سانسوں کے ساتھ سوچا اور قدم اور تیز بڑھا دیے۔ لیکن پھر آواز واضح ہوئی۔ "ائزل، سنیں۔۔۔" اس بار وہ وہم نہ تھا۔ کوئی حقیقت میں اُس کا نام پکار رہا تھا۔ وہ اچانک رُک گئی، سانسیں بے ترتیب ہو گئیں۔ آہستگی سے پلٹی اور خوف زدہ لہجے میں کہا۔ "ک۔۔۔ کون؟" سناٹا ٹوٹا۔ اندھیرے کے حصار میں سے ایک نوخیز جوان تیز قدموں سے اُس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ہلکی روشنی اُس کے چہرے کو مکمل طور پر آشکار نہ کر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پا رہی تھی۔ ائزل نے ڈری ڈری نظروں سے اُسے دیکھنے کی کوشش کی، دو قدم آگے بڑھی اور غور سے عکس کو پہچاننے کی کوشش کرنے لگی۔

وہ شخص اب بس چند قدم کے فاصلے پر تھا۔ باہر کی مدھم روشنی آہستہ آہستہ اُس کے چہرے کو بے نقاب کر رہی تھی۔ اندھیرے کا پردہ ہٹا تو ائزل کی آنکھوں کے سامنے ایک ایسا چہرہ اُبھرا جسے دیکھ کر اُس کے قدم جیسے زمین میں جڑ گئے۔ ائزل کی آنکھیں حیرانی سے پھٹ گئیں، سانس رُکنے لگی اور اُس کے چہرے کا رنگ سرخی مائل ہو گیا۔ اُس کے ہونٹ ہلکے ہلکے کپکپا رہے تھے مگر زبان جیسے گنگ ہو گئی تھی۔ وہ شخص اپنی دھیمی مگر پُر اثر رفتار سے اُس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ہر قدم کے ساتھ ائزل کے دل کی دھڑکن بے قابو ہو کر سینے کو توڑ دینے کو تیار تھی۔ یادوں کی جھلکیاں اُس کے ذہن میں بجلی کی طرح کوند گئیں۔۔۔ وہ لمحہ جب اُس انجان شخص نے اُسے اپنی طرف زور سے کھینچا تھ۔۔۔ وہ تیز دھڑکنیں۔۔۔ اور اب وہی شخص حقیقت میں اُس کے سامنے کھڑا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ۔۔۔یہ کیسے ممکن ہے۔۔۔؟"ائزل نے دل ہی دل میں سوچا۔اُس کے ذہن میں سوالوں کا طوفان برپا تھا۔

یہ انجان شخص میرا نام کیسے جانتا ہے؟

یہ ہاسٹل تک کیسے پہنچ گیا؟

اور سب سے بڑھ کر۔۔۔اُس نے مجھے پہچانا کیسے؟

وہ شخص آخر کار اُس کے بالکل سامنے آ کھڑا ہوا۔ائزل نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا تو اُس کی آنکھیں خوف اور تجسس کے امتزاج سے بھر گئیں۔لمحے بھر کو اُسے لگا جیسے وقت تھم گیا ہو، جیسے آس پاس کی دنیا غائب ہو گئی ہو۔اُس کے ہونٹ ہلے تو ضرور، مگر کوئی آواز نہ نکل سکی۔وہ چاہ کر بھی ایک لفظ نہ بول پائی۔

"آپ ائزل ہی ہیں نہ؟"اُس نے دھیمے اور نرم لہجے میں پوچھا۔اُس کی آواز میں ایک ایسی معصومیت تھی کہ ائزل سن کر سر سے پیر تک کانپ اُٹھی۔دل کی دھڑکنیں ایک دم بے قابو ہو گئیں۔اُس نے دوبارہ پوچھا،"بتائیں، آپ ہی ائزل ہیں نہ؟"

ائزل کے کانپتے لبوں سے بمشکل آواز نکلی،"ام۔۔۔ہ۔۔۔ہاں۔"

اُس کے لبوں پر ایک ہلکی سی مطمئن مسکراہٹ پھیل گئی۔"میرا نام عرش ہے،"اُس نے اعتماد اور نرمی سے کہا اور آہستگی سے اپنا ہاتھ ائزل کی طرف بڑھا دیا۔ائزل نے نظریں جھکا لیں اور ہچکچاتے ہوئے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔جیسے ہی دونوں کے ہاتھ ملے،عرش نے فوراً اُس کے لرزتے ہاتھ کو محسوس کیا۔"اریو او کے"اُس کی آنکھوں میں خالص فکر جھلک رہی تھی۔

"یہہ۔۔۔فائن،"ائزل نے کپکپاتی آواز میں جواب دیا اور ہلکا سا مُسکراتی تیزی سے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔

عرش نے اُس کی کیفیت کو غور سے دیکھا،اُس کی آنکھوں کی گھبراہٹ سب کچھ کہہ رہی تھی۔

"آپ۔۔۔ٹھیک نہیں لگ رہیں۔"وہ کچھ لمحے رُکا،پھر آہستہ سے بولا،"کیا دو منٹ بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ائزل نے لمحہ بھر کو نظریں جھکائیں، پھر ہلکے لہجے میں کہا،"ہ۔۔۔ہاں۔"وہ دونوں آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے لائبریری کی طرف گئے۔لائبریری کا دروازہ کھلا تھا،اندر مدھم سی روشنی پھیلی ہوئی تھی،چاروں طرف کتابوں کی خوشبو اور سکوت کا عالَم تھا۔جیسے وقت تھم گیا ہو۔ائزل آہستہ سے کرسی پر بیٹھ گئی۔عرش اُس کے سامنے آکر بیٹھا۔عرش نے بیٹھتے ہی بات چھیڑ دی، جیسے وہ بہت دنوں سے اس لمحے کا انتظار کر رہا ہو۔

"آپ کو یاد ہے۔۔۔ہم فریدہ آباد میں ملے تھے؟"اُس کی آواز میں ہلکی سی اُمید چھپی ہوئی تھی۔"آئی مین۔۔۔اُس دن جب آپ اچانک کار کے سامنے آگئی تھیں۔خیر۔۔۔آپ کو یاد نہیں ہو گا شاید۔"وہ بنا رکے بولتا چلا گیا۔

ائزل کے ہونٹ بے اختیار ہلے۔"یاد ہے۔۔۔"اُس نے فوراً جواب دیا۔

اُس کے لبوں سے یہ جملہ سن کر عرش لمحہ بھر کو رُک گیا۔اُس کی آنکھوں میں حیرانی اور خوشی کی ہلکی سی چمک اُبھر آئی۔وہ غور سے ائزل کے چہرے کو دیکھنے لگا۔"اچھا۔۔۔واقعی یاد ہے آپ کو؟"اُس نے مدھم مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ کہہ کر اُس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور احتیاط سے کوئی چیز نکالی۔ ائزل کی نظریں اُس کے ہاتھ پر جم گئیں۔ اگلے ہی لمحے وہ چیز اُس کے سامنے تھی۔

"پھر یہ بھی یاد ہو گا آپ کو۔۔۔ یہ آپ ہی کا ہے نا؟"

ائزل نے حیرانی سے آنکھیں پھیلا لیں۔ "میرا۔۔۔ بریسلیٹ!" وہ جھٹکے سے آگے کو جھکی اور فوراً عرش کے ہاتھ سے بریسلیٹ لے لیا۔ اُس کے لب کپکپائے، "ہ۔۔۔ ہاں۔۔۔ لیکن۔۔۔ یہ آپ کے پاس۔۔۔؟" اُس نے اُلجھن بھری نظروں سے عرش کو دیکھا۔

عرش نے ایک گہری سانس لی اور دھیرے سے بولا۔ "اُس دن جب میں گھر پہنچا تو یہ مجھے اپنے کوٹ کے بٹن میں پھنسا ہوا ملا تھا۔"

ائزل نے آنکھیں بند کر کے سکون کی سانس بھری، جیسے دل پر رکھا بوجھ اُتر گیا ہو۔ "اوہ۔۔۔ مجھے لگا کھو گیا۔" اُس کی آواز میں ہلکی سی مسکراہٹ اور بے حد سکون تھا۔

عرش نے دھیمے لہجے میں مزید کہا۔ "ہمم۔۔۔ اسی دن سے سنبھال کر رکھا تھا، بس یہی سوچ کر کہ جب کبھی آپ دوبارہ ملیں تو یہ امانت آپ کو لوٹا سکوں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ائزل نے اُس کی طرف دیکھا،اُس کے چہرے پر نرمی اور خلوص تھا۔"آپ کا بہت شکریہ۔۔۔یہ میرے لیے بہت عزیز ہے۔"وہ لمحہ بھر کو خاموش رہی پھر کچھ یاد آنے پر اچانک رُک گئی۔"ایک منٹ۔۔۔"اُس کے چہرے پر سنجیدگی آ گئی۔"آپ مجھے کیسے جانتے ہیں؟مطلب۔۔۔آپ کو میرا نام کیسے پتا چلا؟"

اب وہ گھبراہٹ سے نکل کر کچھ حد تک پُرسکون ہو چکی تھی۔اُس کی آنکھوں میں اب تجسس تھا،خوف نہیں۔وہ بغیر جھجکے عرش سے یہ سوال کر گئی۔

عرش نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کرسی کی پشت سے ٹیک لگا لی۔اُس کے چہرے پر عجیب سا سکون اور رازداری تھی۔اُس نے دھیرے سے گردن جھکائی،پھر نظریں اُٹھا کر بولا۔"آپ انشاء کو جانتی ہیں؟"

ائزل کے چہرے پر حیرت دوڑ گئی۔"ہ۔۔۔ہاں۔۔۔"اُس نے دھیرے سے جواب دیا۔

عرش کے لبوں پر مسکراہٹ گہری ہو گئی۔"بہن ہے میری۔"

ائزل کا وجود جیسے ساکت ہو گیا۔"ک۔۔۔ کیا۔۔۔؟"اُس نے چونک کر عرش کی طرف دیکھا۔ آنکھوں میں حیرانی اور بے یقینی تھی۔

"جی ہاں۔۔۔"عرش نے پُر سکون لہجے میں کہا۔"اور جب میں اُسے صبح یونیورسٹی چھوڑنے آیا تھا، تبھی آپ کو دیکھا۔اُس وقت بس میں نے انشاء سے آپ کے بارے میں پوچھ لیا۔"

ائزل نے پلکیں جھپکیں اور حیرت بھری آواز میں بولی۔

"اوہ اچھا۔۔۔ لیکن عجیب بات ہے۔۔۔ نہ ہم نے اُس دن کوئی بات کی تھی، نہ ایک دوسرے کو ٹھیک سے دیکھا تھا۔۔۔ پھر بھی آپ نے صبح ایک نظر میں مجھے پہچان لیا۔۔۔ کیسے؟"

عرش نے کرسی کی پشت سے ہلکا سا جھک کر دھیمی آواز میں کہا۔"کیا بتائیں۔۔۔ اُس ایک نظر میں کیا ہوا۔"

"کیا؟"اُس نے سننے میں تذبذب محسوس کیا۔

"کیا کہا آپ نے؟"وہ ذرا سا آگے جھک کر پھر پوچھنے لگی۔

عرش نے ذرا سا مسکرا کر نظریں اُس پر جما دیں۔

"سرمئی آنکھیں۔۔۔میں نے کہا کہ آپ کی آنکھیں ہی ایسی ہیں کہ ایک نظر میں کوئی بھی پہچان لے۔"

ائزل لمحہ بھر کو سنبھلی، پھر اپنے شانے ہلکا سا اُچکاتے ہوئے پیچھے ہو کر بیٹھ گئی۔"ہاں۔۔۔وہ بھی بات ہے۔"اُس نے قدرے سنبھلتے ہوئے کہا۔

عرش کی نظریں جیسے ہٹنے کا نام ہی نہ لے رہی تھیں۔اُس کی نگاہوں میں نرمی اور تحسین کی روشنی جھلک رہی تھی۔اُس نے مدھم مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔"بے حد خوبصورت ہیں آپ کی آنکھیں۔"

ائزل کا دل ایک پل کو رُک سا گیا، چہرہ ہلکی سی لالی سے بھرا، مگر اُس نے خود کو سنبھالتے ہوئے آہستگی سے کہا۔"شکریہ۔"

لمحے بھر کے لیے دونوں کے درمیان خاموشی چھا گئی۔ وہ خاموشی جو الفاظ سے زیادہ کچھ کہہ رہی تھی۔ عرش مسلسل اُسے دیکھ رہا تھا، جیسے کوئی کتاب پڑھ رہا ہو جس کے ہر صفحے پر نیا راز چھپا ہو۔ ائزل کی نظریں کبھی اُس کے چہرے پر اُٹھتیں تو فوراً جھک جاتیں۔

پھر اچانک عرش نے ایک گہری سانس لی، اپنی گھڑی پر نظر ڈالی اور ہلکا سا چونک کر بولا۔ "چلیں۔۔۔ اب مجھے جانا ہے۔" کہتے ہوئے وہ کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اُس کے لہجے میں کچھ ایسا تھا جیسے وہ رکنا چاہتا ہو، لیکن حالات اُسے اجازت نہ دے رہے ہوں۔

عرش دروازے تک پہنچا تو ائزل بھی اُس کے پیچھے چلتے ہوئے اچانک آگے نکل آئی۔ وہ رکی نہیں، بس قدم تیز کر کے اُس سے آگے بڑھ گئی۔ عرش کو جیسے کچھ محسوس ہوا، اُس نے ایک دم پلٹ کر ائزل کو دیکھا اور مسکرا کر بولا۔ "قسمت رہی تو۔۔۔ پھر ملیں گے۔"

ائزل کے قدم تھم گئے، وہ جھٹ سے پلٹی اور چمکتی آنکھوں کے ساتھ ہنستے ہوئے بولی۔ "ضرور۔۔۔ جیسے آج مل گئے!" وہ الٹے قدموں سے پیچھے جاتی ہوئی مسکرائی۔ لمحہ بھر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کو وہ ایک دوسرے کی آنکھوں میں ٹھہر گئے، پھر آہستہ آہستہ دونوں نے الگ راستہ اختیار کر لیا۔

ائزل ذرا آگے بڑھی ہی تھی کہ دل نے اُسے پلٹنے پر مجبور کر دیا۔ اُس نے ایک بار پھر پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔۔ عرش اپنے راستے پر جا رہا تھا، لیکن اُس کی پشت کو دیکھ کر بھی دل کو سکون نہ ملا۔ اُس نے پھر تیزی سے سر موڑ لیا۔ لیکن دل کی ضد بہت بڑی ہوتی ہے۔ نہ ماننے پر اُس نے دوسری بار پلٹ کر دیکھا۔۔۔ اور اس بار عرش بھی پلٹ کر اُسی کو دیکھ رہا تھا۔ دونوں کی نظریں ایک پل کے لیے ٹکرائیں۔ ائزل نے گھبرا کر جھٹ سے نظریں چرا لیں اور اپنے قدم تیز کر دیے۔ اُس کے چہرے پر مسکان تھی جو کسی طور چھپائے نہ چھپ رہی تھی۔ وہ تیز قدموں سے چلتی ہوئی جیسے ہوا بن گئی۔ وہ کمرے کے قریب پہنچی تو ایک پل ضائع کیے بغیر اندر داخل ہوئی۔ تیزی سے دروازہ بند کیا اور ہانپتے ہوئے دروازے سے ٹیک لگا کر رک گئی۔ اُس کے ہاتھوں میں اب بھی وہ بریسلیٹ تھا، جسے وہ سینے سے ایسے لگا کر کھڑی تھی جیسے کوئی قیمتی خزانہ پا لیا ہو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ دیر تک وہ یونہی کھڑی رہی، آنکھیں بند، ہونٹوں پر بے اختیار مسکان، دل کی دھڑکن کانوں میں سنائی دیتی ہوئی۔ پھر جیسے حقیقت نے اُسے یاد دلایا، اُس نے جھٹ سے بریسلیٹ اپنے ہاتھ میں پہنا اور اپنی انگلیوں سے اسے سہلاتے ہوئے گہری سانس لی۔ "یہ ملاقات واقعی اتفاق تھی۔۔۔یا پھر کوئی کہانی ابھی شروع ہوئی ہے؟"

اُس کے چہرے پر خوشی کی وہ چمک تھی جو کسی لفظ میں بیان نہیں ہو سکتی۔ جیسے اندر ہی اندر کوئی نئی دنیا آباد ہو گئی ہو۔ وہ اچانک دوڑتی ہوئی ٹیبل کی طرف بڑھی، وہاں سے اپنی ڈائری اور قلم اُٹھایا۔ پھر دیوار سے ٹیک لگا کر فرش پر بیٹھ گئی۔ اُس نے جلدی سے ڈائری کھولی اور لرزتے مگر خوشی سے بھرے ہاتھوں سے لکھنا شروع کر دیا۔

✧....✧....✧

عرش گھر پہنچ چکا تھا۔ بیڈ روم کے ایک کونے میں رکھی ہوئی ہلکی سی چرچراتی ہوئی روکنگ چیئر پر بیٹھا وہ آہستہ آہستہ جھول رہا تھا۔ آنکھیں بند تھیں مگر ہونٹوں پر ایک ایسی

خاموش مسکراہٹ تھی جو چھپائے نہ چھپ رہی تھی۔دل کے نہاں خانوں میں کسی کی صورت جیسے بس گئی ہو۔

"ائزل۔۔۔"اچانک اُس کے لب ہولے سے ہلے،اور ایک نام بے ساختہ ادا ہو گیا۔اُس کی مسکراہٹ اور بھی گہری ہو گئی۔وہ لمحہ بھر کے لیے اپنے ہی خوابوں میں کھو گیا۔

اسی لمحے باہر سے ایک شوخ سی آواز گونجی۔"بھائی۔۔۔!"

عرش نے چونک کر پلکیں کھولیں اور پیچھے پلٹ کر دیکھا۔انشا تیزی سے اندر داخل ہوئی اور اُس کے قریب آ کھڑی ہوئی۔چہرے پر شوخی،آنکھوں میں شرارت تھی۔

"ماما آپ کو کھانے کے لیے بلا رہی ہیں!"وہ ہلکا ہانپتی ہوئی بولی۔

"تم چلو،میں آ رہا ہوں۔"عرش نے معمولی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔وہ دوبارہ آنکھیں موند کر جھولنے لگا۔انشا نے حیرت بھری نگاہوں سے اُسے دیکھا اور کم رفتاری سے چلتی خود ہی پاس والے بیڈ پر جا بیٹھی۔"کیا بات ہو گئی ہے بھائی؟"اُس نے ذرا سا سر جھکاتے ہوئے کہا۔

اُس کے سوال پر عرش نے آنکھیں کھول کر اُسے دیکھا، مگر خاموش رہا۔ عرش کو خاموش دیکھ انشا نے اُس کی مسکراہٹ پر غور کیا اور ہنستے ہوئے بولی۔ "ہم نے آج تک ارشمان خانزادے کو اتنا خوش نہیں دیکھا۔۔۔ یہ مسکان تو کسی خاص بات کا پتہ دیتی ہے۔"

"خوشی کی بچی۔۔۔ میں روز ہی خوش رہتا ہوں!" عرش جھٹکے سے سیدھا ہو کر چیئر سے اٹھا اور مصنوعی ناراضی سے بولا۔

انشا اپنی ہنسی روکے نہ روک سکی۔ "نہیں۔۔۔ ہم نے تو کبھی نہیں دیکھا۔ اگر روز خوش رہتے تو یہ خاص مسکان کہاں تھی؟"

"پھر مسئلہ تمہاری نظروں کا ہے۔" عرش نے فوراً جواب دیا۔

انشا نے نظریں باریک کرتے ہوئے شرارتی انداز میں کہا۔ "آج کی خوشی کی بات ہی الگ ہے۔ سچ بتاؤ نہ بھائی۔۔۔ کیا معاملہ ہے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عرش نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے ایک گہری سانس لی،دونوں ہاتھ پیچھے ٹیک کر کے سہولت سے بیٹھ گیا۔"ہاں۔۔۔ خوشی تو واقعی الگ ہی ہے۔ لیکن یہ بات ابھی تمہارے سمجھنے کی نہیں۔۔۔ تم ابھی چھوٹی ہو۔"عرش نے چھوٹی آنکھوسے انشاء کو دیکھ کر کہا۔

انشانے شرارت سے آنکھیں گھمائیں اور فوراًبولی۔"اُو ہوں۔۔۔ چھوٹی ہو کر بھی اتنا سمجھتی ہوں کہ۔۔۔ کہیں بھائی کو محبت تو نہیں ہو گئی؟"اُس نے ہنستے ہوئے عرش کے کندھے پر اپنا کندھا مارا۔

عرش نے کچھ نہ کہا،بس مسکراتا رہا۔

انشا چونک کر بولی۔"اوہ۔۔۔ آپ کی یہ مسکان بتا رہی ہے کہ میں بالکل صحیح کہہ رہی ہوں! اب بتائیں نا بھائی۔۔۔ وہ خوش نصیب کون ہے؟"

عرش نے آنکھیں اوپر کی طرف اٹھائیں، پھر لیٹتے ہوئے سر کے نیچے دونوں ہاتھ رکھ لیے اور دھیرے سے کہا۔"خوش نصیب وہ نہیں انشاء۔۔۔ خوش نصیب میں ہوں۔۔۔ کہ مجھے وہ ملی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اُس کی بات سن کر انشاء کے چہرے پر اشتیاق اور بھی بڑھ گیا۔"اتنا بھی خوش نصیب کون ہے بھائی؟بتائیں نا۔۔۔کون ہے وہ؟"وہ آگے کو جھک کر بولی۔

"تم اُسے اچھے سے جانتی ہو۔"عرش نے معنی خیز انداز میں جواب دیا۔انشا نے پلکیں جھپکیں،ماتھے پر بل ڈال کر سوچنے لگی۔"جانتی ہوں۔۔۔لیکن۔۔۔کون؟"

عرش نے چپ رہ کر ہلکا سا قہقہہ لگایا اور اچانک اٹھ کھڑا ہوا۔"اب یہ تم سوچو۔۔۔"

انشا نے ایک پل کے لیے نظریں گھمائیں،پھر جیسے دل میں کوئی بجلی سی کوند گئی۔اُس کی آنکھوں میں چمک آئی اور ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ۔"اوہ۔۔۔سمجھ گئی!"

عرش نے اُلجھن بھری نظر اُس پر ڈالی۔"کیا سمجھ گئیں؟"

انشا اپنی جگہ سے اچھل کر کھڑی ہوئی،ہنستے ہوئے اُس کے قریب آئی اور بولی۔"اچھی لڑکی پسند کی ہے بھائی۔۔۔بہت مبارک ہو!"کہہ کر وہ کمرے سے باہر دوڑ گئی۔

عرش حیرت میں کھڑا رہ گیا۔اُس کی آنکھوں میں الجھن تھی،چہرے پر سوالات۔وہ آہستہ سے خود کلامی کرنے لگا۔"یہ کیا سمجھ گئی۔۔۔؟اور کس کی بات کر رہی تھی؟"

عرش حسبِ معمول انشاء کو کلاس روم تک چھوڑنے آیا۔جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا اُس کی نظریں پورے کمرے پر دوڑ گئیں۔ہر چہرہ ایک لمحے کو اُس کی نگاہوں کے سامنے آیا لیکن جس چہرے کو وہ ڈھونڈ رہا تھا وہ کہیں دکھائی نہ دیا۔اُس کے قدم ہلکے ہلکے رُکے۔دل میں عجیب سی بے چینی جاگ اٹھی۔وہ کہاں ہے؟آج کیوں نظر نہیں آئی؟یہ سوچتے ہوئے وہ کلاس سے نکل آیا۔

ابھی اُس نے سر اُٹھا کر آگے قدم بڑھایا ہی تھا کہ سامنے سے وہی مانوس صورت دکھائی دی۔ائزل اپنے ہی خیالوں میں مگن،ہلکی سی تیز رفتاری سے چلتی آ رہی تھی۔دھوپ کے نرم سائے اُس کے چہرے کو اور نکھار رہے تھے۔عرش لمحہ بھر کے لیے جیسے اپنی جگہ جم سا گیا۔"آ۔۔آپ یہاں ہیں؟"اچانک اُس کے لبوں سے بے اختیار نکلا۔

ائزل چونک کر رُکی، پلکیں جھپکائیں اور اُس کی طرف دیکھا۔"ہاں۔۔ کیوں؟ کیا ہوا؟"اُس کے لہجے میں حیرانی بھی تھی اور نرمی بھی۔

عرش کے دل کی دھڑکن جیسے لمحہ بھر کو تھم گئی۔اُس نے ہلکی سی سانس بھری اور نظریں چراتے ہوئے بولا۔"کچھ نہیں... بس کلاس روم میں نظر نہیں آئیں تو یوں ہی..."

ائزل نے پلکیں جھپکائیں اور ذرا ہچکچاتے ہوئے بولی۔"آپ مجھے ڈھونڈ رہے تھے... کچھ... کام تھا؟"اُس کی آواز میں جھجک بھی تھی اور معصوم سا تجسس بھی۔

عرش نے چند لمحے کے لیے خاموشی اختیار کی۔اُس کے چہرے پر سنجیدگی اور آنکھوں میں ہلکی سی بے چینی نمایاں تھی۔وہ ایک پل کو رُکا، جیسے سوچ رہا ہو کہ کچھ کہنا بھی چاہیے یا نہیں، پھر دھیرے سے بولا۔"نہیں..."مگر فوراً ہی جیسے اُس نے فیصلہ کر لیا۔اُس نے سیدھا ائزل کی آنکھوں میں دیکھا، لمحہ بھر کے لیے وہ نظریں سختی سے ٹکیں اور اُس کے ہونٹوں سے جھٹ سے نکل گیا۔"وہ... کیا آپ آج شام کو فری ہیں؟"

اچانک پوچھے گئے سوال پر وہ بوکھلا سی گئی۔ نظریں ایک لمحے کو نیچے جھک گئیں، انگلیاں بے ساختہ ایک دوسرے میں الجھنے لگیں۔ "اُم...ہاں..." اُس نے آہستگی سے کہا، پھر ذرا ٹھہر کر جیسے حوصلہ جٹایا۔ "لیکن... کیوں پوچھا؟"

عرش کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ کھیل گئی۔ وہ اُس کے بازو کے پاس سے نکلتے ہوئے بولا۔ "بس یوں ہی..."

ائزل کا دل مزید سوالوں میں الجھ گیا۔ وہ اُسے روکنا چاہتی تھی، کچھ کہنا چاہتی تھی، مگر اُس کی رفتار بڑھ چکی تھی۔ چند قدم آگے جا کر وہ رُکا، پیچھے مڑ کر چند قدم کی دوری سے بلند آواز میں کہا۔ "شام کو ملتے ہیں۔ آپ تیار رہنا، پانچ بجے۔"

ائزل کے ہونٹوں پر ہلکی سی "لیکن..." ہی نکل پائی تھی کہ وہ پہلے ہی مُڑ کر جا چکا تھا۔ اُس کے قدم تیز رفتار میں دور نکل گئے۔

شام کی ہوا میں ہلکی سی ٹھنڈک گھل گئی تھی۔ آسمان پر سورج کے ڈوبتے رنگ بکھرے تھے، نارنجی اور سنہری روشنی ہر سمت میں پھیل رہی تھی۔ ائزل اپنے کمرے کی کھڑکی

کے پاس بیٹھی مسلسل گھڑی کی سوئیوں کو دیکھ رہی تھی۔ وقت کے ساتھ ساتھ اُس کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ جیسے ہی گھڑی کی سوئی نے بالکل پانچ بجائے، ائزل جھٹ سے اُٹھی۔ اُس نے آئینے میں ایک بار خود کو دیکھا، گہری سانس لی اور ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ دروازہ کھول کر باہر آئی۔ اُس کے قدم بے اختیار تیز تھے، جیسے کہیں وقت ہاتھ سے نکل نہ جائے۔ اُسی وقت عرش بھی کوریڈور سے اُسی کو طرف بڑھ رہا تھا۔ اُس نے دور سے ہی ائزل کی گھبراہٹ اور جلدی محسوس کر لی، اُس کی آنکھوں میں ایک چمک ابھری اور وہ اپنی رفتار دھیمی کر کے رُک گیا۔ ہاتھ سینے پر باندھ کر دیوار سے ٹیک لگا لی، اور جب ائزل قریب پہنچی تو اُس کی نرم سی آواز گونجی۔ "آرام سے... کہیں گر نہ جائیں آپ۔"

اُس کی آواز اتنی دھیمی اور معصوم تھی کہ ائزل کے قدم خود بخود تھم گئے۔ اُس کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا، جیسے شرمندگی اور گھبراہٹ ایک ساتھ اُمڈ آئی ہو۔ "آ... آپ... وہ... میں..." اُس کی نظریں بار بار زمین پر جھک جاتیں، کبھی اوپر کی طرف اُٹھ جاتیں۔ جیسے عرش کی آنکھوں میں دیکھنے کی ہمت ہی نہ ہو۔

عرش ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سیدھا کھڑا ہو گیا۔اُس کی آنکھوں میں سکون تھا، جیسے وہ لمحہ اُسی کا منتظر ہو۔"میں آدھے گھنٹے سے باہر ہی تھا۔ آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا۔"

یہ سنتے ہی ائزل نے حیرت سے نظریں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔"آپ باہر تھے۔۔۔؟ میں تو کمرے میں بیٹھی تھی، گھڑی کو دیکھتی رہی...پانچ بجنے کا انتظار کرتی رہی۔اگر پتہ ہوتا کہ آپ باہر ہیں تو میں..."وہ رُک گئی۔الفاظ اُس کے ہونٹوں پر ہی اٹک گئے جیسے اُسے اندازہ ہو گیا ہو کہ کچھ زیادہ ہی کہہ دیا ہے۔

عرش نے پلکیں جھپکائیں، ہلکا سا جھکا اور آہستگی سے پوچھا۔"تو...؟"یہ ایک چھوٹا سا لفظ تھا مگر اُس کے اندر کئی سوال چھپے تھے۔اُس کی نظریں سیدھی ائزل کے چہرے پر جمی تھیں۔عرش کے سوال پر ائزل نے ایک پل کے لیے اُسے دیکھا، پھر نظریں بچاتی ہوئی ارد گرد دیکھنے لگی اور تیز قدموں سے آگے نکل گئی۔عرش نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اُس کی پشت کو دیکھا اور خاموشی سے اُس کے پیچھے چلنے لگا۔دونوں کے درمیان لمحہ بھر کے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لیے ایک گہری خاموشی چھا گئی، جیسے ہوا بھی کچھ دیر کو رُک گئی ہو۔ چند قدم چلنے کے بعد ائزل نے جھجکتے ہوئے خاموشی کو توڑا۔

"ویسے..." اُس نے آہستگی سے عرش کو مخاطب کیا۔

عرش نے اُس کی طرف نیم مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا۔

"ہم جا کہاں رہے ہیں؟" ائزل نے سامنے کی طرح دیکھتے ہوئی پوچھا۔ اُس کے سوال پر عرش نے ہلکا سا توقف کیا، جیسے الفاظ چُن رہا ہو۔ پھر نرمی سے بولا۔ "اُمم... کوئی اسپیشل جگہ تو نہیں سوچی۔ لیکن سوچا ہے کہ جب وقت ہے، تو کیوں نہ گھوم لیں۔ ایک دوسرے کو اور بہتر جاننے کا بھی موقع مل جائے گا۔"

ائزل نے آہستگی سے نظریں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔ "اچھا..." اُس نے مختصر سا کہا، جیسے دل ہی دل میں عرش کی بات پر غور کر رہی ہو۔

دونوں آہستہ آہستہ چلتے ہوئے باہر نکل آئے۔ دروازے کے باہر قدم رکھتے ہی ائزل کے سامنے جو منظر کھلا، اُس نے بے اختیار دو قدم آگے بڑھائے۔ اُس کی آنکھیں حیرت اور

خوشی سے چمک اُٹھیں۔ "واؤ!" یہ لفظ اُس کے دل سے نکلا اور ہونٹوں سے پھسل کر ماحول میں گونج گیا۔ سامنے فضا میں ایک عجیب سا سکون تھا۔ آسمان پر بادلوں کا راج تھا، کہیں سیاہ اور کہیں سفید ٹکڑوں کی صورت میں بادل ایسے بکھرے تھے جیسے کسی نے آسمان پر نرم روئی کے گالے پھیلا دیے ہوں۔ ہوا میں ٹھنڈک تھی، اور درختوں کی شاخیں ہلکی ہلکی لرز رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ابھی بارش کی بوندیں زمین پر برسنے کو بے تاب ہوں۔

عرش نے کچھ لمحے اُسے یونہی کھوئے کھوئے انداز میں موسم کو دیکھتے پایا۔ اُس کے چہرے پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں چمک دیکھ کر اُس کا دل بے اختیار نرم پڑ گیا۔ وہ دھیرے دھیرے اُس کے قریب آیا اور دھیمی آواز میں پوچھا۔ "آپ کو یہ موسم پسند ہے؟"

ائزل نے لمحہ بھر کو نظریں بند کیں، پھر ہلکا سا مسکرا کر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ "بہت زیادہ... ایسا لگتا ہے جیسے یہ موسم دل کی ساری الجھنیں بہا لے جاتا ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عرش نے ایک لمحہ اُس کے تاثرات دیکھے،اور پھر سر ہلایا۔اُس کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔"اتّفاق سے..."اُس نے آہستگی سے کہا،"مجھے بھی یہی موسم بہت پسند ہے۔"کہہ کر وہ ذرا سا جھکا،اور پر سکون انداز میں کار کی طرف بڑھ گیا۔ائزل نے ایک لمحے کو اُسے دیکھا، پھر ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ اُس کے پیچھے چل پڑی۔

کار کیفے کے سامنے رُکی تو ماحول میں ایک عجیب سی راحت پھیلی ہوئی تھی۔باہر نکلتے ہی ٹھنڈی ہوا نے اُن کا استقبال کیا۔دونوں آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے کیفے کی طرف چلنے لگے۔ائزل کی نظریں ارد گرد کے ماحول میں الجھی ہوئی تھیں،کبھی ہلکی روشنیوں کو دیکھتی،کبھی ہوا میں جھولتے درختوں کو۔

عرش چند لمحے اُسے دیکھتا رہا،پھر ایک نرم سا جذبہ اُس کے دل میں ابھرا۔اُس نے چلتے چلتے آہستہ سے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا،جیسے چاہتا ہو کہ اُس کے اور ائزل کے درمیان یہ فاصلہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے۔مگر ائزل اُس وقت اپنے ہی خیالات کی دنیا میں کھوئی ہوئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اُس کی توجہ کہیں اور تھی۔ عرش کے لبوں پر ایک ہلکی سی خاموش مسکراہٹ اُبھر آئی، اُس نے اپنا ہاتھ دھیرے سے واپس کھینچا اور قدم آگے بڑھا لیے۔

اُسے آگے بڑھتے دیکھ ائزل نے چونک کر اُس کی پشت کو دیکھا۔ ایک لمحے کو جیسے اُس کے دل میں کوئی سرگوشی ہوئی۔ اُس کے چہرے پر نرمی اور لبوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ آگئی۔ وہ تیز قدموں سے آگے بڑھی اور بنا کچھ کہے، بنا کچھ سوچے، دھیرے سے عرش کے ہاتھ کو اپنے نرم ہاتھوں میں تھام لیا۔

عرش کے قدم ٹھہر گئے۔ اُس نے چونک کر نیچے دیکھا، اُس کے ہاتھ میں اب ائزل کی نازک انگلیاں قید تھیں۔ پھر اُس کی نگاہیں آہستہ سے اُٹھیں اور ائزل کے چہرے پر جا ٹھہریں۔ ائزل کی نظریں سامنے تھیں، جیسے وہ اس وقت اُس کا ردِ عمل دیکھنے کی ہمت نہ رکھتی ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عرش کے چہرے پر حیرانی لمحہ بھر رہی، پھر وہ حیرانی ایک گہری، مطمئن مسکراہٹ میں ڈھل گئی۔ اُس نے دھیرے سے اُس کے ہاتھوں کی گرفت کو مضبوط کیا، جیسے کہہ رہا ہو "اب یہ ہاتھ کبھی نہیں چھوٹے گا۔"

اچانک ہاتھوں کی اُس مضبوطی کو محسوس کرتے ہی ائزل کا دل زور سے دھڑکا۔ ایک لمحے کے لیے اُس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں، جیسے اس جذبے کو اپنی روح میں قید کرنا چاہتی ہو۔ پھر جب اُس نے ہمت کر کے آنکھیں کھولیں تو سامنے عرش کا چہرہ تھا سکون سے بھرا ہوا، آنکھوں میں نرمی اور لبوں پر ایک ہلکی مگر بے حد خوبصورت مسکراہٹ۔

Clubb of Quality Content

بارش کی بوندیں شیشے پر ہلکی ہلکی دستک دے رہی تھیں، جیسے ماحول بھی اُن کے ساتھ بیٹھنے کی خوشی میں سرگوشیاں کر رہا ہو۔ کیفے کی مدھم روشنی اور باہر بارش کا دھیما سا شور، دونوں کے درمیان ایک نرم خاموشی کو اور بھی خوشگوار بنا رہے تھے۔

ائزل اپنے فون کی اسکرین پر نگاہیں جمائے بیٹھی تھی، مگر اُس کے ارد گرد کا ماحول بار بار اُسے اپنی طرف متوجہ کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔ عرش نے چند لمحے اُسے دیکھنے کے بعد گفتگو

کا آغاز کیا۔"اچھا ویسے۔۔۔ آپ فرید آباد میں ہی رہتی ہیں؟"اُس نے دھیرے لہجے میں پوچھا، جیسے ایک عام سا سوال ہو لیکن اُس کے لہجے میں ائزل کو جاننے کی ایک خاص چاہت چھپی ہوئی تھی۔

ائزل نے ذرا چونک کر اُسے دیکھا اور فون میز پر رکھتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا۔"جی۔۔۔"

عرش کی آنکھوں میں ہلکی سی چمک اُبھری۔"میرے بھی کافی ریلیٹوز وہیں رہتے ہیں۔"

ائزل نے دلچسپی سے نظریں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔"اچھا تو آپ ریلیٹوز کے یہاں آئے تھے؟"

عرش ہلکا سا ہنسا اور سر نفی میں ہلایا۔"نہیں، نہیں۔۔۔ اکچوئلی، میں اپنی دوست کو رسیو کرنے کے لیے گیا تھا۔"

"اوہ۔۔۔"ائزل نے ہونٹ دبا کر سر ہلایا، جیسے کوئی بات سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو۔ پھر اُس کے لبوں پر ایک معصوم سوال اُبھرا۔"آپ کی۔۔۔ فرینڈز بھی ہیں؟"

عرش نے اُس کے چہرے پر سوالیہ تاثرات دیکھ کر نرمی سے جواب دیا۔"نہیں۔۔۔وہ میری دوست نہیں۔انشا کی دوست ہے۔اور۔۔۔اُسی کے بھائی سے انشا کا نکاح بھی فکس ہو چکا ہے۔اسی لیے جانا پڑا۔"

ائزل کے چہرے پر ایک لمحے کو سکون سا آیا۔اُس نے دھیرے سے"اچھا۔۔۔"کہا اور نظریں کھڑکی کے باہر بارش پر جما دیں۔بوندیں تیزی سے گرنے لگی تھیں اور روشنیوں میں چمکتے قطرے ایک حسین منظر پیش کر رہے تھے۔عرش اُس کی خاموشی دیکھتا رہا۔اُس کے دل میں یہ بات بار بار گونج رہی تھی کہ ائزل نے اُس سے"فرینڈز"کا پوچھا کیوں۔۔۔کیا وہ واقعی اُس کے بارے میں جاننے کی خواہش رکھتی ہے؟یا یہ بس یونہی ایک سوال تھا؟

کیفے سے نکلنے کے بعد عرش نے ائزل کو سیدھا قریبی گوردوارے کی طرف لے گیا۔بارش تھم چکی تھی مگر ہوا میں خنکی باقی تھی۔جیسے ہی گوردوارے کا بلند و بالا سفید دروازہ کھلا تو ایک عجیب سا سکون اور روحانی خاموشی نے ائزل کو اپنے حصار میں لے لیا۔سنگِ مرمر سے بنی سیڑھیوں پر چراغوں اور جھاڑ فانوس کی روشنی جھلملاتی تھی۔ہال کے اندر قدم رکھتے ہی ہوا

میں لنگر کے دیسی گھی اور اگربتیوں کی خوشبو گھل گئی تھی۔ ہر طرف پر سکون سماں تھا۔ ہال کے بیچوں بیچ گرنتھ صاحب جی کی سجی سجائی پا تھستھل پر رنگ برنگے پھولوں کے ہار رکھے تھے۔ ارد گرد سفید کپڑوں اور رنگین پگڑیوں میں لوگ ادب و احترام کے ساتھ فرش پر بیٹھے تھے۔ کوئی اپنے سر جھکائے دھیان میں گم تھا، کوئی ہتھیلیاں جوڑے خاموش دعاؤں میں مصروف۔ فضا میں "کرتن" کی سریلی آواز گونج رہی تھی۔ رباب اور طبلے کی نرم دھنوں کے ساتھ گائے جانے والے شبد دل کو نرم دھڑکن بخشتے، روح کو شفاف کرتے محسوس ہو رہے تھے۔ الفاظ کی تاثیر اور سنگیت کی مٹھاس نے ماحول کو اور بھی روحانی بنا دیا تھا۔

کونے میں ایک ماں اپنے ننھے بچے کو گود میں لیے سری گُربانی سن رہی تھی، اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں سکون کی جھلک تھی۔ ایک بزرگ جھکے ہوئے ماتھے سے فرش کو چھو کر سجدہ کر رہے تھے، اُن کے چہرے پر نور اور دل میں شکر گزاری جھلک رہی تھی۔ سفید فرش پر بیٹھے ہر چہرے پر عجیب سا اطمینان تھا۔ روشنی، خوشبو، موسیقی اور دعا

سب مل کر ایک ایسی کیفیت بنا رہے تھے جس نے ائزل کے دل کو جھنجھوڑ دیا۔ اُسے لگا جیسے وقت تھم گیا ہو اور روح اپنی اصل کو چھو رہی ہو۔

ائزل سر پر دوپٹہ ڈالے، آہستہ اور ادب بھرے قدموں سے گوردوارے کے اندر داخل ہوئی۔ عرش نے بھی دروازے پر رومال باندھا اور خاموشی سے اُس کے پیچھے چلتا ہوا ہال میں آیا۔ اندر داخل ہوتے ہی شبد کی سریلی دھن، رباب اور طبلے کی نرم آوازیں دل کو چھو جانے والی کیفیت پیدا کر رہی تھیں۔ دونوں سفید ململ کے کالین پر، دوسرے عقیدت مندوں کے ساتھ آہستگی سے بیٹھ گئے۔ ائزل نے ارد گرد پھیلی خوشبو اور فضا کی ٹھنڈک کو محسوس کیا۔ اُس نے پلکیں موند لیں اور ایک لمحے کو گہری سانس بھر کر سکون کو اپنے اندر اتارا۔ عرش نے اُس کے چہرے پر چھائی نرمی اور سکون کو دیکھا۔ پھر دھیرے سے جھک کر بولا۔ "سنا ہے... یہاں جو بھی دعا دل سے مانگی جائے، وہ ضرور پوری ہو جاتی ہے۔" ائزل نے گردن گھما کر اُس کی طرف دیکھا۔ اُس کی آنکھوں میں روشنی اور امید کی جھلک تھی۔ کرتن کی آواز پس منظر میں اور بلند ہوئی۔ دونوں نے بیک وقت سر جھکایا، ماتھے کو فرش

سے لگایا اور ہاتھ دعا کے لیے جوڑ لیے۔ہال کی پر سکون فضا میں اُن کے دل کی دھڑکنیں بھی ایک ہو کر شامل ہو گئیں۔ائزل نے پلکیں بند رکھتے ہوئے دل ہی دل میں کہا۔"بس یہی دعا ہے کہ اس شخص کے ساتھ زندگی کا ہر سجدہ نصیب ہو۔"جب اُس نے آہستگی سے آنکھیں کھولیں تو سامنے عرش کو دیکھا۔وہ اپنے ہاتھ چہرے پر پھیر رہا تھا۔اچانک اُس کی نظریں اُٹھیں اور براہِ راست ائزل کی آنکھوں سے جا ملیں۔عرش کے لبوں پر ایک مدھم سی مسکراہٹ پھیل گئی۔اُس نے دھیمی آواز میں پوچھا۔"کیا مانگا؟"ائزل نے پلکیں جھپکائیں اور ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سوال لوٹا دیا۔"آپ نے...؟"عرش نے لمحہ بھر اُس کے چہرے کو دیکھا، پھر نظریں جھکا لیں۔اُس کے لب خاموش رہے، مگر اُس کی خاموشی ہی سب کچھ کہہ گئی۔ائزل نے بھی کچھ نہ پوچھا۔وہ دونوں گوردوارے کے پر شکوہ ہال سے باہر نکلے تو شام کی ٹھنڈی ہوا نے اُن کا استقبال کیا۔سنگِ مرمر کی سیڑھیوں پر قدم رکھتے ہی سامنے ایک منظر نے ائزل کے قدم روک دیے۔سیڑھی کے ایک کونے پر ایک عورت بیٹھی تھی۔اُس کا لباس بوسیدہ اور میلا کچیلا تھا، آنکھوں میں تھکن اور چہرے پر زمانے کی

سختیوں کے آثار نمایاں تھے۔اُس کی بانہوں میں ایک معصوم سا بچہ سویا ہوا تھا،جس کی سانسوں کی ہلکی ہلکی آہٹ اُس کی ماں جیسی بے بسی کے ساتھ مل رہی تھی۔ائزل کا دل موم ہو گیا۔اُس نے بنا کچھ سوچے پلٹ کر عرش کی طرف دیکھا اور نرم مگر پُر عزم لہجے میں کہا۔"سنیں...اپنا والٹ دیں۔"عرش یکدم چونکا،اُس کے ماتھے پر ہلکی سی شکن اُبھری۔"کیا؟"اُس نے نا سمجھی سے پوچھا۔ائزل نے اس بار اور صاف لہجے میں کہا۔"اپنا والٹ دیں..."عرش نے چند لمحے اُسے دیکھا،پھر خاموشی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر وولٹ نکالا اور اُس کے ہاتھوں میں رکھ دیا۔ائزل نے بغیر ایک لمحہ ضائع کیے وولٹ کھولا،چند نوٹ نکالے اور بڑے سکون سے اُس عورت کے جھریوں بھرے ہاتھوں پر رکھ دیے۔عورت نے لرزتے ہاتھوں سے نوٹ تھامے اور چند لمحے تک حیرت و شکر گزاری کے ملے جلے جذبات کے ساتھ ائزل کو دیکھتی رہی۔پھر اُس کی آنکھوں میں نمی بھر آئی،اُس نے اپنے کانپتے لب ہلائے اور دھیرے لہجے میں کہا۔"خدا تم دونوں کو ہمیشہ ساتھ رکھے۔۔۔تمہارے رشتے کو کبھی ٹوٹنے نہ دے۔۔۔اور تمہاری زندگی میں خوشیاں ہی خوشیاں بھر

دے،"اُس نے گہری دعا کے لہجے میں کہا۔دعا کے الفاظ فضا میں ایسے گونجنے لگے جیسے کسی انجانی دنیا سے برکت کی کرنیں برس رہی ہوں۔ائزل نے سر جھکا کر دل ہی دل میں آمین کہا،جبکہ عرش کی آنکھوں میں ایک ان کہی سی چمک جاگ اٹھی۔اُس لمحے دونوں کے دلوں میں عجیب سا سکون اتر آیا۔ائزل نے وولٹ عرش کو واپس تھما دیا اور اپنی نظریں جھکا کر پھر سے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔عرش وہیں ٹھہر گیا۔اُس کی نظریں ائزل کے چہرے پر مرکوز تھیں۔اُس لمحے اُس کے دل نے بس ایک ہی بات کہی۔"یہ لڑکی...

صرف خوبصورت نہیں،بلکہ دل کی بھی حسین ہے۔"وہ دونوں ساتھ ساتھ سیڑھیاں اتر رہے تھے۔بارش تھم چکی تھی مگر زمین پر اب بھی بارش کے ننھے قطروں سے بھرے گڑھے جگمگا رہے تھے اور سڑک ہلکی نمی کے ساتھ چمک رہی تھی۔جیسے ہی ائزل آخری سیڑھی پر پہنچی، اچانک رکی اور ہلکی سی"اوپس"کی آواز نکلی۔عرش نے فوراً قدم روکا اور اُسے دیکھتے ہوئے پوچھا،"کیا ہوا؟"ائزل دھیمے لہجے میں بولی۔"پانی۔۔۔مجھے بارش بہت پسند ہے،لیکن بارش کے بعد کی یہ گیلی سڑک پر قدم رکھنا بالکل اچھا نہیں لگتا۔"وہ منہ بناتی ہوئی بولی جیسے بچپنے

کی معصومیت میں کھو گئی تھی۔ عرش کے لبوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی۔ وہ چند قدم آگے بڑھا اور شرارت بھری نظروں سے بولا۔ "اگر آپ کہیں تو میں آپ کو لفٹ دے دوں۔" ائزل نے چونک کر اُسے دیکھا۔ "کیا مطلب؟" اُس نے حیرانی سے پوچھا۔ عرش نے سنجیدہ مگر شرارتی انداز میں کہا۔ "مطلب اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو گود میں اٹھا لوں۔" اُس کی بات پر ائزل کی آنکھیں ذرا سی پھیل گئیں اور چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ اُبھری۔ وہ فوراً نظریں چرائے ہنستے ہوئے بولی۔ "کوئی ضرورت نہیں۔" یہ کہتے ہوئے اُس نے نرمی سے ایک قدم نیچے رکھا اور گیلی زمین پر پیر جما دیے۔ بارش کے قطرے اب بھی کہیں کہیں جھلک رہے تھے اور ہوا میں ہلکی سی نمی تھی۔

عرش اور ائزل سڑک پر چند فاصلے کے ساتھ چل رہے تھے کہ اچانک عرش کے قدم ایک چھوٹے سے اسٹال کے سامنے تھم گئے۔ اسٹال پر رنگ برنگی جیولری جگمگا رہی تھی، اسٹال پر لگی بالیاں روشنی میں چمک کر جیسے نظر کو قید کر لیتی تھیں۔ عرش کے ہاتھ نے خود بخود بڑھ کر ایک جوڑا ائرنگز اُٹھا لیا۔ باریک چاندی کی زنجیر، اور بیچ میں ننھا سا آدھا چاند، جو ہلکی سی

حرکت سے جھلملاتا رہا۔ ائزل نے چند قدم آگے بڑھ کر چونک کر پیچھے دیکھا۔ اُس کی نظریں عرش پر رک گئیں جو ایک عجیب توجہ سے ان بالیوں کو دیکھ رہا تھا۔ "کیا ہوا؟ آپ رک کیوں گئے؟" اُس کی آواز میں تجسس اور نرمی دونوں تھے۔

عرش نے گردن ذرا سی موڑی اور اُس کی نگاہیں سیدھا ائزل کے چہرے پر جا ٹھہریں۔ پھر مدھم لہجے میں کہا۔ "چاند بالیاں..." وہ دھیرے دھیرے قدم اُٹھاتا اُس کی طرف آیا ۔ "یہ آپ کے لیے ہیں۔ یا شاید یہ کہوں کہ یہ صرف آپ پر ہی مکمل ہوں گی۔"

ائزل کے لبوں پر ایک بے ساختہ مسکراہٹ بکھر گئی۔ اُس نے ذرا سا جھجک کر آنکھیں نیچی کیں اور آہستہ سے کہا۔ "میں؟... یہ میرے لیے کیوں؟"

عرش نے اُس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔ "کیونکہ چاند بالیاں صرف چاند جیسے چہرے کے لیے بنتی ہیں۔"

اُس نے ایک بالی نرمی سے اُٹھا کر ائزل کے کان کے قریب بڑھائی۔ ائزل نے ذرا سا رخ موڑا، "اجازت ہے؟" اُس نے آہستہ سے پوچھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ائزل نے چند لمحے خاموشی میں گزاری، پھر مدھم آواز میں کہا۔ "اگر نہ دوں تو...؟"

عرش نے بغیر کچھ کہے مسکرا کر کانپتے ہاتھوں سے بالی اُس کے کان میں پہنا دی۔ پھر ذرا سا پیچھے ہو کر اُسے دیکھنے لگا۔ آنکھوں میں وہی تحیر، جیسے اُس نے کوئی خواب حقیقت میں اترتے دیکھا ہو۔ "اب تو لگ رہا ہے جیسے آدھا آسمان زمین پر اُتر آیا ہے۔" ائزل نے بالیوں کو ہاتھ سے ہلکا سا چھوا، اُن کے ننھے چاند روشنی میں جھلملانے لگے۔ سامنے شیشے کے آئینے میں اپنا عکس دیکھتے ہی وہ ٹھٹک گئی۔ لمحہ بھر کے لیے وہ اپنی ہی نگاہوں سے نظریں نہ ہٹا سکی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شام کا مدھم اُجالا اب گہری سیاہی میں ڈھل رہا تھا۔ آسمان پر بادلوں کی تہہ گہری ہوتی جا رہی تھی، جیسے کسی نے بڑے کینوس پر سیاہ رنگ پھیلا دیا ہو۔ ویران کچی سڑک پر چلتے ہوئے صرف اُن کے قدموں کی چاپ سنائی دیتی تھی۔ سڑک کے کنارے موجود گھاس کی خوشبو، مٹی کی مہک اور موسم کی خنکی سب کچھ ایک الگ سا سکون پیدا کر رہا تھا۔

عرش اُسے اُس پرانے درخت کی طرف لے گیا جس پر ایک مضبوط رسّی سے جھولا بنا ہوا تھا۔ درخت کے نیچے ہلکی نمی اور پتوں کی سرسراہٹ عجیب سا جادو جگا رہی تھی۔

ائزل نے جھولے پر بیٹھتے ہی ایک لمحے کو آسمان کی طرف دیکھا، جیسے بادلوں کی گہرائی میں کچھ ڈھونڈ رہی ہو۔ عرش خاموشی سے اُس کے پیچھے آ کھڑا ہوا اور ہلکے سے جھولے کو آگے کی طرف دھکیل دیا۔ جھولا ہلکی رفتار سے آگے پیچھے ہوتا رہا۔ ائزل کے بال ہوا میں بکھر گئے اور اُس کی ہنسی کی مدھم گونج درخت کے ارد گرد پھیل گئی۔

بارش کی بوندیں پھر آہستہ آہستہ شروع ہو چکی تھی۔ ائزل نے جھولا روکا اور گہری سانس لیتے ہوئے عرش کی طرف مُڑی۔ "سنیں... پھر بارش شروع ہوں گئی ہے، مجھے جانا ہے واپس۔" اُس کی آواز میں ہلکی سی جلدی اور نرمی دونوں شامل تھیں۔

ائزل جھولے سے اُتر کر عرش کے مقابل میں آ کھڑی ہوئی۔ بارش کے قطرے اُس کے چہرے پر موتیوں کی طرح ٹوٹ رہے تھے، اور دوپٹے کا کنارہ بھیگ کر اُس کے چہرے سے لپٹ گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عرش نے لمحہ بھر اُس کی آنکھوں کو دیکھا، پھر دھیرے سے بولا۔ "ٹھیک ہے، چلتے ہیں۔" وہ آگے بڑھ گیا اور ائزل بھی اُس کے پیچھے قدم رکھنے لگی۔ لیکن بارش کی شدت اتنی بڑھ گئی کہ پانی کے پردے نے اُن کی راہ ہی دھند لادی۔ ائزل نے بے ساختہ دونوں ہاتھ سر پر رکھے اور واپس درخت کے نیچے جا کھڑی ہوئی۔ پانی کی بوندیں اتنی تیز تھیں کہ جلد پر چبھتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔

عرش بھی اُس کے پیچھے آیا اور برابر کھڑا ہو گیا۔ دونوں کے درمیان صرف چند انچ کا فاصلہ تھا، لیکن بارش کی بوندوں نے جیسے اُنہیں ایک ہی حصار میں قید کر دیا ہو۔ درخت کی شاخوں سے ٹپکتی بوندیں، فضا میں پھیلی مٹی کی مہک اور تیز بارش کا شور...

آسمان بجلی کی کڑک سے دہل اٹھا۔ بادلوں کی گرج نے ماحول کو خوف اور سرشاری کے امتزاج میں لپیٹ لیا تھا۔ بارش کی رفتار مزید تیز ہو گئی تھی، بوندیں زمین پر پڑتے ہی مٹی کی بھینی بھینی خوشبو کو فضا میں پھیلا رہی تھیں۔ وہ خوشبو دونوں کے دلوں کو ایک انجان سی راحت دے رہی تھی۔

عرش نے گہری سانسیں بھریں،بارش کی خنکی اپنے وجود میں اتارتے ہوئے درخت کے نیچے سے باہر قدم رکھا۔اُس نے دو قدم ہی لیے تھے کہ ائزل نے گھبرا کر اُس کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی۔

"رکیں...!"اُس کی نرم سی آواز بارش کے شور میں دب گئی۔اُس کے ہاتھ کی گرفت بھیگی ہونے کے باعث پھسل گئی،اور عرش دوڑتا ہوا سڑک کی طرف بڑھ گیا۔

ائزل نے دل کی پوری طاقت سے پکارا،"عرش... سنیں!"اُس کی آواز بارش اور بادلوں کے شور میں گھل کر فضا میں گونج اٹھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عرش کے قدم اچانک ہی رُک گئے۔اُس نے جھٹ سے پلٹ کر دیکھا۔

بارش کے قطروں کی وجہ سے ائزل کے بھیگے بال ماتھے سے چہرے پر آ گئے تھے،دوپٹے کا کنارہ اُس کے شانوں سے پھسل کر بازوؤں تک آ گیا تھا۔اُس کا معصوم چہرہ بارش کے قطروں میں جگمگا رہا تھا۔اُس کے ہونٹوں سے نکلا اپنا نام سن کر عرش لمحہ بھر کو سن سا ہو گیا۔

یہ پہلی دفعہ تھا جب ائزل نے اُسے اُس کے نام سے پکارا تھا۔اُس آواز میں ایک ان کہی چاہت چھپی تھی،ایک معصوم اعتراف جسے الفاظ کی ضرورت نہ تھی۔

عرش کے ہونٹوں پر خود بخود مسکراہٹ آگئی۔اُس نے آہستہ آہستہ اپنے قدم واپس ائزل کی طرف بڑھائے۔ہر قدم کے ساتھ اُس کے چہرے کی خوشی اور نمایاں ہو رہی تھی۔

بارش کے شور کے بیچ اُس نے دھیمی مگر صاف آواز میں کہا۔"کیا کہا آپ نے...؟"اُس کے لبوں سے نکلے الفاظ میں حیرت کے ساتھ خوشی صاف تھی۔

وہ ائزل کے بالکل قریب آیا۔عرش کے کپڑے بارش میں مکمل بھیگ چکے تھے،وہ ائزل کے سامنے رُک کر ہلکے سے جھکا۔بالوں سے پانی ٹپک کر اُس کے ماتھے پر گر رہا تھا۔مگر اُس لمحے اُسے کسی چیز کی پرواہ نہ تھی۔

"آپ نے پہلی بار مجھے میرے نام سے پکارا ہے..."عرش کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ اُبھری۔اُس کے بھیگے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک کر ائزل کے چہرے اور کندھوں پر گرتے جا رہے تھے۔وہ لمحہ دونوں کے بیچ ایک عجیب سی خاموشی کو جنم

دے رہا تھا۔ ائزل نے نظریں اُٹھا کر اُسے دیکھا۔ اُس کی مسکراہٹ میں شرارت کم اور شرافت زیادہ تھی۔ جیسے وہ اپنی نگاہوں سے عرش کے خوشی بھرے چہرے کا مطالعہ کر رہی ہو۔ اُس کے اندر کہیں نہ کہیں ایک انجانی خوشی نے جنم تو لیا تھا مگر وہ خود کو قابو میں رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

عرش نے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے ہلکی ہنسی کے ساتھ اپنی بانہیں پھیلا دیں۔ بارش کے بوندیں اُس کے بازوؤں پر بجتی ہوئی کسی ساز کا گمان دینے لگیں۔ پھر وہ آہستہ آہستہ الٹے قدموں سے پیچھے ہٹنے لگا، اور بیچ سڑک پر جا کر رُک گیا۔ ائزل اب بھی درخت کے سائے تلے کھڑی تھی۔ اُس کا وجود بھی بارش سے بھیگ چکا تھا، لیکن وہ ساکت کھڑی صرف اُسے دیکھ رہی تھی۔ عرش نے سڑک کے عین بیچ کھڑے ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔ اُس کی سانسیں تیز ہو رہی تھیں۔

"موسم محبت کا ہے..." اُس کے لب ہلے، آواز بارش کے شور میں گونجی۔ اُس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں اور براہِ راست ائزل کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اظہار بھی اسی کا ہو گا!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ائزل کے قدم لمحہ بھر کو جم سے گئے۔ وہ حیرت اور تجسس کے ملے جلے انداز میں اُس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ بارش کی بوندیں اُس کے گالوں پر بہہ کر ہونٹوں تک آ رہی تھیں اور اُس کی آنکھوں میں ایک انجانی روشنی جھلک رہی تھی۔

عرش نے گہری سانس لی اور بلند آواز میں کہا۔ "ائزل... سچ کہتا ہوں، عشق ہو گیا ہے۔ اُس پہلی ملاقات سے... اُس پہلی نظر سے جو آپ کی مجھ سے ٹکرائی تھی!" فضا میں لمحہ بھر کو سنّاٹا چھا گیا۔ بجلی کڑکی، بارش کی رفتار اور تیز ہوئی مگر عرش کی آواز دلوں تک اُتر گئی۔ "ہاں!" اُس کی آواز اب دھیمی ہو گئی، جیسے وہ اپنے دل کے سب راز کھول رہا ہو۔ "مجھے عشق ہے... آپ سے!" اُس کے الفاظ ہوا میں تیر گئے، بارش کے شور کو چیرتے ہوئے ائزل کے دل پر جا ٹکے۔

ائزل کا چہرہ لمحہ بھر کو سنجیدگی اور حیرت کا آئینہ بن گیا۔ اُس کی آنکھوں میں ایک عجیب سا سوال، ایک ان کہی الجھن اور ساتھ ساتھ ایک چھپی ہوئی خوشی تھی۔ اُس کا چہرہ آہستہ آہستہ سرخ پڑنے لگا۔ بارش کے قطروں نے اُس کے لال رخسار اور بھی نمایاں کر دیے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ لمحہ ایسا تھا جیسے کسی قوسِ قزح نے بارش کے بیچ جنم لے لیا ہو۔ اپنی دھیمی اور ناپ تولی ہوئی رفتار کے ساتھ وہ درخت کے سائے سے نکل آئی۔ ہر قدم جیسے بارش کی بوندوں کے سنگ دل کی دھڑکن کے قریب ہوتا جا رہا تھا۔

بھاری بارش اُس کے نرم وجود کو بھگو رہی تھی، مگر اُس کے لئے اب بارش کی ٹھنڈک ایک میٹھے لمس کی طرح محسوس ہو رہی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی آخر کار بیچ سڑک پر پہنچ گئی، جہاں عرش اپنے دل کے بوجھ کو لفظوں کی صورت میں آزاد کر چکا تھا۔

عرش کی مسکراہٹ جیسے یک دم پھیکی پڑ گئی تھی۔ اُسے لگا کہ شاید وہ کچھ زیادہ کہہ بیٹھا ہے، یا پھر ائزل کو اُس کے اعتراف نے خفا کر دیا ہے۔ اُس کی نظریں بار بار اِدھر اُدھر بھٹکنے لگیں، جیسے وہ جواب تلاش کر رہا ہو، جیسے اپنے ہی کہے ہوئے الفاظ پر شرمندہ ہو۔

مگر اُس کے دل کا اضطراب پل بھر میں ختم ہو گیا۔

جب اُس نے دیکھا کہ ائزل کی معصوم آنکھیں اب بھی اُسی کو دیکھ رہی ہیں۔ وہ نگاہیں نہ شکایت کر رہی تھیں نہ انکار، بس خاموشی سے سب کچھ کہہ رہی تھیں۔ پھر ایک لمحے میں،

ائزل اچانک اُس کے قریب آئی۔بارش کی بوندوں کے شور میں،وہ بنا کسی تذبذب کے عرش سے لپٹ گئی۔

عرش کو یوں محسوس ہوا جیسے زمین اُس کے قدموں کے نیچے سے نکل گئی ہو،جیسے اُس کی روح کسی نے آسمان کی وسعت میں آزاد کر دی ہو۔اُس کا جسم تو وہاں تھا،مگر دل اور جان صرف اُس کے بازوؤں میں سمٹی ہوئی ائزل کے ساتھ بندھے تھے۔اُس لمحے اُس کے لئے دنیا رک گئی تھی۔

ائزل نے اُسے مضبوطی سے تھام رکھا تھا،جیسے برسوں سے دل میں قید احساس آج بہا کر باہر نکال دیا ہو۔اُس کے سینے پر سر رکھے وہ لمحہ بھر کے لئے سب کچھ بھول گئی تھی۔پچھلے کئی مہینوں سے جو جذبہ اُس کے دل میں چھپا ہوا تھا،آج وہ عرش کے الفاظ میں ڈھل کر حقیقت بن چکا تھا۔اُس کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ دیر وہ اُسے شدت سے گلے لگائے رہی۔ پھر آہستہ آہستہ اُس کی گرفت ڈھیلی ہونے لگی اور وہ الگ ہو گئی۔ بارش کی رفتار اب دھیمی پڑ رہی تھی، جیسے آسمان بھی اس اظہارِ محبت کا احترام کر رہا ہو۔

عرش نے لرزتے ہاتھوں سے ائزل کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام لیا۔ اُس نے بھاری آواز میں کہا۔ "ہاں ائزل... مجھے عشق ہے... آپ سے!"

"اگر یہ بات میں نے آپ سے کہیں ہوتی تو؟"

ائزل نے ہچکچاہٹ بھری مگر نرم سی آواز میں پوچھا۔ اُس کی پلکیں جھکی ہوئی تھیں، بارش کے بعد کا ہلکا سا نم اُس کے چہرے پر اور بھی نکھار پیدا کر رہا تھا۔

عرش نے فوراً اُس کی آنکھوں میں جھانکا اور ہلکے سے مسکرا کر آگے جھکا۔ "تو..." اُس کی آواز میں گہری سنجیدگی اور محبت تھی۔ "تو اپنی جان بھی آپ کے قدموں میں حاضر کر دیتا۔" ائزل کی پلکیں اچانک اُٹھیں۔ وہ جیسے اُس کے جواب پر چونک گئی ہو۔ اُس کے

ماتھے پر ہلکی سی شکن اُبھری اور وہ جھنجھلاہٹ سے پیچھے ہوئی۔ "نہیں عرش!" اُس نے تھوڑا بلند لہجہ اختیار کیا مگر اُس کے لہجے میں خالص معصومیت تھی۔

"میں یہ بات اس لیے تو نہیں کہتی کہ آپ اپنی جان میرے قدموں میں رکھ دیں۔"

عرش اُس کے چہرے پر نظریں جمائے رہا۔ ائزل کی سادگی اور سچائی نے اُسے بے حد متاثر کیا۔ وہ آہستہ سے آگے بڑھا اور اُس کے وجود کو اپنے بازوؤں میں بھر لیا۔ اُس کی آواز گہری اور دل کو چھو لینے والی تھی۔

"اب یہ جان بھی میری کہاں رہی، ائزل..." اُس نے سرگوشی کی۔

"وہ تو اُسی دن آپ کی ہو گئی تھی، جس دن آپ نے پہلی بار اپنی نظر میری طرف اٹھائی تھی۔"

یہ الفاظ ائزل کے دل پر ایسے لگے جیسے کوئی صدیوں پرانا انتظار ایک پل میں پورا ہو گیا ہو۔ اُس کے چہرے پر ایک تھکی ہوئی مگر دلکش مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اُس نے عرش کو خاموشی سے دیکھا اور پھر خود کو اُس کے سینے سے ٹکا دیا۔ عرش نے اُس لمحے اُسے ایسے تھاما

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جیسے اپنی پوری دنیا کو گلے لگا رہا ہو۔ کچھ پل دونوں یونہی خاموش کھڑے رہے۔ بارش کے تھمے ہوئے قطروں کی خوشبو فضا میں گھلی ہوئی تھی۔ پھر ائزل نے اپنا سر اُس کے سینے سے نکالا اور اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے نرمی سے کہا۔ "ایک بات بتاؤں؟"

عرش نے اُس کے بالوں کی لٹ ہٹاتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا۔ "جی، بالکل بولیں۔"

"مجھے آج آپ سے محبت نہیں ہوئی۔" اُس نے بہت آہستگی سے کہا۔ یہ سن کر عرش کے چہرے کی مسکراہٹ یکدم جم گئی۔ اُس کی آنکھوں میں حیرانی اور دل میں جیسے کوئی انجانی چبھن اُبھری۔ وہ چند لمحے خاموش رہا پھر تھکی ہوئی آواز میں بولا۔ "ک... کوئی بات نہیں۔" اُس نے گہری سانس بھرتے ہوئے کہا۔ "میں انتظار کروں گا، ائزل۔ جب تک آپ میری نہ ہو جاتیں۔ چاہے یہ انتظار... آخری سانس تک ہی کیوں نہ چلنا پڑے۔"

"خیر..." ائزل نے تھکے لہجے میں کہا۔ "آپ نے میری پوری بات سنی ہی نہیں۔ پہلے ہی ردِ عمل دے دیا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اُف!معاف کریں...بتائیے، کیا کہہ رہی تھیں آپ؟"عرش نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے لبوں کو کاٹا اور شرمندگی سے کہا۔"

"اب نہیں بتانا۔"ائزل نے منہ پھیرتے ہوئے کہا۔

عرش اُس کے قریب آ گیا۔اُس کی آواز نرم مگر ضدی سی تھی۔"ائزل،بتائیں نا۔"

ائزل کی آنکھوں میں شرارت اُبھری۔"وہ میں...بتاؤں گی نہیں...دکھاؤں گی۔"وہ دھیرے سے بولی۔

"کیا مطلب؟"عرش نے چونک کر اُس کی طرف دیکھا۔

ائزل کے چہرے پر ہلکی سی شوخی نمایاں تھی۔"اگر ابھی بتا دیا تو آپ کا یقین کرنا مشکل ہو جائے گا۔"اُس کی نظریں گہری ہو کر عرش کو دیکھنے لگیں۔

"تو پھر دکھائیں نا۔"عرش نے اُس کے انداز پر ہنستے ہوئے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ائزل نے اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو اُٹھا کر اُس کی طرف دیکھا،"انتظار کریں۔"اُس نے گہری سنجیدگی سے کہا۔

عرش کے لبوں پر پھر مسکراہٹ آ گئی۔"ٹھیک ہے... پھر کر لیں گے انتظار۔"اُس نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ہمم... چلیں،اب بارش بھی بند ہو گئی ہے،مجھے جانا ہے۔"وہ اپنے بھیگے بالوں میں انگلیاں پھیرتی ہوئی بولی۔اُس کے لہجے میں معمولی سی تھکن بھی تھی اور ایک عجیب سی بے چینی بھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں،چلیں۔"عرش نے آہستگی سے گردن ہلائی۔

وہ دونوں خاموش قدموں سے ہاسٹل کے راستے پر چلنے لگے۔بارش کے بعد کی فضا نم اور ٹھنڈی تھی،زمین پر پانی کے چھوٹے چھوٹے غڑھے جھلملاتے دکھائی دے رہے تھے۔

ائزل فریش ہو کر کمرے میں آئی اور بستر پر آ کر لیٹ گئی۔کمرے کی بتی مدھم جل رہی تھی،اور کھڑکی سے بارش کے بعد کی ٹھنڈی ہوا اندر داخل ہو رہی تھی۔وہ آنکھیں موندے

بس ایک پل کے لیے سکون چاہتی تھی، مگر سکون کہاں تھا؟ جیسے ہی اُس نے پلکیں بھاری کیں، اُس کے سامنے بار بار وہی لمحے گھومنے لگے وہ لمحے جو اُس نے عرش کے ساتھ گزارے تھے۔

ائزل کے لبوں پر خود بخود ایک ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ اُس مسکراہٹ میں معصومیت بھی تھی اور ایک انجانی شرارت بھی۔ وہ اپنے ہی خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی کہ اچانک جھٹکے سے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"یہ سب میں کیوں سوچ رہی ہوں...؟" اُس نے اپنے آپ سے کہا، لیکن دل نے فوراً جواب دیا۔ "کیونکہ وہ لمحے خاص تھے۔" ائزل کچھ دیر یونہی سیدھی ہو کر بیٹھی رہی، جیسے دل اور دماغ کی کشمکش چل رہی ہو۔ پھر آہستہ سے ہاتھ آگے بڑھایا اور میز پر رکھی اپنی ڈائری اور قلم اٹھالیا۔ ڈائری کو گود میں رکھ کر وہ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ اُس نے لمحہ بھر قلم گھمایا، پھر جیسے سانس روک کر سوچوں کو ترتیب دینے لگی۔ کمرے کی خاموشی میں صرف قلم کی ٹک ٹک سنائی دے رہی تھی۔ ائزل کے قلم کی رفتار کاغذ پر بہتی جا رہی تھی۔ لیکن اچانک ہی اُس

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کے ہاتھ رک گئے۔ کمرے کی خاموشی میں قلم کی نوک کاغذ پر رکی رہی اور اُس کی نظریں خلا میں جا ٹھہریں۔ اُس کے چہرے پر ایک انوکھی مسکراہٹ ابھری، جیسے وہ لمحہ اُسی کے سامنے پھر سے زندہ ہو گیا ہو۔ "عرش کی آنکھوں میں جیسے سوال نہیں تھے، بلکہ آئینہ تھا... اور اُس آئینے میں میں نے خود کو پہلی بار بہت قریب سے دیکھا۔" اُس نے ہلکی آواز میں خود سے کہا۔

عرش کے قدموں سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہوئے فرش پر چھوٹے چھوٹے نشان چھوڑ رہے تھے۔ وہ گیلا ہوا بالوں میں بار بار ہاتھ پھیرتا، دروازے سے اندر داخل ہوا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسی لمحے، ہال کے بیچوں بیچ سے ہاشم باہر کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ہاتھوں میں فائلز کا انبار تھا، ماتھے پر تیوری کی سخت لکیریں اور ناک پر چڑھا چشمہ جو ہمیشہ کی طرح اُن کے غرور کو اور نمایاں کر رہا تھا۔

عرش کو دیکھتے ہی اُن کے قدم ٹھٹھک گئے۔

عرش نے بھی سر اٹھایا، ایک لمحے کو دونوں کی نظریں ٹکرائیں۔ عرش کی آنکھوں میں خاموشی تھی، جبکہ ہاشم کی نظروں میں وہی پرانا غصہ تھا۔

عرش رکا تو ہاشم نے اپنی نظریں پیچھے کھڑی فریحہ پر ڈال دیں۔ غصے سے بھری آواز کمرے میں گونج اُٹھی۔ "دیکھ رہی ہو بی بی۔۔۔ آپ کے نوابزادے کام کے وقت بارش میں بھیگتے ہوئے آرہے ہیں۔۔۔ گویا کسی چیز کی کوئی فکر ہی نہیں۔؟" اُن کے لہجے میں طنز کی ایسی کاٹ تھی کہ دیواریں بھی سنبھل جاتیں۔

"کام کے وقت بارش میں بھیگتے ہوئے آرہے ہیں۔۔۔ گویا دنیا کی کوئی فکر ہی نہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

فریحہ ایک دم چونک گئی، لیکن وہ جانتی تھی کہ ایسے موقع پر خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔ اُس کی نظریں لرزتے ہوئے عرش پر پڑیں۔

عرش نے اپنی نگاہیں جھکا لیں، وہ دھیمی آواز میں بولا۔ "و۔۔۔ وہ اچانک بارش شروع ہو گئی تھی۔"

لیکن اُس کی وضاحت ہاشم کے کانوں میں محض ایک بہانہ لگ رہی تھی۔ وہ تیز لہجے میں بولے۔ "آج کی بات ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن کل سے مجھے یہ لاپرواہی برداشت نہیں۔ کل سے تمہیں آفس میں نظر آنے چاہیے" وہ اپنی بات کہہ کر آگے بڑھ گئے۔

✧....✧....✧

شام کے سائے آہستہ آہستہ ڈھل رہے تھے۔ ہاسٹل کے لان میں ہوا نرم خنکی لیے درختوں کی شاخوں کو ہلا رہی تھی۔ ائزل اپنے ہاتھوں میں ڈائری تھامے آہستہ آہستہ قدموں سے چکر لگا رہی تھی۔ اُس کے ماتھے پر سوچ کی لکیریں اور ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

وہ جیسے ہی پلٹی تو سامنے عرش کھڑا تھا۔ "ہوں۔۔۔" وہ چونک گئی، ایک لمحے کو نظریں ملیں پھر ائزل نے فوراً لمبی سانس بھر کر خود کو سنبھالا۔ "آپ۔۔۔؟" اُس نے مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

عرش کی نظریں اُس کے ہاتھوں کی ڈائری پر جا ٹھہریں۔ ائزل نے ڈائری کو دونوں ہاتھوں سے آگے بڑھا دیا۔ "یہ لیں۔۔۔ آپ کے سارے سوالوں کے جواب ہیں اس میں۔"

عرش نے ہلکا سا تاثر بدلتے ہوئے ڈائری کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔ وہ ڈائری کھولنے ہی والا تھا کہ ائزل نے اچانک اُس کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر ایک جھٹکے سے ڈائری بند کر دی۔ "ابھی نہیں۔۔۔" اُس کی آواز میں نرمی اور حکم دونوں تھے۔

عرش چونک کر اُس کی طرف دیکھنے لگا۔ "کیوں؟ میں جاننا چاہتا ہوں۔"

ائزل نے نظریں چرا کر ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "کچھ باتیں وقت پر ہی سمجھ آتی ہیں۔ آپ اسے ساتھ لے جائیں، آرام سے پڑھ لینا۔"

عرش نے اُس کی آنکھوں میں جھانکا۔ "اگر اس میں وہ سب کچھ ہے جو میں سوچ رہا ہوں۔۔۔ تو پھر میں انتظار نہیں کر پاؤں گا، ائزل۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ائزل نے ایک لمحے کو خاموشی اختیار کی، پھر دھیرے سے بولی۔ "پڑھنے کے بعد آپ کو احساس ہو گا کہ انتظار کبھی کبھی سب سے قیمتی جواب ہوتا ہے۔" عرش نے ڈائری کو مضبوطی سے تھام لیا۔ اُس کی نظروں میں شک، تجسس اور ہلکی سی نرمی سب کچھ تھا۔

"اور ہاں۔۔۔ پڑھ کر واپس کر دینا۔" ائزل نے رک کر ایک نظر ڈائری کی طرف ڈالی اور نرم لہجے میں کہا اور قدم آگے بڑھا دیے۔

عرش ایک پل وہیں کھڑا اُس کی پشت کو دیکھتا رہا۔ پھر کار کی طرف بڑھ گیا۔ گاڑی کے اندر بیٹھتے ہی اُس کی بے چینی بڑھنے لگی۔ رات کا صبر اُس کے بس میں نہیں تھا۔ اُس کے دل کی ہر دھڑکن صرف ایک بات کہہ رہی تھی۔ "ابھی۔۔۔ ابھی پڑھو!"

اُس نے ڈائری کے سخت کور پر ہاتھ پھیرا، جیسے کسی دل کی دھڑکن کو محسوس کر رہا ہو۔ پھر آہستہ سے پہلا صفحہ کھولا۔ کاغذ پر سیاہی کے الفاظ جیسے سانس لے رہے تھے۔ تحریر کچھ مہینے پہلے کی تھی۔ شروع کے چند جملے ہی ایسے تھے جنہوں نے عرش کے دل میں ہلچل مچا دی۔ اُس کے ہاتھ کانپنے لگے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عرش نے ایک لمحے کو آنکھیں بند کیں۔اُس کے لب تھوڑے کھلے رہ گئے۔دل کی دھڑکن تیز تھی۔"یہ۔۔۔یہ کیسے ممکن ہے؟"وہ خود سے بڑبڑایا۔

اُس نے صفحہ الٹ دیا۔دوسرے صفحے پر اُن کی پہلی ملاقات کا ذکر تھا۔ائزل نے عرش کے لہجے،اور اُس لمحے کے خاموش احساسات کو ایسے لکھا تھا کہ عرش کو لگا جیسے وہ دوبارہ وہ منظر جی رہا ہو۔

عرش کے ہونٹ لرزنے لگے۔اُس کی آنکھوں میں نمی اُتر آئی تھی۔وہ ضبط کی کوشش کرتا رہا،مگر جیسے ہی اُس نے تیسرا صفحہ پلٹا،اُس کے سارے بندھن ٹوٹ گئے۔

تیسرے صفحے پر اُن لمحوں کا ذکر تھا جو پچھلی رات وہ دونوں ایک ساتھ گزار چکے تھے۔ائزل نے ہر جذبے کو بڑی خوبصورتی سے سمیٹا تھا:بارش کا تھم جانا،عرش کے سوال،اور اُس کی اپنی خاموشی۔۔۔سب لفظوں کے تانے بانے میں پروئے ہوئے تھے۔عرش کے لب کپکپا اُٹھے۔اُس کی آنکھوں میں تھمے ہوئے آنسو جیسے بوجھ بن چکے تھے۔ضبط کی آخری دیوار بھی ٹوٹ گئی۔بڑے بڑے قطرے اُس کے رخسار پر بہنے لگے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اُس نے لمبی سانس بھری، اور اپنی گاڑی کی سیٹ سے ٹیک لگالی۔ آنکھیں بند کرتے ہوئے وہ بار بار ایک ہی بات دہرا رہا تھا۔ "یقین نہیں ہوتا۔۔۔ یہ سب اُس کے دل میں تھا۔"

ائزل کے ہاتھوں میں کتاب تھی، وہ اُس میں غرق تھی اور کمرے کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک چلتی جا رہی تھی۔ اُس کے چہرے پر ایک سکون بھری توجہ تھی۔ کتاب کے اوراق پلٹنے کی مدھم سی آواز اور اُس کے قدموں کی ہلکی چاپ کمرے کو بھرتی جا رہی تھی۔

اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔

ائزل کے قدم رُک گئے۔ اُس نے کتاب بند کی اور نرمی سے میز پر رکھ دی۔ سانس سنبھالتی ہوئی وہ آہستہ آہستہ دروازے کی طرف بڑھی۔

جیسے ہی اُس نے دروازہ کھولا۔۔۔ سامنے عرش کھڑا تھا۔

اُس کے آنکھوں میں نمی اور چہرے پر ایک انجانی شدت تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ع۔۔۔عرش۔۔۔"ائزل کی آواز مدھم ہوئی۔وہ لمحہ جیسے وقت کو تھما گیا۔

ائزل اُسے ہاتھ سے کھینچتی ہوئی کمرے کے اندر لے آئی۔

عرش نے کانپتی ہوئی انگلیوں کے ساتھ وہی ڈائری اُس کے ہاتھوں میں تھمادی۔

ائزل نے ڈائری کو دیکھا اور اُس کے ہونٹوں پر ایک نرم مسکراہٹ آ گئی۔"امید ہے اب آپ کو آپ کے سارے سوالوں کے جواب مل گئے ہوں گے؟"اُس نے ذرا معصومیت سے کہا۔

عرش نے پلکیں جھکالیں۔اُس کے ہونٹوں پر ہلکی مسکراہٹ تھی،مگر آنکھوں میں گہری نمی چھپی ہوئی تھی۔"ہمم۔۔۔جواب مجھے اتنی خوبصورتی سے ملیں گے،کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔"اُس کی آواز بھرا گئی۔

ائزل کے چہرے پر ایک روشن مسکراہٹ پھیل گئی۔اُس نے ڈائری کو سینے سے لگایا اور ہلکی شرارت سے بولی۔"وہ اس لیے۔۔۔کیونکہ ہمارا رشتہ ہی خوبصورت ہے۔اس میں ہر چیز کا خوبصورت ہونا لازم ہے۔"

عرش نے اُس کی طرف دیکھا۔اُس کے لبوں پر اب پہلی بار سکون بھری ہنسی اُبھری۔جیسے اُس کے سارے بوجھ،سارے سوال،سب دھندلے سائے اُتر گئے ہوں۔

اُس نے آہستگی سے ائزل کا ہاتھ تھام لیا۔

"اگر یہ رشتہ اتنا خوبصورت ہے۔۔۔تو میں دعا کرتا ہوں یہ کبھی مدھم نہ ہو۔"اُس کی آواز میں ایک گہری دعا،ایک دل سے نکلی التجا تھی۔

ائزل نے اُس کے ہاتھ پر اپنی انگلیوں کی ہلکی گرفت مضبوط کر دی۔"یہ رشتہ مدھم نہیں ہو گا۔۔۔جب تک ہم دونوں اسے دل سے سچ مانتے رہیں گے۔"

ائزل کی باتوں پر عرش کے لبوں پر ایک سکون بھری مسکراہٹ آ گئی۔اُس نے اپنے آنسوؤں کو آستین سے صاف کیا اور آہستہ،بھاری لہجے میں بولا۔"سچ ہے...خدا اتفاق کو بھی حقیقت تک پہنچنے کا وسیلہ بنا دیتا ہے۔منزل وہیں سے شروع کر دیتا ہے جہاں سے انسان کو گمان بھی نہیں ہوتا۔میں نے کب سوچا تھا کہ جس محبت کی میں آج آپ سے خواہش کرتا ہوں،وہ تو آپ بہت پہلے سے ہی کرتی ہیں،ائزل۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عرش نے آہستہ سے اپنے دونوں ہاتھ اُس کے چہرے کے گرد رکھا، جیسے اُسے اپنی ہتھیلیوں میں قید کر لینا چاہتا ہو۔ اُس کے لب کانپتے ہوئے الفاظ ادا کر رہے تھے۔ "مجھے آپ سے وہ آخری عشق ہے جو پہلی بار ہوا ہے مجھے۔۔۔ اور میرے عشق کی توہین ہو گی اگر میں آپ کے بعد کسی کو اتفاقاً بھی دیکھوں۔"

اُس کے لہجے میں ایسی شدت تھی کہ ائزل کا دل لرز گیا۔ "میرے بعد مطلب؟" اُس نے ٹوٹتے ہوئے لہجے میں کہا، جیسے اُس خیال کو بھی سننا نہیں چاہتی ہو۔ "سوچنا بھی مت۔۔۔ اب صرف میں ہوں، اور ہمیشہ کے لیے ہوں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اُس کی بات پر عرش نے مسکراتے ہوئے گہری سانس لی اور دھیمی آواز میں دہرایا۔ "ہمیشہ۔۔۔"

ائزل نے نظریں جھکا کر دھیرے سے کہا۔ "آپ سے روح کا رشتہ جڑا ہے، عرش۔۔۔ اب یہ رشتہ سانسوں کے ساتھ ہی ختم ہو گا۔" ائزل نے سر اٹھا کر اُس کی آنکھوں میں

جھانکا۔"لیکن میں کبھی مرنا نہیں چاہتی۔۔۔میں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔۔۔ بس آپ کی بن کر۔"

"اچھا جی۔۔۔"اُس کے لبوں پر ایک ہلکی سی شرارت آ گئی، لیکن آنکھوں کی نمی ابھی بھی باقی تھی۔

عرش نے باری باری اُس کے نرم بالوں میں اپنی انگلیاں پھیرنی شروع کیں۔ جیسے وہ دعا بن کر اُس کے سر پر ٹھہر گیا ہو۔"خدا سے تو یہی التجا رہے گی۔۔۔کہ آپ کی موت سے پہلے میری سانسیں ختم ہو جائیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ائزل اچانک چونکی، اُس نے اُس کے سینے پر ہلکا سا ہاتھ مارا۔"چپ کریں آپ!"وہ جھنجھلا کر بولی"آپ کی سانسیں ختم ہونے کے بعد کیا میں سانس لے پاؤں گی؟"اُس کی آنکھوں میں واقعی ایک بے بسی تھی۔

اُس کے الفاظ پر عرش لمحہ بھر کے لیے ساکت رہ گیا۔ اُسے لگا جیسے واقعی اس خیال نے اُس کی اپنی سانس روک دی ہو۔

✧....✧....✧

اگلے دن صبح ائزل حسبِ معمول تیار ہو کر کلاس میں آ بیٹھی۔ کمرہ طلبہ کی آمد سے بھرتا جا رہا تھا، لیکن اُس کی آنکھوں میں جیسے ایک کمی جھلک رہی تھی۔ وہ بار بار دروازے کی طرف دیکھتی اور ہر بار خالی چوکھٹ پر نگاہ ٹک کر رہ جاتی۔ اچانک دروازہ کھلا، اور انشاء اندر آئی۔ ائزل کی نظریں لمحہ بھر کو چمک اُٹھیں، جیسے کسی کا انتظار پورا ہونے والا ہو۔ مگر دروازے کے پیچھے کچھ نہ تھا۔ اُس نے ہلکی سی سانس لے کر نظریں جھکا لیں اور سرگوشی میں کہا۔ "عرش نہیں آئے آج..."

کلاس ختم ہوئی تو طلبہ ایک ایک کر کے کلاس روم سے باہر نکلنے لگے۔ انشاء نے اپنی بیگ پکڑی اور تیز قدموں سے راستہ اختیار کیا، لیکن ائزل اپنی جگہ جم کر کھڑی رہی، جیسے وقت نے اُس کے لیے تھم جانا ہے۔ اُس کی سرمئی آنکھیں دروازے کی طرف اٹکی ہوئی تھیں، ہر شخص کی شکل اُس کے لیے ایک لمحے کے لیے عرش کی شکل بناتی، پھر اُٹھ کر وہ واپس اپنی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اصل صورت میں آجاتی۔ ائزل یونیورسٹی کے بڑے دروازے کے باہر پہنچی اور چند لمحوں کے لیے رک گئی۔ اس کے قدم تھم گئے اور وہ اپنی گردن ہلکی سی اُٹھا کر باہر سڑک کی جانب نظریں جمائے رہی۔ اُس نے خاموشی سے دل ہی دل میں کہا۔ "نہیں آئے مطلب مصروف ہوں گے اب وہ آوارہ تو نہیں ہیں اُن کی زندگی میں بھی کئی کام ہوتے ہیں" ائزل نے اپنے ہاتھوں کو بیگ کی پٹیاں سہلاتے ہوئے آہستہ کہا:

"پھر بھی... انتظار کرنا ہی سیکھنا پڑے گا..." وہ ٹھنڈی سانس بھر کر واپس مڑ گئی۔

دو دن نہیں، بلکہ کئی دن بیت چکے تھے۔ ہر صبح ائزل وقت پر کلاس میں آجاتی، کتابیں کھول کر سامنے رکھتیں مگر اُس کی نگاہیں بار بار دروازے کی طرف بھٹک جاتیں۔ جیسے ہی انشاء اندر داخل ہوتی، ائزل کے دل میں ایک دھڑکن تیز ہو جاتی—یہی وہ لمحہ ہوتا جب وہ بے اختیار اپنی نظریں دروازے پر جما دیتی، اس آس میں کہ شاید عرش اُس کے پیچھے آتا دکھائی دے۔ مگر ہر بار دروازہ خالی رہ جاتا۔ انشاء اپنی کرسی پر بیٹھ جاتی اور ائزل کا دل ایک بار پھر بجھ سا جاتا۔ اُس کے ہاتھوں میں پکڑی کتاب کے حاشیے کبھی بے مقصد لکیریں سہتے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور کبھی صفحے پلٹتے رہ جاتے۔ کلاس کے دوران اُس کا ذہن پڑھائی سے زیادہ دروازے کی جانب لگا رہتا۔ کبھی کوئی سایہ سا آتا تو وہ چونک کر دیکھتی، لیکن فوراً مایوسی کا بوجھ چہرے پر اُتر آتا۔ ائزل ہمیشہ کی طرح کلاس روم میں اپنی نشست پر بیٹھی تھی، مگر آج اُس کی آنکھوں میں وہ چمک نہیں تھی جو عام دنوں میں ہوا کرتی تھی۔ کتاب اُس کے سامنے کھلی تھی مگر اُس کے ذہن میں کوئی لفظ اتر نہیں رہا تھا۔ دل کے کسی کونے میں ایک خلش سی تھی۔۔۔

عرش دو دنوں سے ہوسٹل سے نکل کر اُس سے ملنے نہیں آیا تھا۔ وہ بار بار دروازے کی طرف دیکھتی، کبھی کھڑکی سے باہر جھانکتی۔ جیسے ہر آہٹ پر اُسے لگتا کہ شاید عرش آ گیا ہو۔

"ائزل۔۔۔!" اچانک پیچھے سے آواز اُبھری۔ یہ انشا تھی جو خوش مزاجی سے اُس کی طرف بڑھ رہی تھی۔

آواز سنتے ہی ائزل چونکی، جھٹ سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اُس کی نظریں بے چینی سے دروازے اور کلاس کے اطراف گھومنے لگیں، جیسے وہ کسی کو ڈھونڈ رہی ہو۔ انشا نے

اُس کی یہ کیفیت فوراً بھانپ لی۔ اُس نے ذرا شرارت آمیز نظروں سے پیچھے دیکھا، پھر ہلکا سا مسکرا کر پوچھا۔ "کیا ہوا؟ کسے ڈھونڈ رہی ہو؟"

ائزل کے لب کپکپائے، اُس نے جلدی سے پلکیں جھپکیں اور الفاظ ٹوٹے ہوئے لہجے میں ادا کیے۔ "اہ۔۔۔ نہیں وہ بس۔۔۔ کچھ نہیں۔"

وہ فوراً دوبارہ بیٹھ گئی اور کتاب کے اوراق الٹنے لگی، جیسے اُس کی نظریں وہاں اٹک گئی ہوں۔ پھر اپنی بے چینی کو چھپانے کے لیے سوال بدلا۔ "ویسے۔۔۔ تم کس کے ساتھ آئی ہو؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ڈرائیور کے ساتھ۔۔۔ کیوں؟"

ائزل نے تھوڑا جھجکتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "اچھا۔۔۔ بس ایسے ہی پوچھ لیا۔ تمہارے بھائی تو روز تمہیں کلاس روم تک چھوڑنے آیا کرتے تھے، اس لیے خیال آیا۔"

انشا نے ایک لمحے کو سنجیدگی اختیار کی، پھر آہستہ آواز میں تفصیل بتانے لگی۔ "ہاں۔۔۔ بھائی پچھلے کچھ دنوں سے اپنے کام کی طرف بالکل دھیان نہیں دے رہے تھے۔ بابا نے اِس بات

پر اُن پر بہت غصہ کیا۔ "وہ رک کر ائزل کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "اب بابا نے اُنہیں اتنا زیادہ مصروف کر دیا ہے کہ سانس لینے کی بھی فرصت نہیں ملتی اُنہیں۔ صبح سے شام تک بس کام۔۔۔ اور پھر مزید ذمہ داریاں۔ "انشا کے لہجے میں ہلکی سی فکر جھلک رہی تھی، لیکن ائزل کے دل میں انشا کی بات سن کر ایک سکون کی لہر دوڑ گئی۔

"اوہ۔۔۔ "اُس نے دھیمی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا۔

دن کا اجالا آہستہ آہستہ اپنی روشنی سمیٹنے لگا، سورج کے سنہری کرنیں مغرب کے کنارے چھپ گئیں۔ نیلا آسمان دھیرے دھیرے سیاہی اوڑھنے لگا، اور فضا میں ایک عجیب سی سنجیدگی پھیل گئی۔ پرندوں کی چہچہاہٹ بھی مدھم ہوتے ہوتے خاموشی میں ڈھل گئی۔ لمحہ بہ لمحہ روشنی ماند پڑتی گئی اور یوں دن کا شور شرابا، ہنسی خوشی اور رنگینیاں پسِ منظر میں کھو گئیں۔ اب ہر طرف ایک پراسرار سکوت چھا گیا تھا۔ اجالے کی جگہ اندھیرے نے

لے لی اور یہ اندھیرا ساتھ لایا اپنی مخصوص خاموشی، تنہائی اور گہرائی۔ اجالا تو ڈھل گیا تھا، لیکن ائزل کی آنکھوں میں اُداسی کی دھندلی چمک باقی تھی۔

رات کے ساڑھے دس بج رہے تھے۔ کمرے میں ہلکی مدھم لائٹ جل رہی تھی۔ ائزل اپنی کتابیں بند کر کے لیٹی ہی تھی کہ فون کی رنگ نے اُس کی خاموشی توڑ دی۔ وہ چونک کر اٹھی اور ٹیبل پر رکھا موبائل اٹھایا۔ اسکرین پر اجنبی نمبر جگمگا رہا تھا۔ "اس وقت کون ہو سکتا ہے؟" ائزل نے سوچتے ہوئے پہلی رنگ کو بجنے دیا۔ دل کے اندر ہلکی سی گھبراہٹ اور تجسس دونوں موجود تھے۔ دوسری رنگ پر اُس نے تیزی سے کال ریسیو کر لی۔ "ہیلو... کون؟" اُس نے مدھم اور سنجیدہ آواز میں پوچھا۔

دوسری طرف چند لمحے خاموشی رہی، پھر ایک مانوس سی آواز سنائی دی۔ "اہم... پہچانا نہیں آپ نے؟" وہ جیسے ہلکا سا گلا صاف کرتے ہوئے بولا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ائزل کا دل ایک دم تیز دھڑکنے لگا۔اُس کے چہرے پر ساری تھکن اور اداسی یوں غائب ہو گئی جیسے کبھی تھی ہی نہیں۔ ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔"عرش...!"اُس نے سرگوشی جیسے لہجے میں کہا۔

"بالکل..."عرش کے لہجے میں مسکراہٹ کی جھلک تھی۔

"آپ کو میرا نمبر کہاں سے ملا؟"ائزل نے تھوڑی الجھن اور حیرت کے ساتھ پوچھا۔

عرش نے ہلکی سی ہنسی دباتے ہوئے کہا،"انشا کے فون سے لیا ہے۔۔۔کوئی پرو بلم تو نہیں ہے نا؟"اُس کے لہجے میں نرمی اور ہچکچاہٹ دونوں شامل تھیں۔

ائزل کے ہونٹوں پر موجود ہلکی سی مسکراہٹ آہستہ آہستہ مدھم پڑنے لگی۔"نہیں، پرو بلم تو نہیں ہے۔۔۔"اُس نے کہا، مگر اگلے لمحے اُس کی آواز بھاری ہو گئی۔"لیکن ایک بات بتائیں، جب آپ انشا کے فون سے میرا نمبر لے سکتے تھے تو پھر آپ نے ایک کال کے لیے اتنا انتظار کیوں کروایا مجھ سے؟"اُس کی آنکھوں کی چمک بجھ گئی، اور چہرے کی مسکراہٹ جیسے کہیں کھو گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عرش ایک لمحے کے لیے خاموش رہا۔اُس کی سانسوں میں گہرائی اتر گئی، پھر اُس نے ایک لمبی سانس بھری اور بھاری لہجے میں بولا،"آپ کو پتہ بھی ہے اس ایک نمبر کے لیے میں نے کیا کچھ نہیں کیا۔۔۔"اُس نے پل بھر کو رُک کر گہری سانس لی، جیسے دل کا بوجھ لفظوں میں اُتار رہا ہو۔"اپنی جان پر کھیل کر اُس کے فون سے نمبر لایا ہوں۔۔۔ہر لمحہ یہی ڈر تھا کہ کہیں پکڑا نہ جاؤں۔۔۔"

"ہمم"اُس کی بات ختم ہوتے ہی ایک ٹوٹی ہوئی سانس کی آواز فون پر گونجی، جیسے ائزل کے اندر کا سارا بوجھ اس سانس کے ساتھ نکل گیا ہو۔

Clubb of Quality Content

"کیا ہوا؟"عرش نے فون کے اُس پار سے اُس کی طویل خاموشی کو توڑتے ہوئے آہستگی سے پوچھا۔اُس کے لہجے میں ایک ہلکی سی گھبراہٹ بھی تھی۔

ائزل نے لمحے بھر کو پلکیں جھپکیں، پھر دبے دبے انداز میں بولی،"میں اب بھی ناراض ہوں آپ سے۔"

یہ سن کر عرش کے ہونٹوں پر مدھم سی مسکراہٹ آ گئی۔ اُس نے شرارت دبانے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ نرم لہجے میں بولا، "اچھا جی۔۔۔ محبت کی پہلی ناراضگی مبارک ہو ائزل محترمہ۔" اُس نے اپنی آواز اتنی مدھم کر لی جیسے یہ جملہ سیدھا اُس کے دل میں اُتر جائے۔

ائزل خاموش رہی۔ نہ کچھ کہا، نہ مسکرائی۔ بس سانسوں کی رفتار تھوڑی بدل چکی تھی۔

عرش نے کچھ دیر ٹھہر کر یہ خاموشی محسوس کی تو سنجیدہ ہو کر بولا، "روٹھی ہوئی خاموشیاں تو اچھی لگتی ہیں۔۔۔ مگر جب وہ بولتی ہوئی شکایتوں میں بدل جائیں، تب وہ دل کو اور بھی حسین لگتی ہیں۔۔۔ ائزل، پلیز کچھ تو بولیں۔"

پھر لمحہ بھر بعد اُس کی آواز میں گہرائی اتر گئی، "سوری۔۔۔ پلیز معاف کر دیں۔ میں جانتا ہوں، آپ مجھ سے ناراض ہیں۔ لیکن سچ یہ ہے کہ وقت ہی نہیں نکال پا رہا تھا۔ آج تھوڑا سا وقت ملا تو سوچا آپ سے بات کر لوں۔۔۔ مگر اتنا وقت بھی نہیں کہ آ کر مل سکوں۔ اِس لیے کال کی۔۔۔ پلیز، ہو سکے تو معاف کر دیں مجھے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عرش کے الفاظ میں وہ سچائی تھی جسے ائزل چاہ کر بھی نظر انداز نہ کر پاتی۔

ائزل نے آہستہ آہستہ سانس لی۔"عرش۔۔۔"اُس نے پگھلتے ہوئے خاموشی توڑی۔اُس کی آواز میں اب وہ سختی نہ تھی،بس نرمی اور تھوڑی سی شرمندگی باقی تھی۔"معافی مت مانگیں۔انشا نے مجھے سب بتا دیا تھا۔۔۔میں تو بس ایسے ہی کہہ رہی تھی"

یہ سن کر عرش چونک گیا،"مطلب۔۔۔آپ نے انشا سے پوچھا تھا؟"اُس کے لہجے میں حیرت اُتر آئی۔

ائزل نے ہلکی سی ہنسی کے ساتھ جواب دیا،"نہیں،پوچھا نہیں۔۔۔اُس نے خود ہی بتا دیا۔"

"اوہ"فون کے اُس پار سے عرش نے جیسے سکون کی ایک بھاری سانس بھری۔

✧....✧....✧

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دوپہر کا وقت تھا۔ سورج کی کرنیں لائبریری کی بڑی شیشے والی کھڑکیوں سے اندر آ کر کتابوں کی الماریوں اور ٹیبلز پر بکھر رہی تھیں۔ ہلکی سی خاموشی چھائی ہوئی تھی، جسے صرف کتابوں کے صفحات پلٹنے کی آواز توڑ رہی تھی۔

انابیہ نے اپنی کتاب بند کی اور ہلکی سی بے چینی کے ساتھ بولی، "انشا۔۔۔ تمہارے بھائی ابھی تک نہیں آئے؟" وہ کرسی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی، جیسے انتظار کی گھڑیاں اُس کے صبر کو آزما رہی ہوں۔

انشا نے سر جھکا کر اپنی کتاب کے حاشیے پر نظر ڈالی، پھر دھیرے سے مسکراتے ہوئے کہا، "بھائی کچھ زیادہ ہی مصروف رہنے لگے ہیں آج کل۔۔۔ خیر آ جائیں گے۔"

انشا کے لہجے میں یقین تھا لیکن انابیہ نے منہ بنایا اور دوبارہ اپنی نشست پر بیٹھ گئی۔

چند لمحے بعد ہی لائبریری کی خاموشی ایک مانوس آواز سے ٹوٹ گئی۔ "انشا۔۔۔" عرش نے باہر سے آواز لگائی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انشا نے فوراً کتاب بند کی، مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی جیسے اسی لمحے کا انتظار تھا۔ لیکن انابیہ تیزی سے اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی اور سیدھا دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"تم اندر آؤ!" انابیہ نے مسکرا کر عرش کا ہاتھ تھاما اور اسے کھینچ کر لائبریری کے اندر لے آئی۔

عرش تھوڑا سا ہچکچایا، لیکن انابیہ کے اصرار پر وہ کتابوں سے بھری الماریوں اور خاموشی میں ڈوبے اس کمرے میں داخل ہوا۔

انابیہ سیدھا ائزل کے قریب جا کھڑی ہوئی اور خوشی سے بولی، "ائزل! میں نے تمہیں کہا تھا نہ کہ تمہیں کسی سے ملوانا ہے؟ یہ ہے وہ۔۔۔ عرش۔۔۔ میرا بچپن کا دوست۔"

ائزل، جو اُس وقت کسی کتاب میں ڈوبی ہوئی تھی، اچانک چونکی۔ اُس نے جھٹ سے سر اٹھایا اور نظریں عرش پر ڈال دیں۔

"اُف!" انشا نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا اور گہری سانس لے کر کرسی پر دوبارہ بیٹھ گئی۔ اُس کے لہجے میں تھکن اور جھنجھلاہٹ صاف جھلک رہی تھی۔

"انابیہ۔۔۔جب تم یہاں نہیں تھیں، تب بھائی ائزل سے مل چکے ہیں۔"

یہ سن کر انابیہ کی آنکھوں کی چمک اچانک مدھم پڑ گئی۔ وہ لمحہ بھر کے لیے ساکت سی کھڑی رہی، پھر ذرا دھیمی آواز میں بولی۔ "اوہ۔۔۔اچھا۔۔۔"اُس کی آواز میں وہ پر جوش خوشی باقی نہیں رہی جو چند لمحے پہلے تھی۔ اُس نے زبردستی کی مسکراہٹ لبوں پر سجائی اور عرش کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اچھی بات ہے۔۔۔یہی ہے میرا بچپن کا خاص دوست۔۔۔ میں تو سوچ رہی تھی کہ تم دونوں کو خود ملواؤں۔۔۔خیر، اچھا ہوا کہ تم پہلے ہی مل چکے۔" یہ کہہ کر اُس نے عرش کا ہاتھ، جو ابھی تک دوستانہ انداز میں تھاما ہوا تھا، آہستہ سے چھوڑ دیا۔ لیکن اُس لمحے اُس کی نظر غیر ارادی طور پر ائزل پر جا ٹھہری۔

ائزل اپنی جگہ پر بیٹھی تھی مگر اُس کی آنکھوں میں ایک خاص چبھن تھی۔ وہ عرش کو اس طرح دیکھ رہی تھی جیسے کوئی پوشیدہ شکوہ اُس کی نظروں میں چھپا ہو۔ اُس کے چہرے پر نہ ہنسی تھی، نہ حیرت۔۔۔بس ایک سخت، تیکھی نگاہ، جو عرش کے دل تک اتر رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عرش، جس کے چہرے پر ابھی لمحہ بھر پہلے مسکراہٹ تھی، ائزل کی خاموش نظروں کو پڑھتے ہی تھوڑا سنجیدہ ہو گیا۔ اُس نے گردن جھٹکی۔

اسی تناؤ کو کاٹنے کے لیے انشا نے اچانک شوخی سے کہا۔ "چلیں بھائی۔۔۔ ورنہ بابا سے آپ کو ڈانٹ پڑے گی!" وہ ہنستے ہوئے اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی اور عرش کے قریب آ کر جیسے اُسے نکلنے کا اشارہ دیا۔ عرش نے ایک لمحے کے لیے ائزل کو دوبارہ دیکھا۔۔۔ اُس کی نظریں کچھ کہنا چاہ رہی تھیں، لیکن لب خاموش تھے۔ پھر آہستہ سے سر ہلایا اور انشا کے ساتھ باہر نکل گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رات کی خاموشی کمرے پر گہرا سایہ ڈالے ہوئے تھی۔ کھڑکی سے چاندنی اندر آ کر کتابوں پر ہلکی روشنی بکھیر رہی تھی۔ ائزل اپنی کتابوں میں ڈوبی ہوئی تھی، لیکن اُس کے سیدھی طرف رکھے فون کی اسکرین بار بار جل بجھ رہی تھی۔ مسلسل بجنے والی کالز نے بالآخر اُس کی برداشت کو توڑ دیا۔ غصے سے فون اٹھاتے ہی اُس نے بے اختیار کہا۔ "کیا ہے! کیوں بار بار کال کر رہے ہیں؟"

دوسری طرف سے عرش کی بھاری مگر کچھ حد تک خفگی بھری آواز آئی۔"کیا ہے! کیوں بار بار کال کاٹ رہی ہیں؟"عرش نے اُسی لہجے میں کہا۔

اُس کے لہجے کی کاٹ سن کر ائزل بے اختیار ہنس پڑی۔وہ ہنسی چھپا بھی نہیں سکی۔

"تھینک گاڈ۔۔۔ہنسی تو کم از کم آئی آپ کے چہرے پر!"

عرش نے جیسے سکون کی سانس لی۔

ائزل نے جلدی سے اپنی ہنسی کو ضبط کیا اور خاموشی کے ساتھ کال کاٹ دی۔مگر عرش بھی کہاں باز آنے والا تھا۔۔۔فون پھر بجنے لگا۔

ائزل نے جھنجھلاہٹ کے ساتھ آسمان کی طرف دیکھا اور دل ہی دل میں بڑبڑائی۔"اوہ نو۔۔۔میں زیادہ دیر ناراض نہیں رہ سکتی اِس انسان سے۔"آخر کار،اُس نے پگھلتے ہوئے آخری رنگ پر کال اٹھالی۔

اس بار عرش کی آواز سنجیدہ تھی۔"ائزل۔۔۔آپ کو میری قسم،پلیز کال مت کاٹنا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ائزل نے ہلکی سی "ہمم" کہہ کر جواب دیا اور خاموش ہو گئی۔

عرش نے چند لمحے توقف کے بعد دھیمے لہجے میں پوچھا۔ "اچھا۔۔۔ ویسے آپ کس بات سے ناراض ہوئی ہیں؟"

ائزل کی خاموشی ٹوٹ گئی۔ اُس کی آواز میں دبے غصے کی جھلک صاف جھلک رہی تھی۔ "کس بات سے ناراض ہوئی ہوں؟ واقعی آپ کو نہیں پتہ؟"

"پتا تو ہے۔۔۔" عرش نے آہستگی سے کہا۔ "لیکن میں چاہتا ہوں، یہ آپ کے منہ سے سنوں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا سننا ہے آپ کو؟" ائزل نے طنزیہ انداز میں جواب دیا۔

عرش نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور شرارت سے بولا۔ "یہی کہ۔۔۔ آپ جیلَس ہو رہی ہیں۔"

ائزل کا چہرہ سرخ ہو گیا، اُس نے آواز کو مزید بھاری کر لیا۔ "جیلَس؟ اور میں؟ کبھی نہیں! جائیں آپ۔۔۔ آپ کی اور بھی بہت سی خاص دوستیں ہوں گی، جو آپ کا انتظار کر رہی ہوں

گی۔"یہ کہہ کر اُس نے کال کاٹ دی اور فون سائلنٹ پر رکھ دیا۔ پھر کتاب بند کر کے سیدھی لیٹ گئی۔

کچھ ہی لمحے بعد کمرے کا دروازہ کھلا۔ انابیہ اندر آئی تو اُس نے ائزل کو لیٹا پایا۔ قریب جا کر دیکھا تو ائزل کی آنکھیں بند تھیں۔"اتنی جلدی سو گئی؟"انابیہ نے حیرت سے سر ہلایا۔ پھر دھیرے سے خود سے بولی۔"ضروری بات بتانی تھی۔۔۔لیکن یہ تو سو گئی۔"وہ شانے اچکاتی ہوئی پاس لیٹ گئی۔ کمرہ خاموش ہو گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

صبح کی ٹھنڈی ہوا کھڑکیوں سے اندر آ رہی تھی۔ائزل نے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے بال سنوارے، چہرے پر وہی ضدی سکون سا تھا۔ لیکن ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا فون بار بار بج رہا تھا۔ اسکرین پر وہی نمبر۔۔۔بار بار۔"افف۔۔۔یہ؟"ائزل نے منہ موڑ کر فون کی اسکرین بند کر دی۔

چند قدم کے فاصلے پر کھڑی انابیہ نے چونک کر پوچھا۔"کون ہے ائزل؟بار بار کال آ رہی ہے،لگتا ہے ضروری ہو گا،اٹھا لو۔"

ائزل نے گھبراہٹ چھپانے کی ناکام کوشش کی اور تیزی سے جواب دیا۔"وہ۔۔وہ۔۔۔کوئی ان نوں نمبر ہے۔پتہ نہیں کون ہے۔"اُس کی آواز میں عجیب سا لرزہ تھا۔انابیہ نے اسے غور سے دیکھا مگر مزید کچھ نہ کہا۔ائزل فوراً چادر سنبھالتی ہوئی باہر نکل گئی،جیسے بھاگ رہی ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دن کے رنگ ڈھلتے ڈھلتے شام کی زرد روشنی نے آسمان کو سنہری بنا دیا تھا۔ائزل اوپر کے کمروں کی طرف جا رہی تھی،قدموں میں معمولی سی تھکن تھی۔ابھی وہ زینے کے آخری موڑ پر پہنچی ہی تھی کہ اچانک کسی مضبوط ہاتھ نے اس کا ہاتھ تھام کر زور سے اندر کھینچ لیا۔"ہُوں!"وہ چونکی اور تیزی سے مڑی۔سامنے عرش تھا۔۔۔دروازہ اس کے پیچھے بند ہو چکا تھا۔

"عرش۔۔۔ آپ؟" اُس کے لب کپکپا گئے، آنکھوں میں حیرت اور خوف کی ہلکی پرچھائی تھی۔ عرش نے خاموشی سے اُس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔ سر ذرا جھکا کر اُس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "جی۔۔۔ میں۔"

ائزل نے ہاتھ چھڑانے کی پوری کوشش کی۔ "ہ۔۔۔ ہٹیں! میرا ہاتھ چھوڑیں۔"

عرش کی نگاہوں میں ضد اور شکوہ ملا جلا اثر تھا۔ "نہیں چھوڑ سکتا، ائزل۔۔۔ بتائیں، کیوں بار بار میری کال کاٹ رہی تھیں آپ؟"

ائزل کی پلکیں لرزیں، مگر اُس نے غرور سے نظر ہٹالی۔ "ہاں تو۔۔۔ آپ کو کیا فرق پڑتا ہے؟"

عرش کی آنکھوں میں شدت بھڑک اٹھی، آواز بھاری اور ٹوٹی ہوئی تھی۔ "فرق پڑتا ہے، ائزل۔۔۔! جب آپ مجھ سے یوں خفا ہو جاتی ہیں نا، تو سب کچھ بوجھل لگنے لگتا ہے۔"

ائزل نے سرد مسکراہٹ کے ساتھ ہاتھ چھڑانے کی آخری کوشش کی۔ آخر کار وہ اپنی ضد میں کامیاب ہو گئی اور ہاتھ چھڑا کر اچانک پلٹ کر عرش کی طرف پُشت کر دی۔ "جائیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آپ!"اُس کی آواز میں سختی تھی لیکن اندر کہیں کپکپاہٹ بھی۔"آپ کی ساری خاص دوستیں آپ کا انتظار کر رہی ہوں گی۔۔۔اُنہی کے پاس جائیں۔"

"ہوں۔۔۔"عرش نے آہستگی سے آگے بڑھ کر اُس کے کندھے پر پیچھے سے سر رکھ دیا۔ اُس کی آواز نرم مگر شرارت بھری تھی۔"تو میڈم اسی وجہ سے ناراض ہیں؟"

"بہت زیادہ۔۔۔"ائزل نے رخ موڑے بغیر جواب دیا۔

عرش مسکرا دیا، لیکن اُس مسکراہٹ میں بے چینی چھپی تھی۔اُس نے نرمی سے ائزل کو اپنی طرف گھمایا،اُس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا۔"ائزل۔۔۔میری کوئی دوست نہیں ہے۔یقین مانیں۔"

ائزل نے اپنی بھوری پلکیں جھپکائیں، پھر چھوٹے سے وقفے کے بعد تیکھے لہجے میں بولی۔"تو پھر انابیہ؟"

عرش نے جھٹ سے جواب دیا، جیسے یہ سوال دل کو چھو گیا ہو۔"انابیہ میری دوست نہیں ہے۔وہ بس انشا کی دوست ہے۔اور ہماری فیملیز ایک دوسرے کو برسوں سے جانتی ہیں۔ اسی لیے آنا جانا لگا رہتا ہے۔۔۔اس سے زیادہ کچھ نہیں۔"

"پھر اُس نے آپ کو بچپن کا دوست کیوں کہا؟"ائزل کی معصوم آنکھوں میں اب بھی خفگی تیر رہی تھی۔وہ آہستگی سے پوچھ بیٹھی۔

عرش نے ایک لمحے کے لیے خاموشی اختیار کی، پھر گہری سانس بھری۔اُس کے چہرے پر سنجیدگی آ گئی۔

"وہ مانتی ہو گی۔۔۔لیکن ہم نے کبھی دوستی کی ہی نہیں۔اور نہ میں اُسے دوست مانتا ہوں۔"

ائزل نے چونک کر اُس کی آنکھوں میں جھانکا، جیسے سچائی ٹٹول رہی ہو۔"سچ؟"اُس کے لہجے میں وہی خفا بچپنا اور معصومیت یکجا تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عرش نے اُس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں سمیٹ لیا۔اُس کی آواز میں لرزتا ہوا سا عہد تھا:

"ائزل۔۔۔ کیا آپ کو مجھ پر ذرا سا بھی اعتبار نہیں؟"

"ہیں"اُس کی سنجیدگی پر ائزل کے لب ہلکے سے مسکرا دیے۔

"آئندہ ایسا کبھی مت کرنا۔۔۔جان نکل جاتی ہے میری۔"وہ دھیمی آواز میں بولا۔

"ویسے عرش۔۔۔ کیا یہ صحیح ہے جو ہم کر رہے ہیں؟"

عرش ایک لمحے کو چونکا، جیسے اُس نے سوال کو پوری طرح سمجھا ہی نہ ہو۔"مطلب۔۔۔میں سمجھا نہیں۔"اُس کی بھنویں سوالیہ انداز میں اٹھ گئیں۔

ائزل کے چہرے پر سنجیدگی گہری تھی۔اُس نے اپنی نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔"یہی۔۔۔ محبت، عرش۔"

اُس کی آواز بھلے آہستہ تھی مگر اُس کے دل کی ہلچل صاف جھلک رہی تھی۔ وہ بینچ پر جا بیٹھی، جیسے اپنے بوجھل خیالات کو سہارا دینا چاہتی ہو۔ عرش اُس کے پیچھے گیا اور نرمی سے اُس کے برابر بیٹھ گیا۔

"آ۔۔۔ آپ کیا کہنا چاہ رہی ہیں، میں سمجھ نہیں پا رہا ہوں۔" اُس نے بے چینی سے اُس کی آنکھوں میں دیکھنے کی کوشش کی۔

ائزل کے لب کانپے، اُس نے نظریں چُرا لیں۔ آہستہ آہستہ اپنی اُنگلیاں مروڑتے ہوئے بولی۔ "آپ کو پتہ ہے جب میں نے بابا سے یونیورسٹی کی بات کی تھی۔۔۔ تب اُن سے وعدہ کیا تھا کہ ایسا کوئی کام نہیں کروں گی جس کی وجہ سے اُنھیں شرمندہ ہونا پڑے۔" اُس کی پلکوں پر نمی لرزنے لگی۔ "اور آج۔۔۔ آج میں اُن سے کیے ہوئے وعدے کا مان نہیں رکھ پائی۔"

چند لمحوں کے لیے فضا خاموش ہو گئی۔ عرش نے نرمی سے ائزل کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام کر اپنی طرف کیا۔ "ائزل۔۔۔" اُس کی آواز میں یقین اور نرمی تھی۔ "آپ ایسا کوئی

کام نہیں کر رہیں جس سے شرمندگی ہو۔اور محبت۔۔۔ محبت کبھی گناہ نہیں ہوتی۔یہ تو دل کا فیصلہ ہے، جس پر انسان کا بس ہی نہیں چلتا۔"وہ ایک لمحے کو رُکا،اُس کی آنکھیں ائزل کی آنکھوں میں گم ہوئیں۔"آپ کا وعدہ بھی اپنی جگہ قائم ہے۔ کیونکہ محبت چھپانے والی چیز نہیں۔۔۔یہ تو روشنی کی طرح ہے، جتنی دباؤ گی،اُتنی ہی پھیل جائے گی۔"عرش نے آہستہ آواز میں مزید کہا۔"ائزل۔۔۔اگر یہ محبت غلط ہے، تو میں پوری دنیا کے اصول توڑنے کو تیار ہوں۔ مگر آپ کو چھوڑنا میرے بس کی بات نہیں۔"

ائزل نے نظریں جھکا کر سنجیدگی سے کہا۔"ہاں پتہ ہے۔۔۔لیکن محبت نکاح میں ہی اچھی لگتی ہے۔ بغیر نکاح کے محبت،چاہے آبِ زمزم سے بھی دھلی کیوں نہ ہو۔۔۔غلط ہے، حرام ہے۔"اُس کی باتوں کا وزن فضا میں پھیل گیا۔لمحے بھر کے لیے دونوں پر خاموشی چھا گئی۔عرش کے لبوں پر کوئی لفظ نہ آیا۔اُس نے سر جھکا لیا، جیسے کسی نے آئینہ دکھا دیا ہو۔ اُس کے دل میں شرمندگی اور ندامت کی ایک لہر اُٹھی۔کچھ پل بعد اُس نے دھیرے سے سانس بھری، پھر سنجیدگی کے ساتھ بولا۔"بیشک۔۔۔حرام ہے۔"اُس نے نظریں اُٹھا کر

ائزل کی آنکھوں میں دیکھنے کی کوشش کی۔"اور آج۔۔۔ آج میں آپ سے ایک وعدہ کرتا ہوں۔ چاہے مجھے دنیا اِدھر کی اُدھر بھی کیوں نہ کرنی پڑے، آپ کو اپنی محبت میں لایا ہے تو اپنے نکاح میں بھی ضرور لاؤں گا۔"

ائزل کے چہرے پر حیرانی اور سکون کا امتزاج تھا۔ لیکن پھر بھی ایک انجانی تشویش نے اُس کے دل کو چھوا۔ اُس نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔"اور اگر۔۔۔ میرے گھر والوں نے انکار کر دیا تو؟"یہ سوال اُس کے لبوں پر آیا مگر آنکھوں میں خوف اور کمزوری تھی۔ جیسے وہ سوچ رہی ہو کہ یہ رشتہ کہیں خواب ہی نہ بن جائے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عرش نے لمحہ بھر کے لیے گہری سانس لی، پھر اپنے لہجے میں پوری دنیا کا حوصلہ بھر کر مسکرا دیا۔ اُس نے نرمی مگر پختگی سے جواب دیا۔"تو یہ عرشمان خانزادہ اُن کے پیروں میں گر کر اپنی محبت کی بھیک مانگ لے گا۔"اُس کی باتوں کا یقین ایسا تھا کہ جیسے الفاظ نہیں، عہد کر رہا ہو۔ اُس کے چہرے پر سچائی کی روشنی تھی۔ ائزل کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ اُس کی آنکھوں میں موجود خوف جیسے دھیرے دھیرے ختم ہو رہا تھا۔

ائزل نے اُس کی آنکھوں میں جھانکا، لیکن ائزل کی آنکھوں میں محبت کے ساتھ ایک ان کہی بے بسی بھی چھپی ہوئی تھی۔ دل ہی دل میں اُس کے لب ہولے سے لرزے۔ "شاید یہ محبت واقعی اتنی ہی پاکیزہ ہے۔۔۔ جتنی میں ہمیشہ چاہتی تھی۔" ائزل کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی تھی، مگر وہ اپنے جذبات پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اُس نے نظریں جھکاتے ہوئے مدھم مگر ٹوٹتی ہوئی آواز میں کہا:

"لیکن عرش... میں ایک مڈل کلاس فیملی سے تعلق رکھتی ہوں۔ ہمارا کوئی میچ نہیں ہے۔ اور اگر میرے گھر والے مان بھی جائیں تو کیا آپ کی فیملی کبھی اس رشتے کو قبول کرے گی؟"

عرش نے اُس کی لرزتی آواز سنی اور خاموشی سے ایک پل کے لیے اُس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اُس نے آہستگی سے ائزل کا چہرہ اپنی ہتھیلیوں میں سمیٹا اور بہت نرم مگر یقین بھرے لہجے میں بولا۔ "ائزل... پلیز یہ سب نہ سوچیں۔ میری فیملی کے لیے میری خوشی سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ اگر وہ نہ بھی مانے تو میں اپنی ضد سے سب کچھ حاصل کر لوں گا۔ مجھے اس سے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ کس فیملی سے ہیں۔ مجھے بس یہ پتہ ہے کہ آپ میری محبت ہیں... میرا عشق، میری شہزادی۔ اور آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہو گئی ہیں۔" عرش یقین سے کہہ رہا تھا لیکن ائزل اپنی نظریں جھکا گئی۔

عرش اچانک اپنی جگہ سے اٹھا اور چند قدم پیچھے ہوا۔ اُس کی آنکھوں میں چمک تھی اور ہونٹوں پر مسکراہٹ۔ اُس نے اپنی کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور آہستگی سے ایک تازہ سرخ گلاب نکالا۔ لمحہ بھر کو اُس نے گہری سانس لی اور پھر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ اُس کی نظریں سیدھی ائزل کے چہرے پر ٹکی تھیں، جیسے اُس کے علاوہ دنیا میں کچھ تھا ہی نہیں۔

"ائزل۔۔۔" عرش نے مدھم مگر پُر یقین لہجے میں کہا،

"ویل یو میری می؟" اُس سوال نے جیسے لمحہ روک دیا تھا۔ ائزل کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ اُس کے کانوں میں گونجنے والی یہ آواز زندگی کا سب سے حسین احساس دے رہی تھی۔ اُس کے لبوں پر خوشی کی لہر دوڑ گئی اور آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔ وہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چہرے پر جگمگاتی مسکان کے ساتھ اُس نے دو قدم آگے بڑھ کر عرش کے ہاتھوں سے وہ گلاب تھام لیا۔ اُس لمحے اُس کے لیے ساری دنیا کا حسن سمٹ کر بس اُسی ایک گلاب اور اُس کے سامنے بیٹھے شخص میں سما گیا تھا۔ عرش ابھی بھی جھکا ہوا تھا۔ اُس نے ایک اور چیز اپنی جیب سے نکالی ایک چھوٹی سی مخملی ڈبی۔ جیسے ہی اُس نے ڈبی کھولی، اندر سے ایک چمکتی ہوئی انگوٹھی نمایاں ہوئی۔ روشنی میں اُس انگوٹھی کی چمک ائزل کی آنکھوں میں جھلک گئی، مگر اُس سے بھی زیادہ اُس کے دل کی دھڑکنوں میں عرش کا خالص جذبہ جھلک رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عرش نے ائزل کا نازک ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا اور آہستگی سے اُس کی انگلی میں وہ انگوٹھی پہنا دی۔ ائزل کی آنکھیں نم ہو گئیں، اُس کی پلکوں پر آنسو لرزنے لگے۔ اُس نے تھوڑا سا ہاتھ اوپر اٹھا کر اُس انگوٹھی کو دیکھا۔ یہ انگوٹھی اُس کے خوابوں سے بھی زیادہ حسین تھی۔

عرش اب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اُس کی آنکھوں میں خوشی اور محبت کا سمندر موجزن تھا۔ اُس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "اب سے آپ میری صاحبہ ہوئی۔"

یہ جملہ سنتے ہی ائزل کے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے۔اُس کی آنکھوں میں تھمے آنسو بہنے لگے۔مگر یہ آنسو غم کے نہیں،خوشی اور محبت کے تھے۔

عرش نے آہستگی سے اُس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنی شروع کیں،جیسے اُسے یقین دلا رہا ہو کہ یہ رشتہ ہمیشہ قائم رہے گا۔"توصاجبہ..."

اس سے پہلے کہ عرش کچھ اور کہہ پاتا،اچانک باہر سے ایک مانوس سی آواز گونجی۔"ائزل۔۔۔"یہ انابیہ کی آواز تھی۔ائزل کے دل کی دھڑکن جیسے ایک دم رک سی گئی۔اُس نے گھبرا کر دروازے کی سمت دیکھا اور بے ساختہ عرش کی طرف پلٹی۔"عرش۔۔۔ا۔۔۔انابیہ آرہی ہے۔۔۔آپ چھپ جائیں کہیں۔۔۔"وہ ہکلاتے ہوئے،خوف زدہ انداز میں بولی۔

عرش نے حیرانی سے اُس کی طرف دیکھا،"لیکن چھپنا کیوں ہے،ائزل؟"اُس کی آنکھوں میں بے گناہ سا سوال تھا۔لیکن ائزل کی گھبراہٹ بڑھ رہی تھی۔اُس کے ماتھے پر پسینے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کے ننھے ننھے قطرے اُبھر آئے۔اُس نے عرش کو پیچھے دھکیلا، آواز مدھم رکھتے ہوئے تقریباً التجا کی:

"میں نہیں چاہتی کہ وہ ان سب کے بارے میں جانے۔۔۔آپ جائیں، پلیز۔"

عرش ابھی بھی کچھ کہنا چاہتا تھا مگر ائزل کے چہرے پر خوف اور جلدی نے اُسے خاموش کر دیا۔وہ دبے قدموں سے الماری کے پیچھے چھپ گیا۔

دروازہ کھلا اور انابیہ اندر داخل ہوئی۔اُس کی آنکھوں میں تجسس اور چہرے پر ہلکی سی خفگی جھلک رہی تھی۔

"ائزل، یہ کیا کر رہی ہو یہاں؟ کب سے ڈھونڈ رہی ہوں تمہیں۔۔۔اور تم یہاں چھپی ہوئی ہو۔"

ائزل چونک گئی، اُس کے چہرے پر لالی پھیل گئی۔وہ الفاظ ڈھونڈنے لگی مگر زبان جیسے ساتھ چھوڑ گئی تھی۔"و۔۔۔وہ۔۔۔میں۔۔۔"اُس کی نظریں بار بار جھک رہی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انابیہ اُس کے قریب آئی اور اُس کا ہاتھ تھام کر کہا۔"چلو جلدی۔۔۔"

ائزل نے پلٹ کر ایک نظر پیچھے ڈالی۔اُس کے دل کی دھڑکن اور بڑھ گئی۔الماری کے پیچھے خاموشی چھائی ہوئی تھی۔جیسے وہاں کوئی تھا ہی نہیں۔

"چلو نا!"انابیہ نے اُس کا ہاتھ کھینچا اور اُسے اپنے ساتھ لے گئی۔

کمرے میں دوبارہ خاموشی پھیل گئی۔لمحے بھر بعد الماری کے پیچھے سے عرش نکلا۔اُس کے چہرے پر حیرانی،دکھ اور الجھن ایک ساتھ جھلک رہی تھی۔اُس نے دروازے کی سمت دیکھا،پھر دھیرے سے سر جھکا لیا۔"ائزل نے مجھے چھپنے کے لیے کیوں کہا؟"وہ سوالیہ چہرہ لیے آہستہ آہستہ باہر نکل گیا۔

✧....✧....✧

رات کا وقت تھا۔ آسمان پر چاند اپنی مدھم روشنی بکھیر رہا تھا۔ ائزل دِیوار سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔

اچانک اُس کے فون کی رنگ ٹون بجی۔ اُس نے فون اُٹھا کر کان سے لگایا۔ "ہیلو۔۔۔"

دوسری طرف سے مانوس سی مدھر آواز آئی۔

"کیا کر رہی ہے میری صاحبہ؟"

ائزل کے چہرے پر ہلکی سی شرمائی مسکان ابھری۔ اُس نے دھیمے لہجے میں جواب دیا۔ "آپ کا انتظار۔۔۔ اور پھر نیند کا۔"

عرش نے فون پر ہلکی ہنسی دبائی۔ "اچھا جی۔۔۔ میرا انتظار تو ٹھیک ہے لیکن نیند کا کیوں؟"

ائزل نے آنکھیں موندتے ہوئے، آہستہ اور نرمی سے کہا۔ "آپ سے بات کیے بغیر مجھے نیند آسکتی ہے؟"

یہ سن کر عرش کے لبوں پر مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ لمحے دونوں کی خاموشی کے ساتھ گزرتے ہیں، پھر ائزل نے مدھم آواز میں کہا۔"ویسے۔۔۔میں اس ویک اینڈ پر جا رہی ہوں گھر۔"

عرش کی مسکراہٹ ایک دم مدھم پڑ گئی۔اُس کے لہجے میں بے چینی اُتر آئی۔"کیوں؟"

ائزل نے آہستگی سے جواب دیا۔"بابا آ رہے ہیں لینے۔"

عرش کی آنکھوں سے چمک جیسے پل بھر میں کم ہو گئی۔اُس نے دھیرے سے کہا۔"اوہ۔۔۔پھر ہم کب ملیں گے؟"

ائزل نے فوراً جواب دیا، جیسے یہ سوال پہلے سے اُس کے ذہن میں تھا۔"جب واپس آؤں گی تب۔"

عرش نے گہرا سانس لیا اور نرمی سے کہا۔"لیکن پلیز۔۔۔بات بند مت کرنا۔جیسے ہی وقت ملے،ایک میسج۔۔۔یا ایک کال۔۔۔بس اتنا ہی کافی ہے میرے لیے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ائزل کے لبوں پر ہلکی سی مسکان ابھری۔اُس نے نرمی سے کہا۔"ہاں۔۔۔بالکل۔چلیے اب سو جائیں۔رات کافی ہو گئی ہے۔"

عرش لمحہ بھر خاموش رہا۔جیسے دل کی کوئی بات زبان تک لانے کے لیے لڑ رہی ہو۔پھر اُس نے دھیرے سے پوچھا۔"کیا ہم۔۔۔آخری بار مل سکتے ہیں؟"

ائزل چونک گئی،اُس کے ماتھے پر شکن پڑی۔لہجہ سنجیدہ اور قدرے خفگی سے بھرا ہوا تھا:

"بس کریں عرش۔۔۔ہمیشہ کے لیے نہیں جا رہی ہوں جو آپ آخری بار ملنے کی باتیں کر رہے ہیں۔"

عرش نے اُس کے لہجے کی سختی کو مسکرا کر ٹال دیا۔

"ہاں پتہ ہے۔۔۔"پھر ہلکی سی شوخی سے بولا،"ملاقات کو میں کبھی آخری ہونے ہی نہیں دوں گا۔"

ائزل کے لبوں پر ہنسی آ گئی۔اُس کی ہنسی میں سکون بھی تھا اور محبت بھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہمممم۔۔۔اچھا چلیں،اب گڈ نائٹ۔"

عرش کی آواز بھی نرمی سے کانوں میں گھلی۔"گڈ نائٹ۔۔۔خوابوں میں بھی آجانا۔"

عرش کے اختلاط جملے پر ائزل نے ہنستے ہوئے کال کاٹ دی۔

✧....✧....✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

باب چہارم

دوپہر کا وقت ہو رہا تھا،سورج کی کرنیں نیم گرم روشنی بکھیر رہی تھیں۔ائزل حافظ کے ساتھ فریدہ باد پہنچ چکی تھی۔کار جیسے ہی صدیقی ہاؤس کے سامنے رکی،ائزل کے دل کی دھڑکن تیز

ہو گئی۔ گھر کی چہل پہل اور مانوس خوشبو نے اُس کے قدموں کو بے اختیار کر دیا۔ وہ بھاگتی ہوئی کار سے نکلی اور دوڑتے قدموں کے ساتھ اندر داخل ہو گئی۔

اندر خدیجہ صوفے پر اُس کے انتظار میں بیٹھی تھیں۔ ائزل جیسے ہی اُنہیں دیکھتی ہے، اُس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ وہ لپک کر مما سے لپٹ گئی۔

"مما۔۔۔ بہت مس کیا میں نے آپ کو۔" اُس کی آواز میں ٹوٹا ہوا سا سکون چھپا تھا۔

خدیجہ نے پیار سے اُس کے سر پر ہاتھ رکھا، دل میں ممتا کی لہر اُبھری۔ "میں نے بھی۔۔۔" وہ مسکرا کر بولیں۔ "چلو جلدی سے منہ ہاتھ دھو آؤ، تم نے کتنی تھکن اُٹھا رکھی ہے۔"

ائزل نے اثبات میں سر ہلایا اور اوپر کی طرف بڑھ گئی۔ جیسے ہی وہ اپنے کمرے کے قریب پہنچی، اچانک قدم رُک گئے۔ کمرے کا دروازہ تھوڑا کھلا تھا، جیسے اندر کوئی موجود ہو۔ دل میں ہلکی سی حیرت اور تجسس لیے اُس نے آہستہ سے دروازہ اندر کی طرف دھکیلا۔

دروازہ کھلتے ہی اُس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ کمرے کے بیڈ پر ایک جانا پہچانا چہرہ، پیروں پر پیر رکھے، بڑے اطمینان سے بیٹھا تھا۔

"روحان۔۔۔ آپ؟" ائزل کے ہونٹوں سے بے اختیار نکلا۔ وہ حیرت اور خوشی کے ملے جلے جذبات کے ساتھ اندر بڑھ آئی۔ "آپ کب آئے؟"

روحان نے پرسکون مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا، "کل ہی۔"

ائزل کی آنکھوں میں مزید حیرت چھا گئی۔ "مجھے بتایا بھی نہیں کسی نے کہ آپ آئے ہوئے ہیں؟" وہ بیڈ پر اُس کے برابر بیٹھتے ہوئے بولی۔

روحان نے شوخ انداز میں کہا، "میں نے ہی منع کیا تھا۔۔۔ تمہیں یوں حیران دیکھنا چاہتا تھا۔" اور ساتھ ہی اُس کی ناک کو شرارت سے کھینچ لیا۔

"آہ۔۔۔" ائزل مسکراتی پیچھے ہوئی اور اپنی ناک چھڑا لی۔

روحان ہنستے ہوئے کھڑا ہو گیا۔ "چلو، جلدی فریش ہو آؤ، پھر تمہیں بہت کچھ بتانا ہے۔" ائزل بھی مسکراتے ہوئے سر ہلا کر واش روم کی طرف بڑھ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رات کے سناٹے میں ٹھنڈی ہوا کا لمس فضا کو اور بھی پُر کیف بنا رہا تھا۔ کھانے کے بعد ائزل چھت کی ٹریس پر چلی آئی۔ وہ دیوار پر اپنی کہنیاں ٹکائے خاموشی سے کھڑی تھی۔ نگاہیں آسمان پر جمی تھیں جہاں چاند اپنی چاندنی بکھیر کر رات کو حسین بنا رہا تھا۔ اُس کی آنکھوں میں سکون اور لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی، جیسے وہ چاند سے کوئی پرانا رشتہ نبھا رہی ہو۔

کچھ لمحے بعد پیچھے سے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ ائزل نے پلٹ کر نہیں دیکھا۔ بس اتنا ہوا کہ کندھے پر ہلکا سا دھکا لگا اور ایک مانوس آواز گونجی۔ "اب بھی ٹریس اور چاند؟" روحان شوخی سے بولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ائزل نے پلکیں جھپکائے بغیر کہا، "ہمم... عادت ہے۔ بہت دنوں سے یوں چاند کو دیکھنے کا وقت نہیں مل پایا۔"

روحان نے ذرا سا بھنویں چڑھاتے ہوئے تعجب سے پوچھا، "وہ کیوں؟" وہ پیچھے ہی کھڑا تھا، دونوں ہاتھ اپنی پشت کے پیچھے چھپائے جیسے کوئی راز سنبھال رکھا ہو۔

اسی لمحے ائزل کی آواز اچانک بلند ہوئی، "ٹوٹتا تارا!"

روحان چونک کر آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ واقعی ایک ستارہ اندھیرے آسمان پر لکیریں چھوڑتا ہوا گزر گیا۔ ائزل نے بنا وقت ضائع کیے ایک پل آسمان کی طرف ہاتھ پھیلایا اور دوسرے ہی لمحے دونوں ہاتھ جوڑ کر آنکھیں موند لیں۔ اُس کے لب خاموش حرکت کر رہے تھے۔ دعا جیسے اُس کے دل کے نہاں خانوں سے پھوٹ رہی ہو روحان نے اُس منظر کو ٹک ٹکی باندھ کر دیکھا۔ اُس کی آنکھوں میں انجانی سی چمک اُبھری۔ لبوں پر نرمی بھری مسکراہٹ تھی۔ کچھ لمحوں تک وہ یونہی اُسے دیکھتا رہا جیسے وقت تھم گیا ہو۔

"کیا مانگا؟" جیسے ہی ائزل نے ہاتھ کھولے، اُس نے تجسس سے سوال کر ڈالا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ائزل نے ذرا سا رخ موڑا، لیکن پشت اب بھی روحان کی طرف تھی۔ نرم مگر گہری آواز میں کہا۔ "بے حد ہی عزیز چیز۔"

روحان کے لبوں پر مسکراہٹ اور گہری ہو گئی۔ وہ آہستہ آہستہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ آنکھوں میں شرارت کی جھلک تھی مگر دل کے اندر ایک انجانا سا اضطراب۔

"عزیز چیز؟" اُس نے مدھم آواز میں دہرایا۔

ائزل نے چند لمحے خاموش رہ کر ہلکی سانس بھری۔"ہاں... میں نے اپنی محبت مانگی ہے۔"

روحان کے دل میں اچانک جیسے کسی نے زوردار ضرب لگائی ہو۔اُس کے ماتھے کی شکن گہری ہوئی، مسکراہٹ ایک پل میں غائب ہو گئی۔ آنکھوں میں بے یقینی تیر گئی۔

"میں نے..."ائزل کی آواز ٹوٹ کر فضا میں بکھر گئی۔اُس نے ذرا سا پلکیں جھپکائیں اور دھیرے سے کہا۔"میں نے عرش کو مانگا ہے۔"

یہ الفاظ روحان کے کانوں میں گونجے تو اُس کے وجود کے اندر جیسے خاموش زلزلہ برپا ہو گیا۔دل کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی،ائزل آسمان کو تک رہی تھی، مگر روحان کی دنیا اندھیروں میں ڈوب چکی تھی۔روحان لمحہ بھر کو پتھر کا بُت بن گیا۔سانس جیسے سینے میں اٹک گئی ہو۔پلکیں تھم گئیں۔نگاہیں خالی خلا میں ٹک گئیں۔وہ اپنے وجود کو سنبھالنے کے لیے جلدی سے کھڑا ہو گیا، جیسے بیٹھے رہنا اُس کے لیے اور اذیت ناک ہو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ائزل نے آسمان سے نظریں ہٹائیں اور آہستہ قدموں سے پلٹ کر اُس کے قریب جا کھڑی ہوئی۔ اُس کے لبوں پر ایک معصوم سی، پر سکون مسکراہٹ تھی۔

"پتہ ہے روحان... مجھے محبت ہو گئی ہے۔"

یہ کہتے ہوئے اُس کی آواز میں اتنی شفاف معصومیت تھی جیسے کسی بچے نے پہلی بار خواب کو سچ مان کر بانٹ لیا ہو۔

روحان کے اندر کا سکوت ٹوٹنے لگا۔ اُس کا دل دھڑک دھڑک کر چیخ رہا تھا مگر ہونٹ خاموش تھے۔ اُس نے بے ربطی سے لمبی لمبی سانسیں بھریں۔ کبھی بائیں جانب دیکھا، کبھی دائیں۔ جیسے آنکھوں کو کوئی سہارا ڈھونڈنا ہو لیکن ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔

ائزل نے اُس کی الجھی ہوئی حالت کو محسوس کیا تو نرمی سے سوال کیا، "آپ نے سنا میں نے کیا کہا؟"

روحان نے جھٹکے سے اُس کی طرف چہرہ کیا۔ آنکھوں میں لرزتی نمی کو چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے، مصنوعی مسکراہٹ اپنے ہونٹوں پر سجالی۔ "ہوں... ہاں...

سنا۔ "الفاظ زبان پر آتے آتے اٹکنے لگے۔ پھر بمشکل بولا۔ "ک... کون ہے عرش؟" اُس کی آواز میں کپکپاہٹ تھی۔ مسکراہٹ چہرے پر تھی لیکن آنکھوں کی نمی نے اُس جھوٹی مسکراہٹ کو فوراً بے نقاب کر دیا۔

ائزل نے اُس کی بات پر لب کھولے ہی تھے کہ اچانک اُس کا فون بج اٹھا۔ اُس کی اسکرین پر نظر پڑتے ہی چہرہ خوشی سے دمک اُٹھا۔ "لمبی عمر ہے عرش کی..." وہ ہلکی ہنسی کے ساتھ بولی۔ روحان کی سماعتوں پر یہ الفاظ جیسے پتھر کی طرح گرے۔ ائزل نے فون کان سے لگایا اور جاتے جاتے مڑ کر کہا، "چلیے... میں آپ کو آرام سے بتاتی ہوں سب۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

روحان اب بھی وہیں کھڑا تھا۔ چاندنی اُس کے چہرے پر پڑ رہی تھی لیکن اُس کی آنکھوں میں وہ روشنی بجھ چکی تھی جو لمحہ بھر پہلے تک زندہ تھی۔ اُس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا، جیسے دل کا سارا بوجھ خون بن کر رگوں میں بھاگ گیا ہو اور اُس کے چہرے پر چھپ نہ پایا ہو۔ اُس کے ہاتھ میں جو سفید گلاب تھے... وہی گلاب جنہیں وہ ائزل کے لیے اپنے دل کی خاموش محبت کا پہلا پیغام بنا کر لایا تھا... بے جان ہو کر زمین پر گر پڑے۔ جیسے اِن گلابوں نے

بھی اُس کی خاموش شکست کو دیکھ کر ہار مان لی ہو۔ روحان کے قدم لڑکھڑانے لگے۔ جیسے زمین اچانک اُس کے لیے بھاری ہو گئی ہو۔ اُس کے دماغ میں ایک ہی جملہ بار بار گونج رہا تھا۔ "مجھے محبت ہو گئی ہے... میں نے اپنی محبت مانگی ہے... میں نے عرش کو مانگا ہے۔" یہ الفاظ تیر کی طرح اُس کے دل کو چھیدتے جا رہے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ، بوجھل قدموں کے ساتھ گیسٹ روم کی طرف بڑھا۔ ہر قدم جیسے ایک صدی کی مسافت طے کر رہا ہو۔ آخر کار جب وہ اندر پہنچا تو دروازے کو دھیرے سے بند کیا اور پھر کانپتے ہاتھوں سے لاک لگا دیا۔ کمرے کی خاموشی میں اُس کا دل کسی بجتے ڈھول کی طرح دھڑک رہا تھا۔ وہ ضبط کیے کھڑا رہا، لیکن اب ضبط کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ اچانک اُس کے پاؤں جواب دے گئے اور وہ دھڑام سے فرش پر گر بیٹھا۔ اُس کی آنکھوں میں اب تک ایک بھی آنسو نہ آیا تھا۔ جیسے وہ ضد کر رہا ہو کہ اپنے دل کی شکست کو باہر نہ آنے دے۔ مگر دل کب ضد مانتا ہے؟ ضبط کی دیوار ٹوٹ چکی تھی۔ آنسو بوند بوند نکل کر فرش پر گرتے گئے۔ ہر بوند اُس کے دل کے ٹوٹنے کی گواہی دے رہا تھا۔ روحان نے اپنا سر ٹھنڈے فرش پر ٹکا دیا۔ اُس کا

وجود کانپ رہا تھا۔ پھر وہ بچے کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔"یا اللہ..."اُس کے لب کانپتے ہوئے بس یہی کہہ سکے۔"کیوں میرے دل میں اُس کے لیے محبت جاگی جو کسی اور کی ہو چکی ہے؟"اُس کی سسکیاں تھمنے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔ آنسو اُس کے رخساروں سے بہتے ہوئے فرش پر چھوٹے چھوٹے تالاب بنا رہے تھے۔"کیا اتنی کمزور تھی میری محبت...؟"اُس کی آواز کٹ کٹ کر آ رہی تھی۔"کیا میری محبت واقعی اتنی کمزور تھی۔ جو مجھے اس کا بوجھ اظہار سے پہلے ہی اٹھانا پڑھ گیا۔؟"وہ پھر فرش پر سر ٹکا کر بلکنے لگا۔ اُس کے ہاتھ کانپ رہے تھے، آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔ اُس لمحے وہ مضبوط، پُر اعتماد روحان نہیں تھا... وہ ایک ٹوٹا ہوا، بے بس انسان تھا جو اپنے دل کے ملبے تلے دب گیا تھا۔

وہی دوسری طرف ائزل کال پر تھی۔ کافی رات ہو چکی تھی۔ گھڑی کی سوئیاں بارہ پینتالیس کے قریب کا وقت بتا رہی تھیں۔ کمرے کی مدھم روشنی، ہلکی سی ٹھنڈی ہوا اور باہر کی خاموش فضا سب مل کر ایک الگ ہی کیفیت پیدا کر رہے تھے۔ ائزل بیڈ پر نیم دراز تھی،

ایک ہاتھ تکیے کے نیچے اور دوسرے ہاتھ میں فون تھامے جیسے کسی انسیت کو سنبھالے بیٹھی ہو۔

فون کے اسپیکر سے عرش کی شوخ اور مانوس آواز گونجی۔"تو انشاء کی انگیجمینٹ میں تو آرہی ہیں نا آپ؟"ائزل کے ہونٹوں پر بے ساختہ مسکراہٹ اُبھری،اُس نے آنکھوں کو ذرا سا جھپکا اور نرمی سے کہا۔"آپ کی بہن نے اب تک انوائیٹ ہی نہیں کیا،تو میں کیسے آجاؤں؟"یہ سنتے ہی فون کے دوسری طرف سے عرش کی بھاری مگر شوخ لہجہ لیے آواز آئی،"تو میں کر رہا ہوں نہ انوائیٹ...اب اور کس کا انتظار ہے؟"اُس کی بات پر ائزل کے چہرے پر ہنسی پھیل گئی۔اُس نے ایک لمحے کو سر پیچھے ٹکایا اور بے اختیار ہنستے ہوئے قہقہہ لگایا،"آپ کی انویٹیشن کا میں کیا کروں؟"اُس نے شوخی سے کہا،ہنسی کو دباتے ہوئے۔

"انوائیٹ تو انشاء کو کرنا چاہیے،تبھی تو آسکوں گی نہ۔"ہنسی،باتیں اور کبھی کبھی خاموشی کے وقفے،لیکن اُس کا دھیان صرف فون کی دوسری جانب موجود شخص پر تھا۔لگاتار ایک گھنٹے تک وہ کال پر الجھی رہی،اُسے خبر تک نہ ہوئی کہ اس دوران روحان پر کیسا وقت بیت رہا

ہے۔ روحان کی آنکھیں رونے کی شدت سے اب آنکھیں خشک ہو چکی تھیں، جیسے آنسو بھی اُس کے درد سے ہار مان گئے ہوں۔ تھکن اور نا توانی سے اُس کے قدم لڑکھڑانے لگے۔ وہ بمشکل اُٹھا اور دیوار کے سہارے بیڈ تک پہنچا۔ اپنے کانپتے ہاتھوں سے اُس نے کمرے کی لائٹس بند کیں۔ اندھیرے میں سب کچھ اُس کے دل کی طرح سنّاٹے میں ڈوب گیا۔ روشنی بجھتے ہی جیسے اُس کا وجود بھی بجھ گیا ہو۔ لمحہ بھر بعد وہ بیڈ کے قریب ہی گر پڑا، آنکھیں بند کیں اور خاموشی سے زمین پر پڑا رہا۔

ادھر ائزل اب بھی کال میں مصروف تھی۔ آخر کار ایک طویل گھنٹے بعد اُس نے فون بند کیا اور تھکی ہوئی سی حالت میں بیڈ پر لیٹ گئی۔ چند لمحے یونہی کروٹیں بدلتی رہی، مگر سکون کہیں نہ تھا۔ اچانک جھنجھلا کر سیدھی ہو بیٹھی۔ "اُف...! میں روحان کو وہیں چھوڑ آئی!" وہ اپنی پیشانی پر ہاتھ مارتی ہوئی بڑبڑائی۔ فوراً بیڈ کی سائڈ پر رکھا دوپٹہ گلے میں ڈالا اور جلدی سے کمرے سے باہر نکل آئی۔ اُس کے قدموں میں عجیب سی جلدی تھی، جیسے دل کہہ رہا ہو روحان اُس کا انتظار کر رہا ہو گا۔ وہ سیدھی گیسٹ روم کی طرف بڑھی۔ دروازے پر پہنچ کر

اُس نے ہلکے سے دستک دی۔ کوئی جواب نہیں آیا۔ اُس نے دروازہ دھکیلا، مگر دروازہ اندر سے لاک تھا۔ "شاید سو گئے..." وہ ہلکے سے بڑبڑائی۔ واپس پلٹنے ہی لگی تھی کہ اچانک اُس کی نظر کھڑکی پر پڑی۔ پردہ ذرا سا ہٹا ہوا تھا۔ اُس نے قریب جا کر کھڑکی سے جھانکا۔ مگر کمرے کے اندر گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اُسے کچھ دکھائی نہ دیا۔ "یہ کیا بات ہوئی؟" وہ الجھن میں خود سے بولی۔ "نائٹ لیمپ بھی آن نہیں کیا روحان نے..." ہلکی سی پریشانی کے ساتھ وہ واپس اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

✧....✧....✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

فجر کی اذان کی مدھم صدائیں فضاء میں گونج رہی تھیں۔ پرندوں کی چہچہاہٹ اور ہوا کا ہلکا سا جھونکا صبح کے اُجالے کی خبر دے رہا تھا۔ مگر روحان کے لیے یہ سب کچھ بے معنی تھا۔ وہ اب بھی بیڈ سے ٹیک لگائے، نیم تاریکی میں آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔ اُس کی آنکھیں اتنی رونے کے بعد خشک لگتی تھیں لیکن چہرے پر اب بھی آنسوؤں کے دھندلے نشانات

موجود تھے۔ اذان کی آواز اُس کے کانوں میں پڑی تو دل میں ایک لمحے کو ہلچل سی مچ گئی۔ اُس نے آہستہ سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اُس کے پاؤں جیسے بوجھل پتھروں کی طرح لگ رہے تھے۔ ہر قدم پر لڑکھڑاہٹ تھی، جیسے اُن میں جان ہی نہ ہو۔ پھر بھی وہ ہمت کر کے واش روم کی طرف بڑھا۔ آئینے کے سامنے کھڑا ہوا تو اُس نے اپنی ہی حالت دیکھ کر ایک ٹھنڈی سانس بھری۔ آنکھیں سرخ تھیں، گالوں پر آنسوؤں کی لکیریں جم گئی تھیں، اور چہرہ بالکل مرجھا گیا تھا۔ اُس نے ٹھنڈے پانی کے چھینٹے اپنے چہرے پر مارے مگر دل کی گرمی کم نہ ہوئی۔ کچھ لمحے یوں ہی آئینے میں خود کو گھورتا رہا۔ پھر مدھم آواز میں بولا۔ "اب بھی چاہیے ائزل؟" ایک کڑواسا قہقہہ لبوں سے نکلا۔ "ہاں... چاہیے۔ لیکن ہُوں... لعنت ہے ایسی محبت پر، جس میں اپنی محبت کی خوشی سے بڑھ کر اپنی خوشی کو ترجیح دی جائے۔" یہ الفاظ کہہ کر اُس نے وضو کیا۔ اُس کے کانپتے ہاتھ اور کمزور قدم بھی اُس کو نماز سے روک نہ سکے۔ وہ مصلے پر کھڑا ہوا، اور جیسے ہی تکبیر کہی، "اللہ اکبر" کی صدا کے ساتھ اُس کے لبوں نے کلمہ ادا کیا مگر دل کی دنیا لرز گئی۔ جیسے ہر آیت اُس کے زخموں پر نمک

چھڑک رہی ہو،اور ہر سجدہ اُس کے ٹوٹنے کو اور ظاہر کر رہا ہو۔ قیام میں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے،رکوع میں دل لرزنے لگا،اور جیسے ہی اُس نے سجدہ کیا تو ضبط کی تمام دیواریں ٹوٹ گئیں۔اُس کا دل ٹوٹے ہوئے کانچ کی طرح بکھرتا جا رہا تھا۔نماز کے ہر سجدے میں اُس کے آنسو خاموشی سے بہہ نکلے،جیسے زمین اُس کے دکھ کو سمیٹ رہی ہو۔نماز کے بعد اُس نے ہاتھ اٹھائے،نگاہیں اوپر کی طرف تھیں مگر دل کے لفظ لبوں سے نکل رہے تھے۔"یا اللہ...مجھے تیرے فیصلے پر کوئی شکایت نہیں۔بس ایک دعا ہے،ائزل خوش رہے،ہمیشہ خوش رہے۔مجھے کچھ نہیں چاہیے۔"روحان کی آواز لرزنے لگی،آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔اُس نے اپنے کپکپاتے ہاتھوں کو اوپر کی طرف تھامے رکھا۔اُس کی آواز اتنی دھیمی تھی کہ صرف اُس کے اور خالقِ کائنات کے بیچ تھی۔"میرے خدا...میری مسکراہٹ بھی اُس کے چہرے پر عطا فرما دے۔اگر اُس کی زندگی میں سکون میرے رونے کی قیمت پر ہے تو میں راضی ہوں۔بس مجھے صبر دے...صبر عطا کر،پروردگار۔"یہ

کہہ کر اُس نے ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیرا۔ اُس کی ہچکی بندھ گئی تھی، اور وہ پھر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔ اُس کے آنسو مصلے پر بوند بوند گر رہے تھے۔

صبح کے دس بجنے کو تھے۔ سورج کی نرم کرنیں کھڑکیوں کے پردوں سے چھن چھن کر کمرے میں بکھر رہی تھیں۔ ائزل کی آنکھ آہستہ آہستہ کھلی۔ وہ نیند کی غنودگی میں آنکھیں مسلتی ہوئی سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ کمرے میں ہلکی سی تازگی تھی مگر دل اور دماغ اب بھی آدھی نیند میں الجھے ہوئے تھے۔ کچن میں سے برتنوں کی کھڑکھڑاہٹ اور خوشبوؤں کی ہلکی لپٹیں آ رہی تھیں۔ ائزل نے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی کنگھی سے بال سنوارے، منہ دھویا اور نیلے دوپٹے کو شانوں پر ڈال کر نیچے کچن کی طرف آ گئی۔ "گُڈ مارننگ مما۔" وہ آتے ہی ڈائننگ چیئر پر بیٹھ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"گڈ مارننگ بیٹا۔" خدیجہ نے مسکرا کر جواب دیا اور اُس کے سامنے ایک کپ رکھ دیا۔ کپ سے بھاپ اُٹھ رہی تھی اور چائے کی مہک فضا میں پھیل گئی۔ "بابا چلے گئے کیا؟" ائزل نے کپ تھامتے ہوئے پوچھا۔

خدیجہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "ہاں، چلے گئے۔" پھر اچانک چونک کر بولیں۔ "یہ روحان اٹھا نہیں ابھی تک؟"

ائزل نے ذرا سوچتے ہوئے بے پرواہی سے جواب دیا۔ "اُم... مجھے نہیں پتا۔" وہ چائے کے کپ کو لبوں تک لے گئی، ایک گھونٹ لیا ہی تھا کہ خدیجہ کی بات اُس کے کانوں میں گونجی "اوہ... شاید ابھی سو رہا ہے۔" یہ سن کر ائزل نے جھٹ سے کپ میز پر رکھا۔ اُس کی آنکھوں میں ایک انجانی بے چینی سی اتر آئی۔

"روکیں... میں دیکھ آتی ہوں۔" اُس نے جلدی سے کہا اور وہاں سے نکل گئی۔ سیڑھیاں اترتے وقت اُس کا دل عجیب سی گھبراہٹ سے دھڑک رہا تھا۔ قدم تیز تھے، جیسے وہ ہر لمحے کسی خبر کے انتظار میں ہو۔ وہ سیدھا گیسٹ روم کے دروازے تک

پہنچی۔ دروازہ حسبِ معمول بند تھا۔ اُس نے دستک دینے کے بجائے کھڑکی کے قریب جا کر پردہ ذرا سا ہٹایا اور اندر جھانکا۔ کمرہ نیم تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ اُس کی نظر روحان پر پڑی جو بیڈ پر بے حس و حرکت پڑا تھا۔ اُس کے چہرے پر تھکن اور کمزوری کے آثار صاف دکھائی دے رہے تھے۔ ائزل نے ایک لمحے کو ٹھنڈی سانس بھری۔ "سو رہے ہیں شاید..." وہ آہستگی سے بڑبڑائی۔ وہ مزید کچھ دیر کھڑی نہ رہی، بس ایک نظر دیکھ کر پلٹ گئی۔ اُس کے قدم واپسی کے لیے مڑ گئے اور وہ اپنے کمرے کی طرف لوٹ آئی۔

کچھ ہی دیر بعد ائزل کے قدم دوبارہ گیسٹ روم کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ اس بار دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اندر ایک عجیب سا سکوت چھایا ہوا تھا۔ سورج کی روشنی پردوں کے درمیان سے کمرے میں داخل ہو رہی تھی اور نیم اندھیرے کو ذرا سا روشن کر رہی تھی۔ روحان بیڈ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اُس کی نظریں خلا میں جمی تھیں، جیسے وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا ہو۔ اُس کے چہرے کی زردی اور آنکھوں کی تھکن صاف ظاہر کر رہی تھی کہ وہ رات بھر جاگتا رہا ہے۔ "روحان۔۔۔" ائزل نے آہستہ آواز دی اور کمرے کے اندر قدم رکھا۔ روحان نے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چونک کر پلکیں جھپکیں، مگر فوراً جواب نہ دیا۔ وہ جیسے اپنے خیالات سے باہر آنے میں وقت لے رہا ہو۔ "کیا بات ہے؟ آج بڑی دیر تک سوئے۔" ائزل نے نرمی سے کہا اور اُس کے قریب بیڈ پر بیٹھ گئی۔ اُس کے لہجے میں ایک اجنبی سی فکر چھپی ہوئی تھی۔ روحان نے کوئی جواب نہ دیا۔ صرف سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور ہاتھوں کو گھٹنوں پر ٹکا دیا۔ ائزل نے پھر اُسے پکارا۔ "روحان۔۔۔"

وہ ذرا چونکا اور ہلکی سی مصنوعی مسکراہٹ لاتے ہوئے بولا۔ "ہاں، بولو نا۔"

ائزل کی نظریں اُس کے چہرے پر جم گئی تھیں۔ اُس کے ہونٹ بند تھے مگر آنکھیں بہت کچھ کہہ رہی تھیں۔ وہ آہستہ سا جھکی اور اُس کے قریب ہو کر بولی:

"یہ آنکھیں۔۔۔ آپ رو رہے تھے روحان؟"

روحان نے فوراً نظریں چرائیں۔ اُس نے اپنی پلکوں کو جھپکایا اور انگلیوں سے آنکھیں رگڑتے ہوئے بولا۔ "آہ۔۔۔ وہ بس، نیند کی وجہ سے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ائزل نے اُس کے ہاتھ کو ایک پل کے لیے تھام لیا اور گہری نگاہوں سے اُس کے اندر جھانکنے لگی۔

"سچ بتاؤ۔۔۔یہ حال صرف نیند کی کمی کا ہے نا،یا پھر کوئی اور بات ہے؟"اُس کا لہجہ اب سختی اور نرمی کا امتزاج تھا،جیسے وہ جھوٹ برداشت کرنے کے لیے تیار نہ ہو۔روحان نے ایک لمحے کو نظر اُٹھا کر اُس کی آنکھوں میں دیکھا،پھر دھیرے سے نظریں جھکا لیں۔اُس کے ہونٹ کپکپائے،مگر وہ اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے بولا۔"نہیں ائزل۔۔۔بس رات کو نیند نہیں آئی تھی۔اسی وجہ سے آنکھیں ایسی لگ رہی ہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ائزل نے ہلکی سانس بھری اور بیڈ پر ذرا پیچھے کو ہوتے ہوئے بولی۔"چلے ٹھیک ہے۔۔۔لیکن ایک بات ہے۔"

روحان نے بھنویں چڑھاتے ہوئے اُس کی طرف دیکھا۔"کیا بات؟"

"میں جب پہلے یہاں آئی تھی نا۔۔۔اُس وقت لائٹس آف تھیں،دروازہ بھی لاک تھا۔مجھے لگا آپ سو گئے ہیں۔"

اُس کی بات پر روحان نے ذرا چونک کر نظریں اُٹھائیں اور سوالیہ انداز میں کہا۔"تم آئی تھی؟"

ائزل نے ہلکا سا سر ہلایا۔"ہاں۔۔۔اصل میں مجھے بھی نیند نہیں آرہی تھی۔عرش کے چکر میں آپ کو وہیں چھوڑ آئی تھی،اس لیے واپس آگئی۔"

روحان نے سر جھٹکا اور دھیمے لہجے میں کہا۔"تو تم نے نوک کر دینا تھا۔میں سویا نہیں تھا۔۔۔بس لیٹا ہوا تھا۔"

"اچھا۔۔۔خیر۔"ائزل نے نظریں چرائیں اور چھوٹا سا جواب دیا۔کچھ لمحے کی خاموشی کے بعد روحان نے ایک موقع سمجھ کر بات بدلی اور اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔"ویسے تم نے بتایا نہیں۔۔۔یہ عرش کون ہے؟"ائزل نے ہلکی سی ہنکاری بھری،جیسے وہ پہلے سے یہی سوال توقع کر رہی ہو۔"عرش۔۔۔"اُس نے ذرا مسکراتے ہوئے بات شروع کی۔"پتہ ہے،جب آپ جا رہے تھے نا اُس دن۔۔۔انابیہ بھی جانے والی تھی۔میں اُس سے ملنے کے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لیے پارک جا رہی تھی۔ جلد بازی میں میں نے گاڑیوں کی طرف دھیان نہیں دیا۔ ایک کار تیزی سے میری طرف آ رہی تھی۔۔۔ میرا پکا ایکسیڈینٹ ہو جاتا۔"

وہ لمحے بھر کے لیے رکی، جیسے وہ حادثے کی یاد پھر سے ذہن میں دہرا رہی ہو۔ "لیکن اُس دن۔۔۔ عرش نے میرا ہاتھ پکڑ کر زور سے پلٹ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔" اُس کے لہجے میں شکر گزاری کی جھلک تھی۔

"اوہ۔۔۔" روحان نے ہلکی سی گردن ہلائی۔

ائزل کی آنکھوں میں اُس لمحے کا منظر واضح تھا۔ وہ آگے جھک کر بات جاری رکھتے ہوئے بولی۔ "تب میں عرش کو جانتی بھی نہیں تھی۔ بس اتنا پتا تھا کہ اُنہوں نے میری جان بچائی۔ لیکن جب ہاسٹل پہنچی۔۔۔ وہاں میری ایک دوست ہے، انشا۔ پتہ چلا کہ عرش دراصل انشا کے بھائی ہے۔ مجھے اُس وقت بالکل اندازہ نہیں تھا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

روحان اُس کی ہر بات دھیان سے سن رہا تھا، جیسے الفاظ کے پیچھے چھپی باریک کیفیات کو بھی سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ائزل کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ اُبھری۔"پھر اتفاق سے وہ دوبارہ میرے سامنے آئے۔۔۔اور تب مجھے پورا قصہ سمجھ آیا۔"

"اچھا۔۔۔"روحان نے لمحے بھر خاموش رہ کر اُسے غور سے دیکھا اور بس ایک لفظ نکالا۔

ائزل کی لبوں پر اچانک ایک نرم سی مسکراہٹ ابھری، جیسے کسی چھپی ہوئی خوشی نے دل کے دروازے پر دستک دی ہو۔

وہ دھیرے سے آگے جھکی اور روحان کے ہاتھ کو تھام لیا۔"ایک ہی نظر میں...اُنہوں نے مجھے پہچان لیا، دوسری ہی ملاقات میں۔"ائزل کی آنکھوں میں روشنی سی جھلک رہی تھی۔"آپ کو یاد ہے نا، وہ بریسلیٹ جو آپ نے مجھے دیا تھا؟""ہاں، یاد ہے۔"روحان نے سر ہلایا۔

ائزل کی آواز میں کپکپاہٹ مگر خوشی کی لہر شامل تھی۔"وہ عرش کے پاس تھا...اور آپ یقین نہیں کریں گے، اُنہوں نے وہ بریسلیٹ ایسے سنبھال کر رکھا تھا جیسے کوئی قیمتی خزانہ

ہو۔ وہ بس اسی انتظار میں تھے کہ جب کبھی قسمت مجھے پھر اُن کے سامنے لے آئے، تو وہ مجھے لوٹا سکیں۔ اور وہی لوٹانے کے لیے وہ ہاسٹل آئے تھے۔" روحان نے گہری سانس بھری۔

"اوہ اچھا... پھر یہ سب... محبت؟" اس کے لہجے میں حیرانی اور ہلکی سی الجھن چھپی تھی۔ ائزل نے لمحہ بھر کو نظریں جھکائیں، پھر دھیرے سے بولی۔ "دوسرے ہی دن عرش مجھے باہر لے گئے تھے۔ اور آپ سوچ بھی نہیں سکتے، جب اُنہوں نے میری آنکھوں میں دیکھ کر وہ سب کہہ دیا جو میرے دل کے نہاں گوشے میں چھپا تھا... تو مجھے یقین ہی نہیں آیا۔" روحان کی بھنویں مزید سکڑ گئیں۔ "میں سمجھا نہیں... مطلب تمہارے دل میں... پہلے سے؟" ائزل نے ایک لمبی سانس کھینچی، جیسے برسوں سے دل میں دبی ہوئی باتیں اب آزاد ہو رہی ہوں۔ اُس نے آہستہ سے سر جھکا لیا، اور اُس کے ہونٹ لرزتے ہوئے اعتراف کرنے لگے۔ "ہاں روحان... میں عرش کو پہلی ہی نظر میں پسند کرنے لگی تھی۔ اور میں حیران ہوں کہ جو احساس میں نے چھپ کر محسوس کیا... وہی عرش نے بھی میرے لیے محسوس کیا۔" یہ سن کر روحان کے چہرے پر جیسے وقت تھم گیا۔ وہ ششدر

بیٹھا رہ گیا، دل کی دھڑکن جیسے لمحہ بھر کو رُک گئی ہو۔ ائزل نے جھٹ سے اپنا سر اٹھایا اور سیدھا اُس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔ اُس کی نظریں صاف اور سچی تھیں، جیسے ہر پردہ ہٹا کر وہ اپنے دل کا حال بیان کر رہی ہو۔ "روحان... میں عرش سے عشق کر بیٹھی ہوں۔ اور میں یہ رشتہ ادھورا نہیں چھوڑنا چاہتی۔ میں چاہتی ہوں کہ اس عشق کو ایک پاکیزہ منزل دوں۔ میں چاہتی ہوں کہ عرش سے نکاح کروں۔" ائزل کی آواز میں جو معصومیت اور سچائی تھی، اُس نے روحان کے دل کو جیسے ہلا کر رکھ دیا۔ لمحہ بھر کے لیے اُس کے اندر کے طوفان رُک گئے، آنکھوں میں نمی اتر آئی۔ وہ جانتا تھا کہ یہ جذبہ جھوٹا نہیں ہے۔ آخر کار اُس نے ائزل کے دونوں ہاتھ مضبوطی سے اپنے ہاتھوں میں لے لیے۔ اُس کی آواز مدھم مگر دل سے نکلی ہوئی تھی۔ "ائزل... اگر تم اُسے سچے دل سے چاہتی ہو نا، تو یقین رکھو... وہ ضرور تمہارے نصیب میں لکھا جائے گا۔ بس ایک بات... اپنی محبت کو کمزور مت پڑنے دینا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کبھی نہیں!" اُس نے بنا ایک لمحہ سوچے فوراً کہا۔ اُس کی آنکھوں میں ایک عجیب سا یقین تھا، جیسے اپنی پوری زندگی کا فیصلہ اسی پل میں باندھ دیا ہو۔ وہ لمحہ ایسا تھا کہ ائزل کے چہرے پر نہ تو جھجک تھی، نہ کوئی تذبذب۔ اُس کے لب ہلکے لرزے ضرور، مگر لہجہ مضبوط رہا۔ "میں پہلے محبت میں مبتلا تھی... اور اب یہ محبت میرے لیے ایک عادت بن چکی ہے۔" اُس نے تھوڑی دیر کو اپنی نظریں جھکائیں، انگلیوں کو مضبوطی سے آپس میں جکڑا، پھر دھیرے سے سر اٹھایا۔

"عرش میرے دن کا سکون ہے، میری رات کی دعا ہے۔ اُن کے بغیر میں خود کو ادھورا محسوس کرتی ہوں۔ میں کبھی بھی اُنہیں خود سے دور نہیں جانے دوں گی۔" اُس کے لہجے کی شدت نے ماحول کو بوجھل کر دیا۔ محبت ایک کیفیت تھی جس نے اُس کے دل کو جگایا تھا، لیکن اب یہ صرف کیفیت نہیں رہی تھی، یہ اُس کی زندگی کا حصہ، اُس کی سانس کی طرح ایک عادت بن گئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ائزل کی بات پر روحان نے پلکیں نم رکھ کر سر ہلایا۔ اُس لمحے اُس کے چہرے پر ایک عجیب سی ٹوٹتی— سنبھلتی مسکراہٹ تھی؛ جیسے کسی نے دل کے بیچوں بیچ چراغ رکھ دیا ہو جس کی روشنی صرف دوسروں کے لیے ہو۔ "تم سے تمہاری خوشیاں کوئی نہیں چھین سکتا... کسی کو یہ حق نہیں ہے، کسی کو بھی نہیں،" وہ دھیرے سے بولا۔

"ہمم، بالکل... چلے؟ آپ فریش ہو جائیں جلدی سے،" ائزل نے اُس کے ہاتھ نرمی سے چھوڑتے ہوئے کہا۔

"ہمم،" روحان نے سر اٹھایا، اُس کی طرف دیکھا اور ایک مطمئن سی مسکراہٹ دے دی۔ ائزل دروازے تک پہنچی تو پلٹی۔ آنکھوں میں تھوڑی سی سنجیدگی، تھوڑی سی التجا۔ "اور ہاں... وعدہ کریں یہ بات ہمارے درمیان ہی رہے گی۔ ممّا بابا تک نہیں جائے گی۔"

روحان نے سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے ہاتھ سینے پر رکھا۔ "یقین رکھو مجھ پر، یہ بات اب یہی دفن ہو گی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"شکریہ!" ائزل کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا اور وہ ہلکے قدموں سے کمرے سے چلی گئی۔

دروازہ ہولے سے بند ہوا تو کمرے میں ایک نرم سی خاموشی اتر آئی۔ روحان نے لمبی سانس بھری، دونوں ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر ٹکایا اور چھت کی طرف دیکھتے ہوئے زیرِ لب بولا۔ "کتنی خوش ہے یہ عرش کے ساتھ... میں کبھی اپنی محبت کا اصرار نہیں کروں گا" وہ وہاں سے اٹھ کر واش تک گیا، ٹھنڈا پانی چہرے پر ڈالا، آئینے میں اپنی آنکھوں کو دیکھا جن کا حال برا تھا۔ اسی لمحے میسج کی ٹون بجی۔ روحان نے ایک نظر فون پر ڈالی پھر فون ہاتھوں میں تھامے واش روم سے باہر چلا آیا۔ روحان نے فون میز پر رکھا اور کھڑکی کے پاس آ کھڑا ہوا۔ آنگن میں ائزل کی ہنسی خدیجہ کے ساتھ مل کر گونج رہی تھی۔ اُس نے آنکھیں بند کر کے دھیمی آواز میں کہا۔ "یا اللہ... اسے سلامت رکھنا۔ اگر میرے حصے کا صبر باقی ہے تو اُسے اُس کی ہر دعا کے جواب میں بدل دے۔" روحان کے دل کی تہہ میں فیصلہ اتر چکا تھا۔ "میں اُس کے راستے کا سایہ بنوں گا، دیوار نہیں۔ محبت کا مطلب پانا نہیں، اُس کی دعا میں خود کو بھول جانا ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

✧.... ✧....✧

دوپہر کی دھوپ لان میں چھن کر گر رہی تھی۔ درخت کی شاخیں ہوا کے دباؤ سے آہستہ آہستہ ہل رہی تھیں۔ ہلکی روشنی میں لان کے گھاس کے پتّے جیسے چمک رہے تھے۔ حافظ صاحب آرام دہ کرسی پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے،ہاتھ میں اخبار تھاما ہوا تھا۔ کبھی وہ چشمہ کے پیچھے سے سرخیوں پر نظریں دوڑاتے اور کبھی ہونٹوں پر ہلکی سی "ہمم" کی آواز نکالتے۔ چند لمحے بعد خدیجہ خاموشی سے لان میں داخل ہوئیں۔ سفید دوپٹے کو سنبھالتے ہوئے وہ آہستہ سے حافظ صاحب کے قریب آ بیٹھیں۔ انہوں نے ذرا جھک کر اخبار پر ایک نظر ڈالی، پھر سنجیدگی سے کہا۔ "سنیے... میرا خیال ہے بات ہو ہی جائے۔ روحان بھی گھر پر ہے اور ائزل بھی۔" حافظ صاحب نے اخبار کے صفحات کو بڑے سکون سے تہہ کیا۔ عینک ناک کی جڑ سے ہٹاتے ہوئے اُتار کر دو انگلیوں میں تھامی اور میز پر رکھتے ہوئے خدیجہ کو غور سے دیکھا۔ "ہاں، پہلے روحان سے پوچھ لیتے ہیں۔ رضامندی اسی کی سب سے اہم ہے۔" خدیجہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نے اثبات میں سر ہلایا۔ حافظ صاحب کرسی سے اٹھے تو ذرا سا جھک کر اپنا شملہ درست کیا، کرتے کے دامن کو ہلکا سا جھاڑا۔ ان کے اٹھنے کے ساتھ ہی کرسی پیچھے ہلکی سی چرچراہٹ کے ساتھ کھسکی۔ خدیجہ بھی آہستگی سے کھڑی ہوئیں، دوپٹے کا کنارہ سنبھال کر شانوں پر ڈالا۔ وہ دونوں دونوں ساتھ ساتھ اندر چلی آئے۔ ان کے قدموں کی رفتار یکساں تھی، آہستہ اور ٹھہری ہوئی۔ کوریڈور کی ٹھنڈک لان کی دھوپ کے مقابلے میں زیادہ گہری لگی۔ چلتے ہوئے حافظ صاحب کے ہاتھ پیچھے بندھے تھے، ان کے چہرے پر سوچ کا عکس نمایاں تھا۔ گیسٹ روم کا دروازہ آدھا کھلا ہوا تھا۔ اندر ہلکی سی روشنی جل رہی تھی جس میں پردوں کے درمیان سے جھانکتی سورج کی کرنیں کمرے کو سنجیدہ سا رنگ دے رہی تھیں۔ روحان چیئر پر ذرا پیچھے ٹیک لگائے آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے پر تھکن کے ساتھ ساتھ ایک انجانی اداسی چھائی ہوئی تھی۔ اسی لمحے خدیجہ نے آہستگی سے دروازے پر دستک دی۔

روحان چونک کر جھٹ سے سیدھا ہوا، پلکیں اٹھا کر دیکھا تو سامنے خدیجہ اور حافظ صاحب کھڑے تھے۔ اُن کی موجودگی نے کمرے کے ماحول کو اور بھی گہرا کر دیا۔ وہ فوراً اپنی جگہ

سے اٹھ کھڑا ہوا، جیسے بڑوں کے احترام میں خاموشی سے کھڑا رہنا ہی مناسب ہو۔

"آنکل... آنٹی... آپ؟" روحان کے لہجے میں حیرت اور تھوڑی سی گھبراہٹ تھی۔

خدیجہ نے اُس کی گھبراہٹ بھانپ لی۔ وہ نرمی سے مسکراتی ہوئی چند قدم آگے بڑھیں۔

حافظ صاحب بھی آہستگی سے کمرے میں داخل ہوئے اور سنجیدہ مگر پرسکون چال کے ساتھ قریب آ گئے۔ کچھ لمحے خاموشی چھائی رہی، پھر خدیجہ نے گویا دل ہی دل میں حوصلہ جٹا کر بات کا آغاز کیا۔ "کچھ بات کرنی تھی تم سے..." اُن کے لہجے میں ایک ہلکی سی جھجک شامل تھی۔ روحان نے لمحہ بھر کو اُنہیں دیکھا، پھر گردن ہلائی اور آہستگی سے بولا۔ "ہاں... بولیں۔"

حافظ صاحب سیدھا روحان کے سامنے کھڑے تھے۔ ان کے لہجے میں نرمی تھی لیکن آنکھوں میں والدانہ سنجیدگی جھلک رہی تھی۔

"تو بیٹا، میں بات زیادہ گھماؤں گا نہیں..." حافظ صاحب نے ذرا سا گلا صاف کیا، پھر آہستہ آہستہ بولے، "بس اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا تمہیں ائزل پسند ہے؟"

یہ سوال سنتے ہی روحان کا وجود جیسے ایک دم منجمد ہو گیا۔اس کا سانس اٹک سا گیا، ہونٹ کانپے اور رخسار لمحوں میں سرخی سے بھر گئے۔اُس نے چونک کر دونوں کو دیکھا، آنکھوں میں حیرانی اور بے بسی ساتھ ساتھ تیر رہی تھی۔"ہ...ہاں"وہ بمشکل اتنا ہی کہہ سکا، آواز مدھم اور کانپتی ہوئی تھی۔ائزل اپنے کمرے سے نکل کر ادھر ہی بڑھ رہی تھی۔اُس کے قدم نرم مگر تیز تھے، جیسے کوئی انجانی کھنچاؤ اُسے اس طرف لے آیا ہو۔ گیسٹ روم کے قریب پہنچ کر اُس نے اندر سے آتی گفتگو سنی،اور اُس کے قدم یک دم ٹھہر گئے۔اندر حافظ صاحب کی آواز اب بھی گونج رہی تھی۔"جیسا کہ ہم نے پہلے بھی دیکھا ہے، جب تم آئے تھے...ائزل تمہارے ساتھ بہت خوش تھی۔اور ہمیں یقین ہے کہ وہ آگے بھی تمہارے ساتھ خوش رہے گی۔"یہ سن کر ائزل کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔اُس کے قدم خود بخود دروازے کی طرف بڑھے، لیکن پھر ٹھٹھک گئے۔نگاہوں میں حیرانی اور دل میں ایک انجانا بوجھ لئے وہ دروازے کے پاس کھڑی رہ گئی، جیسے اندر جانا چاہتی ہو لیکن ہمت نہ کر پا رہی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہو۔ کمرے کے اندر، حافظ صاحب نے نرمی سے روحان کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا۔ "کیا تم شادی کرو گے ائزل سے؟" یہ سوال گویا روحان کے دل پر پہاڑ بن کر گرا۔ اُس کے لبوں تک کوئی جواب نہیں آیا۔ اُس نے نظریں جھکا لیں، پلکوں کے نیچے چھپی نمی کو ضبط کیا اور خاموشی کے بوجھ تلے دب گیا۔ دل کی دھڑکنیں تیز تھیں اور دماغ میں ایک ہی خیال گردش کر رہا تھا۔ "کیسے بتاؤں انکل کو کہ میں خود اُسے اپنا بنانا چاہتا ہوں... لیکن اگر میں نے ہاں کہہ دی تو شاید ائزل مجھے کبھی معاف نہیں کرے گی۔" باہر کھڑی ائزل نے یہ سوال سنا تو اُس کے قدم جیسے زمین میں پیوست ہو گئے۔ وہ چاہ کر بھی ایک قدم آگے نہ بڑھا سکی۔ سانسیں رک رک کر چلنے لگیں اور نگاہیں دروازے کے پٹ پر ٹک گئیں۔

روحان کے لب خاموش تھے مگر دل چیخ رہا تھا۔ حافظ صاحب نے اُس کے چہرے پر گہری خاموشی دیکھ کر دوبارہ نرمی سے کہا۔ "بتاؤ بیٹا..." جب ائزل نے یہ جملہ سنا کہ "کیا تم شادی کرو گے ائزل سے؟" تو اُس کا سانس جیسے رک گیا۔ دل بے تحاشہ دھڑکنے لگا۔ اُس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔ پلکیں بوجھل ہو گئیں۔ آنسو بوند بوند رخساروں پر بہنے لگے۔ اُس

نے جلدی سے دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپایا، لیکن دل کا طوفان قابو میں نہ آیا۔ لرزتے ہاتھوں سے آنسو صاف کرتے ہی وہ الٹے قدم پیچھے ہٹی۔ دروازے کے قریب لمحہ بھر کو رکی، اور پھر بھاگ نکلی ایسے جیسے کوئی اپنا سب کچھ ہار کر خود کو بچانے کی کوشش کر رہا ہو۔ اندر فضا بوجھل تھی۔ حافظ صاحب نے روحان کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور نرم لہجے میں بولے۔ "دیکھو بیٹا، ہمیں کوئی جلد بازی نہیں ہے۔ جاننے کی تم سوچ سمجھ کر جواب دینا۔" یہ الفاظ جیسے روحان کے سینے پر بوجھ ڈال گئے۔ وہ لمحہ بھر تک خاموش کھڑا رہا، پھر ایک گہری سانس لیتے ہوئے بولا۔ "انکل..." اُس کی آواز بھاری ہو گئی۔ "ہو سکے تو پلیز مجھے معاف کر دیں۔ ائزل بہت اچھی لڑکی ہے... مجھے پسند بھی ہے... لیکن میں اُس سے شادی نہیں کر سکتا۔" یہ کہتے ہوئے اُس نے نظریں جھکا لیں۔ اُس کے الفاظ میں بے بسی اور نرمی دونوں شامل تھیں۔ حافظ اور خدیجہ نے ایک دوسرے کی طرف چونک کر دیکھا۔ اُن کی آنکھوں میں حیرت اور سوالات کی طویل لڑی تھی۔ خدیجہ کے لب ہلنے لگے مگر وہ بول نہ پائیں۔ روحان نے رکے رکے لہجے میں بات آگے بڑھائی۔ "میں..." وہ لمحے بھر کو

ٹھہرا، جیسے حوصلہ جمع کر رہا ہو۔"میں کسی اور کو پسند کرتا ہوں۔" کمرے میں ایک دم گہری خاموشی چھا گئی۔ حافظ اور خدیجہ دونوں کی آنکھوں میں شاک اور بے یقینی تھی۔ یہ جواب اُن کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ خدیجہ نے تیزی سے کہا۔"اوہ... سوری بیٹا... ہمیں پتہ نہیں تھا۔ ورنہ... ورنہ ہم یہ سوال کبھی نہیں کرتے۔"روحان نے ایک تھکی ہوئی مگر ہلکی مسکراہٹ لبوں پر سجالی اور سر جھکا کر بولا۔"کوئی بات نہیں آنٹی..."

خدیجہ اور حافظ جیسے ہی گیسٹ روم سے نکلے، کمرے میں ایک بوجھل سی خاموشی پھیل گئی۔ روحان نے گہری سانس بھری اور دھیرے سے دروازہ بند کر دیا۔ اُس نے دونوں ہاتھ ماتھے پر رکھے اور کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔"یا خدا... کیوں؟ کیوں مجھے ایک کے بعد ایک آزمائش میں ڈال رہا ہے؟ میری ہمت ٹوٹ رہی ہے اب..."وہ چند لمحے یونہی کھڑا رہا، پھر کرسی پر بیٹھتے ہی اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا۔ اُس کی آنکھیں نم تھیں، مگر اُس نے ضبط کر رکھا تھا۔ پلکوں پر جھلملاتے آنسو جیسے ضدی قیدی تھے جو آزاد ہونا چاہتے تھے لیکن ابھی تک گرنے کی ہمت نہیں جٹا پا رہے تھے۔ روحان کے دل میں ایک جنگ

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چھڑ گئی تھی۔"اگر میں نے ہاں کی ہوتی... تو شاید ائزل میری ہو جاتی... ہمیشہ کے لیے۔ لیکن... لیکن اُس کی مسکراہٹ چھن جاتی، اُس کی آنکھوں کی چمک ماند پڑ جاتی۔ اور میں کیسے جی پاتا یہ جان کر کہ میری خوشی اُس کی اداسی کی قیمت پر ملی ہے؟ نہیں... یہ ممکن نہیں تھا۔"اُس نے اپنا سر پیچھے کرسی سے ٹکا دیا اور آنکھیں موند لیں۔

ائزل اپنے کمرے میں دوڑتی ہوئی داخل ہوئی تھی۔ اُس کا دل اور زیادہ بے قابو ہو گیا۔ وہ ایک جھٹکے سے بیڈ پر منہ کے بل گر گئی۔ اُس کی ہچکیوں کی آواز تکیے میں دب گئی تھی، لیکن دل کا شور پورے وجود میں گونج رہا تھا۔"مما... بابا ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟"اُس کی آواز کانپ رہی تھی۔"اُنھوں نے مجھ سے پوچھا تک نہیں... کیسے فیصلہ کر لیا؟"وہ روتی رہی، پھر اچانک جھٹکے سے بیڈ سے اٹھ بیٹھی۔ آنکھیں سرخ، چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا۔ بال بے ترتیبی سے چہرے پر بکھرے ہوئے تھے۔"میں... میں روحان سے..."یہ کہہ کر اُس کی آواز گلے میں پھنس گئی۔ اگلے ہی لمحے اُس نے سر نفی میں ہلایا، دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا لیا اور ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولی۔"ام... نہیں ہو پائے گا مجھ سے..."وہ بیڈ کے

کونے پر سمٹ کر بیٹھ گئی، گھٹنے پیچھے کی طرف کیے،اور ہچکیوں کے ساتھ روتی رہی۔اُس کے ہاتھ بار بار آنکھوں پر جاتے لیکن آنسو ضدی تھے،بار بار بہہ نکلتے۔"م... میری خوشی کا کیا؟"اُس نے رو رو کر کہا،اور پھر بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔اُس کے قدم ڈگمگاتے تھے،اور دل میں ایک ایسا سوال پل رہا تھا جس کا جواب شاید کسی کے پاس نہ تھا۔کمرے کی خاموشی اچانک ایک مانوس آواز سے ٹوٹی۔"ائزل..."ائزل نے سہم کر پلک جھپکائی اور جھٹ سے پیچھے مڑی۔اُس کی آنکھیں لال ہو چکی تھیں،گال آنسوؤں سے بھیگے ہوئے،بال بکھرے ہوئے تھے۔دروازے پر روحان کھڑا تھا۔اُس کی آنکھوں میں حیرت اور فکر دونوں جھلک رہے تھے۔"ک... کیا ہوا ائزل؟"روحان کے قدم جیسے خود بخود بڑھنے لگے۔وہ دوڑتا ہوا اُس کے قریب آ گیا۔ائزل اُسے دیکھتے ہی مزید بے قابو ہو گئی۔"ر... روحاان..."اُس کی آواز ٹوٹ گئی،اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔روحان کا دل جیسے مٹھی میں جکڑ گیا۔وہ تڑپ کر جھکا اور دونوں بازوؤں سے اُسے تھام لیا۔"کیا ہوا ہے؟ تم... تم رو کیوں رہی ہو؟"اُس کی آواز میں شدت تھی،آنکھوں میں بے قراری۔ائزل

نے لرزتے ہونٹ کھولے۔"ک... کیا میری محبت اب ادھوری رہ جائے گی؟"وہ ایک دم اُس کے سینے سے لپک گئی، جیسے ڈوبتے کو سہارا مل گیا ہو۔اُس کی ہچکیاں تیز ہو گئیں، آنکھوں کا طوفان تھم ہی نہ رہا تھا۔"بولوں نہ روحان... میری محبت ادھوری تو نہیں رہ جائے گی؟"روحان کی آنکھیں بھر آئیں۔اُس نے اُسے مضبوطی سے تھام لیا، جیسے پوری دنیا کے دکھ اُس سے دور کرنا چاہتا ہو۔"نہیں... کیوں ایسا سوچ رہی ہو؟ ہوا کیا ہے؟"اُس نے کپکپاتی آواز میں پوچھا۔ائزل نے چہرہ اُس کے سینے سے اٹھایا۔"مما... بابا نے آپ کی اور میری شادی کی بات کی ہے۔میں... میں باہر ہی تھی... سب سن لیا میں نے۔"اُس کے الفاظ کانپ رہے تھے۔"آپ... آپ منع کر دیں نہ، روحان! پلیز... میری خاطر منع کر دیں۔میں کبھی خوش نہیں رہ پاؤں گی..."اُس کی آنکھوں میں خوف، درد اور بے بسی سب کچھ تھا۔روحان نے کچھ لمحے تک اُسے دیکھا۔پھر آہستگی سے اُس کے لبوں پر خاموشی رکھ دی۔"ائزل..."اُس نے دھیرے سے کہا۔"چپ... سب ٹھیک ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ... آپ منع کر دیں نہ، روحان؟" اُس کی آواز کپکپاتی ہوئی نکلی۔ روحان نے ایک لمحے کو مسکرا کر اُس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام لیا۔ اُس کی نرم انگلیاں ائزل کے نم گالوں پر پھسلیں اور آنسو صاف کر دیے۔ وہ اُس کی آنکھوں میں جھانک کر بولا۔ "میں نے منع کر دیا ہے..."

ائزل پلک جھپکائے بغیر اُسے دیکھنے لگی۔ "ک... کیا؟ کیا کہا آپ نے؟" اُس کی سانسیں اٹک گئیں۔ روحان نے نرمی سے مسکرا کر اُس کی ٹھوڑی کو سہلایا۔ "ہاں... اُنہوں نے جب سوال کیا تھا... تب ہی میں نے منع کر دیا۔" ائزل کا دل ایک لمحے کو رک سا گیا۔ آنکھوں کے آنسو جیسے وہیں جم گئے۔ اُس نے حیرت بھری نگاہوں سے روحان کو دیکھا، اور اُس کے لبوں پر ایک لرزتا ہوا سوال آیا۔ "سچ؟"

روحان نے آہستگی سے اُس کے بالوں کو سہلایا اور سر ہلایا۔ "ہاں، سچ..."

کمرے کی فضا میں رونے کے بعد کی نمی اور سانسوں کی گھبراہٹ ابھی باقی تھی۔ ائزل نے ہتھیلی کے پچھلے حصے سے آنکھیں آہستہ آہستہ پونچھیں؛ پلکوں کے کناروں پر بوندیں چمکیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور پھر دوپٹے کے کنارے میں جذب ہو گئیں۔ دل کی دھڑکن معمول پر آئی تو اُس نے گہری سانس لے کر خود کو سنبھالا۔ "ہں..."، اُس نے ہولے سے جواب دیا اور ایک پل کو ٹھہر گئی۔ اچانک ہی اُس کے چہرے پر موجود سکون اوجھل ہوا تھا۔ "ر... روحان... اپنے کہیں اپنے" اُس کی آواز میں کپکپاہٹ آ گئی، جیسے الفاظ کوئی پتلی سی لکیر عبور کر کے بمشکل باہر آ رہے ہوں۔ روحان نے بات درمیان سے ہی تھام لی، لہجے میں نرمی اور فیصلہ دونوں ساتھ تھے۔ "کچھ نہیں بتایا... فکر نہ کرو۔" پھر اُس نے ذرا کھنچ کر، جیسے دل کی تہہ سے وعدہ نکالتے ہوئے کہا، "اب رونا نہیں... میں تمہاری آنکھوں میں ایک آنسو بھی نہیں دیکھ سکتا۔"

وہ ایک لمحہ رکا، نظر سیدھی ائزل کے چہرے پر ٹھہری۔ "میں جانتا ہوں تم اُس کے بنا نہیں رہ پاؤ گی... اور میں تم دونوں کے جدا ہونے کی وجہ کبھی نہیں بنوں گا۔" یہ جملہ ائزل کے اندر کہیں بہت نرم سی جگہ پر جا لگا۔ اُس نے ہونٹ دبا کر سر اثبات میں ہلایا، سانس لمبی کی، اور ایک قدم پیچھے ہو کر خود کو سیدھا کیا۔ ہاتھ غیر ارادی طور پر دل پر آ ٹھہرا۔ "اب اس

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بارے میں زیادہ سوچنا مت،" وہ نرم مسکراہٹ کے ساتھ بولا،" وہ بات جیسے شروع ہوئی، میں نے ختم کر دی۔" ائزل اٹھ کھڑی ہوئی اور قدم بڑھا کر شکر گزاری سے سر جھکا دیا۔" بہت شکریہ، روحان۔" اُس کی آواز ہلکی مگر صاف تھی، جیسے آنسو دھل جانے کے بعد باقی رہ جانے والی شفافیت۔ روحان نے ہلکی ہنسی میں بات ٹال دی۔" اس میں شکریہ کی کیا بات؟" ائزل کے چہرے پر معصوم مسکراہٹ اتر آئی۔" آپ نہیں جانتے، آپ نے میرے لیے کیا کیا ہے۔ اس سے میری نظر میں آپ کے لیے عزت اور بڑھ گئی ہے۔" وہ ٹھہر کے بولی،" آپ بہت اچھے ہیں... اور آپ کو مجھ سے بھی بہتر لڑکی ملے گی، سچ میں۔" اُس کے آخری لفظ دھیرے سے بکھر گئے۔ روحان نے پل بھر کے لیے اُس کی آنکھوں میں دیکھا وہاں شکر تھا، خلوص تھا، اور ایک ایسی بے خبری جس نے روحان کے دل میں ہلکی سی کسک جگا دی۔ اُس نے ننھی سی ہنسی کے ساتھ نفی میں سر ہلایا۔" تم سے بہتر شاید کوئی بنی نہیں ہے۔" یہ کہتے ہی اُس نے نگاہ ہٹا لی کہ کہیں آنکھ کی نمی جملے کی پشت پر عیاں نہ ہو جائے۔ قدم سیدھے دروازے کی طرف بڑھا، ہینڈل تھاما، اور باہر نکل گیا۔ دہلیز پار کرتے ہوئے اُس کے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چہرے پر سکون کا ہلکا سا پردہ تھا وہ سکون جو صحیح فیصلہ لینے کے بعد ملتا ہے، چاہے دل کی کسی خاموش رگ میں مسلسل خراش پڑتی رہے۔ کوریڈور کی ٹھنڈی ہوا اُس کے چہرے سے ٹکرائی تو اُس نے لمبی سانس بھری۔ "ہمم... اب یقین ہوا، میں نے جو کیا وہ غلط نہیں تھا،" وہ ہولے سے خود سے بولا اور سیڑھیاں اتر گیا۔ اندر، ائزل اسی جگہ کچھ دیر ساکت کھڑی رہی۔ ایسا پہلی بار نہیں ہوا تھا کے روحان اپنی بات صفائی سے کہے بغیر چلا گیا۔ لیکن روحان کے آخری جملے نے اُس کے دل میں ایک نرم سی گرہ باندھ دی تھی۔ وہ گرہ درد کی نہ تھی، مگر عجیب سی اداسی لیے ہوئے تھی جیسے کسی نے چپ چاپ روشنی اپنے حصے سے کم کر کے تمہاری طرف موڑ دی ہو۔ اُس نے آہستہ سے ہونٹ بھینچے، نگاہ بے اختیار اپنے بائیں ہاتھ کی طرف گئی جہاں باریک سی انگوٹھی روشنی پکڑ رہی تھی۔ وہ وہی انگوٹھی تھی جو عرش نے اُسی پہنائی تھی۔ انگلیوں نے بے ساختہ انگوٹھی کو چھوا، پھر وہی انگلیاں دوپٹے کے گوشے میں الجھ گئیں۔ کمرے کی گھڑی نے بے رحمی سے سیکنڈ گننا جاری رکھا۔ باہر صحن میں درخت

کی شاخیں ہوا سے سرسرائیں، اور ایک لمحے کو اُسے یوں لگا جیسے ساری کائنات خاموش ہو کر اُس کے اندر کی ہلچل سن رہی ہو۔

شام کی نرم اور ہلکی دھوپ بالکونی میں پھیل رہی تھی، ہوا کے ہلکے جھونکے ائزل کے بالوں کو سر کاتے ہوئے اُس کے چہرے کو چھو رہے تھے۔ وہ ریلنگ کے ساتھ ہاتھ رکھ کر کھڑی تھی، ایک لمحے کے لیے کہیں کھوئی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ اچانک ٹیبل پر پڑے فون کی نوٹیفکیشن کی ہلکی آواز نے اُس کی توجہ کھینچ لی۔ ائزل نے سر موڑ کر ایک نظر فون کی طرف ڈالی، پھر آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے فون کے پاس پہنچی۔ کیبل نکالی، فون ہاتھوں میں لیا اور اس کی سکرین روشن ہوئی۔ سکرین پر انشاء کا نام اور انگیجمنٹ کا انویٹیشن آیا تھا۔ ائزل کے چہرے پر ایک بے اختیار مسکان اُبھر آئی، وہ جلدی سے ریپلائے کرنے لگی، انگلیاں فون کی سکرین پر بہتی ہوئی ٹائپ کے ساتھ حرکت کر رہی تھیں۔ پیغام بھیجتے ہی اُس نے فون دوبارہ ٹیبل پر رکھا، اور بھاگی بھاگی کمرے سے باہر چلی گئی۔

✧....✧....✧

۱۳تاریخ کی شام تھی۔

خانزادہ مینشن کا ہر گوشہ روشنیوں اور نفاست سے جگمگا رہا تھا،باغ کے چراغ، مینشن کے بلند برآمدے،اور درختوں کی ہلکی ہلکی چھاؤں نے ماحول کو خوابناک بنا رکھا تھا۔ ہر کونا،ہر منظر اپنی خوبصورتی اور وقار سے دل کو لبھاتا محسوس ہو رہا تھا۔ائزل،انابیہ کے ساتھ بڑے گیٹ سے اندر قدم رکھتی،ایک نرمی اور وقار کے ساتھ بڑھ رہی تھی۔اُس کے ہاتھوں میں ایک بڑا باکس تھا،جو گفٹ کے روپ میں سنبھالا گیا تھا،اور اُس کے چہرے پر ایک خاموش مسکان جھلک رہی تھی۔ ہلکے زرد رنگ کی ایمبورڈری ڈریس اُس کے قد اور وقار کو مزید نکھار رہی تھی،اور نرم روشنی میں اُس کے لباس کی نفاست چمک رہی تھی۔بال نرم کرلز میں اُلجھے ہوئے اُس کے کندھوں تک بہہ رہے تھے،اور پیچھے سے باریک سفید پھولوں کی باریک پتیاں اُس کے بالوں میں بکھری ہوئی تھیں،جو ہر قدم کے ساتھ ہلکی ہوا

میں نرم ہلچل کر رہی تھیں۔ ائزل کی سرمئی آنکھیں مینشن کے ہر گوشے کو غور سے دیکھ رہی تھیں، جیسے ہر چراغ، ہر برآمدہ، اور ہر پودا اُس کے لیے کسی کہانی کا حصہ بن رہا ہو۔ خانزادہ مینشن کی اونچی اور شان دار دیواریں دور سے ہی اپنی عظمت کا احساس دلا رہی تھیں۔ ان دیواروں پر چھوٹی چھوٹی لائٹس اس انداز سے سجائی گئی تھیں کہ گویا کسی نے آسمان کے ستارے اُتار کر ایک ایک کر کے اُن پر ٹانک دیے ہوں۔ نرم پیلی اور سفید روشنیوں کی جھلک رات کی تاریکی کو چیرتے ہوئے ایک ایسا منظر بنا رہی تھی جسے دیکھنے والا پلک جھپکنا بھول جائے۔ ہوا کے ہلکے جھونکوں کے ساتھ یہ ننھی ننھی روشنیاں کبھی مدھم سی چمکتیں اور کبھی تیز دمک کے ساتھ پورے ماحول میں ایک جادوئی تاثر گھول دیتیں۔ دیوار کے اوپر لٹکے سبز بیل پودے بھی ان روشنیوں میں نہا کر ایسے لگ رہے تھے جیسے اُن پر شبنم کی بوندیں جم گئی ہوں۔ مینشن کی شان و شوکت ان دیواروں کے ساتھ اور بھی دوبالا ہو گئی تھی۔ باہر کھڑے مہمان جب اندر داخل ہونے کے لیے گیٹ کی طرف بڑھتے تو لمحہ بھر

رک کر اس منظر کو ضرور تکتے۔ رات کی سیاہی، نرم ہوا کی خنکی، اور ستاروں جیسی جگمگاتی یہ لائٹس ایک خوابناک سا سماں باندھ رہی تھیں۔

ائزل کے قدم ہلکی سی نرمی اور جھجک کے ساتھ مین ڈور کی جانب بڑھ رہے تھے۔ اُس کے ہر قدم کے ساتھ اُس کے کانوں میں اندر سے آتی مہمانوں کی ہلکی ہلکی گفتگو کی آوازیں گھل رہی تھیں۔ جیسے ہی وہ بلند دروازے کے سنہری ہینڈل کو چھوتی ہوئی اندر داخل ہوئی تو لمحہ بھر کے لیے وہ خود کو کسی اور ہی دنیا میں محسوس کرنے لگی۔ اندر کا سماں باہر کی روشنیوں سے کہیں زیادہ دلکش اور شاندار تھا۔ چھت سے جھولتے بڑے بڑے کرسٹل کے جھاڑ فانوس پورے ہال کو ستاروں کی طرح جگمگا رہے تھے۔ زمین پر بچھے نرم قالین میں اُس کے قدم دب کر رہ گئے۔ چاروں طرف تازہ گلاب اور آرکڈ کے پھولوں کی خوشبو رچی بسی تھی، جو ماحول کو خوابناک بنا رہی تھی۔ دیواروں پر سجی سنہری روشنیوں کے درمیان قیمتی فن پارے اور دلکش سجاوٹ اپنی الگ ہی شان دکھا رہی تھی۔ ائزل کی نظریں ایک پل کو دائیں بائیں دوڑنے لگیں۔ وہ اس عالیشان منظر کو حیرت اور تحیّر کے ساتھ دیکھ رہی تھی۔ اُس کے دل

میں بے اختیار خیال ابھرا۔"عرش... اتنے بڑے اور شاندار خاندان سے تعلق رکھتے ہیں...!"یہ سوچ کر وہ چند لمحے کو ٹھٹھک گئی۔اُس کے چہرے پر ایک مدھم سی مسکراہٹ بھی آئی، مگر دل کے اندر کہیں ہلکی سی گھبراہٹ اور انجانا سا بوجھ بھی اُتر آیا۔ جیسے وہ خود سے سوال کر رہی ہو کہ کیا وہ اس جگمگاتی دنیا کا حصہ بن سکتی ہے یا نہیں۔

ہال کے اندر چاروں طرف لوگ خوشگوار موڈ میں باتوں اور قہقہوں میں مصروف تھے۔اسٹیج پر انشاء اور عمر کے لیے خوبصورت گلابی اور سفید پھولوں سے سجی نشست رکھی گئی تھی،جہاں روشنیوں کی کرنیں زیادہ تیز اور دلکش انداز میں پڑ رہی تھیں۔اسی دوران ہال کے کنارے پر نگاہیں ایک طرف کو مڑیں۔سیڑھیوں کی چوٹی پر عرش نمودار ہوا۔سیاہ ڈیزائنر کوٹ میں ملبوس،اُس کا انداز وقار اور رعب سے بھرا ہوا تھا۔بال نہایت نفاست سے پیچھے سیٹ تھے اور اُس کی شخصیت میں ایک عجیب سی کشش جھلک رہی تھی۔جیسے ہی اُس نے قدم آہستگی سے نیچے بڑھایا،ہر نظر غیر ارادی طور پر چند لمحوں کے لیے اُس کی طرف کھنچ گئی۔ عرش کی نظریں سب سے پہلے سیدھی مین ڈور کی جانب اُٹھیں،پھر اُس نے ہلکا سا رخ موڑا اور

نگاہیں پورے ہال پر پھسلتی ہوئی آخر کار اسٹیج پر جا ٹھہریں۔ وہاں... انابیہ کے ساتھ کھڑی ائزل موجود تھی۔ ہلکے زرد رنگ کی ایمبرو ئیڈری ڈریس میں، بالوں پر سفید پھولوں کی نزاکت لیے، اُس کی موجودگی روشنیوں سے زیادہ روشن دکھائی دے رہی تھی۔ عرش کے قدم آخری سیڑھی پر آتے ہی جیسے تھم گئے۔ اُس کے وجود پر حیرت اور ششدر کیفیت نے قبضہ کر لیا۔ آنکھیں لمحے بھر کے لیے یقین اور بے یقینی کے درمیان جھولنے لگیں۔

"یہ... یہ سچ میں ائزل ہے؟ یا پھر... میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں؟" وہ مدھم سا زیرِ لب بڑبڑایا، جیسے اپنی سماعت اور نگاہوں پر شک کر رہا ہو۔ وہ واقعی انجان تھا اس بات سے کے ائزل آنے والی ہیں۔ وہ ایک پل کو وہیں جمی ہوئی نظروں سے اُسے دیکھتا رہا، پھر آہستہ آہستہ اپنے قدم اسٹیج کی سمت بڑھانے لگا۔ اُس کے انداز میں کشمکش، حیرت اور انجانی بے چینی کا امتزاج تھا۔ وہ یہ جانے بغیر کہ ائزل کی موجودگی محض اتفاق ہے یا تقدیر کا ایک اور جال۔

ہال کی چمکتی روشنیوں اور ہجوم کے شور میں لمحے جیسے رک گئے تھے۔ عرش کے قدم مسلسل اسٹیج کی طرف بڑھ رہے تھے، کے پیچھے سے جانے پہچانے مہمانوں نے اُسے روک لیا۔

"ارے عرش صاحب! بڑے دنوں بعد ملاقات ہوئی ہے، ذرا دو باتیں تو ہو جائیں!"

ایک نے اُس کا بازو تھام لیا۔ دوسرا فوراً بولا۔ "آپ کے پروجیکٹس کے چرچے سن رکھے ہیں، کبھی ہمیں بھی کچھ مشورہ دیجیے۔" عرش اُن کے درمیان الجھا ہوا تھا۔ لب مسکرا کر جواب دیتے تھے لیکن نگاہیں بار بار ایک ہی سمت کو کھنچ جاتی تھیں۔ اُس کی آنکھیں بے اختیار ائزل پر تھیں۔ ائزل اس لمحے ہال کے گوشے گوشے کا جائزہ لینے میں مصروف تھی۔ اُس کی نظریں عرش پر جا ٹھہریں تو دل کی دھڑکن ایک لمحے کو بکھر گئی۔ عرش مہمانوں کے درمیان باتیں کر رہا تھا، مگر اُس کی آنکھیں جیسے اُسے تھامے ہوئے تھیں۔

کچھ ہی دیر بعد ائزل آہستہ آہستہ نیچے اُتری، انابیہ اُس کے ساتھ تھی۔ دونوں قدم بہ قدم چل رہی تھیں لیکن ائزل کی توجہ صاف ظاہر تھی۔ اُس کی آنکھیں بار بار اُس ایک ہی وجود پر ٹھہری تھیں۔

"اوئے یہ لو!" انابیہ نے اچانک ایک جوس کا گلاس اُس کے ہاتھ میں تھمادیا۔

"ہاں..." ائزل نے سرسری سی نظر گلاس پر ڈالی، پھر فوراً نگاہیں دوبارہ عرش پر جا ٹکائیں۔ انابیہ کے ساتھ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتی وہ آگے جا رہی تھی کہ اچانک سامنے سے ایک مہمان لڑکی اُس سے ٹکرا گئی۔ ہاتھ میں پکڑا گلاس زور سے جھٹکا کھا گیا اور سارا جوس اُس کے ڈریس پر بکھر گیا۔ "اوہ! سوری سوری!" لڑکی فوراً گھبرا کر معذرت کرنے لگی۔

"ک... کوئی بات نہیں..." ائزل نے ہلکے سے مسکرا کر کہا، لیکن اندر ہی اندر جھنجھلاہٹ صاف محسوس ہو رہی تھی۔ اُس نے ایک ہاتھ سے ڈریس پر گرے داغ صاف کرنے کی کوشش کی۔ "انابیہ، ڈریس صاف کرنا ہے... مجھے واش روم لے چلو۔" ائزل نے بے چینی سے کہا۔ "ہاں، چلو۔" انابیہ فوراً اُس کے ساتھ چلنے کو تیار ہو گئی۔ دونوں سیڑھیوں تک پہنچیں ہی تھیں کہ اچانک پیچھے سے ایک جانی پہچانی آواز اُبھری۔ "انابیہ!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انابیہ نے پلٹ کر دیکھا فریحہ ہاتھ ہلا کر اُسے بلا رہی تھی۔ انابیہ نے بے بسی سے ائزل کی طرف دیکھا، پھر ایک ہاتھ کے اشارے سے اُسے روکا۔ "ائزل، تم اوپر چلی جاؤ..." اُس نے جلدی سے کہا۔

"ارے... لیکن مجھے نہیں پتہ گیسٹ روم کہاں ہے!" ائزل نے جھنجھلا کر اُس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ انابیہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "ضروری تھوڑی ہے کہ صرف گیسٹ روم میں ہی واش روم ہو۔ اوپر سارے کمروں میں ہیں، کسی بھی کمرے کا واش روم یوز کر لو۔" کہہ کر وہ تیزی سے فریحہ کی طرف بڑھ گئی۔ "لیکن... انابیہ!" ائزل نے پکارنا چاہا، مگر آواز ہال کے شور میں دب گئی۔

سیڑھیوں پر تنہا کھڑی ائزل نے ایک گہری سانس لی اور پھر قدم آہستگی سے اوپر بڑھا دیے۔ اُس کے کانوں میں نیچے ہال کا شور مدھم ہوتا جا رہا تھا، اور اوپر جاتے جاتے ماحول خاموشی اور سنجیدگی میں ڈوبنے لگا۔ ہر قدم پر قالین کی ہلکی نرم چاپ اُس کے وجود کو سنبھال رہی تھی۔ دل کی دھڑکن کچھ تیز تھی، جیسے انجانے خوف اور تجسس نے اسے اپنے حصار میں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لے رکھا ہو۔ اوپر پہنچ کر اُس نے دائیں بائیں نگاہ دوڑائی۔ قطار در قطار دروازے، سب ایک جیسے، سب بند۔ اُس نے جھجک کر ایک دروازے کے ہینڈل کو چھوا لیکن پھر ہچکچاتے ہوئے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ "شاید یہ درست نہیں..." اُس نے خود سے سرگوشی کی۔ مگر ڈریس پر لگے جوس کے دھبے اُس کی ہچکچاہٹ سے زیادہ ضدی تھے۔ چند لمحے تذبذب کے بعد اُس نے سامنے والے بڑے دروازے کا ہینڈل آہستگی سے گھمایا۔ دروازہ چرچراتا ہوا کھلا۔ کمرے کے اندر نیم تاریکی تھی، پردے گرے تھے مگر ایک طرف سے روشنی کی ہلکی کرن چھن کر اندر آ رہی تھی۔ اندر کا ماحول باقی کمروں سے ذرا مختلف محسوس ہوا نفاست، وقار اور ایک خاموش رعب کا احساس۔ میز پر کچھ کاغذات ترتیب سے رکھے تھے، دیوار پر چند تصویریں آویزاں تھیں، اور کونے میں کتابوں کی الماری تھی جو روشنی میں دھندلی سی جھلک رہی تھی۔ ائزل نے ایک قدم اندر رکھا۔ "یہ... شاید کسی خاص کا کمرہ ہے۔" اُس نے دل ہی دل میں سرگوشی کی۔ ڈریس پر لگے جوس کے داغ صاف کرنے کے لیے وہ فوراً واش روم کی طرف بڑھ گئی۔ آئینے کے سامنے کھڑی ہوتے ہوئے اُس نے تیزی سے کپڑے

سنوارے،پانی کے چند چھینٹے چہرے پر ڈالے اور گہری سانس لیتے ہوئے باہر آئی۔ لیکن باہر آتے ہی اُس کے قدم تھم گئے۔ دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے عرش کھڑا تھا۔ اُس کی نظریں سیدھی ائزل پر جمی ہوئی تھیں،اور لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ ائزل نے ایک پل کو اُس پر نظر ڈالی اور سنبھلنے کی کوشش کی۔ "کمرہ بھی سہی چنا آپ نے۔" عرش نے شرارت سے کہا اور سیدھا ہو کر اندر آ گیا۔

"مطلب؟" ائزل چونک کر بولی اور کمرے کے ماحول کا دوبارہ جائزہ لیا۔

عرش آہستہ قدموں سے بیڈ کے قریب بڑھ گیا اور رخ اُس کی طرف موڑ کر کہا۔ "مطلب... کمرہ میرا ہے۔"

ائزل کے لبوں پر مسکراہٹ ابھری۔ "اچھا..." وہ بھی اُس کے پیچھے بڑھ آئی۔ "بہت خوبصورت ہے یہ،سچ میں دل چاہ رہا ہے کہ یہی رہ جاؤں۔" وہ ہنستے ہوئے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"تو پھر رہ جائیں۔" عرش نے ہنسی دباتے ہوئے کہا۔ پھر اچانک اُس کا انداز بدل گیا۔

"ویسے میں ناراض ہوں آپ سے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیوں عرش؟"ائزل چونکی۔

عرش نے مصنوعی ناراضگی کے ساتھ کہا۔"آپ نے بتایا کیوں نہیں کہ آپ آرہی ہیں؟"

ائزل نے پلکیں جھپکائیں اور مسکرا کر بولی۔"میں آپ کو سرپرائز دینا چاہتی تھی۔"

عرش کی آنکھوں میں نرمی اتر آئی۔اُس نے گہری نظر ائزل پر ڈالی اور مدھم لہجے میں کہا۔"بہت حسین لگ رہی ہیں آپ اتنی کے نظریں نہیں ٹھہرتی۔"یہ الفاظ سنتے ہی ائزل کے لبوں کی مسکراہٹ کانپ گئی۔اُس نے بے اختیار نظریں جھکالیں۔عرش اچانک اپنی جگہ سے اٹھا اور الماری کی طرف بڑھ گیا۔ائزل نے حیرت سے اُس کا تعاقب کیا۔"ایک منٹ..."وہ بولا اور الماری سے ایک دھاگہ نکال کر ہاتھ میں تھام لیا۔واپس آتے ہوئے وہ فرش پر جھک کر ائزل کے قریب بیٹھ گیا۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ،عرش؟"ائزل نے الجھتے ہوئے پوچھا۔عرش نے دھیرے سے اُس کا دایاں پاؤں اپنے ہاتھوں میں تھاما۔"نظر کا دھاگہ..."عرش نے دھاگہ اُس کی طرف دکھاتے ہوئے آہستہ سے اُس کے پیر میں باندھنا شروع کیا۔"یہ آپ کو ہر نظرِ بد

سے محفوظ رکھے گا۔"اُس کی آواز میں عجیب سا سکون تھا۔ائزل نے ایک لمحے کو خاموشی سے اُسے دیکھا، پھر ہلکی سی مسکراہٹ اُس کے چہرے پر پھیل گئی۔"لیکن مجھے کون نظر لگائے گا؟"اُس نے معصومیت سے کہا۔

عرش نے اُس کے پیر سے دھاگہ باندھ کر اُسے مضبوطی دی اور آہستہ سے برابر بیٹھ گیا۔"بعض دفعہ لوگوں کی ایک نظر ہی کافی ہوتی ہے انسان کو بری طرح متاثر کرنے کے لیے... اور میں چاہتا ہوں آپ ہمیشہ محفوظ رہیں، خدا کے امن میں۔"اُس کی باتوں کا اثر ائزل پر گہرا ہونے لگا۔اُس کی آنکھوں میں عرش کی سچائی اور محبت جھلک رہی تھی۔وہ چند لمحے بنا پلک جھپکائے اُسے دیکھتی رہی۔عرش نے اُس کی نظریں اپنے اوپر مرکوز دیکھ کر ہلکا سا مسکرا کر پوچھا۔"کیا ہوا؟"

ائزل نے نفی میں سر ہلایا، پھر دھیرے سے اپنی آنکھوں سے کاجل کا ایک ٹیکہ اُنگلی پر لیا اور عرش کے قریب جھک کر اُس کے کان کے پیچھے لگا دیا۔"پھر خدا آپ کو بھی ہر نظر سے

بچائے۔"عرش کے لبوں پر مسکراہٹ گہری ہو گئی، لیکن اُس کی آنکھوں میں ایک نمی سی اتر آئی تھی۔

✧....✧....✧

باب پنجم

کچھ دنوں کی خاموشی اور فاصلے کے بعد بالآخر ائزل اپنی پرانی مصروفیات میں واپس لوٹ آئی تھی۔ یونیورسٹی کے راستے، ہاسٹل کی رونقیں اور کلاسز کی بھاگ دوڑ پھر سے زندگی کا حصہ بن گئی تھیں۔ اس دن شام کے وقت سورج کی روشنی آہستہ آہستہ ڈھل رہی تھی۔ رات ذرا ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ کھڑکی کے شیشے پر چاندنی دودھیا پردے کی طرح اتر آئی تھی۔ انابیہ کھڑکی کے عین پاس کھڑی تھی کہنی ہلکی سی چوکھٹ پر ٹکی ہوئی، انگلیاں بے خیالی میں شیشے پر لکیریں کھینچ رہی تھیں۔ اس کی سانسیں سست اور لمبی تھیں، جیسے ہر سانس کے

ساتھ کوئی پرانی سوچ دل سے کھینچتی ہو۔ائزل ٹیبل پر رکھی کتابیں سمیٹ رہی تھی،مگر نگاہ بار بار انابیہ کی طرف کھسک جاتی۔وہ ہچکچاہٹ کے ایک لمحے بعد بولی۔"کچھ سوچ رہی ہو، انابیہ؟"

"ہمم..."انابیہ نے مختصر سا جواب دیا،نظر اب بھی چاند پر لگی تھی۔ائزل آہستہ قدموں سے اس کے قریب آئی۔"کیا سوچ رہی ہو؟"انابیہ نے پلکیں اٹھائیں،چاندنی اس کی آنکھوں میں ٹھہر گئی۔وہ کھڑکی سے ہٹ کر آہستہ آہستہ بستر کی جانب آئی اور بیٹھتے ہی انگلیاں آپس میں گھیر دیں۔"عرش کے بارے میں سوچ رہی ہوں۔"ائزل کے چہرے پر لگی ہلکی مسکراہٹ فوراً نرم پڑ گئی۔حلق میں جیسے ریت بھر گئی ہو۔وہ بمشکل بولی۔"ک... کیا سوچ رہی ہو؟"دل کے کسی کونے میں خوف نے سر اٹھایا؟انابیہ نے گہری سانس بھری اور جھک کر کہنیوں کو زانو پر ٹکا لیا۔"یہی یار... عرش ہمیشہ اگنور کرتا رہتا ہے کل بھی انگیجمینٹ میں میں نے کئیبر اُس سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن وہ بس بھاگا جا رہا تھا۔"

"اوہ..." ائزل کے سینے سے دبتی ہوئی سانس باہر نکلی۔ بے اختیار سکون کی ایک باریک لہر اُس کے چہرے سے گزر گئی۔ اس نے خود کو سنبھالا اور ساتھ آ کر بیٹھ گئی۔ چند ثانیے خاموشی چھائی رہی۔ پنکھے کی مدہم آواز اور باہر دور کہیں کتے کے بھونکنے کا سلسلہ۔ پھر انابیہ نے چونک کر ائزل کی طرف دیکھا، جیسے آخر ہمت جمع کر لی ہو۔ "ویسے... ایک بات بتاؤں، ائزل؟" ائزل نے گردن ذرا سا کجی کی، لب ایک دوسرے پر رکھ کر نرم لہجے میں کہا۔ "ہاں، بتاؤ۔" انابیہ نے ذرا آگے ہو کر دبے مگر سخت لہجے میں کہا۔ "پہلے تم مُجھے ایک بات بتاؤ!" ائزل ہلکی سی گھبرا گئی۔ ہاتھ میں پکڑے دوپٹے کا کونہ بے اختیار اس نے مروڑنا شروع کر دیا۔ "ہ... ہاں پوچھو،" وہ بمشکل بولی۔ انابیہ نے سر کو ہلکا سا جھکایا، آنکھوں میں تجسس اور تھوڑی سختی اتر آئی۔ "کیا تمہیں اُس انجان شخص کے بارے میں کچھ پتہ لگا؟" یہ سوال ائزل کے لیے اچانک تھا۔ اس کا دل ایک لمحے کو زور سے دھڑکا۔ لب کانپ گئے۔ "ن... نہیں... نہیں۔" اس نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا، جیسے انکار کے ساتھ دل کے اندر کی حقیقت بھی چھپانا چاہ رہی ہو۔ انابیہ نے لمحے بھر کو ائزل کو غور سے دیکھا، پھر جھک کر

اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دھیمی مگر کاٹ دار آواز میں کہا۔"تم اب بھی محبت کرتی ہو اُس سے؟"ائزل کا دل جیسے کسی نے نچوڑ لیا ہو۔لمحے بھر کو پلکیں جھپکیں، پھر وہ سیدھی ہو کر انابیہ کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔اُس کی آنکھوں کی نمی،اُس کی شدتِ احساس کی گواہ تھی۔"بے انتہا...اور پھر محبت کب ختم ہوتی ہے؟جو ایک بار ہو جائے، پھر نہ چھوڑی جاتی ہے نہ بھلائی۔"اس نے جھٹ سے جواب دیا،مگر لہجہ لرزتا ہوا،پھر بھی سچا تھا۔انابیہ نے آہستہ سانس اندر کھینچی، پھر پلکیں جھکاتے ہوئے سر ہلایا اور جیسے چوٹ مارنے کے انداز میں پوچھا۔"اگر وہ تمہیں مل جائے اور انکور کرے تو تمہیں اچھا لگے گا؟"سوال پر ائزل کے ہونٹ نیم وا رہ گئے۔"م...مطلب؟"وہ ساکت سی انابیہ کو دیکھتی رہی۔انابیہ نے سنجیدگی سے نظریں گاڑ دیں۔"بتاؤ نہ۔اگر وہ ملے اور تمہیں پہچاننے کے باوجود نظر انداز کر دے...تو کیسا لگے گا؟"اُس کے سوال پر ائزل نے دوپٹے کا کونا اپنی انگلیوں میں اور زور سے کس لیا۔اس نے کانپتی آواز میں کہا۔"نہیں...میں ایسا بالکل بھی نہیں چاہوں گی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہی تو..." انابیہ ذرا سا پیچھے ہٹی۔ ائزل نے پلکیں جھپکیں۔ "تم یہ کیا سوال کر رہی ہو... بات کیا ہے؟ وہ بتاؤ نا۔" انابیہ نے فوراً دونوں ہاتھ آگے بڑھا کر ائزل کی ہتھیلیاں تھام لیں۔ آنکھیں سیدھی اُس کی آنکھوں میں۔ "ائزل، تمہیں یاد ہے۔" اُس کی آواز ہلکی سی کانپی۔ "جب تم مجھ سے بار بار پوچھتی رہتی تھیں کہ میں کہاں کھوئی رہتی ہوں؟" ائزل نے یاد کے دروازے پر دستک دی، ہلکا سا سر ہلایا۔ "ہاں... مجھے یاد ہے۔"

"تم وجہ جاننا چاہو گی؟"

"ہاں، بتاؤ نا... کیا وجہ تھی؟"

انابیہ نے آہستگی سے اُس کے ہاتھ چھوڑے اور کھڑی ہو گئی۔ کھڑکی سے آتی چاندنی اُس کے چہرے پر چمک بن کر ٹھہری۔ وہ ایک لمحہ خاموش رہی، پھر ہونٹوں پر ایک نازک سی مسکراہٹ آئی۔ "وجہ... عرش ہے۔" ائزل گھبرا کر فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔ "ک... کیا؟ کیا مطلب عرش؟" اُس کے قدم جیسے زمین میں گڑ گئے۔۔ انابیہ کمرے میں ٹہلی، جیسے ہر قدم کے ساتھ برسوں کی باتیں کھلتی جا رہی ہوں۔ "پتا ہے، ہم بچپن سے ساتھ ہیں۔ میں اپنے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گھر سے زیادہ اُن کے گھر ہوتی تھی۔ کھیل، ہوم ورک، ہر جشن میں خود سے زیادہ وقت اُسے دینے لگی۔ امی نے تنگ آ کر پڑھائی کے بہانے مجھے آنٹی کے پاس فرید آباد بھیج دیا... کہ فاصلہ شاید مجھے سنبھال دے۔" ائزل کی نظریں اُس کے چہرے پر جمی تھیں۔ دل میں ہلچل، حلق خشک۔ انابیہ پلٹ کر قریب آئی۔ آنکھوں میں ایک صاف، معصوم سا اعتراف چمکا۔

"پتا ہے ائزل... میں۔۔ میں بچپن سے عرش کو چاہتی ہوں۔ میں محبت کرتی ہوں عرش سے۔" لفظ گرے تو کمرے میں جیسے خاموشی چرچرا اٹھی۔ ائزل نے ایک پل کے لیے سانس روک لی۔ دل زور سے دھڑکا، اُنگلیاں انگشتری پر جا ٹھہریں اس نے گھبرا کر آستین ذرا سا کھینچ کر انگوٹھی چھپا لی۔ "ک... کیا..." زبان ساتھ نہ دے رہی تھی۔ انابیہ کے چہرے پر امید اور جھجک ساتھ ساتھ تھرکنے لگے۔ وہ آہستہ سے بولی، "جب میں دور گئی نا، تب سمجھ آیا کہ جو میں دوستی سمجھتی تھی، وہ... وہ بہت آگے کی چیز تھی۔ ہر خوشی، ہر دعا میں اُس کا نام شامل رہتا ہے۔ آج جب وہ ملا اور یوں ہی بغیر بات کیے چلا گیا تو دل بیچین سا ہو

گیا۔اسی لیے تم سے پوچھ رہی تھی..."انابیہ نے جیسے ہی ائزل کے کندھوں کو زور سے تھام کر گلے لگایا،اُس کی آواز کانپتی ہوئی اُس کے دل میں تیر کی طرح پیوست ہوتی گئی۔

"ہاں ائزل،میں بار بار اُس کے بارے میں سوچتی رہتی تھی...میں خود سے بڑھ کر چاہتی ہوں اُسے۔"

انابیہ کی سانسیں تیز تھیں اور اُس کے لہجے میں برسوں کا دبایا ہوا پیار چھلک رہا تھا۔اُس نے ائزل کے کان کے قریب سر رکھ کر آہستہ سے کہا،"کاش ایسا ہو...اور وہ میری قسمت میں بھی لکھ دیا جائے۔"

یہ الفاظ ائزل کے وجود پر جیسے بھاری پتھر بن کر گرے۔اُس کا دل کانپ گیا،سانس رُکنے لگی۔نگاہیں ایک لمحے کو ساکت ہو گئیں۔

یہ کیسے ممکن ہے...وہ جس کو اپنی دھڑکن مان بیٹھی ہے،اُسی کے لیے انابیہ کی یہ چاہت؟

اُس کے اندر ایک تیز چیخ اٹھی مگر لب بند رہے۔ آنکھوں میں ضبط ٹوٹا تو سرخی دوڑ گئی، اور آنسو پلکوں سے پھسلنے لگے۔ "مَیں... میں ابھی آئی۔" ائزل جلدی سے انابیہ کے گلے سے الگ ہوئی، آنکھیں جھکائے جیسے کوئی بھید چھپانے کی کوشش کر رہی ہو۔ اُس کی آواز بھاری، لرزتی ہوئی تھی۔ وہ پلٹ کر تیزی سے قدم بڑھاتی ہوئی واش روم کی طرف نکل گئی۔

انابیہ نے حیرت سے پیچھے دیکھا۔ "ارے، ائزل؟ کیا ہوا؟" اُس نے پکارا مگر ائزل کے قدموں میں جلدی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

واش روم میں داخل ہوتے ہی اُس نے دروازہ زور سے بند کیا اور اندر سے لاک لگا دیا۔ پھر بیسن کے پاس جا کر نل کھولا، ٹھنڈے پانی کی دھار تیزی سے بہنے لگی۔ اُس نے دونوں ہاتھوں میں پانی بھرا اور اپنے چہرے پر دے مارا۔ ایک کے بعد دوسرا، بار بار... جیسے پانی آنکھوں کے جلتے ہوئے درد کو دبا دے گا۔ وہ لمحہ ائزل کے وجود پر قیامت بن کر ٹوٹا۔

بہت دیر سے وہ اپنے اندر کے طوفان کو تھامنے کی کوشش کر رہی تھی، لیکن ضبط کے بندھن جیسے ہی کمزور پڑے، وہ یکدم ٹوٹ گئے۔

اُس نے اپنے دونوں ہاتھ کپکپاتے ہوئے منہ پر رکھ لیے، جیسے چاہتی ہو کہ اندر کی چیخ باہر نہ نکلے۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی چھوٹ گئی، وہ پلکوں سے بہتے ہوئے ہاتھوں پر گرنے لگے۔ سانسیں بے ترتیب تھیں، ایک لمحے کو یوں لگا جیسے ہوا ختم ہو گئی ہو۔ ایک طرف محبت کی وہ نرم یادیں تھیں جو عرش کے ساتھ جڑی تھیں... اُس کی مسکراہٹ، اُس کی باتیں، وہ لمحے جب دل بے اختیار اُس کی طرف کھنچ جاتا تھا۔ اور دوسری طرف انابیہ کی باتیں... اُس کی چاہت کا اعلان، وہ خواب جو اُس نے بھی عرش کے نام دیکھے تھے۔ اُس کا وجود لرزنے لگا۔ گھٹنوں میں جان باقی نہ رہی تو آہستہ آہستہ نیچے زمین پر بیٹھ گئی۔ ٹھنڈی ٹائلیں اُس کے گھٹنوں سے ٹکرائیں مگر وہ درد بھی دل کے طوفان کے آگے بے معنی ہو گیا۔ اُس نے دونوں بازو گھٹنوں کے گرد لپیٹ لیے اور اپنا چہرہ گھٹنوں پر چھپا لیا۔ "کیا یہی سچ ہے؟ وہ جسے میں دل سے چاہتی ہوں... وہ انابیہ کی خواہش بھی ہے؟ یارب، یہ آزمائش کیوں؟" وہ

دونوں گھٹنوں میں سر چھپا کر مسلسل روتی رہی۔ واش روم کی ٹھنڈک بھی اُس کے اندر جلتی آگ کو ٹھنڈا نہ کر پائی۔ کچھ دیر بعد انابیہ نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔

"ائزل...؟" اُس کی آواز میں فکر تھی۔

"ہ...ہاں، آئی۔" ائزل نے بھاری آواز میں کہا۔ اُس نے آنکھیں بند کر کے سانس روک لی، جیسے وقت تھم جائے۔ ائزل کے دل میں طوفان جیسے شدت پکڑ گیا تھا۔

اب ضبط کی ساری دیواریں ٹوٹ چکی تھیں۔ وہ گھٹنوں سے سر اٹھا کر لمحہ بھر کو خاموش بیٹھی رہی، پھر اچانک اس کے اندر سے ایک فیصلہ ابھرا—ایک ایسا فیصلہ جس نے اُس کی ساری لرزتی ہوئی ہمت کو ایک لمحے میں مضبوط کر دیا۔ "میں اب مزید اپنے دل کے اندر یہ بوجھ چھپا کر نہیں جی سکتی، میں سب کچھ انابیہ کو سچ سچ بتا دوں گی، عرش میری سانس ہے، اور میں اُن کے بغیر ایک پل بھی جینے کا تصور نہیں کر سکتی۔" یہ جملہ اُس کے لبوں سے نکلا تو جیسے اُس کی روح پر چھائی گھٹن تھوڑی سی ہلکی ہو گئی۔ مگر ساتھ ہی آنکھوں سے آنسو ایک بار پھر بہہ نکلے۔ اُس نے کپکپاتے ہاتھوں سے انہیں صاف کیا، جیسے اپنے دکھ کو مٹانے کی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کو شش کر رہی ہو۔ وہ منہ دھو کر کرب کو اندر دفن کرنے کی کو شش کی۔ وہ کھڑی ہوئی، آئینے میں اپنے سرخ آنکھوں والے عکس کو گھور کر ایک زبردستی کی مسکراہٹ اوڑھی۔ کچھ ہی لمحوں بعد ائزل نے اپنا حلیہ سنبھالا اور دھیرے دھیرے باہر نکلی۔ مگر اس کی آنکھوں کی سوجن، لال چہرہ اور بوجھل سانسیں اس کی اندرونی کیفیت کا راز کھول رہی تھیں۔ انابیہ فوراً اس کے قریب آ گئی اور فکر مندی سے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔ "تم ٹھیک تو ہو نا، ائزل؟"

ائزل نے فوراً ایک ہلکی سی مصنوعی ہنسی اور جواب دیا۔ "ہاں، میں ٹھیک ہوں۔" مگر اس کا چہرہ حقیقت سب کچھ بیان کر رہا تھا۔ انابیہ نے غور سے دیکھا، پھر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔ "لگ تو نہیں رہا۔ دیکھو ذرا! تمہارا چہرہ تو ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا ہے۔" انابیہ کی بات پر ائزل نے شرمندگی میں اپنے دونوں ہاتھ چہرے پر پھیر دیے، جیسے وہ اپنی کیفیت چھپانا چاہتی ہو۔ کچھ لمحے خاموشی کے بعد وہ ہلکی سی جھجک کے ساتھ بیٹھ گئی اور بوجھل لہجے میں بولی۔ "ویسے، انابیہ... ایک بات پوچھوں؟"

"ہاں، ضرور پوچھو۔" انابیہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

ائزل نے گہری سانس بھری، نظریں جھکائیں اور دھیرے سے کہا۔ "اگر عرش کو تم سے زیادہ کوئی اور محبت کرے... تو تم کیا کرو گی؟"

"کوئی کر ہی نہیں سکتا۔" یہ سوال سنتے ہی انابیہ نے بنا ایک لمحہ ضائع کیے فوراً کہا۔ ائزل نے چونک کر اسے دیکھا اور دھیمی آواز میں پوچھا۔ "اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے؟" انابیہ نے تھوڑا سا توقف کیا، پھر پوری سنجیدگی سے اس کے قریب بیٹھ گئی۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سا اعتماد جھلک رہا تھا۔ وہ بولی۔ "ہو ہی نہیں سکتا، ائزل۔ دیکھو، محبت وقتی نہیں ہوتی۔ کسی کی کی ہوئی محبت کتنے دن کی ہو گی؟ دو دن؟ دو مہینے؟ زیادہ سے زیادہ دو یا تین سال..." وہ ایک لمحے کے لیے رکی، پھر اپنے دل کی پوری شدت سے بولی۔ "لیکن میری محبت... میری چاہت اٹھارہ سالوں کی ہے۔ اب تم ہی بتاؤ... کیا کسی اور کی محبت میری چاہت سے بڑھ کر ہو سکتی ہے؟" انابیہ کے لہجے میں ایک معصوم یقین تھا، ایک بے پناہ اعتماد تھا، جو سیدھا ائزل کے دل کو زخمی کر رہا تھا۔ ائزل نے فوراً نظریں جھکا لیں۔ اس کا

دل ٹوٹ کر بکھر رہا تھا۔ اسے لگا جیسے کسی نے اس کے گلے کو مضبوطی سے جکڑ لیا ہو۔ آنکھیں دھندلا گئیں، لب کپکپا گئے۔ وہ چاہ کر بھی کچھ نہ کہہ پائی۔ لیکن اُس کے دل نے ایک اور کربناک فریاد کی۔ "کاش کے محبت میں وقت کی گنتی نہ ہوتی۔ کاش کے محبت کو سالوں سے نہ تولا جاتا۔ کاش کے دل کی شدت کو سمجھا جاتا... ورنہ میرا دل تو برسوں کا حساب نہیں جانتا، وہ تو بس عرش کے نام سے منسوب ہے۔"

انابیہ کے الفاظ کی گونج ابھی تک کمرے میں پھیلی ہوئی تھی، جیسے ہوا میں کوئی بوجھل ساز بج رہا ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لیکن عرش مجھ سے محبت نہیں کرتا۔۔ میں جانتی ہوں"

انابیہ کی آواز میں چھپی تلخی اور مسکراہٹ کا ملاپ عجیب ساز ہر تھا۔ ائزل نے بے ساختہ سر اٹھا کر اُس کی طرف دیکھا۔ اُس کے لب ہلکے سے لرزے۔ "تو۔۔ ہمیشہ ایک طرفہ کرو گی؟" انابیہ چند لمحے خاموش رہی، پھر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔ "ہمم۔۔ لیکن مجھے یقین ہے، ایک نہ ایک دن عرش کو احساس ہو جائے گا۔ محبت اتنی برسوں تک خاموشی سے

جھیلنے والی شے نہیں، کبھی نہ کبھی دل پر دستک ضرور دیتی ہے۔"ائزل کے کانوں میں یہ الفاظ کسی کانٹے کی طرح چبھ گئے۔ وہ اب مزید کچھ سننے یا کہنے کی سکت نہیں رکھتی تھی۔ اُس کا چہرہ پھیکا پڑ چکا تھا، آنکھوں کے گرد ہلکی سوجن اب بھی اُس کے ضبط کی کمزوری ظاہر کر رہی تھی۔ لرزتی ہوئی آواز میں بمشکل چند لفظ ادا کر سکی۔" صبح بات کرتے ہیں۔۔م۔۔مجھے نیند آ رہی ہے۔"وہ اُٹھ کر آہستگی سے بستر کی طرف بڑھی اور خود کو کمبل میں چھپا لیا۔ انابیہ نے کچھ لمحے اُسے دیکھا، لیکن بغیر کوئی سوال کیے خاموشی سے سونے کے لیے لیٹ گئی۔

کمرے میں اندھیرا اور سکوت چھا گیا تھا۔ انابیہ تو گہری نیند میں ڈوب گئی، لیکن ائزل کی آنکھیں اب بھی کھلی تھیں۔ وہ چھت کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔ ہر پل کے ساتھ اس کی آنکھوں سے بہنے والے آنسو تکیے کو نم کر رہے تھے۔ اُس کے ہونٹ بند تھے مگر دل میں ایک شور، ایک طوفان، مسلسل برپا تھا۔ وہ سوچ کے سمندر میں اس قدر ڈوبی ہوئی تھی کہ پلکیں بوجھل ہونے کے باوجود بند نہ ہو سکیں۔ انابیہ کے وہ الفاظ، جیسے آگ میں ڈوبا خنجر ہوں، بار بار اُس کے دماغ کو چیر رہے تھے۔"کسی کی کی ہوئی محبت کتنے دنوں کی ہو گی۔۔

دو دن، دو مہینے، زیادہ سے زیادہ دو تین سال۔۔۔ میری محبت اٹھارہ سالوں کی ہے، اب تم ہی بتاؤ، کسی کی کی ہوئی محبت میری چاہت سے بڑھ کر ہو سکتی ہے؟" یہ جملہ بار بار کانوں میں گونج رہا تھا۔ ائزل کا دل کسی پنجرے میں قید پرندے کی طرح تڑپ رہا تھا۔ اچانک وہ جھٹکے سے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ اُس نے ایک نظر سوئی ہوئی انابیہ پر ڈالی۔ "انابیہ نے غلط ہی کیا کہا۔۔!" اُس نے دانت بھینچتے ہوئے سرگوشی کی۔ "کسی کی چند دنوں کی محبت برسوں کی محبت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔" نم آنکھوں کے ساتھ اُس نے ٹیبل پر رکھا فون اٹھایا، تھوڑی دیر تک ساکت کھڑی رہی۔ ائزل کے قدم جیسے بوجھل تھے، لیکن دل کی بے چینی نے اُسے چلنے پر مجبور کیا۔ وہ کمرے سے نکل کر راہداری میں آئی، جہاں ہلکی ہلکی روشنی تھی اور چاروں طرف ایک سناٹا چھایا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر تک ساکت کھڑی رہی۔ اسکرین پر اُنگلیاں رک رک کر چلیں، جیسے دل اور دماغ میں جنگ ہو رہی ہو۔ ایک لمحے کے لیے اُس نے خود سے سوال کیا۔ "کیا اس وقت کال کرنا ٹھیک ہے؟" آنکھیں بند کر کے ایک گہری سانس لی، مگر دل کی بے قراری رکنے والی نہ تھی۔ ہونٹ کپکپائے اور اُس نے فیصلہ کر لیا۔ "صبح

تک کا انتظار نہیں کر سکتی۔۔"اُس نے جھٹکے سے نمبر ڈائل کیا۔دل کی دھڑکن تیز تھی۔

دوسری ہی رنگ پر کال ریسیو کر لی گئی۔

"ہیلو؟"دوسری طرف خدیجہ کی مانوس اور محبت بھری آواز ابھری۔

ائزل نے اپنے لہجے کو سنبھالتے ہوئے نرمی سے کہا۔"ہیلو۔۔مما۔"خدیجہ فوراً چونک گئی،

اُس کی آواز میں فکر جھلک رہی تھی۔"ائزل۔۔تم ٹھیک تو ہو نا؟اتنی رات گئے کال۔۔

سب خیریت ہے نا بچہ؟"

ائزل نے ہلکی سی لرزتی سانس لی اور جواب دیا۔

"ہ۔۔ہاں مما۔۔سب ٹھیک ہے۔"سن کر خدیجہ نے سکون کی سانس لی،اُس نے نرمی سے

کہا۔"اچھا،اچھا۔۔شکر ہے۔"ائزل کی آواز بھاری ہونے لگی۔وہ اب ضبط کی آخری حد پر

کھڑی تھی۔"مما۔۔"اُس نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں،بولو بیٹا۔"خدیجہ پوری توجہ سے سننے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ائزل کے ہونٹ کانپے، آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔اُس کے نے اپنے جذباتوں کو قابو کیا۔"مما۔۔مجھے گھر کی بہت یاد آرہی ہے۔میں آپ کو اور بابا کو بہت مس کر رہی ہوں۔"خدیجہ کا دل مچل اٹھا۔اُس نے فوراً کہا۔"بیٹا ائزل، کیا ہوا ہیں۔"اُس کی اپنی آواز بھی نم ہو گئی۔ائزل ہچکیاں لیتی ہوئی بھاری آواز میں بولی۔"مجھے گھر آنا ہے مما۔۔"

اب خدیجہ کی پریشانی بڑھ گئی۔"ائزل۔۔کچھ ہوا ہے کیا؟"اُس نے جلدی سے پوچھا۔ائزل نے جھوٹ کو سچ کی طرح اپنے آنسوؤں میں بہادیا۔"نہیں۔۔کچھ نہیں ہوا۔۔بس مجھے گھر آنا ہے۔میرے لیے ایک ایک پل گزارنا مشکل ہو رہا ہے، مما۔۔"

وہ اب رونے پر قابو نہیں رکھ سکی۔ہچکیوں کے درمیان الفاظ بمشکل نکل رہے تھے۔خدیجہ کا دل بیقراری سے بھر گیا۔اُس نے نرم لہجے میں اُسے تسلی دی۔"اچھا،اچھا۔۔تم رو مت۔میں کل ہی تمھارے بابا کو بھیجتی ہوں۔وہ تمہیں لینے آجائیں گے۔ٹھیک ہے؟"

"ہاں۔۔"ائزل نے روتے روتے سر ہلایا اور بمشکل کہا۔

✧....✧....✧

صبح کی مدھم کرنیں پردوں سے چھن چھن کر کمرے میں اتر رہی تھیں۔ فضا میں ایک عجیب سا سکوت تھا، مگر اُس سکوت کو انابیہ کے قدموں کی ہلکی چاپ نے توڑ دیا۔ وہ واش روم سے نکلتے ہی چونکی—سامنے ائزل اپنے بیگ سمیٹنے میں مصروف تھی۔ اس کے لرزتے ہاتھ کپڑوں کو تہہ لگا رہے تھے مگر نگاہیں کہیں اور تھیں۔ چہرہ بے رونق اور آنکھوں کے نیچے ہلکے، گویا راتوں کی نیند روٹھ گئی ہو۔ "ائزل؟" انابیہ کی آواز حیرانی سے گونجی۔ ائزل رکی، پلٹ کر اُس نے دیکھا۔ ایک نظر مگر اُس نظر میں ایک کہانی بھی دفن تھی۔ "کہاں جانے کی تیاری ہے؟" انابیہ آگے بڑھ کر اُس کے قریب آ کھڑی ہوئی۔ "گھر۔" ائزل کی آواز سرد، مختصر اور فیصلہ کُن تھی۔

"گھر؟" انابیہ کی آنکھیں پھیل گئیں۔ "لیکن کیوں؟ تم تو ابھی کل ہی تو آئی تھی۔۔۔" ائزل نے نظریں جھکا لیں۔ اُس کی سانسیں بے ربط تھیں۔ "میں بس یہاں سے جانا چاہتی ہوں،

انابیہ۔"انابیہ نے تیزی سے اُس کا بازو تھام کر اپنی طرف کیا۔دل کی گھبراہٹ اُس کے لہجے سے صاف تھی۔"یہ کیا کہہ رہی ہو؟۔۔۔تم واپس نہیں آؤ گی؟"

ائزل کے ہونٹوں پر ایک خفیف، شکستہ سی مسکراہٹ اُبھری۔اُس نے ہلکے سے اپنا بازو چھڑایا اور دھیرے سے کہا۔"کبھی نہیں۔"

یہ دو لفظ انابیہ کے دل پر کسی کاری ضرب کی مانند گرے۔"کیا؟۔۔۔کیوں ائزل؟"اُس کی آنکھوں میں نمی اُتر آئی۔"میں تمہارے لیے یہاں موجود ہوں اور تم۔۔۔تم مجھے بتائے بغیر جا رہی ہو؟"ائزل نے رخ موڑا،اُس کی آنکھیں بھیگ چکی تھیں۔"میں ہمیشہ تمہاری شکر گزار رہوں گی،انابیہ۔۔۔"اُس کی آواز بھاری تھی،پھر ذرا ٹھہر کر اُس نے آہستگی سے مزید کہا۔"اور ہاں،اگر تم جانا چاہتی ہو تو جا سکتی ہو۔"یہ کہہ کر وہ میز کی طرف بڑھی۔وہاں کتابوں کے ڈھیر کے بیچ ڈائری رکھی تھی۔کپکپاتے ہاتھوں سے اُس نے ڈائری اُٹھائی اور بیگ کی طرف بڑھ گئی مگر گرفت کمزور پڑی تھی ڈائری ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر جا گری۔فضا میں ایک لمحے کو سکوت چھا گیا۔ڈائری کے اوراق بے قابو ہو کر پلٹنے لگے۔جیسے

ہوا نے اُن پر چھپے رازوں کو اجاگر کرنے کی ضد کر دی ہو۔ انابیہ نے فوراً جھک کر اُسے اٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا لیکن اُس سے پہلے ہی ائزل تیزی سے جھکی اور ایک لمحے میں ڈائری اپنی گرفت میں لے کر وہ سیدھی ہو گئی۔ اُس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی ایسی مسکراہٹ جو زبردستی تراشی گئی ہو۔

انابیہ کے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں، دل جیسے کسی انجانے خدشے سے لرز رہا ہو۔ اُس نے دھیرے مگر لرزتی آواز میں کہا۔ "مجھے تمہاری بہت یاد آئے گی، ائزل۔۔۔ تم ایسا کیوں کر رہی ہو؟" ائزل خاموش تھی۔ اُس کی نظریں زمین پر جمی تھیں اور ہاتھ مسلسل کپڑوں کو بیگ میں رکھ رہے تھے، گویا وہ صرف اپنے دل کے شور کو دبانے کے لیے خود کو مصروف ظاہر کر رہی ہو۔ انابیہ کی بے بسی اُس کی برداشت سے باہر ہو گئی۔ وہ ایک جھٹکے سے آگے بڑھی، ائزل کا بازو پکڑ کر اُسے اپنی طرف کیا۔ "ائزل! جب تک تم مجھے جانے کی اصل وجہ نہیں بتاؤ گی، تب تک تم کہیں نہیں جا رہی ہو۔" اُس کا لہجہ تلخ تھا، مگر آنکھوں میں خالص فکر اور ٹوٹنے کا خوف جھلک رہا تھا۔ یہ الفاظ سنتے ہی ائزل کے ضبط کے بندھن ٹوٹ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گئے۔اُس کی پلکیں بھر آئیں اور آنکھوں سے آنسو ڈھلکنے لگے۔لرزتے ہونٹوں سے کوئی لفظ نہ نکل سکا۔انابیہ گھبرا گئی،اُس نے فوراً ائزل کو دونوں بازوؤں سے تھام کر بستر پر بٹھایا۔"ائزل، کیا ہوا؟تم۔۔۔تم رو کیوں رہی ہو؟"اُس کے لہجے میں بے پناہ فکر تھی۔"میرا دل بیٹھا جا رہا ہے،تم بولتی کیوں نہیں؟"ائزل کے گال سرخی مائل ہو گئے تھے،اور ہچکیاں اُس کی باتوں کو روک رہی تھیں۔وہ بس روئے جا رہی تھی،جیسے اندر کے سارے دکھ آنسوؤں کی صورت بہہ نکلے ہوں۔انابیہ نے نرمی سے اُس کے آنسو صاف کیے،دونوں ہاتھوں سے اُس کا چہرہ تھام لیا۔"اچھا بس،رو مت۔۔۔آرام سے مجھے سب بتاؤ،پلیز۔"ائزل نے بمشکل لب کھولے،آواز بھاری اور ٹوٹی ہوئی تھی۔"انابیہ۔۔۔مجھے۔۔۔مجھے عجیب سی بے چینی ہو رہی ہے۔۔۔میرا دل یہاں نہیں لگ رہا۔۔۔مجھے گھر جانا ہے۔۔۔میں مما کے پاس جانا چاہتی ہوں۔"یہ کہتے ہی وہ پھر ٹوٹ گئی اور سر جھکا کر ہچکیوں میں ڈوب گئی۔انابیہ نے ایک لمحے کو سکون کا سانس لیا اور اُس کے بال سہلاتے ہوئے نرمی سے کہا۔"اوہ،بس اتنی سی بات۔۔۔ائزل،اگر تمہیں جانا ہے تو جاؤ۔میں تمہیں روکوں گی نہیں۔لیکن پلیز،یوں رو

مت۔"ائزل نے آنسو صاف کیے، جلدی سے اُٹھی اور ہاتھ کے پچھلے حصے سے آنکھیں رگڑ ڈالیں۔"ہمم۔۔۔بابا آتے ہی ہوں گے۔"

ائزل انابیہ کے ساتھ آہستہ آہستہ سیڑھیاں اتر رہی تھی۔اُس کے قدموں میں ایک عجیب سی بے چینی اور تیزی تھی، جیسے وہ لمحہ بھر بھی یہاں مزید رکنا نہ چاہتی ہو۔ابھی وہ دونوں باہر ہی پہنچے تھے کہ گیٹ کے باہر کار کے رکنے کی آواز آئی۔ائزل نے تیز قدموں سے آگے بڑھنا چاہا مگر دروازہ کھلا اور کار سے روحان باہر نکلا تو وہ ٹھٹک گئی۔اُس کے قدم وہیں کے وہیں رُک گئے۔آنکھوں میں حیرت تھی، دل کی دھڑکن جیسے لمحہ بھر کے لیے رُک گئی ہو۔وہ سوچ رہی تھی کہ بابا آئیں گے لینے، لیکن سامنے روحان کو دیکھ کر پلکیں جھک گئیں۔

روحان پرسکون انداز میں آگے آیا اور اُس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔"آ۔۔۔آپ؟"ائزل نے دھیمی آواز میں کہا اور نظریں جھکا لیں۔روحان کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ اُبھری۔"ہاں۔۔۔خدیجہ آنٹی نے بتایا کہ رات کو تم نے کال کیا تھا۔تو انکل کی جگہ میں آ گیا تمہیں لینے۔"یہ کہتے ہوئے اُس نے نرم سا اشارہ کیا اور کار کا دروازہ کھول دیا۔ائزل

نے بنا کچھ کہے بس ایک ہلکی سی "ہمم" کی اور اندر جا بیٹھی۔ اُس کے چہرے پر الجھن صاف جھلک رہی تھی، جیسے وہ کچھ کہنا چاہتی ہو مگر الفاظ کا ساتھ نہ دے رہے ہوں۔ پیچھے انابیہ کھڑی تھی۔ روحان کو دیکھ کر اُس نے فوراً چہرہ دوسری طرف پھیر لیا، جیسے اُس کی موجودگی برداشت نہ ہو۔ روحان نے آہستہ سے اُس کے قریب ہو کر سرگوشی کی۔ "تمہیں بھی آنا ہے؟"

انابیہ نے ایک جھٹکے سے پلٹ کر دیکھا، آنکھوں میں غصے کی آگ دہک اٹھی۔ "میں کیوں آؤں گی۔۔۔ اسٹوپڈ!" اُس کے لہجے کی تلخی صاف محسوس ہو رہی تھی۔ روحان نے شانے اچکائے اور ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔ "لو۔۔۔ پوچھو تو پروبلم، نہ پوچھو تو پروبلم۔ پچھلی بار بغیر بولے کار میں آ بیٹھی تھی، اب پوچھ رہا ہوں تو اسٹوپڈ بول رہی ہو۔" پھر اس نے ہنستے ہوئے چھیڑنے کے انداز میں کہا۔ "سویٹس کھایا کرو، جب دیکھو لفظوں میں زہر لیے پھرتی ہو۔"

انابیہ غصے سے دو قدم آگے بڑھی،اُس کی آنکھیں بھڑک رہی تھیں۔"تم سے پوچھا کسی نے کہ میں کیا کھاؤں؟"

"سوچا مشورہ دے دوں۔"روحان نے پر سکون لہجے میں جواب دیا۔"نہیں چاہیے۔"انابیہ نے دو ٹوک انداز میں کہا۔روحان نے سر کو خم کیا اور ہنسی دباتے ہوئے بولا۔"جیسی تمہاری مرضی۔۔۔ابانیہ۔"یہ سنتے ہی انابیہ کا پارا آسمان پر جا پہنچا۔وہ غصے میں لرز گئی،جیسے دل چاہ رہا ہو کہ اُس کے منہ پر چپت دے۔"اوہ پاگل آدمی!"وہ تیز لہجے میں بولی۔"کتنی بار کہوں میرا نام انابیہ ہے،ابانیہ نہیں!"

روحان نے بے پرواہ انداز میں جواب دیا۔"ہاں،جو بھی ہو۔۔۔خیر تم پر نانا زادی اچھا لگتا ہے۔"

انابیہ نے تلملا کر انگلی اُس کی طرف اٹھائی"روحان!تم۔۔۔"ابھی انابیہ اپنے تیز لہجے میں روحان کو کچھ کہنے ہی والی تھی کہ اچانک ائرل کار سے باہر نکلی۔اُس کے قدم تیزی سے آگے بڑھے اور وہ دونوں کے بیچ کھڑی ہو گئی۔اُس کی آنکھوں میں نمی اور چہرے پر تھکن

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جھلک رہی تھی، لیکن آواز میں غیر معمولی سختی تھی۔"بس کرو تم دونوں!"ائزل کی بلند آواز میں ایک عجیب سی لرزش تھی۔اُس کی چیخ پر ماحول ساکت ہو گیا۔"ٹھیک سے بات نہیں کر سکتے نہ ایک دوسرے سے۔۔۔تو کم از کم چپ رہنا سیکھ لو!"روحان اور انابیہ ایک دوسرے کو گھورنے کے باوجود لمحے بھر کو خاموش ہو گئے۔اُن کے چہروں پر غصہ تو اب بھی دہک رہا تھا، مگر ائزل کی ڈانٹ نے جیسے سب جذبات پر روک لگا دی تھی۔ائزل نے گہرا سانس لیا اور ہلکے کپکپاتے لہجے میں کہا۔"اب چلیں۔۔۔"اُس نے براہِ راست روحان کی طرف دیکھا، اور پھر بنا مزید کچھ بولے واپس کار میں جا بیٹھی۔اُس کے انداز میں ایسی سنجیدگی تھی کہ نہ روحان کو کوئی وضاحت دینے کی ضرورت محسوس ہوئی اور نہ انابیہ کو مزید بولنے کی ہمت رہی۔روحان نے چند لمحے کے لیے انابیہ کی طرف دیکھا۔اُس کی آنکھوں میں اب بھی ضد اور غصہ بھڑک رہا تھا۔روحان نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ طنزیہ لہجے میں کہا۔"اُمید کرتا ہوں یہ ہماری آخری ملاقات ہو گی۔۔۔خدا کرے ہم دونوں پھر کبھی نہ ملیں۔"انابیہ نے تلملا کر پلٹتے ہوئے زوردار آواز میں جواب دیا۔"مجھے بھی یہی اُمید

ہے۔۔۔خدا تمہاری شکل مجھے پھر کبھی نصیب نہ کرے!"اُس کے لبوں سے نکلے ہر لفظ میں نفرت جھلک رہی تھی۔روحان نے ایک لمحے کے لیے گہری سانس لی،پھر انابیہ کی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے پر سکون انداز میں کار کی طرف بڑھا۔اُس کے چہرے پر وہی لاپرواہی تھی،جیسے کچھ بھی سنا ہی نہ ہو۔کار میں بیٹھتے ہی اُس کی نگاہ ائزل پر گئی۔ائزل غیر معمولی طور پر خاموش تھی۔اُس کے دونوں ہاتھ ایک دوسرے میں جکڑے ہوئے تھے اور نگاہیں کھڑکی کے باہر جم گئی تھیں۔اُس کے چہرے پر ایک جھوٹی مسکراہٹ تھی جو اندر کے درد کو چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔"تم ٹھیک تو ہو نا؟"روحان نے آہستگی سے پوچھا۔

"یہ فائن۔۔۔"ائزل نے فوراً نظریں چراتے ہوئے ہونٹوں پر مصنوعی مسکراہٹ سجائی۔"اوہ اچھا۔۔۔"روحان نے آہستگی سے کہا،مگر لہجے میں بے یقینی اور طنز صاف محسوس ہو رہا تھا۔اُس نے سیدھا ائزل کی آنکھوں میں گھورا اور بولا۔"پھر یہ آنکھوں کے نیچے ہلکے کیسے آئے؟"ائزل اُس کی بات پر ایک دم چونک گئی۔لمحہ بھر کے لیے جیسے الفاظ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اُس کے لبوں پر جم گئے ہوں۔اُس نے نظریں چُرا کر اپنے نازک ہاتھوں سے آنکھوں کو مسلنا شروع کر دیا، جیسے اُن ہلکوں کو چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی ہو۔ مدھم اور تھکی ہوئی آواز میں اُس نے کہا۔"دکھوں والی رات سویا نہیں جاتا اور خوشی والی راتیں سونے نہیں دیتیں۔"اُس کے لہجے میں ایک ایسا کرب تھا جو لفظوں سے زیادہ سکوت چیخ رہا تھا۔

روحان نے اُس کی بات سنی تو اُس کی آنکھوں میں سوال اتر آئے۔اُس نے اُسے غور سے دیکھا، جیسے اُس کے اندر کی سچائی کو پڑھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ لیکن ائزل نے خود پر قابو پاتے ہوئے فوراً وضاحت دی۔"وہ۔۔۔گھر جانے کی خوشی میں رات کو سو نہیں پائی، بس اس لیے۔"اُس کی آواز میں جھجک بھی تھی اور دکھ کو چھپانے کی بے بسی بھی۔روحان ہلکا سا مسکرایا مگر مسکراہٹ میں ہلکی تلخی چھپی تھی۔وہ ذرا پیچھے ہوا اور بوجھل لہجے میں بولا۔"ہمم۔۔۔اور اس جھوٹ سے میں بھی اچھی طرح واقف ہوں۔"اُس کے لہجے میں ایک عجیب سا یقین تھا، جیسے وہ ائزل کی ادھوری کہانی کو مکمل طور پر جانتا ہو۔

ائزل کی آنکھیں حیرانی سے پھیل گئیں۔اُس نے گھبرا کر روحان کو دیکھا۔"م۔۔۔ مطلب؟"

روحان نے اُس کی آنکھوں میں اُترتی حیرت اور چھپے سوالات کو دیکھا،مگر پھر لمحہ بھر بعد نگاہیں پھیر لیں۔اُس نے جیسے اپنی ہی زبان کو روک لیا۔"کچھ نہیں۔۔۔"اُس نے سرسری انداز میں کہا اور کھڑکی کے پار دیکھنے لگا۔

✧ ....✧....✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گھر کے ہر کونے میں ناشتے کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ کبھی تلے ہوئے پراٹھوں کی خوشبو تو کبھی قہوے کی بھاپ۔ کچن میں خدیجہ کی ایک عجیب سی افراتفری سی مچی ہوئی تھی۔ برتنوں کی چھنک اور بھاپ کی خوشبو گھر کو اور بھی زندہ کر رہی تھی۔ایسے ہی میں اچانک ڈور بیل کی آواز گونجی۔ خدیجہ نے تیزی سے قدم بڑھاتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔دروازہ کھلتے ہی سامنے ائزل کھڑی تھی۔اُس کے چہرے پر ہلکی سی تھکن ضرور تھی مگر آنکھوں میں

گھر آنے کی چمک صاف دکھائی دے رہی تھی۔ اگلے ہی لمحے وہ خدیجہ سے لپٹ گئی، جیسے برسوں بعد اپنی ماں کی آغوش ملی ہو۔ "میں نے بہت مس کیا آپ کو مما۔۔۔" ائزل کی آواز میں نمی تھی۔ خدیجہ کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ "ہمم۔۔۔ چلو اندر تو آجاؤ۔" دونوں آہستہ آہستہ چلتے ہوئے لاؤنج میں داخل ہو گئے۔ ائزل صوفے پر جا بیٹھی۔ خدیجہ بار بار ائزل کے چہرے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ اچانک وہ صوفے کے قریب رک گئیں اور نرمی مگر فکر سے بھرے لہجے میں بولیں۔ "ائزل۔۔۔ تم ٹھیک ہو نا؟" ائزل نے چونک کر نظریں اُٹھائیں، ایک لمحے کو جھجکی اور فوراً سر جھکا کر بولی۔ "ہ۔۔ہاں مما، میں ٹھیک ہوں۔" مگر اُس کی آواز اور نگاہوں کی لرزش سب کچھ بتا رہی تھی۔ ساتھ والے صوفے پر روحان خاموش بیٹھا تھا، مگر اُس کی نظریں لمحہ بھر کے لیے بھی ائزل سے نہیں ہٹیں۔ وہ جانتا تھا کہ یہ "ٹھیک ہوں" صرف ایک لفظ ہے، حقیقت نہیں۔ اُس نے بے ساختہ بول دیا۔ "گھر آنے کی خوشی میں رات بھر سوئی نہیں۔۔۔" روحان کی بات پر خدیجہ نے چونک کر اُس کی طرف دیکھا۔ اُس کے لہجے میں چھپی حقیقت نے اُنہیں بھی پریشان کر دیا تھا۔ پھر اُنہوں نے دوبارہ نظر

ائزل پر ڈالی جو بے چینی سے اپنی آنکھیں ہاتھوں سے مسل رہی تھی، جیسے حقیقت کو چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی ہو۔ خدیجہ آگے بڑھیں، نرمی سے ائزل کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور دھیرے سے بولیں۔ "تھوڑا آرام کر لو۔۔۔" ائزل آہستہ آہستہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور بنا کچھ بولے سیڑھیوں کی طرف چل دی۔

ائزل جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی، اُس نے دروازہ آہستگی سے بند کیا۔ کمرہ سجا ہوا تھا مگر اُس لمحے اُس کے اندر ایک عجیب سی ویرانی تھی۔ ائزل نے ایک لمبی اور بوجھل سانس لی، جیسے اپنے دل پر رکھا بوجھ اتارنے کی کوشش کر رہی ہو۔ ابھی وہ اپنے سکوت میں ہی تھی کہ اُس کے ہاتھوں میں موجود فون اچانک بج اُٹھا۔ اسکرین پر ایک ہی نام جگمگا رہا تھا—عرش۔ ائزل کے قدم وہیں رک گئے۔ اُس نے فون کی اسکرین کو گھورا، دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ آنکھوں میں ایک پل کو خوشی کی جھلک ابھری، مگر اگلے ہی لمحے وہ جھجک اور درد میں بدل گئی۔ وہ بس خاموشی سے اسکرین کو دیکھتی رہی، جیسے وقت تھم گیا ہو۔ کال بجتی رہی۔۔۔ اور پھر بند ہو گئی۔ فون کی اسکرین اندھیرے میں ڈوبی تو جیسے ائزل

کے دل کی روشنی بھی مدھم ہو گئی۔ اُس نے آہستگی سے فون کو بیڈ پر اچھال دیا۔ فون جا کر تکیے کے قریب گرا، مگر ائزل کا دل اور بھی بھاری ہو گیا۔ "کیا جواب دوں میں عرش کو۔۔۔؟" اُس نے ہلکی مگر ٹوٹی ہوئی آواز میں کہا۔ یہ جملہ جیسے اُس کی اپنی کمزوری کا اعتراف تھا۔ وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی بالکونی کی طرف چلی گئی۔ ہوا کے جھونکوں نے اُس کے بالوں کو چہرے پر بکھیر دیا مگر وہ سب نظر انداز کرتے ہوئے آسمان کو دیکھنے لگی۔ اُس کی آنکھوں میں ایک ہی سوال تھا۔ "کیسے اپنے جھوٹ کے ساتھ اُن کا سامنا کر پاؤں گی۔۔۔" چند لمحوں تک وہ بالکونی کے کنارے کھڑی خاموش رہی۔ پھر اُس کے لب خود بخود خدا سے شکوہ کرنے لگے۔ "خدا کو اگر محبت دینی نہیں ہوتی تو دلوں کو ملاتا کیوں ہے۔۔۔؟" اُس کی نظریں آسمان پر جمی رہیں۔ آنکھوں میں چمکتی نمی اور لہجے میں خفگی صاف محسوس کی جا سکتی تھی۔ "بہت شکایتیں ہیں میری خدا سے۔۔۔ ٹھیک نہیں ہوا ہے میرے ساتھ۔ جب عرش کو کوئی اور اپنا بنا چکا ہے تو اُسے مجھ سے ملایا ہی کیوں۔۔۔؟ اور اگر ملا بھی دیا تو۔۔۔ اُسے میری زندگی میں بھیجا ہی کیوں۔۔۔؟" یہ کہہ کر اُس نے

آسمان کی طرف دیکھنا چھوڑ دیا اور آہستگی سے اپنا سر جھکا لیا۔ آنکھوں سے بہتا ہوا آنسو اُس کے گال پر لکیریں بنا رہا تھا۔ "اگر وہ مجھے دوبارہ نہ ملتے تو میں اپنی ایک طرفہ محبت کے ساتھ شاید جیتے جیتے مر جاتی۔۔۔ مگر برداشت کر لیتی۔ لیکن اب۔۔۔ میں نے اُنہیں پا کر خوشی خوشی کھو دیا۔۔۔" یہ کہہ کر اُس نے دونوں ہاتھ ریلنگ پر رکھ دیے اور خود کو سہارا دیا، جیسے اندر ہی اندر گر رہی ہو۔ پھر اُس کی آواز کانپنے لگی، گلہ پھٹنے کے قریب تھا۔ "خدا سے جواب چاہیے۔۔۔ جب دل توڑنے ہوتے ہیں تو خدا دل دیتا کیوں ہے۔۔۔؟" ایک آنسو اُس کے ہاتھ پر گر گیا۔ اُس نے حیرانی سے اسے دیکھا، جیسے دل کے زخم کا بوجھ قطرے میں بدل کر ہاتھ پر آ گرا ہو۔ "محبتوں سے روبرو ہو کر محروم ہو جانا۔۔۔ بہت تکلیف دیتا ہے۔۔۔" یہ کہتے کہتے وہ ٹوٹ کر رونے لگی۔ اُس کا وجود ہچکیوں میں لرزنے لگا۔ بالکونی کی خالی فضا میں اُس کے رونے کی آواز گونجنے لگی، جیسے کمرہ بھی اُس کے دکھ کا گواہ بن گیا ہو۔

کُچھ ہی دیر بعد خدیجہ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ ہر قدم کے ساتھ دل میں ایک ہی دعا تھی کہ ائزل بالکل ٹھیک ہو۔ جیسے ہی وہ ائزل کے کمرے کے دروازے تک

پہنچی تو اُس نے دیکھا کہ دروازہ آدھا سا کھلا ہوا ہے۔ خدیجہ نے ہلکا سا ہاتھ دروازے پر رکھا اور اندر جھانک کر دیکھا۔ کمرے میں ہلکی روشنی پھیلی تھی۔ پردے آدھے کھلے تھے جن سے سورج کی نرم کرنیں اندر آ کر بیڈ پر بکھر رہی تھیں۔ بیڈ پر ائزل سوئی ہوئی تھی—چہرہ سکون سے خالی، آنکھوں کے گرد ہلکے، جیسے رات بھر جاگنے کا بوجھ ابھی تک آنکھوں پر تھا۔ خدیجہ کا دل ایک پل کو بھر آیا۔ اُس نے چاہا کہ اندر جا کر اُس کے بالوں پر ہاتھ پھیرے، اور پیار سے جگا کر ناشتہ کرائے۔ لیکن اگلے لمحے اُس نے خود کو روک لیا۔ "شاید اُسے آرام کی ضرورت ہے..." اُس نے اپنے دل کو سمجھایا۔ خدیجہ نے ایک نظر ائزل پر ڈالی، جیسے اُس کے چہرے کو اپنی آنکھوں میں محفوظ کرنا چاہتی ہو۔ پھر آہستگی سے دروازے کو بند کر دیا تاکہ کوئی شور اُس کی نیند نہ توڑ دے۔

صبح سے وقت تیزی سے گزرتا گیا، ناشتے کی خوشبو اب مدھم ہو چکی تھی مگر خدیجہ کے دل کی بے چینی بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ وہ کئی بار سیڑھیوں کی طرف دیکھ چکی تھی، مگر ائزل کے کمرے سے کوئی آہٹ نہ سنائی دی۔ آخر کار دوپہر کے قریب اُس کا ضبط جواب دے گیا۔

آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے وہ دوبارہ ائزل کے کمرے کے دروازے تک پہنچی۔ دروازہ بالکل ویسے ہی بند تھا جیسے صبح اُس نے خود بند کیا تھا۔ دل کی دھڑکن بے وجہ تیز ہو گئی۔ اُس نے دھیرے سے دروازہ کھولا اور اندر قدم رکھا۔ کمرے میں ہلکی سی خاموشی تھی، صرف گھڑی کی ٹک ٹک سنائی دے رہی تھی۔ سورج کی روشنی کھڑکی سے چھن کر آ رہی تھی اور ائزل کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ وہ اب بھی ویسے ہی لیٹی ہوئی تھی، جیسے دنیا کی تھکن اُس پر آ کر ٹک گئی ہو۔ خدیجہ دھیرے سے اُس کے قریب آئی اور بیڈ کے کنارے بیٹھ کر سرہانے کے پاس جا ٹھہری۔ اُس نے نرم آواز میں پکارا۔ "ائزل..." آواز پر ائزل کی پلکیں بھاری سی حرکت کرنے لگیں۔ اُس نے آہستگی سے آنکھیں کھولیں اور سامنے خدیجہ کو دیکھ کر ایک لمحے کے لیے خاموش رہی۔ پھر جیسے کسی ننھی بچی کی طرح کمزوری سے سر اُٹھا کر اپنی ماں کی گود میں رکھ دیا۔ خدیجہ نے اُس کے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔ "کیا تمہیں کھانا نہیں کھانا؟" اُس نے دھیرے سے پوچھا۔ ائزل نے آنکھیں موند لیں، چہرے پر ایک ہلکی سی تھکن بھری مسکراہٹ تھی۔ "نہیں مما... بھوک نہیں ہے۔" خدیجہ کا ہاتھ

جو بالوں میں پیار سے چل رہا تھا، اچانک رک گیا۔ اُس نے فوراً سوال کیا۔ "کیوں...؟" یہ سوال محض لفظ نہ تھا بلکہ اُس کی ماں کی ساری پریشانی اور بے چینی کا آئینہ تھا۔ ائزل نے آہستگی سے اپنی ماں کی گود سے سر نکالا اور اُس کے چہرے کو دیکھا۔ خدیجہ کے چہرے پر فکر کی لکیریں واضح تھیں۔ ائزل نے نرمی سے مسکرا کر کہا۔ "آپ پریشان نہ ہوں مما... مجھے بھوک لگے گی تو میں خود کھالوں گی۔" یہ مسکراہٹ جھوٹی تھی، مگر اتنی نرم اور پر اثر تھی کہ خدیجہ کا دل مزید بوجھل ہو گیا۔

"کیسے فکر نہ کروں...؟" اُس نے پیشانی پر ہلکی سی شکن ڈالتے ہوئے کہا۔ پھر نرمی سے رُکی، ائزل کے قریب سرکی اور آہستہ پوچھا، "ائزل... کیا تمہیں کوئی بات پریشان کر رہی ہے؟"

"ن... نہیں... نہیں مما... ا... ایسی کوئی بات نہیں," ائزل نے ٹوٹتے لفظوں میں جواب دیا اور گدّے سے سہارا لے کر اٹھ بیٹھی۔ آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی، جیسے الفاظ بھی تھکن کا وزن اُٹھا رہے ہوں۔ خدیجہ نے لمحہ بھر کو اُس کی آنکھوں میں جھانکا پھولی ہوئی

پلکیں، نیچے ہلکے، اور ہونٹوں کی کناری پر ٹھہری ادھوری مسکراہٹ۔ وہ آگے جھکی، دونوں ہاتھوں سے بیٹی کا چہرہ تھام لیا۔ "سچ بتاؤ،" اُس کا لہجہ بہت نرم تھا مگر اُس نرمی میں ایسی پختگی تھی جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ ائزل نے پلکیں جھپکیں، نظر ذرا سی جھکی۔ "مما... آپ بے وجہ فکر کر رہی ہیں،" اُس نے نرمی سے سر کو خم کیا، جیسے بات کو پیار سے ٹال دینا چاہتی ہو۔ خدیجہ کی آنکھوں میں ماں ہونے کا یقین چمکا۔ "میں تمہاری ماں ہوں، بچہ... تمہاری شرارتیں بھی جانتی ہوں اور تمہاری اداسیوں کے رنگ بھی۔" وہ سنجیدگی سے بولی، پھر انگوٹھے سے ائزل کے گال کی نمی سہلائی۔ "میں سچ ہی بول رہی ہوں، مما،" ائزل نے تسلّی دینے کی کوشش کی۔ خدیجہ نے آہستگی سے ہاتھ پیچھے سمیٹے، مگر نظر ابھی بھی ائزل کے چہرے پر ٹکی رہی۔ ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ لاتے ہوئے بولی، "اچھا— پھر میری شیطان بچی کہاں ہے؟" ائزل کا دل جیسے ایک دم بھیگ سا گیا۔ وہ آگے کو لپکی، خدیجہ کے ہاتھ تھام لیے۔ "مما... میں بس تھوڑی تھکی ہوئی ہوں۔ جیسے ہی تھکن اُتر جائے نا، میں پھر سے وہی شرارتیں شروع کر دوں گی۔۔"

خدیجہ نے ہلکے سے سر ہلایا مگر سوال اب بھی باقی تھا۔ "یہ سچ میں تھکن ہی ہے نا؟" اُس کی آواز بہت مدھم، بہت محتاط تھی جیسے ذرا سی تیزی بیٹی کو ٹوٹ کر رو دینے پر مجبور کر دے گی۔ "ہمم، تھکن ہی ہے،" ائزل نے فوراً جواب دیا، اتنی جلدی کہ خود اس کی جلدی نے جواب کی کمزوری کھول دی۔

کمرے میں خدیجہ کے جانے کے بعد ایسی خاموشی چھا گئی تھی جیسے وقت اپنی رفتار روک کر بیٹھ گیا ہو۔ ائزل نے آہستگی سے اٹھ کر واش روم کا رخ کیا۔ آئینے میں جھانکتے ہی اپنی آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے دیکھ کر ایک لمحے کو نظریں چرا لیں۔ ٹھنڈے پانی کے چھینٹے منہ پر مارے، مگر آنکھوں کی سرخی اور دل کی تھکن پھر بھی نہ چھپ سکی۔ واپس آ کر اُس نے بیگ اپنے قریب کھینچا اور سامان نکالنا شروع کیا۔ کپڑے، کتابیں، چھوٹی چھوٹی چیزیں... سب ایک ایک کر کے بیڈ پر پھیلتی گئیں۔ بیگ لمحوں میں خالی ہو گیا۔ لیکن اُس کے اندر ایک انجانی سی گھبراہٹ دوڑ گئی۔ "م... میری ڈائری؟" اُس کی سانس اٹک گئی۔ اُس نے خالی بیگ کو دیکھا جیسے اُس میں کوئی جواب چھپا ہو۔ پھر بے تابی سے بیڈ پر

بکھرے سامان کو الٹ پلٹنے لگی۔ کپڑوں کو جھٹکا، کتابیں کھولیں، مگر ڈائری کہیں نہ ملی۔

"میں نے تو یاد سے رکھی تھی..." اُس کی آواز میں لرزش تھی۔ اچانک اُس کی نظر بیڈ کے کونے پر پڑے دوپٹے پر گئی۔ اُس نے تیزی سے دوپٹہ اپنی طرف کھینچا تو نیچے سے بھاری سی ڈائری زمین پر گر پڑی۔ "اوہ..." اُس نے سکون کی ایک لمبی سانس بھری۔ جیسے دل کے بوجھ کو لمحے بھر کو ریلیف ملا ہو۔ ائزل نے جھک کر ڈائری اٹھائی اور اُسے سینے سے لگا لیا۔ ڈائری کے سرورق پر اُنگلیاں پھیرتے ہوئے اُس کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔ لبوں پر ایک مدھم سی مسکراہٹ تھی، مگر اندر ہی اندر یادوں کی شدت اُس پر حاوی ہو رہی تھی۔ "بہت حسین یادیں ہیں اس میں..." اُس نے خود سے سرگوشی کی۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔ ہلکی سی "ٹک... ٹک..." کی آواز نے اُسے چونکا دیا۔ اُس نے ڈائری کو جلدی سے قریب کھینچا اور نظریں دروازے کی طرف دوڑائیں۔ دروازہ آہستگی سے کُھلا۔ روحان سامنے کھڑا تھا۔ ائزل کی نظریں لمحہ بھر کو اُس سے ملیں، مگر پھر فوراً جھک گئیں۔ اُس نے اپنے آنسوؤں کو ضبط کرنے کے لیے پلکوں کو زور سے جھپکا، گالوں پر نمی آنے سے پہلے ہی چہرہ

دوسری طرف موڑ لیا۔ روحان آہستہ سے کمرے میں داخل ہوا۔ دروازہ بند ہوتے ہی اُس کی نظریں بیڈ پر پھیل گئی چیزوں پر جا ٹھہریں۔ اُس نے ایک نرم سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "پہلی بار دیکھ رہا ہوں... کے تمہارا کمرہ اتنا بکھرا ہوا ہے۔" ائزل لمحے بھر کو ساکت ہو گئی۔ اُس کے ہاتھوں کی حرکت رکی، اُس نے پلکیں جھپکیں، پھر ضبط سے ہلکی سی آواز نکالی۔ "ہوو... بس ابھی بیگ سے نکالا ہے۔ سمیٹ ہی رہی تھی کہ آپ آ گئے۔" وہ تیزی سے بیڈ پر بکھری چیزیں سمیٹنے لگی۔ ہاتھ کپڑوں کو پکڑتے ہوئے لرز رہے تھے۔ ہر حرکت میں ایک گھبراہٹ اور بے قراری جھلک رہی تھی، جیسے وہ کمرے کی بے ترتیبی کے ساتھ دل کی بے ترتیبی کو بھی چھپانا چاہتی ہو۔ روحان خاموش کھڑا اُسے دیکھتا رہا۔ اُس کی آنکھوں میں سوال تھے اور چہرے پر سکوت۔ پھر دھیرے سے بولا۔ "ویسے... میں صرف آج کے لیے ہی ہوں یہاں۔ کل چلا جاؤں گا۔"

ائزل کے ہاتھوں میں پکڑے کپڑے ایک دم ڈھلک سے گئے۔ وہ لمحہ بھر کو کھڑی رہ گئی، "اچھا۔" اُس نے یہ گہری سانس اپنے اندر جذب کر لی اور اپنا چہرہ روحان سے موڑتے ہوئے کہا۔

روحان کے لبوں پر ہلکی سی تلخ مسکراہٹ آئی۔ وہ آگے بڑھ کر بیڈ کے پاس رک گیا اور نرمی مگر گہرائی سے پوچھا۔ "تو... میں چلا جاؤں؟" ائزل نے سر جھکا کر آہستہ سا "ہمم..." کہا۔

"ائزل... میں سچ میں جا رہا ہوں۔ اس بار تم روکنے کی کوشش نہیں کرو گی۔" روحان کی آواز میں جو مدھم سی لرزش تھی وہی الفاظ پھر ادا ہوئے۔

ائزل نے الماری کے دروازے کو احتیاط سے بند کیا، کپڑوں کو سنبھالتے ہوئے اس نے سر پر ایک ٹھنڈی مگر خاموش سی ہنسی دی۔ "میری زندگی میں ہر چیز وقتی رہی ہے... جو میں جتنا روکنا چاہوں وہ اُتنا ہی مجھ سے دور ہو جاتا ہے۔" روحان اُس کے الفاظ پر ٹھہر سا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گیا۔ لمحہ بھر کے لیے اُس کے چہرے پر سوال کا عکس اُبھرا۔ "مطلب؟" ائزل گھڑی کی سوئی کی طرح اُس کی طرف مڑی، "مطلب یہ..." اُس نے بظاہر ہلکا سا جواب دیا۔ "کہ میں اگر آپ کو روکنا بھی چاہوں تو آپ کل چلے ہی جائیں گے۔" اس کے الفاظ میں ایک تلخ سچّائی چھپی تھی۔ روحان نے خاموشی سے اُس کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے کی ہر لکیر میں ایک سمندر سی اُمید اور مایوسی دونوں تھے۔ "اوہ... میں تو جانے کے لیے ہی آیا ہوں۔" "ہمم... چلیں جائیں۔" ائزل نے بغیر کسی اندازِ نمایاں کے کہا۔

....✧....✧ ✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رات کا کھانے کا وقت تھا۔ پورے گھر میں ہلکی ہلکی روشنی اور کھانے کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ میز پر سب اپنی اپنی جگہ بیٹھے تھے۔ ائزل آہستہ آہستہ سیڑھیاں اُترتی ہوئی نیچے آئی۔ اس کے قدموں میں وہی خاموشی تھی، جیسے دل میں کوئی بوجھ اُٹھائے چل رہی ہو۔ وہ اپنی مخصوص کم رفتاری کے ساتھ ڈائننگ ٹیبل تک پہنچی، سربراہی کرسی اپنی طرف کھینچی اور بنا

کچھ کہے چپ چاپ بیٹھ گئی۔ ماحول خوشگوار تھا۔ حافظ صاحب نے نوالہ منہ میں ڈالا اور مسکراتے ہوئے ائزل کی طرف دیکھا۔ "ہماری شیطان ائزل... یونیورسٹی جا کے تو بڑی سمجھدار ہو گئی ہے۔" یہ جملہ سنتے ہی سب کی نظریں ائزل پر گئیں۔ وہ چونک سی گئی مگر مسکرا کر نظریں جھکا لیں۔ خدیجہ نے بات کو آگے بڑھایا۔ "نہیں، مجھے تو لگتا ہے کہ ہماری بچی کو کسی نے ریپلیس کر دیا ہے۔ یہ ائزل وہ ہے ہی نہیں۔" وہ ہنستے ہوئے بولیں اور سب کے قہقہے کمرے میں گونج اُٹھے۔ ائزل بھی ہلکی سی ہنسی میں شامل ہو گئی۔ "نہیں مما... بابا... ایسی کوئی بات نہیں۔" اُس نے نرمی سے کہا۔ "اچھا؟" حافظ صاحب نے مسکراتے ہوئے سوالیہ انداز میں کہا، جیسے اُس کی بات پر مزید چھیڑنا چاہتے ہوں۔ لیکن ائزل خاموش رہی۔ اُس نے دوبارہ پلیٹ کی طرف توجہ دی۔ ماحول میں ہنسی اور خوشگواری جاری رہی مگر ائزل نے بات بڑھائی نہیں۔ اُس کی نظریں کھانے پر تھیں، لیکن دل جیسے کہیں اور۔ چند ہی لمحوں میں اُس نے جلدی جلدی اپنا کھانا ختم کیا اور مسکرا کر سب کو دیکھا، پھر آہستگی سے کرسی پیچھے کی اور اُٹھ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اوہ... میں تو جانے کے لیے ہی آیا ہوں۔" "ہمم... چلیں جائیں۔" ائزل نے بغیر کسی اندازِ نمایاں کے کہا۔

....✧....✧ ✧

رات کا کھانے کا وقت تھا۔ پورے گھر میں ہلکی ہلکی روشنی اور کھانے کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ میز پر سب اپنی اپنی جگہ بیٹھے تھے۔ ائزل آہستہ آہستہ سیڑھیاں اُترتی ہوئی نیچے آئی۔ اس کے قدموں میں وہی خاموشی تھی، جیسے دل میں کوئی بوجھ اُٹھائے چل رہی ہو۔ وہ اپنی مخصوص کم رفتاری کے ساتھ ڈائننگ ٹیبل تک پہنچی، سربراہی کرسی اپنی طرف کھینچی اور بنا کچھ کہے چپ چاپ بیٹھ گئی۔ ماحول خوشگوار تھا۔ حافظ صاحب نے نوالہ منہ میں ڈالا اور مسکراتے ہوئے ائزل کی طرف دیکھا۔ "ہماری شیطان ائزل... یونیورسٹی جا کے تو بڑی سمجھدار ہو گئی ہے۔" یہ جملہ سنتے ہی سب کی نظریں ائزل پر گئیں۔ وہ چونک سی گئی مگر مسکرا کر نظریں جھکا لیں۔ خدیجہ نے بات کو آگے بڑھایا۔ "نہیں، مجھے تو لگتا ہے کہ ہماری

بچی کو کسی نے ریپلیس کر دیا ہے۔ یہ ائزل وہ ہے ہی نہیں۔" وہ ہنستے ہوئے بولیں اور سب کے قہقہے کمرے میں گونج اُٹھے۔ ائزل بھی ہلکی سی ہنسی میں شامل ہو گئی۔ "نہیں مما... بابا... ایسی کوئی بات نہیں۔" اُس نے نرمی سے کہا۔ "اچھا؟" حافظ صاحب نے مسکراتے ہوئے سوالیہ انداز میں کہا، جیسے اُس کی بات پر مزید چھیڑنا چاہتے ہوں۔ لیکن ائزل خاموش رہی۔ اُس نے دوبارہ پلیٹ کی طرف توجہ دی۔ ماحول میں ہنسی اور خوشگواری جاری رہی مگر ائزل نے بات بڑھائی نہیں۔ اُس کی نظریں کھانے پر تھیں، لیکن دل جیسے کہیں اور۔ چند ہی لمحوں میں اُس نے جلدی جلدی اپنا کھانا ختم کیا اور مسکرا کر سب کو دیکھا، پھر آہستگی سے کرسی پیچھے کی اور اُٹھ گئی۔

روحان نے بھی اپنی پلیٹ سمیٹی اور خاموشی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اُس کے قدم جیسے کسی انجانی عادت کے تحت سیدھے ٹیرس کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ جانتا تھا کہ اکثر کھانے کے بعد ائزل ٹیرس پر جایا کرتی تھی۔ "ائزل؟" اُس نے پہونچتے ہی آواز لگائی۔ مگر وہاں مکمل خاموشی تھی۔ ہلکی ہوا کے جھونکے چل رہے تھے، چاندنی ہر چیز پر چاندی کی تہہ بچھا رہی

تھی، لیکن ائزل کہیں نظر نہ آئی۔ روحان نے ایک نظر ارد گرد دوڑائی، پھر مسکرا کر سر جھٹک دیا۔ "کمال ہے... یہ لڑکی آج ٹیرس پر بھی نہیں آئی۔" اُس کے لبوں پر حیرت بھری مسکراہٹ تھی مگر دل کے کسی کونے میں ہلکی سی خالی پن اتر گیا تھا۔ وہ آگے بڑھا اور دیوار کے قریب جا کر دونوں کہنیاں ٹکا دیں۔ آسمان پر چمکتے ستارے جیسے اس کی خاموشی کا جواب دے رہے تھے۔ اُس نے ایک گہری سانس اپنے اندر جذب کر لی۔ "ہمم..." اُس کے لبوں سے ہلکی آہ نکلی۔ "مصروف ہو گئی ہے اپنی زندگی میں... اب اُس کے پاس ٹیرس پر بیٹھنے کا بھی وقت نہیں۔" وہ ذرا سا رُکا، جیسے ائزل کی غیر موجودگی کو بھی محسوس کر رہا ہو۔ پھر آہستہ سے مسکرا دیا۔ "سچ کہا تھا خدیجہ آنٹی نے... ائزل کو واقعی کسی نے ریپلیس کر دیا ہے۔" اُس کی آواز میں ہنسی تھی مگر آنکھوں میں ایک عجیب سی سنجیدگی۔ لمحہ بھر وہ یونہی کھڑا رہا، پھر ایک سرد سانس بھر کے سیدھا ہوا۔ "خیر..." کہہ کر وہ پلٹ گیا۔ روحان سیڑھیاں اُتر کر ٹیرس سے نیچے آ رہا تھا۔ اُس کے قدم سیدھے گیسٹ روم کی طرف بڑھ رہے تھے مگر دل و دماغ کسی عجیب سی بے چینی میں گم تھے۔ تبھی اچانک اُس

کے کانوں میں ایک مدھم سی آواز پڑی کسی کے رونے کی، کسی کی ٹوٹی ٹوٹی سسکیوں کی۔ روحان ٹھٹھک کر رک گیا۔ اُس کے قدم ایک دم زمین سے جیسے جُڑ گئے ہوں۔ اُس نے گردن ذرا سا موڑ کر آواز کے رخ کا اندازہ لگایا۔ یہ آواز سیدھی ائزل کے کمرے کی طرف سے آ رہی تھی۔ "ائزل کے کمرے سے یہ... کیسی آوازیں آ رہی ہیں؟" اُس نے خود سے آہستہ سے کہا۔ دل میں ایک انجانا سا خوف اور تجسس بیک وقت اُتر آیا۔ وہ ہولے ہولے پیچھے ہوا اور آ کر ائزل کے دروازے کے قریب کھڑا ہو گیا۔ وہ دروازہ کھٹکھٹانے ہی والا تھا لیکن کمرے کے اندر کی آوازیں تھم چکی تھی۔ روحان نے پلکیں جھپکیں "نہیں... شاید میرا وہم ہے۔" اُس نے دھیرے سے سر جھکایا اور پلٹنے کو قدم بڑھا دیا۔ مگر جیسے ہی اُس نے کمرے سے دور ہونا چاہا، دوبارہ وہی دبی دبی سسکیوں کی آواز اُس کے کانوں سے ٹکرائی۔ اس بار وہ اور بھی واضح تھی۔ سسکیوں کے ساتھ ساتھ گھٹی ہوئی رونے کی آواز بھی۔ روحان ٹھہر گیا۔ "نہیں... یہ وہم نہیں ہو سکتا۔" اُس نے سر اٹھایا اور پلٹ کر دوبارہ دروازے کی طرف بڑھ آیا۔ اب اندر سے ائزل کی آہٹیں صاف سنائی دے رہی تھیں، جیسے وہ اپنے آنسو

دبانے کی ناکام کوشش کر رہی ہو۔ روحان کے دل میں عجیب سا اضطراب جاگا۔ اُس نے ہچکچاتے ہوئے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا، مگر لمحہ بھر رکا بھی۔ پھر اُس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ "ائزل!" اُس نے زور سے پکارا اور دروازہ پوری قوت سے اندر کی طرف دھکیل دیا۔ دروازہ چرچراتے ہوئے کُھل گیا۔ کمرے میں گھپ اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ کھڑکی سے آتی ہلکی سی چاندنی فرش پر لرزتی چھاؤں ڈال رہی تھی۔ کمرے کی خاموش فضا میں صرف ائزل کی دبی دبی ہچکیاں گونج رہی تھیں۔ وہ بیڈ سے ٹیک لگائے فرش پر سمٹی ہوئی بیٹھی تھی، چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپائے، اور لگاتار رو رہی تھی جیسے اندر کا سارا درد آنکھوں کے راستے بہا دینا چاہتی ہو۔ دروازہ کھلنے پر ائزل نے گھبرا کر خود کو اور بھی سمیٹ لیا۔ اُس کے کندھے مزید تیز ہچکیوں کے ساتھ کانپنے لگے۔ "اے۔۔۔ ائزل!" روحان نے ایک جھٹکے میں منظر دیکھا اور ضبط کھو بیٹھا۔ وہ دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور اُس کے برابر فرش پر بیٹھ گیا۔ اُس کی آواز میں پریشانی بھی تھی اور لرزش بھی۔ "کیا۔۔۔ کیا ہوا ہے؟ یہ کیسا حال بنا لیا ہے تم نے؟" ائزل نے سر اور جھکا لیا، جیسے اُس کے قریب آنے سے ڈر

رہی ہو۔ وہ آہستہ آہستہ پیچھے کھسک گئی۔ روحان نے بے چینی سے ہاتھ بڑھایا اور نرمی سے اُس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ اُس کے گال آنسوؤں سے بھیگے ہوئے تھے، پلکیں نم تھیں اور آنکھوں میں شکست کی ہلکی سی دھند چھائی ہوئی تھی۔ "تم۔۔۔ تم رو کیوں رہی ہو؟" روحان کی آواز مدھم مگر بے قرار تھی۔

ائزل کے ہونٹ کانپے، اُس کے گلے سے بس ایک ٹوٹی پھوٹی سسکی نکلی، پھر وہ ایک لمحے میں ضبط توڑ بیٹھی اور روحان کے گلے سے لپٹ گئی۔ اُس کی آواز گہرے کرب میں ڈوبی ہوئی تھی۔ "میں۔۔۔ میں جینا نہیں چاہتی روحان۔۔۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ "میں نہیں جینا چاہتی اب!"

روحان کا دل ایک پل کو دہل گیا۔ اُس نے سختی سے اُسے تھام لیا، جیسے اُس کے وجود کو زندگی سے باندھ لینا چاہتا ہو۔ "چپ!" اُس نے بھاری ہوئی مگر مضبوط آواز میں کہا۔ "ایسا نہیں بولتے، کبھی نہیں!" مگر ائزل رکی نہیں۔ وہ ہچکیوں کے درمیان ٹوٹے الفاظ میں کہتی رہی۔ "کاش۔۔۔ کاش کے ایسا ہو۔۔۔ اور مجھے ابھی اسی پل موت آجائے۔" اُس کی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گرفت روحان پر مزید سخت ہو گئی، جیسے موت کو قریب پانے سے پہلے آخری سہارا وہی ہو۔ روحان نے دونوں ہاتھوں سے اُس کا چہرہ اپنی طرف کیا، آنکھوں میں حیرت، دکھ اور بے بسی سب تھا۔ "ائزل۔۔۔" اُس کی آواز کانپ گئی۔ "کیا ہوا ہے؟ یہ کیسی باتیں کر رہی ہو؟ مجھے بتاؤ۔۔۔ کون سا دکھ ہے جو تمہیں اس حد تک توڑ گیا ہے؟" ائزل نے بھیگی آنکھوں سے اُسے دیکھا، اُس کی پلکوں پر لرزتے آنسو ہر لفظ کے ساتھ ٹوٹ کر گرتے جا رہے تھے۔

"کیا۔۔۔ عرش نے کچھ کہا تم سے؟" روحان نے گھبراہٹ سے پوچھا، جیسے اُسے ڈر ہو کہ کہیں اُس کے خدشے سچ نہ نکل آئیں۔ ائزل نے پلکیں جھکائیں، سانس روکتی، پھر ایک لمبے توقف کے بعد آنکھوں سے آنکھیں ملائے بغیر دھیرے سے کہا۔ "عرش۔۔۔ نے تو کچھ نہیں کہا، مگر۔۔۔ مگر میری زندگی نے سب کہہ دیا ہے روحان۔۔۔ میری ہر امید، ہر خواب، سب ختم ہو گئے ہیں۔"

روحان نے اُس کی آنکھوں میں براہِ راست دیکھا۔ کمرے کی فضا بوجھل تھی۔ اندھیرے اور خاموشی میں صرف ائزل کی ہچکیاں گونج رہی تھیں۔ اُس کے آنسو چہرے سے بہہ کر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کپڑوں میں جذب ہو رہے تھے،اور اُس کی لرزتی سانسیں اُس کے دل کی ٹوٹ پھوٹ کی گواہی دے رہی تھیں۔روحان آنکھوں میں گہری تشویش اور دل میں عجیب سا اضطراب لیے بیٹھا تھا۔اُس کے لیے یہ منظر ناقابلِ برداشت تھا کہ جس ائزل کو وہ ہمیشہ مسکراتا اور ہنستا کھیلتا دیکھتا آیا تھا،وہ آج یوں بکھر کر ٹوٹتی ہوئی لگ رہی تھی۔

ائزل نے ہچکی لی اور لرزتی آواز میں کہا،"س۔۔سنیں نہ۔۔۔"ائزل کے لب کانپ رہے تھے،اُس نے آگے بڑھ کر مضبوطی سے روحان کے دونوں ہاتھوں کو تھام لیا جیسے اپنی آخری ہمت جمع کی ہو۔"م۔۔۔مجھے۔۔۔مجھے کہیں دور لے چلیں۔۔۔یہاں سے۔۔۔بہت دور۔۔۔"اُس کی آواز میں اتنی بے بسی،اتنا خوف تھا کہ جیسے اُس جگہ کی ہوا بھی اُس کے لیے زہر ہو۔اُس کے کانپتے لبوں سے اگلا جملہ جیسے خنجر بن کر روحان کے دل میں پیوست ہوا۔

"اگر۔۔۔اگر یہاں رہی نا تو۔۔۔تو سچ میں۔۔۔میں مر جاؤں گی۔"

روحان کے دل کی دھڑکن لمحے بھر کو رک سی گئی۔اُس نے ائزل کے ہاتھوں کو اور مضبوطی سے پکڑ لیا۔"ک... کہاں جانا ہے؟"اُس نے نرم مگر فکر مندی سے بھرے لہجے میں پوچھا۔

"آپ سمجھیں گے نہ مجھے؟"ائزل نے پلکیں نم کر کے سیدھا اس کی آنکھوں میں دیکھا۔لہجہ معصوم،مانگ بس اتنی کہ کوئی اس کے ہلتے قدموں کو تھام لے۔روحان نے فوراً سر ہلایا، آواز نرم مگر پُر عزم تھی۔"ہاں،ہاں... میں سمجھوں گا۔تم بس بتاؤ تو کیا ہوا؟"کہتے ہوئے اس نے بہت آہستگی سے ایک ہاتھ ائزل کے گال پر رکھا۔انگلیوں کی ہلکی گرمی نے جیسے اس کی کپکپاہٹ میں ذرا سی کمی کر دی۔"تو بس... مجھے یہاں سے کہیں دور لے چلے،بہت دور،جہاں یہ شور نہ ہو"وہ پیچھے سمٹتے سمٹتے دیوار سے لگ گئی،آنسو پھر ڈھلک پڑے۔

روحان نے گہری سانس کھینچی،گردن جھکائی پھر سیدھی آنکھوں میں تسلی جما دی۔"ٹھیک ہے... تمہیں دور جانا ہے ناں؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہ...ہاں،"ائزل کی آواز میں امید کی باریک سی سوئی چمکی۔"میں لے جاؤں گا تمہیں یہاں سے دور لیکن تم پہلے مجھے اپنے اس حال کی وجہ بتاؤ گی۔"ائزل نے دونوں ہاتھ بڑھا کر اس کے ہاتھ مضبوطی سے تھام لیے۔ہاتھ برف جیسے ٹھنڈے تھے۔"ہاں...میں...میں سب کچھ بتاؤں گی آپ کو،"وہ رکی،لرزتی سانس سیدھی کی،روحان نے نرمی سے ائزل کے آنسو صاف کیے،اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دھیرے سے کہا۔"ہمم...پہلے اپنا حال سنبھالو۔"پھر آہستگی سے اسے سہارا دیا۔ائزل کے پیروں میں ذرا سی بھی طاقت نہ تھی،وہ قدم رکھنے کی ہمت کھوتی جا رہی تھی۔روحان نے اسے بازوؤں کا سہارا دے کر اٹھایا اور بیڈ پر نرمی سے بٹھا دیا۔کمرے میں ہلکی سی خاموشی گونجنے لگی۔روحان نے نائیٹ لیمپ جلا دیا، کمرے میں مدھم سنہری روشنی پھیل گئی،پھر دروازہ لاک کر کے دوبارہ اس کی طرف آیا۔ ائزل بیڈ کے کنارے پر بیٹھی تھی،کانپتے ہاتھوں کو زور زور سے دبا رہی تھی جیسے اپنے دل کے طوفان کو ان مٹھیوں میں قید کرنا چاہتی ہو۔لیکن اس کی آنکھوں کے کرب کو کوئی روک نہ پایا۔روحان نے قدرے تیزی سے قدم بڑھائے اور اس کے برابر بیٹھ گیا۔وہ

دھیرے سے جھکا، آواز میں بے قراری اور فکر شامل تھی۔ "میں لندن جا رہا ہوں...

تم... میرے ساتھ چلو گی لندن؟" ائزل نے جھٹکے سے سر اٹھایا، اس کی آنکھوں میں خوف کے ساتھ امید کی ہلکی سی جھلک اتر آئی۔

"ہاں... ہاں!" اُس نے جلدی سے سر ہلا کر جواب دیا، جیسے یہ سوال اس کے لئے زندگی اور موت کا فرق رکھتا ہو۔ روحان نے گہری سانس بھری، پھر نرمی مگر سخت لہجے میں کہا۔ "اب... اب مجھے یہ تو بتاؤ کہ تمہارا یہ حال کیوں ہے۔ پچھلے کچھ دنوں سے تم اندر ہی اندر ٹوٹتی جا رہی ہو... آخر ہوا کیا ہے؟" ائزل نے نظریں جھکا لیں۔ آواز مدھم تھی، جیسے دل پر رکھا بوجھ زبان تک آتے ہی اور بھاری ہو گیا ہو۔ "کیا بتاؤں روحان..."

روحان نے مزید قریب ہوتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام لیا، تسلی دینے کی کوشش کی۔ مگر اگلے ہی لمحے ائزل نے دونوں ہاتھ اس کے ہاتھوں پر جما دیے اور کانپتی آواز میں بولی۔ "روحان... میں نے... میں نے عرش کو دھوکہ دیا ہے۔ میں اُن کی محبت کی قدر نہیں کر پائی۔" یہ کہتے ہی اس کے ہونٹ کپکپائے، آنکھوں سے ٹوٹے بند کی طرح آنسو بہہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نکلے۔ وہ زار و قطار رونے لگی، الفاظ آنسوؤں میں ڈوب گئے۔ روحان کے لئے یہ بات کسی بجلی سے کم نہ تھی۔ وہ ششدر رہ گیا، آنکھوں میں حیرت اور دل میں الجھن لیے

بولا۔ "کیا...؟" اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ائزل کا یہ حال خود اس کے اپنے کیے کا نتیجہ ہو گا۔ اس نے ہمیشہ سوچا تھا کہ کوئی بیرونی دباؤ، کوئی حادثہ، یا کوئی ظلم ائزل کو توڑ گیا ہے۔ لیکن یہ اعتراف... یہ تو بالکل مختلف تھا۔ ائزل ہچکیوں کے بیچ، ٹوٹے لفظوں میں سب کچھ سنانے لگی۔ اس نے وہ لمحے، وہ کمزوریاں، اور وہ فیصلے کھول کر رکھ دیے جو اس کے دل کو اندر ہی اندر کھوکھلا کر گئے تھے۔ اور جب اس نے "انابیہ" کا نام لیا روحان چونک کر پیچھے ہٹ گیا۔ اس کی آنکھوں میں بے یقینی پھیل گئی، جیسے وہ یہ نام سننے کے لئے تیار ہی نہ ہو۔ "انابیہ؟" اس نے دھیرے سے دہرایا۔ "مطلب... ان سب کی وجہ انابیہ ہے؟" روحان کا لہجہ سخت اور بگڑا ہوا تھا۔ اُس کی آنکھوں میں الجھن اور غصہ ایک ساتھ بھڑک رہے تھے۔ ائزل کی سانسیں اٹک گئیں۔ اُس نے دونوں ہاتھ بے بس سا اٹھا کر پھر گرا دیے۔ "ن... نہیں... اُس کی کوئی غلطی نہیں ہے۔" وہ روہانسی آواز میں بولی، "وہ

تو... وہ تو جانتی بھی نہیں ہے ان سب کے بارے میں۔" روحان کے چہرے پر غصے اور دکھ کا ملا جلا رنگ اُبھرا۔ اُس کے لب کپکپائے، اور وہ تلخی سے بولا۔ "تو تم نے انابیہ کے لئے اپنی خوشیاں قربان کر دیں؟ اپنی روح تک کا سکون دے دیا اور اب غم کا عذاب تنہا سہ رہی ہو؟" وہ لمحہ بھر کو رکا، گہری سانس لی، پھر طنز سا لہجہ اختیار کیا، "وہ لڑکی ہے ہی خود غرض۔"

"نہیں، روحان!" ائزل نے فوراً انکار کیا، اُس کی آواز کپکپاتے ہوئے بلند ہوئی۔ "جو بھی ہوا، جو بھی کیا، میں نے کیا ہے... صرف میں۔ میں ذمہ دار ہوں ان سب کی، نہ انابیہ... نہ کوئی اور!" روحان نے جھٹکے سے آگے بڑھ کر ائزل کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں سمیٹ لیا۔ اُس کے ہاتھ کانپ رہے تھے، آنکھوں میں نمی تھی۔ "نہیں، نہیں، ائزل!" اُس نے بھاری سانسوں میں کہا، "اتنی قربانیاں دینے والے کبھی ذمہ دار نہیں ہوتے۔ قصور تمہارا نہیں ہے۔ قصور اس نظام کا ہے جو محبت کو جرم بنا دیتا ہے... قصور اُس خاموشی کا ہے جو تمہارے دل کو چیخنے بھی نہیں دیتی۔" وہ لمحہ بھر کو رکا، نظریں ائزل کی آنکھوں میں گاڑ دیں۔ "تمہیں عرش

اور انابیہ کو سب کچھ بتا دینا چاہیے۔"اُس نے نرم مگر فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ائزل کا جسم ایک دم پیچھے کو سمٹ گیا۔اُس نے دونوں ہاتھ روحان کے ہاتھوں سے الگ کیے اور سر نفی میں ہلا دیا۔اُس کی آواز ٹوٹ رہی تھی، جیسے ایک زخمی پرندہ آخری بار اپنی بے بسی سنا رہا ہو۔"نہیں،روحان... مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے۔میں کیسے کہہ دوں؟ کیسے انابیہ کے سامنے اُس کی برسوں کی محبت کو اپنی محبت ٹھہرا دوں؟ یہ... یہ ممکن نہیں ہے۔"روحان نے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں۔اُس کا دل کٹ رہا تھا مگر وہ جانتا تھا کہ یہ خاموشی ائزل کو مزید توڑ دے گی۔اُس نے دھیرے مگر سخت لہجے میں کہا۔"اور عرش کا کیا؟"ائزل نے آہستہ آہستہ نظریں اٹھائیں،اُس کی پلکوں پر آنسو لرز رہے تھے۔"میں... میں اپنے جھوٹ کے ساتھ عرش کا سامنا نہیں کر سکتی،روحان۔"اُس کے لفظ کانپ رہے تھے،"کیا کہوں اُن سے؟ کہ انابیہ کی خاطر... میں نے اُنہیں چھوڑ دیا؟ کہ اُن کی سچی محبت کے جواب میں... میں نے ایک فیصلہ کیا جو میرا اپنا بھی نہ تھا؟"وہ رو پڑی،اُس کی ہچکیاں کمرے کی خاموشی کو توڑ رہی تھیں۔اُس نے بے بسی کے عالم میں روحان کی آنکھوں میں دیکھا، جیسے کوئی

سوال کر رہی ہو جس کا جواب شاید دنیا کے پاس بھی نہ ہو۔" میں نہیں کر سکتی... میں نہیں بتا سکتی، روحان۔" روحان نے دھیرے سے اُس کے سر پر ہاتھ رکھا، اُس کے بالوں میں اپنی انگلیاں پھیرتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔ "اچھا... تم رو مت، ائزل۔" اُس کے لہجے میں ایک عجیب سا سکون تھا، جیسے وہ اپنی پوری طاقت سے اُس کے دکھ کو اپنے اندر سمیٹ لینا چاہتا ہو۔ وہ جانتا تھا کہ الفاظ چھوٹے ہیں، مگر زخموں کو کچھ پل کو ہی سہی، مرہم دے سکے۔ روحان دل ہی دل میں تڑپ رہا تھا۔ اُس کی نگاہیں خلا میں گم ہو گئیں، اور دل کی سرگوشی خود اُس سے کہنے لگی۔ "تمہارا درد سمجھ سکتا ہوں ائزل... بہت اچھی طرح سمجھ سکتا ہوں۔ کیونکہ میں بھی رویا تھا... اپنی محبت کے لیے۔ وہ لمحے، وہ کرب، وہ بے بسی... سب کچھ سہہ چکا ہوں میں۔ لیکن دل کی سب سے بڑی خواہش یہی تھی کہ یہ زہر، یہ درد، تم پر نہ آئے۔ میں نے اپنی محبت کو خود ہی دل سے دفنا دیا تاکہ تمہیں کبھی وہ کرب نہ سہنا پڑے۔ مگر قسمت نے ظالم کھیل کھیلا... اور تمہیں بھی وہی راہ دکھا دی جو میرے نصیب میں آئی تھی۔" روحان کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی، اُس نے پلکیں جھکائیں مگر ایک آنسو چھلک

کر ائزل کے بالوں پر ٹپک گیا۔اُس نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے تا کہ ائزل کمزوری نہ دیکھ لے۔وہ لمحہ بھر کو خاموش رہا، پھر اُس نے آہستگی سے ائزل کا چہرہ اوپر کیا۔ اُس کی آنکھوں کے کنارے اب بھی بھیگے ہوئے تھے، مگر اُس میں عزم جھلک رہا تھا۔

"ائزل..." اُس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا، "تم میرے ساتھ لندن چلو گی۔میں تمہیں اتنے درد میں یہاں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔" ائزل کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں، اُس کی پلکیں بھاری تھیں۔اُس نے ہونٹ جنبش دی اور بمشکل کہا۔"لیکن... مما، بابا...؟" روحان نے نرمی سے اُس کی پلکوں پر ہاتھ رکھا جیسے اُس کی تھکن کم کرنا چاہتا ہو۔

"انکل آنٹی سے میں خود بات کروں گا۔تم فکر مت کرو۔" اُس کا لہجہ پُر اعتماد تھا، جیسے ایک مضبوط سہارا ملنے کے بعد اب ائزل کو کچھ سوچنے کی ضرورت ہی نہ رہی ہو۔ائزل کے ہونٹوں پر ہلکی سی "ہمم" نکلی۔اُس کے آنسو تھم چکے تھے اور وجود جیسے سکون ڈھونڈ رہا تھا۔ اُس نے آہستگی سے سر جھکایا اور روحان کی گود میں رکھ دیا۔روحان نے اُس لمحے دل کی تمام نرمی اور شفقت یکجا کر دی۔اُس کی انگلیاں ائزل کے بالوں میں دھیرے دھیرے چل رہی

تھیں۔ وہ اُس کے سر کو سہلا رہا تھا۔ ائزل کی سانسیں دھیرے دھیرے پر سکون ہونے لگیں، اُس کی گرفت ڈھیلی ہو گئی۔

روحان کی نظریں بار بار ائزل کے چہرے پر جا کر ٹھہر جاتیں اور پھر آہ بھری مسکراہٹ کے ساتھ نظریں ہٹانی پڑتیں۔ دل کے اندر ایک ہی سوچ بار بار گونج رہی تھی۔ "اگر اُس دن میں نے ہاں کر دی ہوتی... اگر میں نے خود کو قربانی کے لیے پیش نہ کیا ہوتا تو شاید آج ائزل یوں ٹوٹی ہوئی نہ ہوتی۔" اُس نے ایک بار پھر جھک کر دیکھا، ائزل اُس کی گود میں ہی تھی۔ روحان کے لبوں پر ایک ہلکی مگر بے بسی بھری مسکراہٹ ابھری۔ "لیکن ائزل... جو زخم تمہیں مجھ سے محبت کرنے کے بعد ملتے، وہ شاید میری جان ہی لے لیتے۔ وہ درد نہ تم سہ پاتی نہ میں۔" وہ لمحہ بھر کو رُکا۔ "خیر... میں محبت کا حق تو نہیں جتا سکتا، نہ ہی اپنا نام تمہارے نام کے ساتھ جوڑنے کا اختیار رکھتا ہوں۔ لیکن ہاں..." اُس کی آواز نم تھی مگر لہجہ مضبوط، "تمہارے اس درد کو کم کرنے کی ہر ممکن کوشش کروں گا۔ تمہیں اب اکیلا نہیں چھوڑوں گا، ائزل۔" یہ کہہ کر اُس نے آہستگی سے جھک کر اُس کا چہرہ دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ائزل کی پلکیں سکون سے بند تھیں، جیسے برسوں بعد پہلی بار اُس نے بے فکری سے سانس لی ہو۔ روحان نے ہاتھ بڑھا کر اُس کے بالوں کو ہلکا سا سہلایا اور لبوں پر ایک نرم مسکراہٹ لیے اُس کے معصوم چہرے کو دیکھتا رہا۔ کمرے میں خاموشی تھی، بس کھڑکی سے آتی ہوا کے جھونکے پردے کو ہلا رہے تھے۔ روحان کا دل بھر آیا، لیکن اُس نے خود کو سنبھالا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ لمحہ عارضی ہے، مگر اُس عارضی لمحے میں بھی اُس نے اپنی پوری چاہت، اپنی پوری شفقت سمیٹ کر ائزل کو تھام لیا۔ وہ بچوں کی طرح اُس کے سر کو مسلسل سہلاتا رہا، وقت تھم سا گیا تھا، گھڑی کی ٹک ٹک بھی جیسے کہیں گم ہو گئی تھی۔

کمرے کی فضا میں ایک سنجیدہ خاموشی بسی ہوئی تھی۔ کھڑکی کے پار رات کا اندھیرا رفتہ رفتہ ٹوٹنے لگا۔ پہلے ہلکی سی روشنی پردے کے کناروں سے اندر آئی، پھر آسمان کی سیاہی میں سنہری کرنیں گھلنے لگیں۔ پرندوں کی چہچہاہٹ کی مدھم آوازیں سنائی دینے لگیں، جیسے فطرت نے ایک نئے سفر کا اعلان کیا ہو۔ شب کا بوجھل سکوت ختم ہو چکا تھا۔ کھڑکی سے آنے والی روشنی آہستہ آہستہ کمرے میں پھیل رہی تھی۔ نرم سنہری کرنیں بیڈ کی سفید چادر

پر بکھر کر منظر کو خواب سا بنا رہی تھیں۔ روحان نیم غنودگی میں بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا، آنکھیں بند کیے ہوئے۔ روشنی کی ہلکی چبھن اُس کی پلکوں پر پڑی تو اُس نے آہستگی سے آنکھیں کھول دیں۔ سامنے وہ منظر تھا جسے دیکھنے کی حسرت اُس کے دل نے کتنی بار کی تھی۔ ائزل اب بھی اُس کی گود میں تھی، بے خبر نیند میں ڈوبی ہوئی۔ اُس کا سر روحان کی ران پر سکون سے ٹکا ہوا تھا، بال بکھرے ہوئے تھے، اور روحان کی انگلیاں اُن میں پوری رات الجھی رہی تھیں۔ اُس نے احتیاط سے اپنے دوسرے ہاتھ سے بالوں کو سلجھایا اور اپنا ہاتھ آزاد کیا، مگر اس دوران بھی اُس کے چہرے پر ایک عجیب سی نرمی اور سکون چھایا رہا۔ روحان نے گہری سانس لی۔ اُس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی، اور اُس نے مدھم آواز میں کہا۔ "پہلی بار اتنا سکون محسوس کیا ہے۔۔۔" وہ ائزل کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے برسوں کا پیاسا اپنی پیاس بجھانے کو جھیل کے کنارے آ بیٹھے۔ "مجھے تو لگا تھا میں تمہیں ہمیشہ کے لیے کھو چکا ہوں،" اُس کے لہجے میں دبی ہوئی کسک تھی۔ "شاید اب کبھی یہ بھی نصیب نہ ہو گا کہ تمہارے قریب بیٹھ کر، تمہاری آنکھوں میں دیکھ کر بات کر سکوں۔

لیکن دیکھو۔۔۔ آج تم پوری رات میری گود میں آرام سے سوئی رہی۔" اُس کے دل کی دھڑکن جیسے اس لمحے کو ہمیشہ کے لیے قید کر لینا چاہتی تھی۔ وہ ائزل کے سوئے ہوئے چہرے کو دیکھتے ہوئے آہستہ سے بولا۔ "مجھے خوشی ہے کہ میں تمہیں چین نہیں دے سکا، لیکن نیند تو دے پایا۔۔۔ شاید میرے حصے کی سب سے بڑی خوشی یہی ہے۔" اُس کی مسکراہٹ میں سکون بھی تھا اور ایک انجانی کسک بھی۔ اُس نے ہاتھ بڑھا کر دھیرے سے ائزل کے ماتھے پر بکھری ایک لٹ کو ہٹایا اور خاموشی سے اسے تکنے لگا۔ اُس لمحے روحان کو لگا جیسے وقت تھم گیا ہو، جیسے ساری دنیا کی رونقیں ایک طرف اور اُس کی گود میں سوئی یہ ننھی سی ہستی ایک طرف ہو۔

ائزل کی پلکیں آہستہ آہستہ جھپکیں، نیند کے بوجھ تلے وہ دھیرے سے آنکھیں کھولنے لگی۔ کمرے میں پھیلی نرم روشنی نے اُس کے چہرے کو چھوا تو اُس نے بے ساختہ نظریں اِدھر اُدھر دوڑائیں۔ اگلے ہی لمحے اُس کی نگاہ روحان پر جا ٹھہری، جو اب بھی بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ اُس کا ہاتھ اب بھی ائزل کے سر پر تھا، جیسے پوری رات اسی حالت میں رہا ہو۔ ائزل

نے چند لمحے خاموشی سے اُس ہاتھ کو تکا۔اُس کے لمس میں عجیب سا سکون تھا،ایک تحفظ کی جھلک، جس نے رات بھر اُس کی بے قراری کو تھاما ہوا تھا۔ مگر دل میں ایک جھجک بھی تھی،اسی لیے وہ فوراً نہ اُٹھی۔ کچھ دیر تک یونہی ساکت لیٹی رہی، پھر یکدم چونک کر جھٹ سے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ روحان نے مسکراتے ہوئے اُس کی حرکت کو دیکھا اور نرم لہجے میں پوچھا۔"اب ٹھیک ہو؟"ائزل کی آنکھوں میں ابھی بھی نیند کے آثار اور تھکن کی لکیر نمایاں تھی۔"روحان۔۔۔ آپ؟"اُس نے الجھی ہوئی آواز میں کہا۔

روحان کی مسکراہٹ گہری ہوئی،اُس نے سکون سے جواب دیا۔"ہمم۔۔۔رات کو روتے ہوئے تمہاری آنکھ لگ گئی تھی،میں نے جگانا مناسب نہیں سمجھا۔سونے دیا تمہیں۔"

ائزل کے دل نے لمحہ بھر کو چھلانگ لگائی،اُس کے لب ہلکے سے کانپے۔"آپ۔۔۔پوری رات ایسے ہی بیٹھے رہے؟"وہ معصومیت سے بولی۔

روحان کی آنکھوں میں ہلکی سی تھکن ضرور تھی مگر مسکراہٹ سب پر غالب آ رہی تھی۔ اُس نے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ائزل نے نظریں جھکا لیں۔اُس کے دل پر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایک عجیب سا بوجھ بھی تھا اور سکون بھی۔ "کیا ضرورت تھی؟ آپ مجھے اٹھا دیتے۔۔۔" اُس نے مدھم آواز میں کہا۔

"صرف تمہاری خاطر۔" روحان نے لمحے بھر کے توقف کے بعد دھیمی آواز میں کہا، جیسے اُس کی روح سے نکل رہا ہو۔ یہ جملہ سنتے ہی ائزل کے پاس کہنے کو کچھ نہ بچا۔ وہ خاموشی سے نظریں جھکائے بیٹھی رہی، دل میں شکر اور بے بسی دونوں ہی جذبات ایک ساتھ اُبھر رہے تھے۔ روحان اُس کی خاموشی پڑھ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد اُس نے سنجیدگی مگر نرمی سے کہا۔ "چلو، تم فریش ہو جاؤ۔ میں انکل اور آنٹی سے بات کرتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ آہستگی سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اُس کے لہجے میں فیصلہ بھی تھا اور حوصلہ بھی۔

روحان جیسے ہی کمرے سے باہر نکلا تو کوریڈور میں خدیجہ آتی دکھائی دیں۔ اُن کی آنکھوں میں رات کی نیند کا اثر تھا مگر جب اُن کی نگاہ روحان پر پڑی تو وہ ٹھٹک گئیں۔ وہ چونک کر تیز قدموں سے آگے بڑھیں اور اُس کے سامنے رک گئیں۔ "بیٹا۔۔۔ تم؟ تم یہاں؟" خدیجہ نے ہلکی سی حیرت اور فکر کے ساتھ سوال کیا۔ روحان ایک لمحے کے لیے الجھ گیا۔

اُس کے چہرے پر رات بھر کی تھکن اور سوچوں کا بوجھ صاف جھلک رہا تھا۔ اُس نے نظریں چراتے ہوئے ہچکچاتے انداز میں کہا۔ "اُمم۔۔۔ جی خالہ۔۔۔ وہ دراصل۔۔۔ ائزل سے کچھ بات کرنی تھی۔"

خدیجہ نے فوراً بھنویں سکیڑ لیں اور قدرے تیز لہجے میں پوچھا۔ "کیا بات کرنی تھی؟" روحان کے لیے جواب دینا آسان نہ تھا۔ اُس کے لب کانپے مگر اُس نے خود کو سنبھالتے ہوئے نرمی سے کہا۔ "میں بتاؤں گا... آپ سے اور انکل سے کچھ بات بھی کرنی ہیں۔" کہہ کر وہ وہاں سے تیزی سے آگے بڑھ گیا، جیسے زیادہ سوالات کا سامنا کرنے کی ہمت باقی نہ رہی ہو۔ خدیجہ کچھ لمحے وہیں کھڑی سوچتی رہیں۔ اُن کے دل میں ایک ہلکی سی الجھن نے جنم لیا تھا مگر وہ خاموشی سے آگے بڑھ گئیں۔

کمرے کے اندر ائزل نے آہستہ آہستہ اپنی کمر بیڈ کی ٹیک سے لگا لی۔ اُس کے چہرے پر ابھی بھی نیند اور تھکن کی لکیر تھی۔ وہ ایک پل کے لیے گم سم بیٹھی رہی، پھر اچانک اُس کی نظریں کھڑکی سے باہر ہلکی ہلکی روشنی پر جم گئیں۔ دل ہی دل میں وہ خود سے کہنے

لگی۔ "عجیب ہے یہ روحان بھی۔۔۔ پوری رات ایسے ہی بیٹھے رہے۔۔۔ صرف میری خاطر۔" یہ سوچتے ہی اُس کے دل میں ایک انوکھا سا احساس اُبھرا۔ اُس کی آواز مدھم تھی مگر لہجے میں حیرت اور نرمی دونوں شامل تھے۔ "روحان۔۔۔ بہت اچھے ہیں۔ جس وقت میں خود کو بالکل تنہا محسوس کر رہی تھی، اُس وقت وہ میرے ساتھ تھے۔ اُنہوں نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔۔۔" اِتنا کہتے کہتے اُس کے ہونٹوں پر ایک ہلکی سی مسکان اُبھر آئی، جو جانے کتنے دنوں بعد اُس کے چہرے پر دیکھی گئی تھی۔ اُس مسکان میں شکر گزاری بھی تھی، سکون بھی اور ایک نیا یقین بھی۔۔۔ گویا دل نے مان لیا تھا کہ وہ تنہا نہیں ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

.... ✧ ....✧ ✧

باب ششم

عرش کے قدموں کی رفتار میں بے چینی صاف جھلک رہی تھی۔ اُس کے ہاتھ میں پکڑا موبائل بار بار کان سے لگتا اور اگلے ہی لمحے جھنجھلا کر نیچے ہوتا۔ اُس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی گھبراہٹ تھی، جیسے کوئی قیمتی شے ہاتھ سے نکل گئی ہو۔ "ائزل۔۔۔ بس ایک بار بات کر لو پلیز" وہ خود سے بڑبڑایا اور جھٹکے سے فون دوبارہ ڈائل کرنے لگا۔ لیکن اس بار بھی ناکامی اُس کے چہرے پر واضح تھی۔ اتنے میں انشا اپنے کمرے سے باہر نکلی۔ اُس نے ہلکا سا دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا اور تازہ دم ہو کر نیچے جانے کے لیے قدم بڑھائے۔ عرش کی نظریں جیسے ہی اُس پر پڑیں، وہ تیز قدموں سے اُس کی طرف لپکا۔ "انشا۔۔۔ سنو!" اُس کی آواز میں ایسی گھبراہٹ تھی۔ انشا رُک کر پلٹی اور اُسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔ "ہاں بھائی؟" اُس نے نرمی سے کہا۔

عرش چند لمحے خاموش کھڑا رہا جیسے الفاظ لبوں تک آ کر رک گئے ہوں۔ پھر تھکی تھکی سی آواز میں بولا۔ "کچھ پوچھنا ہے تم سے۔۔۔"

"ہاں، پوچھیں نا۔"

عرش نے گہری سانس لی، نظریں جھکائیں اور پھر اچانک اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔"ائزل سے بات ہوئی تمہاری؟"

انشا نے چونک کر اُس کی طرف دیکھا، پھر الجھن سے بولی۔"نہیں۔۔۔لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟"

عرش کی آنکھوں میں ایک بے قرار سا سوال تھا۔"تم بتاؤ نا، سچ سچ۔"وہ ہلکی سی سختی سے بولا۔انشا نے سر نفی میں ہلا دیا۔"نہیں بھائی۔۔۔ائزل تو گھر جا چکی ہے۔"یہ سنتے ہی عرش کی دنیا جیسے پلٹ گئی۔اُس نے قدم پیچھے ہٹائے، چہرے پر غیر یقین سا تھا۔"کیا۔۔۔؟ گھر جا چکی ہے؟ لیکن۔۔۔کیوں؟"اُس کے لہجے میں صدمہ اور بے بسی دونوں تھے۔

"وہ تو نہیں پتا۔۔۔مجھے تو انابیہ نے بتایا تھا۔"انشا نے کندھے اچکائے۔

"اوہ۔۔۔"عرش کے لبوں سے ایک بھاری سا لفظ نکلا، جیسے سانس رُک گئی ہو۔اگلے ہی لمحے وہ بغیر کچھ کہے انشا کو وہیں چھوڑ کر تیزی سے سیڑھیوں کی طرف لپکا۔انشا اُس کے پیچھے چند قدم بڑھی۔"لیکن بھائی۔۔۔ہوا کیا ہے؟"مگر عرش نے پلٹ کر دیکھنے کی بھی زحمت نہ

کی۔ عرش کے قدموں کی آواز سیڑھیوں میں گونج رہی تھی۔ وہ ایک لمحے کے لیے بھی رُکنے کو تیار نہ تھا، جیسے ہر پل اُس کے اور ائزل کے درمیان مزید فاصلے بڑھا رہا ہو۔ اُس کے دل کی بے قراری اُس کی تیز رفتار میں صاف جھلک رہی تھی۔ "ائزل سے مل کر بات کرنی پڑے گی..." وہ خود سے بڑبڑایا۔ نیچے پہنچتے ہی اُس نے لرزتے ہاتھوں سے موبائل نکالا اور جلدی سے انابیہ کا نمبر ڈائل کیا۔ دوسری ہی رنگ پر کال ریسیو ہوئی۔ "ہیلو..." انابیہ کی آواز آئی۔ "سنو... مجھے ائزل کے گھر کا ایڈریس چاہیے۔"

انابیہ لمحہ بھر کو خاموش ہوئی، پھر حیرانی سے بولی۔ "لیکن... کیوں تمہیں؟"

عرش کی سانسیں تیز ہو رہی تھیں۔ اُس نے سختی سے اُس کی بات کاٹی۔ "تم بس ایڈریس دو!" انابیہ اُس کے لہجے کی سنجیدگی سے مزید حیران ہوئی، پھر آہستہ سے بولی۔ "ہمم... ٹھیک ہے، میں سینڈ کرتی ہوں۔" عرش نے ہلکی سی "ہمم" کی آواز نکالی، جیسے اُس کے پاس وقت ہی نہ ہو۔ مگر انابیہ اب بھی الجھی ہوئی تھی۔ "لیکن... بتاؤ تو آخر ہوا کیا ہے؟ اتنی جلدی کیوں" اُس کی بات پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ عرش نے بنا کچھ کہے کال کاٹ دی۔

عرش کا دل پوری راہ بے چینی کے بوجھ تلے دھڑکتا رہا، اور آخر کار چند ہی گھنٹوں کی مسلسل دوڑ دھوپ کے بعد وہ فریدہ باد کی فضا میں داخل ہوا۔ موبائل پر لوکیشن دیکھتے اُس نے آخر کار اُس گھر کی نشانی پا لی۔ مگر دروازے تک آنے سے قبل ہی اُس نے اپنی کار سڑک کے ایک طرف روک دی، جیسے دل ہی دل میں خود کو چند لمحوں کے لیے سنبھالنے کی مہلت دے رہا ہو۔ اُسی وقت گیٹ کے اندر سے روحان کی کار باہر نکلی۔ عرش نے چونک کر گردن اٹھائی۔ اُس کے چہرے پر سکون اور اعتماد تھا، اُس نے گہری سانس بھری، نظریں گاڑی کے اندر تک دوڑائیں، مگر ائزل کا عکس دکھائی نہ دیا۔ روحان کی کار دھول اڑاتی ہوئی آگے نکل گئی اور سڑک کی گونج میں تحلیل ہو گئی۔ عرش نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر قدم گیٹ کی طرف بڑھا۔ گیٹ کے اندرونی حصے میں ایک نوجوان عورت جھکی ہوئی تھی اور باغ کے سبز پودوں پر پانی کا چھڑکاؤ کر رہی تھی۔ سورج کی روشنی اُس کے ہاتھوں میں چمکتے پانی کے قطروں کو کسی موتی کی طرح دکھا رہی تھی۔ "سنیں!" عرش نے گیٹ ہی پر رُک کر آواز دی۔ اُس کی آواز میں عجیب سا اضطراب چھپا تھا۔ عورت نے گردن موڑ کر

دیکھا، پھر آہستہ آہستہ اُس کی طرف بڑھی۔"بولوں، کس سے ملنا ہے؟"اُس نے قدرے نرم لہجے میں پوچھا۔

عرش نے بے تابی سے قدم آگے بڑھائے اور ہچکچاتے ہوئے کہا۔"ائزل...ائزل گھر پر ہیں؟اُنہیں بلا دیجیے، مجھے اُن سے ضروری بات کرنی ہے۔"

عورت نے بھنویں سکیڑ کر اُس کی صورت کا جائزہ لیا۔ پھر ایک لمحے کی خاموشی کے بعد ٹھہرے ٹھہرے لہجے میں بولی۔"لیکن...ائزل بی بی گھر پر نہیں ہیں۔"

عرش کا دل ایک دم ڈوب سا گیا۔اُس کی آنکھوں میں معصومیت کے ساتھ بے بسی بھی اُتر آئی۔"کہاں گئی ہیں؟کچھ پتہ ہے آپ کو؟"اُس نے تڑپ کر سوال کیا، جیسے اُس ایک جواب پر اُس کی پوری سانسیں ٹکی ہوں۔

"صاحب،وہ تو ابھی ابھی لندن کے نکل چکی ہیں اپنے ہسبنڈ کے ساتھ۔"یہ ایک جملہ اُس کے پورے وجود پر ہتھوڑے کی طرح برسا۔ لمحہ بھر کو اُس کے قدم زمین میں دھنس گئے، جیسے پورا جہان اُس کے گرد گھومنے لگا ہو۔"ہسبنڈ؟"اُس کی زبان سے یہ لفظ بے یقینی کے

عالم میں نکلا۔ آواز مدھم تھی مگر اس قدر ٹوٹ پھوٹ کے ساتھ کہ جیسے وہ خود اپنی ہی سماعت پر یقین نہیں کر رہا ہو۔ اُس کی آنکھوں کے سامنے ائزل کا چہرہ ابھر آیا وہ مسکراتی ہوئی، وہ آنکھیں جن میں کبھی اُس نے اپنے خواب دیکھے تھے، اور اب انہی آنکھوں کا تصور اُس کے سینے میں خنجر کی طرح چبھ رہا تھا۔ عرش کے گھٹنے لڑکھڑا گئے۔ وہ قریب ہی لگے لوہے کے گیٹ کا سہارا لے کر خود کو گرنے سے بچانے لگا۔ لمحہ بھر کو اُسے یوں لگا جیسے ہوا کا گزر اُس کے لیے بند ہو گیا ہو، جیسے فضاء تنگ ہو کر اُس کا گلا گھونٹ رہی ہو۔ عرش نے لرزتے ہوئے قدم سنبھالے اور بغیر کچھ کہے پلٹ گیا۔ اُس کے قدم تیز تھے لیکن دل شکستہ۔ اُس کے دل میں ایک ناقابلِ برداشت درد نے سر اُٹھایا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا اور قدم خود بخود پیچھے ہٹنے لگے۔ وہ وہاں رُکنا نہیں چاہتا تھا۔ اُس لمحے میں، صدیقی ہاؤس کی دیواریں بھی اُس پر بوجھ بننے لگی تھیں۔

خدیجہ مین ڈور سے باہر آرہے تھی کے اُس کی نظر عرش پر پڑھیں وہ فوراً مین ڈور سے باہر نکلی۔ اُس کی نظریں تیز اور متجسس تھیں۔ "صفیہ!" اُس نے ذرا بلند آواز میں پکارا۔ صفیہ

چونکی، پائپ کا رخ ایک لمحے کے لیے بدل گیا اور چند بوندیں اُس کے پاؤں کو چھو گئیں۔ وہ جلدی سے پائپ سائیڈ پر کرتی آگے بڑھی۔ "جی میم صاب..." اُس نے ادب سے سر جھکا کر کہا۔

"کون تھا؟" خدیجہ نے گیٹ کی سمت دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ صفیہ نے لاپرواہی سے شانے اُچکائے۔ "پتہ نہیں میم صاب... ائزل بی بی کا پوچھ رہا تھا۔ ہم نے کہہ دیا کے وہ اپنے ہسبنڈ کے ساتھ لندن کے لیے نکل گئی۔" خدیجہ کا چہرہ یکدم سخت ہو گیا۔ اُس نے آنکھوں کو پھیلا کر صفیہ کی طرف دیکھا۔ آواز میں تیزی آگئی۔ "صفیہ! یہ کیا کہہ دیا تم نے؟ روحان ائزل کا ہسبنڈ نہیں ہے، کزن ہے!" صفیہ نے دونوں ہاتھ ہلکے سے اُٹھا دیے، جیسے اپنی صفائی پیش کر رہی ہو۔ "ہاں وہی میم صاب، ہمارا وہی مطلب تھا۔" اُس کی آواز میں سادگی بھی تھی اور شرمندگی بھی۔ خدیجہ نے لمبی سانس بھری، ماتھے پر ہاتھ رکھا اور گہری سوچ میں ڈوب گئی۔ اُس کی نظریں اُس سمت میں گئیں جہاں ابھی کچھ لمحے پہلے عرش کھڑا تھا۔ صفیہ البتہ بے فکری سے دوبارہ اپنے پودوں کی طرف متوجہ ہو گئی۔ وہ پائپ کا پانی کبھی

ایک پودے پر ڈالتی، کبھی دوسرے پر۔ جیسے ابھی ابھی کی گفتگو اُس کے لیے کوئی خاص اہمیت نہ رکھتی ہو۔

عرش کے قدم زمین پر ایسے پڑ رہے تھے جیسے اُس کے جسم سے جان نکلتی جا رہی ہو۔ ہر قدم بوجھل، ہر سانس گہرا اور لرزتا ہوا۔ اُس کی آنکھوں کے سامنے بس ایک ہی منظر گردش کر رہا تھا ائزل کا تصور، اُس کی مسکراہٹ، اُس کی آنکھوں کی چمک۔ لیکن آج یہ سب یادیں اُس کے دل کو سکون دینے کے بجائے زخموں میں نمک چھڑک رہی تھیں۔

"ائزل... آپ نے مجھے دھوکہ دیا..." وہ بڑبڑایا، اُس کی آواز ٹوٹ رہی تھی، جیسے لفظ خود اُس کے گلے میں پھنس گئے ہوں۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سے کار تک پہنچا اور ایک جھٹکے سے ہاتھوں کا مکّا بنا کر کار کے بونٹ پر دے مارا۔ دھات کی آواز گونجی اور اُس کے دل کا شور باہر آنکلا۔ "میں نے آپ سے خالص عشق کیا تھا، ائزل!" اُس کی آواز بھرّا گئی۔ "اگر آپ کو کوئی اور پسند تھا تو ایک دفعہ... بس ایک دفعہ مجھ سے کہہ دیتیں۔ میں خود... آپ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کی زندگی سے نکل جاتا۔"وہ لمحے بھر کو رکا، آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھ گئیں۔ آنکھوں میں بھرا ہوا پانی لبریز ہو کر رخسار پر بہہ نکلا۔

"لیکن نہیں..."اُس کی آواز میں غصہ اور ٹوٹ پھوٹ ساتھ ساتھ تھی۔"آپ نے میرے ساتھ کھیلنا ضروری سمجھا۔ آپ کو لگا میرے جذبات کچلے جا سکتے ہیں؟ آپ کو لگا میں برداشت کر لوں گا؟"عرش جھٹکے سے کار کے اندر بیٹھ گیا۔ اُس کے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔ اسٹیئرنگ کو پکڑتے ہی اُس نے انجن اسٹارٹ کیا اور ایک جھٹکے سے گاڑی آگے بڑھا دی۔ آنکھوں سے بہتے آنسو دھندلا کر سب کچھ مٹا رہے تھے۔ مگر اُس کے کانوں میں اپنے ہی الفاظ گونج رہے تھے۔"اگر آپ میری جان بھی لے لیتیں ائزل... تو میں آپ کو معاف کر دیتا۔ لیکن آپ کا یہ کھیل، یہ جھوٹ... اِس پر میں کبھی معاف نہیں کروں گا۔ کبھی نہیں!"وہ اپنے ہی الفاظ کی گونج سے کانپتا رہا۔ اُس کے سینے میں ایک بھاری پن اُتر آیا تھا، جیسے ہر سانس زنجیر بن گئی ہو۔ گاڑی کی رفتار اُس کی بے بسی اور غصے کی تصویر بن چکی تھی۔ عرش نے ایک جھٹکے سے ایکسیلیریٹر دبایا۔ گاڑی دھاڑتے ہوئے آگے بڑھی، جیسے کوئی وحشی درندہ پنجرا توڑ

کر بھاگ نکلا ہو۔ ہوا شیشوں سے ٹکرا کر زوردار شور مچا رہی تھی، لیکن اُس کے پاؤں نے بریک کو چھونے کا بھی خیال نہ کیا۔ وہ صرف رفتار بڑھاتا گیا۔ سو، ایک سو بیس، پھر ایک سو چالیس... گاڑی کی سوئی پاگلوں کی طرح اوپر کو بڑھ رہی تھی۔ ہر موڑ پر پہیوں کی چرچراہٹ سنائی دیتی، مگر عرش کے کانوں تک صرف اپنی چیختی ہوئی روح کی آواز پہنچ رہی تھی۔ "دل کی دھڑکن رک کیوں نہیں جاتی... یہ سانس کیوں چل رہی ہے..." اُس نے ہذیانی کیفیت میں کہا اور ایک جھٹکے سے گاڑی مزید اوور اسپیڈ کر دی۔

✧ .... ✧ ....✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شام کا زرد سا دھندلا رنگ پورے خانزادہ مینشن پر اُداسی کی چادر کی طرح پھیلا ہوا تھا۔ لاؤنج کی گھڑی کی سوئیاں صاف سنائی دے رہی تھیں، گویا ہر لمحہ خاموشی کو اور گہرا کر رہی ہوں۔ فریحہ بیگم صوفے پر بیٹھی بار بار دروازے کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ اُن کی نظریں جیسے کسی

انتظار میں بندھی ہوئی تھیں۔ ہر آہٹ پر وہ چونک جاتیں اور پھر مایوسی سے پلکیں جھکا لیتیں۔ اچانک ڈور بیل کی آواز گونجی تو سنّاٹے میں ایک ہلچل سی پیدا ہو گئی۔ فریحہ بیگم کا چہرہ کھل اٹھا، جیسے برسوں بعد کسی قیدی کو آزادی کی خبر ملی ہو۔ وہ جلدی سے اٹھیں اور لمبے ڈگ بھرتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھیں۔ اُن کے دل کی دھڑکن تیز تھی، امید اور بے چینی دونوں ساتھ ساتھ تھیں۔ دروازہ کھلا تو سامنے ہاشم صاحب کھڑے تھے۔ وہ حسبِ عادت سنجیدہ چہرے کے ساتھ، ہاتھوں میں موٹی فائلز تھامے ہوئے تھے۔ فریحہ بیگم کے لبوں سے بے اختیار نکلا۔ "ہوہ۔۔۔ آپ!" کہتے ہوئے اُنہوں نے ایک گہری سانس اندر کھینچ لی۔ ہاشم صاحب نے ہلکا سا گلا صاف کیا، اور مختصر سے لہجے میں بولے۔ "ہمم۔۔۔" کہتے ہی وہ اپنی مخصوص بے نیازی کے ساتھ تیز قدمی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھے۔ اُن کے ہاتھ میں پکڑی فائلز اِس بات کا اعلان کر رہی تھیں کہ وہ ہمیشہ کی طرح کسی سنجیدہ معاملے کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں۔ فریحہ بیگم نے چند لمحے خاموش کھڑے رہنے کے بعد آخر کار آواز دی۔ "سنیں۔۔۔" اُن کی آواز میں ہلکی لرزش اور فکر کی جھلک نمایاں تھی۔ ہاشم صاحب

دو سیڑھیاں چڑھ چکے تھے، مگر یہ آواز سنتے ہی رُک گئے۔ انہوں نے آہستگی سے پلٹ کر نیچے دیکھا۔ "ہمم۔۔۔ بولو!" ہاشم صاحب سنجیدگی سے گویا ہوئے اور ایک سیڑھی نیچے اتر آئے۔ ان کے لہجے میں وہی رعب اور سرد مہری تھی جو ہمیشہ فریحہ بیگم کو اور زیادہ کمزور کر دیتی تھی۔ فریحہ کے ہونٹ کپکپائے، وہ چند لمحے خاموش کھڑی رہیں۔ اُن کے چہرے پر گھبراہٹ کے سائے تھے۔ آخر کار ہچکچاتے ہوئے بولیں۔ "وہ۔۔۔ عرش صبح سے گیا ہے پتا نہیں کہا، اب تک گھر نہیں آیا، اور تو اور فون بھی آف آرہا ہے، م۔۔۔ مجھے فکر ہو رہی ہے۔" ان کے لہجے میں واضح لرزش تھی۔ ہاشم صاحب نے ایک لمبی سانس اندر کھینچی اور سرد لہجے میں کہا۔ "تو ہو گا اپنے دوستوں کے ساتھ، اس میں فکر کرنے والی کون سی بات ہے؟"

"نہیں!" فریحہ بے ساختہ بول پڑیں، اُن کی آواز میں اضطراب اور بیچینی تھی۔ "میں نے اُس کے دوستوں سے پوچھا لیکن۔۔۔ لیکن اُنہیں بھی اُس کے بارے میں کچھ نہیں پتا۔" یہ سنتے ہی ہاشم صاحب نے گہری سانس بھری اور قدم نیچے رکھ دیے۔ وہ اب بالکل سامنے

کھڑے تھے۔"وہ بچہ نہیں ہے، ہو گا یہی کہیں۔۔۔ فضول کی باتوں کو بڑھاوا مت دیا کرو!"

"لیکن انشاء بتا رہی تھی کہ صبح وہ بہت پریشان حالت میں گھر سے نکلا تھا۔"فریحہ کی آنکھوں میں تشویش اور بڑھ گئی۔ان کے چہرے پر جیسے رنگ اُڑ گئے ہوں۔"آ۔۔۔ آپ پتہ کریں نہ۔"وہ جھجھکتے ہوئے بولیں۔ہاشم صاحب کا ضبط ٹوٹ گیا۔"میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ تمہارے نوابزادے کو ڈھونڈتا پھروں!"وہ دھاڑے،اُن کی آواز لاؤنج کی خاموش دیواروں سے ٹکرا کر گونجی۔"اگر اتنی فکر ہے تو اسے کمرے میں بند رکھا کرو۔"اچانک آئی اس سختی پر فریحہ کا سراپا کانپ گیا۔اُنہوں نے نظریں جھکا لیں مگر وہ کچھ نہ بول سکیں۔ہاشم صاحب نے سیڑھیوں کی طرف رخ موڑا اور تیز قدموں سے اوپر بڑھنے لگے۔کچھ ہی قدم گئے تھے کہ اچانک پلٹ کر ٹھہرے۔ان کی آنکھوں میں سختی کے ساتھ طنز کی جھلک بھی تھی۔"دیکھنا۔۔۔ایک دن تمہارا نوابزادہ گھر کا راستہ بھی بھول جائے گا۔"کہتے ہی وہ غصے میں قدم پٹختے اوپر چلے گئے۔پیچھے لاؤنج کی فضا میں صرف فریحہ بیگم کی بے بسی اور اُن کی فکر باقی رہ گئی۔

شام کی سرخی آہستہ آہستہ سیاہ رات میں بدل گئی۔ خانزادہ مینشن کی پر شکوہ دیواروں پر ویرانی اور خاموشی کی دبیز تہہ جم گئی تھی۔ پورا گھر جیسے عرش کے انتظار میں سانس روک کر بیٹھا ہو۔ لاؤنج کی کھڑکیوں سے باہر دیکھنے پر صحن میں لگے درختوں کی ٹہنیاں ہلکی ہوا کے ساتھ سرسرانے لگتی تھیں، جیسے وہ بھی کسی آہٹ کے منتظر ہوں۔ فریحہ بیگم بار بار دروازے کی طرف دیکھتیں، کبھی کھڑکی سے جھانکتیں اور پھر مایوسی سے واپس صوفے پر گر جاتیں۔ ان کی آنکھوں میں جاگتی رات کی تھکن اور بیقراری صاف جھلک رہی تھی۔ رات کے لمحے رینگتے رینگتے گزرتے گئے۔ مینشن کی گھڑی نے بارہ کا وقت بتایا تو فریحہ کی آنکھوں سے صبر کا دامن چھوٹ گیا۔ ان کے ہونٹوں سے دبی دبی دعائیں نکل رہی تھیں۔ "یا اللہ۔۔۔ میرا بچہ خیر سے واپس آجائے۔۔۔" مگر دروازے پر نہ کوئی دستک ہوئی، نہ گھنٹی بجی۔ بس خاموشی اور ان کے دل کی بے چینی تھی۔ رات ڈھلتی گئی، اندھیرے نے روشنی کے آگے سر جھکا دیا۔ صبح کی مدھم کرنیں کھڑکیوں سے اندر آنا شروع ہوئیں، پرندوں کی آوازیں گونجنے لگیں۔ لیکن فریحہ بیگم کے لیے یہ روشنی کسی قید سے کم نہ تھی۔ ان کے لیے تو یہ رات اور دن

ایک جیسی اذیت بن چکے تھے۔۔۔ایک لمبا انتظار، جس کا کوئی سرا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ شام سے رات اور پھر رات سے دن۔۔۔لیکن عرش کا کہیں کوئی پتا نہ تھا۔

"انابیہ۔۔۔مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہا۔عرش بھائی صبح سے گھر سے نکلے ہے اور ابھی تک واپس نہیں آئیں۔"انشاء کی آواز رندھ گئی، جیسے آنکھوں میں آنسو بھر جانے کو ہوں۔یہ سنتے ہی انابیہ کے دل پر جیسے پتھر لگا۔اُس کے دماغ میں ایک ہی جھلک گونجی صبح کا وقت۔۔۔جب عرش نے ضد کرتے ہوئے اُس سے ائزل کا پتہ مانگا تھا۔وہ لمحہ بھر کو ساکت رہ گئی، پھر گہری سانس لے کر جلدی سے بولی۔"ایک منٹ انشاء۔۔۔تم فکر مت کرو، میں ابھی پتا کرتی ہوں۔"

انشاء نے پریشانی میں کہا۔"میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔۔۔کہیں کچھ بُرا نہ ہو گیا ہو۔"

انابیہ نے دل کو تھام کر جواب دیا۔"میں دیکھتی ہُوں"یہ کہہ کر اُس نے فوراً کال کاٹ دی اور ہاتھ لرزتے ہوئے ائزل کا نمبر ملایا۔چند ہی لمحوں میں دوسری طرف سے ائزل کی پرسکون آواز آئی۔"ہیلو۔۔۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لیکن انابیہ کا لہجہ لرز رہا تھا، الفاظ جیسے پھنس گئے ہوں۔ "ہیلو۔۔۔ ائزل۔۔۔ عرش تمہارے گھر آیا تھا کیا؟" یہ سوال کسی چمکتے کڑکے کی طرح تھا۔ ائزل کے وجود میں ایک جھٹکا سا لگا۔ وہ لمحہ بھر کے لیے خاموش رہ گئی، پھر بمشکل الفاظ ادا کیے۔ "ن۔۔۔ نہیں۔۔۔" اُس کی آواز ہلکی سی لرزی۔ "کیوں؟"

انابیہ کی پریشانی اور بڑھ گئی، اُس نے جھٹ سے کہا۔ "کل صبح عرش نے مجھ سے تمہارے گھر کا پتہ لیا تھا۔۔۔ اور تب سے وہ گھر واپس نہیں آیا۔ اُس کے دوستوں کو بھی کچھ نہیں پتا۔۔۔" ائزل کے اندر جیسے زلزلہ آ گیا۔ دل کی دھڑکن کانوں میں گونجنے لگی، ہاتھوں سے موبائل پھسلنے کو تھا۔ وہ ساکت رہ گئی۔ الفاظ جیسے زبان پر آ کر رک گئے۔ "ائزل۔۔۔ کچھ تو بولو نا!" انابیہ کی آواز فون پر کانپ رہی تھی۔ "تمہیں کچھ اندازہ ہے؟ اُس نے تم سے کچھ کہا تھا؟" ائزل کی آنکھوں کے سامنے عرش کی دھندلی مسکراہٹ اور اُس کی خاموش آنکھوں کا عکس گھومنے لگا۔ اُس کا سانس لینا بھی مشکل ہو چکا تھا۔ "یہ اللہ" بے ساختہ اُس کے لبوں سے نکلا وہ ہاتھ ماتھے پر رکھتی بیڈ کے کنارے پر بیٹھ گئی۔ اُس نے فون کان سے ہٹا کر پیچھے کی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

طرف رکھ دیا۔ اچانک ہی دل میں ایک عجیب سا وسوسہ ابھرا "کہیں۔۔۔ کہیں عرش نے خود کو کچھ۔۔۔" یہ سوچ اُس کے دماغ میں بجلی کی طرح کوندی۔ سانسیں بے ربط ہو گئیں، خیالات آندھی کی طرح دائیں بائیں دوڑنے لگے کہیں کوئی حادثہ نہ ہو گیا ہو۔۔۔ یا پھر۔۔۔ یا پھر۔۔۔ اُس نے جھٹکے سے فون دوبارہ ہاتھ میں لیا۔ لرزتی انگلیوں نے "کال لاگ" کھولی۔ جیسے ہی اسکرین پر نظر پڑی تو آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ کل تک عرش کی ۵۳ مسڈ کالز تھیں۔ ایک لمحے کو بھی سوچے بغیر اُس نے فوراً عرش کے نمبر پر کال ملا دی۔ بے بسی نے اُس کے اعصاب توڑ دیے وہ جھٹکے سے بیڈ سے اٹھی اور کمرے میں آگے پیچھے ٹہلنے لگی۔ اسکرین پر بجتی رنگ ٹون اُس کے کانوں کو سن کر دینے لگی۔ ہر گزرتا سیکنڈ اُسے اور بیچین کے رہا تھا۔ لیکن۔۔۔ کسی نے کال نہیں اٹھائی۔ "یا اللہ۔۔۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔؟" اُس کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔ ائزل کے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔ اُس نے دوبارہ کال ملائی۔ پھر دوبارہ۔۔۔ پھر ایک بار اور۔۔۔

ہر بار رنگ جاتی مگر کوئی جواب نہ آتا۔"عرش۔۔۔ کہاں ہیں آپ۔۔۔؟ایک بار۔۔۔ بس ایک بار بات کر لیں۔۔"اُس کے لب کپکپاتے ہوئے سرگوشی کرتے رہے۔

رات کافی ہو چکی تھی۔پورے گھر پر ایک سناٹا چھایا ہوا تھا۔فریحہ اب تک صوفے پر بیٹھی تھیں، آنکھوں کے گرد تھکن کے سائے اور چہرے پر بے چینی واضح تھی۔انشاء اُس کے قریب سمٹی بیٹھی دلاسہ دینے کی کوشش کر رہی تھی مگر اُس کے اپنے چہرے پر بھی خوف کے اثرات جھلک رہے تھے۔اسی لمحے اوپر سے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ہاشم سیڑھیوں سے نیچے آ رہے تھے۔شاید کھانے کے لیے۔لیکن جیسے ہی اُن کی نظر صوفے پر بیٹھی فریحہ اور انشاء پر پڑی تو وہ قدم وہیں رک گئے۔ماحول کی خاموشی نے اُنہیں چونکا دیا۔انہوں نے بھنویں سکیڑتے ہوئے کہا۔"کیا ہوا؟یہ اتنی خاموشی کیوں ہے؟"انشاء نے رندھی ہوئی آواز میں جواب دیا۔"بھائی کا اب تک کوئی پتا نہیں ہے۔""کیا۔۔عرش اب تک نہیں لوٹا"ہاشم کا دل جیسے بیٹھنے لگا۔انہوں نے جیب سے موبائل نکالا، تیزی سے نمبر ڈائل کیا اور کان سے لگا لیا۔مگر دوسری طرف کوئی جواب نہ آیا۔انشاء نے بے قراری

سے آگے بڑھ کر کہا۔"بابا پلیز۔۔۔آپ کچھ کریں۔۔۔کہیں پتا کریں۔۔۔بھائی کہاں ہیں۔۔۔؟"

"ہمم"ہاشم کے چہرے پر پہلی بار ایک باپ کی بے بسی جھلکی تھی۔وہ فون کان سے لگائے دروازے کی سمت بڑھ گئے۔

رات کے تقریباً دو بج رہے تھے۔خانزادہ مینشن میں ہر کوئی جاگ رہا تھا۔فریحہ بیگم صوفے پر بیٹھی بار بار آنکھوں سے آنسو صاف کر رہی تھیں جبکہ انشاء ایک کونے میں فون تھامے کھڑی تھی۔دروازہ کھلا اور ہاشم صاحب اندر داخل ہوئے۔ان کے چہرے پر تھکن اور فکر کی گہری لکیریں نمایاں تھیں۔فریحہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئیں۔"کیا ہوا؟کچھ پتا چلا؟"ان کی آواز لرز رہی تھی۔ہاشم نے بھاری سانس لی،کوٹ اُتار کر صوفے پر رکھ دیا۔"میں نے اپنے پرانے دوست ایس۔ایچ۔او فاروق سے رابطہ کیا ہے۔۔۔پولیس نے تحقیقات شروع کر دی ہے۔۔۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انشاء آگے بڑھی، آنکھوں میں امید کی جھلک ابھری۔ "بابا، بھائی مل گئے ہیں کیا؟" ہاشم نے ایک لمحہ آنکھیں بند کیں، پھر آہستگی سے کہا۔ "ابھی اطلاع ملی ہے کہ دہلی ہائی وے پر ایک کار ملی ہے۔۔۔ نمبر پلیٹ عرش کی گاڑی کی ہے۔ میں وہی جا رہا ہوں" وہ کہہ کر اوپر کی طرف بڑھ گئے۔

کچھ ہی دیر میں ہاشم، پولیس کی گاڑی کے ساتھ ہائی وے پر پہنچے۔ اندھیری رات میں پیلے بلب کی مدھم روشنی اور ہوا کی سنسناہٹ ماحول کو مزید سنسان بنا رہی تھی۔ سامنے پولیس کی گاڑیوں کی لال بتی جل رہی تھی۔ چند اہلکار ٹارچ لے کر ایک جگہ کھڑے تھے۔ ہاشم کی نظریں اس تباہ شدہ گاڑی پر جا ٹکیں جو ایک بڑے درخت سے ٹکرائی ہوئی تھی۔ اگلا حصہ پوری طرح کچلا ہوا تھا، شیشے چکنا چور زمین پر بکھرے تھے۔ وہ کانپتے قدموں سے آگے بڑھے اور گاڑی کا دروازہ دیکھنے لگے۔ فاروق نے گہری سانس لی اور نرمی سے کہا۔ "کار تو پوری طرح تباہ ہے۔۔۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ اندر کوئی موجود نہیں تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ خالی ملی ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رات کافی بیت چکی تھی، لیکن پولیس اہلکار اب بھی جائے حادثہ پر موجود تھے۔ گاڑی کے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے اور فضا میں جلی ہوئی ربڑ اور پٹرول کی بو باقی تھی۔ فاروق صاحب نے ہاشم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہاشم بھائی، ابتدائی تفتیش میں پتہ چلا ہے کہ گاڑی اوور اسپیڈ میں تھی۔ تیز رفتاری کی وجہ سے ہی گاڑی کا کنٹرول ختم ہوا اور درخت سے جا ٹکرائی۔" ہاشم کے چہرے پر دکھ اور غصے کا امتزاج ابھرا۔ "عرش۔۔۔ اتنا لاپروا کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ تو ہمیشہ محتاط ڈرائیو کرتا تھا۔۔۔" گھڑی کی سوئیاں آگے بڑھ رہی تھیں۔ پولیس ٹیم مسلسل علاقے کی چھان بین کرتی رہی، ہاشم خود بھی ہر آواز پر چونک جاتے، ہر جھاڑی میں جھانکتے۔ صبح کا دھندلا سا اجالا نمودار ہونے لگا لیکن عرش کا کوئی سراغ نہ ملا۔ ہر طرف مایوسی چھا گئی تھی۔ ہاشم کے چہرے پر تھکن اور بے بسی صاف تھی۔ وہ خاموشی سے سڑک کے کنارے رکی پولیس جیپ کے پاس جا کھڑے ہوئے۔ فاروق نے دھیرے سے کہا۔ "ہاشم بھائی، آپ گھر جائیے۔ اگر کچھ سراغ ملا تو میں خود اطلاع دوں گا۔" ہاشم نے خاموشی سے اثبات میں سر ہلایا، اور اپنی کار کی طرف بڑھ گئے۔

جب ہاشم مینشن کے دروازے پر واپس آئے تو صبح کا اجالا پھیل چکا تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی سب کی نظریں ان پر جم گئیں۔ فریحہ بیگم دوڑ کر آگے بڑھیں۔ "ہاشم۔۔۔ کچھ پتہ چلا؟ میرا بیٹا ملا؟" ہاشم ایک لمحے کو رکے، ان کے لب کپکپائے مگر آواز نہیں نکلی۔ آخر کار بھاری دل کے ساتھ آہستگی سے بولے۔ "نہیں۔۔۔" یہ سنتے ہی فریحہ کے پاؤں لڑکھڑائے اور وہ روتے ہوئے نیچے بیٹھ گئیں۔ انشاء آگے بڑھ کر ان کا سہارا بنی، لیکن خود بھی آنکھوں سے آنسو بہا رہی تھی۔

ائزل بند کمرے میں بیڈ پر بیٹھی تھی۔ کھڑکی کے پردے گرے ہوئے تھے اور کمرے میں مدھم اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں اب بھی وہ فون تھا جس پر عرش کی درجنوں مسڈ کالز موجود تھیں۔ آنکھیں سرخ اور سوچوں میں الجھی ہوئی تھیں کہ اچانک فون کی گھنٹی بجی۔ اسکرین پر "انابیہ" کا نام جگمگا رہا تھا۔ ائزل نے جھجکتے ہوئے کال ریسیو کی۔ "ہیلو۔۔۔" اس کی آواز کمزور تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انابیہ کی آواز تیزی اور گھبراہٹ میں بھری ہوئی تھی۔"ائزل۔۔۔ تمہیں پتہ ہے؟عرش کی کار ملی ہے۔۔۔دہلی کے ہائی وے پر۔۔۔بری حالت میں!"یہ سنتے ہی ائزل کا دل جیسے رک گیا۔ہاتھ کانپنے لگے اور فون لڑکھڑا کر بیڈ پر گرنے ہی والا تھا کہ اس نے سنبھال لیا۔"کیا۔۔۔؟"وہ بمشکل بول پائی،"کار۔۔۔؟بری حالت میں؟"

انابیہ کی آواز بھرا گئی۔"ہاں۔۔۔درخت سے ٹکرائی ہوئی۔۔۔گاڑی تباہ ہو گئی ہے،لیکن عرش کہیں نہیں ملا۔نہ ڈرائیونگ سیٹ پر،نہ آس پاس۔"ائزل کے چہرے پر ہوائیاں اڑ گئیں۔اس کے دل میں جیسے کسی نے چھریاں چلا دی ہوں۔وہ کھڑی ہوئی اور ایک ہاتھ سے سر تھام لیا۔فون کٹتے ہی ائزل کے ہاتھ سے موبائل پھسل کر کارپٹ پر جا گرا۔کمرے میں ایک لمحے کے لیے سناٹا چھا گیا،لیکن اگلے ہی لمحے وہ اپنی جگہ پر لڑکھڑاتے ہوئے فرش پر بیٹھ گئی۔گھٹنوں کو سینے سے لگایا اور سر دونوں ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔"یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔۔۔سب میری وجہ سے۔۔۔!"وہ ہچکیوں کے درمیان بول رہی تھی۔اُس کے دماغ میں وہ لمحے گونجنے لگے جب عرش نے ایڈریس مانگا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھا، جب اس کے فون پر مسلسل کالز آ رہی تھیں اور وہ ضد میں فون نہیں اٹھا رہی تھی۔

اچانک اُس کی اپنی آواز کمرے کی دیواروں سے ٹکرا کر گونجی جیسے کوئی دوسرا شخص اُس سے سوال کر رہا ہو۔ "اگر وہ اب نہیں رہا تو؟ اگر کبھی واپس نہ آیا تو؟" وہ لرزتے ہوئے سر پیچھے کی دیوار سے ٹکا کر رونے لگی۔ آنکھوں سے بہتے آنسو اس کے رخساروں کو بھگو رہے تھے۔ دل میں پچھتاوے کا طوفان برپا تھا۔ "اب اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو میں۔۔۔ میں خود کو کبھی معاف نہیں کر سکوں گی۔"

دوپہر کا وقت ڈھل رہا تھا۔ سورج اپنی تپش کم کر رہا تھا لیکن خانزادہ مینشن کے صحن اور کمروں پر اب بھی غم کا بوجھ چھایا ہوا تھا۔ لاؤنج میں سناٹا تھا۔ فریحہ بیگم صوفے پر نیم بے ہوش سی حالت میں ٹیک لگائے بیٹھی تھیں اور انشاء چپ چاپ ان کے قریب بیٹھی اُن کا ہاتھ تھامے دلاسہ دینے کی کوشش کر رہی تھی۔ اچانک ڈور بیل کی تیز آواز نے اس سنسنی خیز خاموشی کو توڑ دیا۔ سب چونک گئے۔ ملازم فوراً لپک کر دروازے کی طرف گیا۔ جیسے ہی اُس نے دروازہ کھولا، اُس کی زبان بے اختیار کانپتے ہوئے بولی۔ "۔۔۔ع، عرش بابا؟" یہ

سنتے ہی فریحہ بیگم کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ان کے دل کی دھڑکن ایک دم تیز ہو گئی۔وہ صوفے سے جھٹکے کے ساتھ اٹھیں اور دروازے کی طرف دیکھنے لگیں۔دروازے پر واقعی عرش کھڑا تھا۔چہرہ تھکا ہوا، آنکھوں کے گرد سوجن اور رنگ زرد پڑا ہوا۔لباس بکھرا ہوا مگر وجود بالکل سلامت۔اُس کے قدم جیسے بوجھل تھے لیکن وہ بغیر کچھ کہے آہستہ آہستہ اندر کی طرف بڑھ آیا۔"عرش۔۔۔!"فریحہ بیگم کی آواز میں یقین اور محبت کے ساتھ ساتھ شکوہ بھی لرز رہا تھا۔وہ بھاگتی ہوئی آگے بڑھیں مگر عرش نے نگاہ تک نہیں اٹھائی۔ بس سیدھا اندر آ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔انشاء اپنی جگہ کھڑی رہ گئی،اُس کے لب کپکپا رہے تھے۔"بھائی۔۔۔کہاں تھے آپ؟سب پریشان تھے۔۔۔آپ نے ایک فون تک نہیں کیا۔۔۔"اُس کی آواز کانپ رہی تھی مگر عرش جیسے سن ہی نہ پایا۔اُس نے کسی کو کوئی جواب نہ دیا۔اُس کی خاموشی سب کے دلوں کو اور زیادہ بھاری کر گئی۔

عرش جیسے ہی سیڑھیوں پر قدم رکھ رہا تھا،اچانک اوپر سے نیچے آتے ہاشم صاحب کی بھاری آواز گونجی۔"عرش۔۔۔رُک جاؤ!"

عرش کے قدم ایک لمحے کو ساکت ہوئے مگر اُس نے نظریں اوپر نہ کی۔ہاشم صاحب تیز قدموں سے نیچے اترے،ان کے چہرے پر سختی بھی تھی اور بیٹے کی واپسی پر سکون کا سایہ بھی۔ مگر وہ سکون لمحے بھر میں غصے اور بے چینی میں بدل گیا۔"یہ کیا تماشہ ہے؟"ہاشم صاحب دھاڑے۔"گھر کے سب لوگ مر مر کے جی رہے ہیں،پولیس تک کو خبر دی گئی اور تم...!تم ایسے آکر بنا کچھ کہے بس گزر جاؤ گے؟"

فریحہ بیگم آنکھوں میں آنسو لیے لپک آئیں۔"عرش۔۔۔بیٹا کم از کم ہمیں تو بتاؤ کہاں تھے تم؟وہ اُس کا ہاتھ تھامنے کے لیے آگے بڑھیں مگر عرش نے آہستہ سا ہاتھ پیچھے کر لیا۔"میں ٹھیک ہوں،امّی۔۔۔"عرش کی آواز بھاری اور بوجھل نکلی۔"بس مجھے اکیلا چھوڑ دیں۔۔۔"وہ اوپر جانے کے لیے آگے ہی بڑھا تھا کے ہاشم صاحب نے غصے سے ایک قدم نیچے بڑھایا۔"اکیلا چھوڑ دیں؟تمہیں لگتا ہے کہ یہ سب کھیل ہے؟ماں،بہن سب تڑپ رہے ہیں،اور تمہیں صرف اپنی تنہائی نظر آ رہی ہے؟"اُن کی بات پر عرش نے نظریں نیچی کر لیں،ایک گہری سانس بھر کر بغیر کچھ کہے ہاشم صاحب کے بازو سے نکل گیا۔

عرش کمرے میں داخل ہوا تو دروازہ زور سے بند کیا۔ دروازے کے بند ہوتے ہی جیسے اُس کے اندر کی آخری امید بھی بند ہو گئی ہو۔ کمرے کی خاموشی میں اُس کے قدموں کی چاپ گونجتی رہی، اور پھر اچانک سب کچھ سناٹا ہو گیا۔ وہ ہلکی روشنی والے کمرے کو گھورتا رہا، پھر آہستہ آہستہ چلتے ہوئے بستر کے کنارے بیٹھ گیا۔ اُس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بالوں کو مضبوطی سے جکڑ لیا تھا، جیسے سر پھٹنے والا ہو۔ اُس کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی اور لبوں سے ایک بے بس سرگوشی نکلی۔ "کیوں۔۔۔؟ آخر کیوں ایسا کیا آپ نے؟" اُس کے ذہن میں بار بار ائزل کی ہنسی گونجتی، اُس کی معصوم آنکھیں یاد آتیں، اور پھر اچانک وہ لمحہ جب اُس نے دھوکہ دیا تھا۔ وہ اپنے سر کو ہاتھوں میں تھامے فرش پر بیٹھ گیا۔ ساری یادیں ایک زہر کی طرح اُس کی رگوں میں دوڑنے لگا تھا۔ "نہیں۔۔۔ نہیں، یہ سب جھوٹ تھا!" وہ خود سے بولا۔ عرش کے وجود میں زہر کی لہر دوڑ گئی۔ "غلطی؟ میری زندگی، میری محبت۔۔۔ یہ سب غلطی تھی؟" اُس نے فرش پر مکے مارنے شروع کر دیے۔ کمرے کی گھٹن برداشت سے باہر ہو چکی تھی۔ سانس لینا مشکل، سوچنا اذیت ناک۔ اچانک کمرے میں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چاروں طرف ائزل کی ہنسی گونجنے لگی عرش نے سر اٹھا کے چاروں طرف دیکھا پھر اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے۔ وہ ہنسی جو کبھی اُس کے دل کا سکون تھی، اب خنجر بن کر سینہ چیر رہی تھی۔ وہ اُس آواز کو روکنا چاہتا تھا لیکن حقیقت میں وہ ہنسی صرف اُس کے ذہن میں گونج رہی تھی۔ "چپ ہو جاؤ!!!" وہ چیختا ہوا اپنی جگہ سے اٹھا۔ "آپ ہی نے کہا تھا نا یہ رشتہ سانسوں کے ساتھ ہی ٹوٹے گا۔۔۔" اُس کی آواز لرز گئی۔ وہ چاروں طرف باری باری دیکھنے لگا۔ "لیکن آپ نے سب کچھ توڑ دیا۔۔۔ میری دنیا، میرا یقین۔۔۔ سب کچھ۔۔۔!!!" وہ بولتا ہوا گھٹنوں کے بل جا گرا، اور اپنے دونوں ہاتھوں سے فرش پر زور زور سے مکے مارتا رہا۔ سخت ماربل کے فرش سے رگڑ کھاتے کھاتے اُس کے نرم گوشت سے خون رسنے لگا۔ سرخ قطرے فرش پر گرنے لگے، اور وہ منظر بھی عرش کے دل کی بربادی کی عکاسی کر رہا تھا۔ مگر عرش رکا نہیں۔ بلکہ اُس نے خون آلود ہاتھوں سے مزید زور سے فرش پیٹنا شروع کر دیا۔ ہر ضرب میں اُس کے آنسو بھی شامل تھے، ہر دھاڑ میں اُس کی ٹوٹی ہوئی روح۔ "محبت سب سے بڑا جھوٹ تھی نا۔۔۔؟ آپ کے لیے میں صرف ایک کھلونا

تھا۔۔۔؟"وہ چیخ چیخ کر فرش کو پیٹ رہا تھا،خون اب اُس کی انگلیوں کے کناروں سے بہہ کر فرش پر بوند بوند گرنے لگا لیکن پھر بھی اُس نے اپنے ہاتھوں کو نہ روکا۔

ہر جگہ گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔چاند آسمان پر اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ ایسے جھلمل رہا تھا جیسے تاریکی کے سمندر میں واحد اُمید کا دیا ہو۔دل کو چھو جانے والی ٹھنڈی ہوائیں ہلکی ہلکی سنسناہٹ پیدا کر رہی تھیں۔درختوں کی شاخیں ہوا کے ساتھ مدھم سرسراہٹ کرتی ہوئی ماحول کو اور بھی پر سکون بنا رہی تھیں۔ایسا لگتا تھا جیسے وقت نے خود کو چند لمحوں کے لیے قید کر لیا ہو،نہ کہیں شور،نہ کوئی آواز۔۔۔صرف سکوت کا راج تھا۔ اور اُس سکوت میں ایک عجیب سی کشش تھی،جو دل کو اپنے حصار میں لے رہی تھی۔ائزل نرم و ملائم گھاس پر بیٹھی ہوئی تھی۔اُس نے چادر اپنے گرد لپیٹ رکھی تھی۔اُس کی نظریں آسمان پر ٹکی ہوئی تھیں۔چاندنی اُس کے چہرے پر اتر کر اُسے اور بھی معصوم اور اداس بنا رہی تھی۔اُس کی آنکھوں میں آنسوں چاند کی روشنی سے ستارے کی طرح چمک رہے

تھے۔چاند کو دیکھتے دیکھتے اُس کے خیالات بھٹکنے لگے۔ کبھی وہ اپنے ماضی کے حسین لمحوں میں کھو جاتی، کبھی اپنی تنہائی سے ہمکلام ہو جاتی،اور کبھی وہ باتیں جو دن کی روشنی میں دب جاتی تھیں،اس رات کی خاموشی میں دل کے دروازے کھٹکھٹا رہی تھیں۔ائزل کے لب کپکپا رہے تھے،چہرے پر ندامت اور آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔وہ گھاس پر بیٹھے بیٹھے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا کر آہستہ سی آواز میں بولی۔"جو کچھ بھی ہوا... سب میری وجہ سے ہوا،روحان۔اگر میں ذرا سی ہمت کر لیتی... اگر میں سب کچھ سچ بتا دیتی تو شاید آج یہ حال نہ ہوتا۔"روحان نے اُسے بغور دیکھا۔اُس کی آواز میں وہی مانوس لرزش تھی جو کسی ٹوٹے ہوئے دل کی گواہی دے رہی تھی۔وہ آہستگی سے قریب ہوا،اور مدھم لہجے میں بولا۔"نہیں ائزل... غلطی تمہاری نہیں ہے۔حالات کے فیصلے ہمیشہ ہمارے قابو میں نہیں ہوتے۔کبھی وقت ہمیں ایسے موڑ پر لے آتا ہے کہ چاہ کر بھی کچھ نہیں بدل پاتے۔"ائزل نے سر جھکا لیا،اُس کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر گھاس پر گرنے لگے۔"لیکن روحان... میں اُن کا سب کچھ تھی،اور پھر بھی میں ہی اُن کے زخم کی وجہ بن گئی۔"

روحان نے نرمی سے اُس کی طرف دیکھا۔اُس کے لہجے میں وہی سکون تھا جو تھکے ہوئے دل کو سہارا دیتا ہے۔"زخم کا مطلب یہ نہیں کہ محبت جھوٹ تھی،ائزل۔ کبھی کبھی ہم جنہیں سب سے زیادہ چاہتے ہیں...انہی کو سب سے زیادہ تکلیف دے دیتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم قصوروار ہو۔"روحان نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دلاسہ دیا۔

اچانک ہی ائزل کے فون کی رنگ بجی۔اُس نے پیچھے ہاتھ بڑھا کر فون اُٹھایا اور اسکرین اپنی طرف کی۔اسکرین پر جگمگاتا نام "انابیہ" کا تھا۔"انابیہ۔۔۔؟"اُس نے مدھم آواز میں کہہ کر فون کان سے لگالیا۔

"ہیلو"دوسری طرف سے انابیہ کی مانوس آواز گونجی۔

"ہ۔۔ہیلو"ائزل نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"ائزل۔۔خُدا کا شکر ہے عرش صحیح سلامت گھر آگیا ہے"انابیہ نے اچانک ہی کہا۔اُس کی بات پر ائزل نے ایک گہری سکون کی سانس اندر جذب کی۔"شکر ہے"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انابیہ نے فون کے اُس پار ہلکی سی جھجک کے ساتھ کہا۔"ویسے میں کہہ رہی تھی کہ عرش کو اپنے دل کی بات بتا ہی دوں..."چند لمحوں تک ائزل بالکل خاموش رہی۔ جیسے کسی نے اُس کے سینے پر بوجھ رکھ دیا ہو۔اُس کی نظریں چاندنی رات کے باوجود دھندلا گئیں۔"اچھا..."بس اتنا ہی لفظ اُس کے لبوں سے نکلا۔ مگر اُس ایک لفظ کے ساتھ اُس کے چہرے پر مکمل ویرانی پھیل گئی۔"ویسے میں سوچ رہی ہوں کہ جلد سے جلد بتا دوں اُسے۔۔۔"انابیہ کی آواز میں ہلکی سی خوشی اور اُمید جھلک رہی تھی۔"میں کئی سالوں سے اس دِن کے انتظار میں تھی...اور آج وہ دِن آ ہی گیا۔"انابیہ شاید دوسری طرف بے خبری میں بولتی جا رہی تھی، مگر ائزل کے کانوں میں اُس کے الفاظ زہر کی طرح اُتر رہے تھے۔وہ لبوں کو بھینچ کر خاموش رہی، پھر بمشکل ایک جملہ ادا کیا۔"ہمم۔۔۔ تمہیں جیسا ٹھیک لگے۔"انابیہ کو کچھ کہنے کا موقع دیے بغیر اُس نے اچانک کال کاٹ دی۔ فون اُس کے ہاتھ سے پھسل کر گھاس پر جا گرا۔اگلے ہی لمحے اُس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی ایک لڑی بہہ نکلی۔"کب تک ایسے ہی روگی ائزل؟"روحان کی مدھم مگر بھرپور فکرمندی سے بھری

آواز خاموشی کو چیرتی ہوئی اُس کے کانوں تک پہنچی۔ ائزل نے اپنے آنسوؤں سے بھیگے چہرے کو ہاتھوں میں چھپا رکھا تھا۔ وہ سسکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی، لیکن روحان کی آواز سن کر اُس کے وجود میں ایک لمحے کو لرزش سی دوڑ گئی۔ روحان کی آنکھوں میں ہمدردی اور دل میں ایک عجیب سی بے چینی تھی۔ وہ نرمی سے بولا۔ "تم چاہتی تھی کہ سب سے دور جانا ہے... اب تو اتنی دور آ گئی ہو..." ائزل نے دھیرے سے چہرہ اوپر اٹھایا۔ اُس کی آنکھیں سرخ تھیں۔ روحان نے چاندنی میں بھیگی رات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہ خاموش راتیں، یہ ٹھنڈی ہوائیں... سب کچھ تمہیں سکون دینے کے لیے ہیں، لیکن تم اِنہیں بھی اپنے غم سے بھگا دیتی ہو۔ ائزل... کب تک اپنے دل کو ایسے زخمی رکھو گی؟" ائزل کی پلکوں سے ایک اور آنسو ڈھلک کر رخسار پر بہہ نکلا۔ اُس نے لرزتی آواز میں کہا۔ "روحان... دور جانا آسان ہے، مگر یادوں سے دور جانا... یہ تو ممکن ہی نہیں۔" روحان نے اُس کے لفظوں کو غور سے سنا۔ اُس کی آنکھوں میں بھی ایک لمحے کو نمی سی اتر آئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اُس نے دھیرے سے کہا۔"یادوں سے بھاگا نہیں جا سکتا،ائزل... لیکن اُن کے ساتھ جینا سیکھا جا سکتا ہے۔اور میں چاہتا ہوں تم سیکھو۔تم اپنی زندگی کو یوں رونے میں نہ گنوا دو۔"

"روحان... میں نے سب کچھ ختم کر دیا..."

ائزل کے کانپتے ہوئے لب بمشکل الفاظ ادا کر رہے تھے۔آنکھوں میں بہتے ہوئے آنسوؤں نے اُس کے چہرے کو اور زیادہ زرد اور بے حال بنا دیا تھا۔"میں اور کتنا جھوٹ بولوں؟ مجھ سے نہیں ہو پا رہا... بس نہیں ہو رہا..."اُس نے روتے ہوئے ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ دیے جیسے وہ دنیا سے خود کو چھپانا چاہتی ہو۔کچھ لمحوں بعد وہ سسکیوں میں ڈوبی آواز کے ساتھ بولی۔"میرے ساتھ بھی دھوکا ہوا ہے روحان... سب سے بڑا دھوکا۔خدا نے میرے ساتھ دھوکا کیا ہے... جب کسی شخص کو زندگی میں عطا ہی نہیں کرنا ہوتا تو وہ دلوں میں محبت ڈالتا کیوں ہے؟ آخر کیوں؟"روحان اُس کے الفاظ سن کر لمحہ بھر کو خاموش ہو گیا۔اُس نے اُسے رونے سے روکنے کی کوشش نہیں کی،بس خاموشی سے بیٹھا رہا۔اُس کے دل میں ایک کسک سی جاگی لیکن اُس نے اُسے بہنے دیا،کیونکہ کبھی کبھی آنسو دل کا بوجھ ہلکا کرنے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔ کچھ دیر بعد اُس نے نرم لہجے میں کہا۔ "ایسا نہیں کہتے ائزل... تم ہی تو کہا کرتی تھیں کہ خدا جو بھی کرتا ہے ہمارے اچھے کے لیے کرتا ہے۔" ائزل نے سر جھٹک کر روتے روتے خفگی سے جواب دیا۔ "اچھا؟ پھر میرے ساتھ برا کیوں ہوا؟ میں نے تو کبھی برا سوچا تک نہیں، کبھی کسی کو دکھ نہیں دیا... پھر مجھے ہی کیوں چُنا گیا؟" اُس کے سوال میں گہری ٹوٹ پھوٹ اور شکوہ تھا۔ روحان نے ایک لمحے کے لیے اُس کی طرف دیکھا، اُس کی نظریں گہری تھیں، لہجہ بوجھل مگر پُرسکون۔

"ائزل... یہ برا نہیں ہے۔ یہ خدا کا امتحان ہے۔ اُس کی آزمائش ہے۔ وہ کبھی دے کر آزماتا ہے تو کبھی لے کر۔" وہ ایک لمحہ رکا، پھر نرمی سے بولا۔ "کبھی کبھی وہ ہمیں ٹوٹنے دیتا ہے تاکہ ہم اپنی اصل پہچان پائیں۔ تاکہ ہم سمجھ سکیں کہ اصل سہارا صرف وہ ہے۔ ائزل... تمہیں لگ رہا ہے کہ سب ختم ہو گیا، مگر دراصل یہ وہ موڑ ہے جہاں سے تمہیں اپنے اندر ایک نئی طاقت ملے گی۔" ائزل کے آنسو تھمتے ہی نہیں تھے۔ اُس کی آواز بھاری ہو چکی تھی، "میں نے... سچے دِل سے چاہا تھا..." وہ ہچکیوں کے درمیان رو رہی تھی۔

روحان کے لبوں پر ایک ہلکی سی، مگر عجیب سی مسکراہٹ ابھری۔ "میں نے بھی..." وہ مدھم مگر پُرسکون لہجے میں بولا۔

ائزل کے آنسو جیسے اچانک تھم گئے۔ اُس کے لب کھلے کے کھلے رہ گئے، اور اُس کی سسکی ایک لمحے کو رک گئی۔ وہ حیرت اور بے یقینی میں روحان کی طرف دیکھنے لگی۔ "ک۔۔۔ کیا؟" اُس نے کانپتی آواز میں کہا۔ "مطلب... آپ نے بھی؟" ائزل کی نگاہیں اُس پر جمی ہوئی تھیں۔ روحان نے نظر چرا کر ہلکا سا "ہمم" کہا۔ اُس کے چہرے پر ایک کڑوی مسکراہٹ تھی، اور اُس کی نظریں زمین پر جمی رہیں۔ "اور پھر ضروری تو نہیں... جو دلوں میں بسا کرتے ہیں... وہ لکیروں میں بھی ملیں۔" اُس نے آہستہ آہستہ لفظ ادا کیے، جیسے ہر جملہ اپنے ساتھ ایک کرب سمیٹے ہوئے ہو۔

روحان نے ایک لمحے کے لیے توقف کیا، پھر گہری سانس بھر کر اپنا سر جھٹکے سے ائزل کی طرف موڑا۔ اُس کی آنکھوں میں اب اداسی کے ساتھ ایک پختگی بھی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں اب سمجھ چکا ہوں... اور سنبھل بھی چکا ہوں۔" اُس کی آواز ٹھہری ہوئی تھی، جیسے وہ ایک بڑے بھاری فیصلے کے بعد سکون پا گیا ہو۔ روحان نے اُس کی حالت دیکھ کر تھوڑی نرمی سے کہا۔ "م-یں نے اس لاحاصل محبت پر رشک بہانا بند کر دیا ہے... بہتر یہی ہے، ائزل... کہ تم بھی اس سچ کو مان لو۔" اُس نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں دلاسہ دیا، جیسے وہ چاہ رہا ہو کہ اُس کی ٹوٹی ہوئی دنیا کو کسی نہ کسی طرح تھام لے۔ "لیکن... حقیقت تو نہیں بدلے گی نہ؟" ائزل نے دھیمی مگر لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ اُس کی آنکھیں سرخی سے بھری ہوئی تھیں۔ روحان نے اُس کی آنکھوں میں چند لمحے دیکھنے کے بعد سر جھکا لیا۔ اُس کے لبوں پر ایک ہلکی سی اداس مسکراہٹ ابھری، جیسے وہ اپنی ہار تسلیم کر چکا ہو۔ "جانتا ہوں..." اُس کی آواز میں گہرائی تھی، مگر اُس میں بے بسی کا بوجھ بھی چھپا ہوا تھا، پھر اُس نے آہستہ سے سر اُٹھایا۔ "حقیقت کبھی نہیں بدلتی، ائزل... اور نہ ہی بدلے گی۔ زیادہ فرق بھی نہیں پڑے گا۔ یہ بے چینی تمہیں ہمیشہ تنہا محسوس کروائے گی۔ یہ غم... تمہارے دل سے کبھی نہیں جائے گا لیکن.." روحان کی آواز ایک لمحے کو رُکی، پھر اُس نے اپنی نظریں ائزل کی آنکھوں میں

گاڑ دیں۔"تم کم سے کم سانس تو لے پاؤ گی۔"روحان کی بات سن ائزل کچھ نہ کہہ پائی جیسے لفظوں کی گنجائش ہی نہ رہی ہو۔۔اُس کے لب بند تھے، لیکن اُس کی آنکھیں چیخ چیخ کر اعتراف کر رہی تھیں کہ روحان نے اُس کے ہونے والا حال، اُس کے آنے والے دن اور اُس کی خاموش اذیت کو سب کچھ پہلے ہی بیان کر دیا تھا۔رات کی کالی چادر اپنے ساتھ ساری اداسیاں اور سناٹوں کو سمیٹ کر رخصت ہو چکی تھی۔ کھڑکیوں سے جھانکتی نرم دھوپ کمرے میں اُتر رہی تھی۔ گھر میں ایک عجیب سا سکون پھیلا ہوا تھا۔ائزل، جو رات بھر آنسوؤں کے بوجھ تلے دبی رہی تھی، صبح فریش ہو کر کچن کی طرف بڑھی۔اُس کے قدموں میں ہلکی سی تیزی تھی، جیسے وہ خود کو معمول کی مصروفیات میں ڈھکیل دینا چاہتی ہو۔ کچن کے دروازے پر پہنچتے ہی اُس کی نظر روحان پر پڑی، جو ہاتھ میں کلچی لیے بڑے انہماک سے پتیلے میں چلا رہا تھا۔"واہ۔۔۔روحان، آج کچن میں کیسے؟"اُس نے ہنستے ہوئے دروازے سے ہی چھیڑا۔روحان نے ایک لمحے کو سر اُٹھایا، مگر اپنی مصروفیّت جاری رکھی۔"ہمم۔۔۔آپ کی مہمان نوازی کا بھی موقع دیں نا۔"اُس کی آواز میں شرارت اور تھوڑی سی سنجیدگی

گھلی ہوئی تھی۔ ائزل دروازے سے آگے بڑھی اور اُس کے قریب آ کھڑی ہوئی۔ اُس کی نظریں پتیلے پر جمی تھیں، جہاں اُبلتے کھانے کی خوشبو ہلکے ہلکے کچن میں پھیل رہی تھی۔

"اوہ۔۔۔ ویسے کھانا بنانا آتا بھی ہے یا ایسے ہی اوور کانفیڈنٹ ہو رہے ہیں آپ؟" اُس نے جان بوجھ کر ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ روحان نے فوراً کلچی گھماتے گھماتے رُک کر اُس پر ترچھی نظر ڈالی۔ اُس کی آنکھوں میں شرارت کی ایک جھلک اُبھری۔ "مجھے سب کچھ آتا ہے، محترمہ۔" اُس نے اپنے لہجے کو مزید رعب دار بنا کر کہا۔ ائزل دروازے سے آگے بڑھ کر کچن کے کنارے پر رکھی چھوٹی سی کرسی پر جا بیٹھی۔ اُس نے اپنی ٹھوڑی ہاتھ پر ٹکائی اور شوخی سے روحان کو دیکھنے لگی۔ "دھیان رہے، کھانے کا ذائقہ خراب ہوا تو میں سب کو بتا دوں گی کہ آپ صرف بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں۔" ائزل نے اپنی ایک بھنویں اٹھا کر شرارت سے کہا۔ روحان نے کلچی ہوا میں لہراتے ہوئے اُس کی طرف اشارہ کیا۔

"ذائقہ ایسا ہو گا کہ انگلیاں چاٹتے رہ جاؤ گی" روحان کی بات پر وہ فوراً سیدھی ہو کر بیٹھی "اچھا جی دیکھتے ہیں"

"اچھا سنو... وہاں سے آٹے کا ڈبا دینا،" روحان نے کلچی چلاتے ہوئے سامنے رکھی لکڑی کی شیلف کی طرف اشارہ کیا جہاں بڑے بڑے ڈبے قطار میں رکھے ہوئے تھے۔ "ہاں" ائزل فوراً کچن کاؤنٹر سے اُتر کر اُس طرف بڑھ گئی۔ اُس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور ڈبے کو پکڑنے کی کوشش کی مگر ڈبا اُس کی پہنچ سے ذرا سا اوپر تھا۔ اُس کے قدم ہلکی ہلکی کوشش کے باوجود زمین پر ہی جمی رہے۔ "روحان!" وہ ناکام کوشش کے بعد اُسے پکار اُٹھی۔ اُس کی آواز میں ہلکی سی جھنجھلاہٹ جھلک رہی تھی۔ "یہ کتنی اونچائی پر رکھا ہے... میرا ہاتھ نہیں پہنچ پا رہا ہاں وہاں تک۔" روحان نے کلچی گھماتے گھماتے گردن موڑ کر اُسے دیکھا۔ لمحہ بھر خاموش رہا، پھر زور سے ہنسا۔ "ہاہاہا... یہی تو چھوٹی ہائیٹ کی سب سے بڑی پرو بلم ہے،" اُس نے قہقہہ لگاتے ہوئے پیچھے کی طرف جھک کر مزید مزہ لیا۔ "وہاں اسٹول رکھا ہے، لے لو۔"

"لیکن خود آ کر لیں گے نہیں" اُس نے منہ بنایا اور ترچھی نظر سے اُسے گھورا۔ پھر بھاری قدموں سے اسٹول کی طرف بڑھی۔ "تم کس لیے ہو یہاں؟" روحان نے بڑے سکون مگر

شرارت بھرے لہجے میں کہا۔ ائزل کا دل چاہا کہ وہ وہیں کھڑے کھڑے اُسے ڈانٹ دے، مگر اگلے ہی لمحے اُس نے ہلکے سے بھنویں سکیڑیں اور اسٹول گھسیٹ کر ڈبے کی طرف بڑھی۔ ائزل نے ناک سکیڑ کر بڑبڑایا، "آئے بڑے مہمان نوازی کرنے والے!" اور غصّے میں اسٹول پر چڑھ گئی۔ روحان ہنستا ہوا کلچی چلاتا رہا۔ "آرام سے اتنا غصّہ کہیں مہنگا نہ پڑ جائے!"

"چپ ہی رہیں آپ!" ائزل نے اوپری شیلف پہ رکھا آٹے کا ڈبا دونوں ہاتھوں سے آگے سرکایا۔

"ارے، گر جاؤ گی میری ماں"

"نہیں گرتی" کہہ کر اُس نے زور سے ڈبا اپنی طرف کھینچا، اگلے ہی لمحے اُس کے پاؤں ذرا سا لڑکھڑائے۔ "اَہ" اس نے توازن بچانے کے لیے شیلف کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا، مگر آٹے کا ڈبا آدھا باہر آچکا تھا، پلک جھپکتے ہی سیدھا اُس کے سر پر آگرا۔ "اوہ نووو!" ائزل کی چیخ کے ساتھ ہی سفید آٹے کا بادل دھپ سے چھوٹا، "ائزل!" کچینخ پر روحان ہڑبڑا کر پلٹا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بال، پلکیں، ناک, کندھے ... سب برف جیسے آٹے میں ڈھک گئے۔ روحان نے یہ منظر دیکھا تو وہیں کھڑا ہنسنے لگا۔ "ہاہاہا" اُس کی ہنسی قابو سے باہر تھی۔ "نیا بھوت!" ائزل نے غصے سے سانس اندر کھینچی۔ "روحاان۔۔۔۔" وہ چلاتی ہوئی نیچے آئی۔

"منہ دیکھو اپنا" وہ ہنستا ہوا بولا۔ ائزل نے دونوں ہاتھوں سے سر سے آٹا صاف کرنے کی کوشش کی، لیکن جتنا صاف کرتی اتنا اور نیچے گرتا۔ اُس کی پلکوں اور ناک پر بھی سفیدی جم گئی تھی۔ روحان ہنستے ہنستے کچن کی دیوار سے لگ گیا، "یار ائزل، میں مر جاؤں گا ہنسی سے... یہ نیا بھوت والا لک تمہارے اوپر کمال ہے!" اُس کی بات پر ائزل اُسے غصّہ سے گھورتی اُس کی طرف بڑھی۔ "آپ کو بھی بھوت بناتی ہوں رکیں آپ" وہ آٹے کا ڈبا اٹھا کر روحان کی طرف بڑھ گئی۔ "اوئے" روحان وہاں سے بھاگتا ہوا پلٹا۔ "آج آپ بھی اس آٹے کی بارش میں نہائیں گے" وہ دوڑ کر روحان کی طرف آئی۔ "نہیں۔۔ نہیں ائزل" وہ الٹے قدم تیزی سے پیچھے کی طرف لیتا دروازے سے باہر نکلا۔ "ڈبا سر میں گرا ہے یہ دماغ پر"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"رکیں آپ" وہ اُس کے پیچھے بھاگی۔ "بہت ہنسی آ رہی تھی نہ۔۔اب خود کے حال پر ہنسنا میری مدد کرنے کی بجائے آپ مجھ پر ہنس رہے تھے۔۔ آپ کو چھوڑوں گی نہیں میں" وہ ہاتھوں میں ڈبا لیے تیزی سے روحان کے پیچھے بھاگی۔ روحان تیزی سے دوڑتا ہوا پیچھے مڑا پیچھے راستہ نہیں بلکہ دیوار تھی۔ "ائزل نہیں پلز" اُس نے اپنے قدم وہی روک لیے۔ "ہاہاہا" ائزل ہنستی ہوئی بولی۔ "اب بھاگ کے کہاجائے گے" ائزل نے ڈبا روحان کی طرف بڑھایا۔ "معاف کر دو اب نہیں ہنسوں گا"

"نہیں... اب ہنسو زور زور سے!" اُس نے شرارت بھری سنجیدگی کے ساتھ ڈبا روحان کے سر پر الٹ دیا۔ پلک جھپکتے ہی آٹے کا ڈھیر روحان کے بالوں سے پھسلتا ہوا ماتھے، آنکھوں اور گالوں پر پھیل گیا۔ سفید بادل کی طرح آٹا اُس کے لباس پر بھی چھا گیا۔ روحان نے بے یقینی سے آنکھیں جھپکیں، ہونٹوں سے ایک کمزور سا "ائزل۔۔۔!" نکلا، لیکن اُس کی شکل دیکھ کر ائزل کی ہنسی دبائے نہ دبی۔ روحان نے جُھنجھلا کر اپنے کپڑوں اور چہرے سے آٹا جھاڑنے کی کوشش کی ہی تھی کہ دروازے کے کُھلنے کی آواز گونجی۔ دونوں کے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

قدم ٹھٹک گئے۔ روحان نے آہستہ سے سر اُٹھایا۔ دروازے پر کھڑا شخص حیرت اور مسکراہٹ کے درمیان الجھا ہوا اُنہیں گھور رہا تھا۔ چند لمحے کے توقف کے بعد اُس کی حیرت قہقہے میں بدل گئی۔ "ہاہاہاہا... یہ کیا حال بنا رکھا ہے بھائی!" وہ ہنستے ہنستے کمر تھامے صوفے کی طرف بڑھا۔ روحان نے اُسے دیکھ کر منہ بنایا، "ہاں بہت مزے لے لو... جیسے بڑی فلم دیکھ لی ہو!" اُس نے قدم آگے بڑھائے اور آٹے سے اٹے بالوں کو جھٹکا، مگر آٹا اور زیادہ پھیل گیا۔ روحان کو اپنی طرف آتا دیکھ وہ شخص لمحے بھر کے لیے خاموش ہوا۔ "دو پیارے پیارے بھوت" بول کر وہاں پھر ہنس پڑا۔ اُس کی ہنسی اور روحان نے اُسے تیکھی نظروں سے گھورتی ہوئی کہا۔ "زیادہ ہنسوں مت ورنہ اگلا ڈبا تم پر گرے گا"

"اچھا سوری" روحان کی بات پر اُس نے اپنی ہنسی اندر جذب کرتے ہوئی ائزل کی طرف نظریں کی۔ "ویسے یہ کون ہے؟"

"کزن ہیں میری.. ائزل" سں وال پر روحان ایک نظر پیچھے دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا" اسد نے غور سے اُس کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کی۔ "آپ پلز اپنا چہرہ صاف کر کے آئیں گی"۔ اسد کی بات سنتے ہی اُس کے چہرے پر غصّہ جھلک اٹھا تھا۔ وہ اُسے گھورتی ہوئی وہاں سے نکل گئی۔

"بھائی تم ایسے ہی رہنا چاہتے ہو" اسد نے روحان کو دیکھ کر ہنستے ہوئے کہا۔ روحان شرمندگی سے سر جھکاتا وہاں سے نکل گیا۔ روحان کے جاتے ہی اسد صوفے پر بے تکلفی سے پھیل گیا، ایک ٹانگ دوسری پر رکھ کر سہولت سے بیٹھا اور گہری سانس بھر کر گردو پیش کو دیکھنے لگا۔ ائزل نے بالوں کی بکھری لٹ کو کان کے پیچھے اڑس دیا اور سنجیدگی کے ساتھ چلتے ہوئے قریب کے صوفے پر آ کر بیٹھ گئی۔ اسد کی نظریں اُس پر ٹھہر گئیں۔ لمحے بھر کے سکوت کے بعد اُس نے دھیرے سے کہا۔ "ہمم... "وہ جیسے خود سے اعتراف کر رہا تھا، "کافی اچھا چہرہ ہے، تب غور ہی نہیں کیا تھا۔"

ائزل کی ناک پر پہلے ہی غصّے کی لکیریں کھنچی ہوئی تھیں، اب اور گہری ہو گئیں۔ مگر اُس نے زبان بند رکھی اور ہونٹ بھینچ کر ایک طرف دیکھنے لگی۔ اسد کے لبوں پر ایک ہلکی سی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مسکراہٹ اُبھری۔ وہ اپنی بات دہراتے ہوئے گویا آگے ہو گیا۔ "بہت خوبصورت ہیں آپ۔" اُس کے لہجے میں سنجیدگی اور ہلکی سی شرارت یکجا تھی۔ ائزل کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ اُس کی آنکھوں میں غصے کی چنگاریاں لپک اٹھیں۔ "پوچھا آپ سے کسی نے؟" اُس کی آواز میں جھلکنے والا جلال ہال کے سکوت کو چیر گیا۔ "سوچا بتا دوں۔" اسد نے ذرا سا کندھے اُچکا کر لاپرواہی سے کہا۔ "کوئی ضرورت نہیں۔" ائزل کے لہجے کی تلخی اُس کی آنکھوں میں اترے برف جیسے سکوت سے ہم آہنگ تھی۔ یہ جواب سن کر اسد نے ایک لمحے کو اُسے غور سے دیکھا اور پھر خاموشی اختیار کر لی۔ ائزل نے غصے سے اپنے فون کو پکڑا اور انگلیاں بے رُکھی دُھندلی رفتار سے اسکرین پر چلانے لگی۔ "ویسے..." اسد نے اپنی نشست پر ذرا سا انگڑائی لیتے ہوئے خاموشی کو توڑا۔ اُس کی نظریں اب بھی ائزل پر جمی ہوئی تھیں۔

"کیا آپ میرے لیے ایک کپ چائے لے آئیں گی؟ پلز۔" اُس کے ہونٹوں سے نکلا یہ جملہ کمرے میں گونج سا گیا۔ ائزل نے چونک کر فون سے نظریں اُٹھائیں۔ اُس کے تیور پہلے

ہی برہم تھے۔ وہ تیز لہجے میں بولی۔ "میں؟" اور ساتھ ہی اپنی انگلی اپنے سینے کی طرف اُٹھائی۔ "جی، پلز۔" اسد نے جیسے بڑے سکون سے بات دہرائی، جیسے اُسے ائزل کے ردِ عمل سے کوئی فرق نہ پڑتا ہو۔ اب کی بار ائزل کا ضبط واقعی جواب دے گیا۔ اُس کے چہرے کی رنگت غصّے سے سرخ پڑ گئی۔ وہ ایک جھٹکے سے کھڑی ہوئی اور پیر زمین پر زور سے مارتے ہوئے غصّے بھری تیز چال سے کچن کی طرف بڑھ گئی۔ اسی لمحے روحان سیڑھیوں سے اتر کر نیچے آیا۔ اُس نے کپڑے بدل لیے تھے اور تازگی اُس کے چہرے پر نمایاں تھی۔ مگر جیسے ہی اُس کی نظریں ائزل پر پڑیں، جو غصّے سے کچن کی طرف بڑھ رہی تھی، وہ ٹھٹھک گیا۔ ائزل کے چہرے پر جھلکتا جلال اُس کے لیے غیر متوقع تھا۔ "یہ... اسے کیا ہوا؟" روحان نے بے اختیاری میں کہا اور اسد کے قریب جا کر رُک گیا۔ اُس کے لہجے میں سچّی حیرت اور ہلکی سی پریشانی تھی۔ اسد نے اُس کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا، جیسے معاملہ بالکل معمولی ہو۔ اُس کا چہرہ مکمل طور پر سپاٹ تھا، اور آنکھوں میں بلا کی بے نیازی۔ "چائے بنانے گئی ہے... میرے لیے۔" اُس نے ہموار مگر بے پرواہ لہجے میں جواب دیا۔ روحان نے لمحے

بھر کو اسد کو دیکھا، پھر فوراً پلٹ کر تیزی سے ائزل کے پیچھے کچن کی طرف بڑھ گیا۔ "کہتا ہے چائے بناؤ..." ائزل بڑبڑاتی ہوئی کچن میں داخل ہوئی۔ "میں کیا نوکر ہوں اس کی؟" اُس نے جھنجھلاہٹ میں کہا اور ایک جھٹکے سے پتیلا گیس پر رکھ دیا۔ پتیلے کی کھنک بھی اُس کے غصے کی بازگشت دیتی محسوس ہو رہی تھی۔ اُسی وقت روحان دروازے کے پاس کھڑا سب دیکھ رہا تھا۔ ائزل کے انداز اور الفاظ نے اُس کے لبوں پر ہنسی لادی۔ وہ مسکراتا ہوا آہستہ قدموں سے اندر داخل ہوا۔ "کیا ہوا ہے؟" اُس نے شرارت دبانے کی ناکام کوشش کے ساتھ پوچھا۔ ائزل نے فوراً پلٹ کر اُسے گھورا۔ اُس کے چہرے پر غصے کے ساتھ شکایت بھی تھی۔ "یار روحان!" وہ تقریباً چیخ پڑی۔ "اب یہ کون ہے... مجھے کہتا ہے کہ میرے لیے ایک کپ چائے لے آؤ پلز!" وہ لفظ پلز پر خاص زور دیتے ہوئے جیسے اپنی جھنجھلاہٹ کو اور واضح کر رہی تھی۔ "میں نوکر ہوں اس کی؟" وہ دونوں ہاتھوں کو ہوا میں جھلکا کر بولی۔ "اب آپ ہی بتائیں!" روحان اُس کے انداز پر قہقہہ مار بیٹھا۔ ہنسی جیسے اُس کے ضبط سے نکل ہی پڑی تھی۔ وہ سر کو ہلکا سا پیچھے جھٹک کر ہنستے ہوئے بولا۔ "قریبی

دوست ہے میرا..." ائزل کے چہرے پر ناگواری اور بڑھ گئی۔ "کوئی بھی ہو، مجھے کیا!" اُس نے سختی سے کہا۔ "میں کسی کی خدمت گزار نہیں ہوں۔" روحان نے مسکراہٹ دبا کر سنجیدگی لانے کی کوشش کی مگر آنکھوں کی شوخی چھپ نہ سکی۔ اُس نے نرمی سے کہا۔ "ارے بابا، اتنا غصہ کیوں کر رہی ہو؟ اُس نے تمہیں صرف چائے کے لیے کہا تھا، جنگ کا اعلان تھوڑی کیا۔" روحان کی بات پر ائزل نے اُسے تڑخ کر گھورا۔ "میرے لیے تو یہی کافی ہے۔ اجنبی آ کر حکم دینے لگیں گے؟"

روحان کچن کے پاس آ کر ہاتھ باندھے کھڑا ہو گیا۔ "اچھا، کوئی بات نہیں... بنا دو چائے۔" اُس نے نیم سنجیدگی مگر دوستانہ لہجے میں کہا اور آرام سے کچن سے ٹیک لگا لی۔ ائزل نے ناک سکیڑی۔ "ہمم..." اُس کے لبوں سے ایک دبے دبے غصے کی سانس نکلی۔ اُس نے کاؤنٹر پر پڑا لائٹر اٹھایا اور گیس آن کرنے لگی، لیکن فوراً جھنجھلا کر رُک گئی۔ "روحان..." اُس نے ذرا معصومیت بھرے انداز میں اُس کی طرف دیکھا، "پلز... گیس جلا دیں نہ، مجھے نہیں آتا۔" یہ کہہ کر اُس نے لائٹر آگے بڑھا دیا۔ اُس کی آنکھوں میں ایک عجیب سا بچپنا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھا جو لمحہ بھر پہلے کے غصے سے بالکل مختلف لگ رہا تھا۔ روحان ہلکا سا مسکرا دیا۔ اُس نے ہاتھ آگے بڑھا کر لائٹر ائزل کے ہاتھوں سے لیا اور دو سکینڈ میں گیس جلا دی۔ آگ کی نیلی لو پتیلے کے نیچے جلنے لگی۔ "من تو کر رہا ہے چائے کی جگہ زہر دے دوں اسے..." ائزل جھنجھلاہٹ کے مارے زیرِ لب بڑبڑا رہی تھی۔ اس کے ساتھ ہی وہ مسلسل گالیوں سے بھی اسد کو نواز رہی تھی۔ ہر لفظ میں اُس کے غصے کی شدت جھلک رہی تھی۔ روحان ہاتھ باندھے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ اُس کے ہونٹوں پر ہنسی مچل رہی تھی مگر وہ ائزل کی جھلّی حرکتیں دیکھ کر محض خاموشی سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ ائزل نے غصے بھرے انداز میں دودھ ڈالا اور تیز لہجے میں بڑبڑائی۔ "ایسی چائے پلاؤں گی کہ یہ چائے پینا ہی بھول جائے گا... اسپیشل مہمان کے لیے اسپیشل چائے!" پھر وہ اچانک ڈبوں کی طرف بڑھی۔ ہاتھ ایک ڈبے پر رکھا، پھر پلٹ کر روحان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ "اُمم... چینی؟" روحان نے ابرو چُکا کر اُس کی طرف دیکھا مگر کچھ نہ بولا۔ ائزل کی آنکھوں میں شرارت کی چمک ابھر آئی۔ "ایک منٹ!" اُس نے ذرا دانستہ توقف کیا اور کہا۔ "چینی کیوں... اگر اسپیشل چائے بنانی ہے

تو... ہم ڈالیں گے چینی کے بدلے نمک!" یہ کہتے ہی اُس نے فوراً چینی کا ڈبہ ایک طرف رکھا اور نمک کا ڈبہ اٹھالیا۔ روحان چونکا، اُس کے چہرے پر تعجب اور ہنسی ایک ساتھ ابھری۔ "تم... واقعی؟" اُس نے آدھی ہنسی روکتے ہوئے پوچھا۔ مگر ائزل نے اُس کی طرف دیکھے بغیر تیزی سے نمک پتیلے میں ڈال دیا۔ دودھ میں نمک کی سفید ذرات گولائی میں گھومتے ہوئے گھلنے لگے۔ "اب باری ہے چائے مسالے کی!" ائزل نے فاتحانہ انداز میں کہا اور نمک کا ڈبہ ایک طرف رکھ دیا۔ ساتھ ہی اُس نے کاؤنٹر سے چائے مسالے کا ڈبہ اٹھالیا۔ اُس کے چہرے پر غصے کی جھلک اب شرارت میں ڈھل چکی تھی۔ وہ دونوں ہاتھوں سے زور لگا کر ڈبہ کھولنے کی کوشش کرنے لگی۔ اُس کے نازک ہاتھ ڈبے پر جمے ہوئے تھے۔ روحان یہ سب دیکھ کر مسکرا رہا تھا، مگر پھر سیدھا ہو کر آگے بڑھا۔ "ائزل..." اُس نے نرمی سے آواز دی۔ "اُسے گھما کر کھولا جاتا ہے، زور لگا کر نہیں۔" ائزل نے حیرت زدہ نظروں سے روحان کو دیکھا، جیسے اُس کی بات اُسے بالکل نئی معلوم ہوئی ہو۔ "اوہ..." وہ زیرِ لب بولی، پھر فوراً ڈبے کو اپنی پوری قوت لگا کر زور سے کھول دیا۔ ڈھکن ایک جھٹکے سے

کھلا اور اگلے ہی لمحے پورا چائے مسالا اچھل کر فرش پر جا بکھرا۔ خوشبودار بھاپ جیسی لہر کچن میں پھیل گئی۔ "اوپس!" ائزل نے اپنے سر پر ہاتھ مار لیا اور ناک چڑھاتے ہوئے بولی۔ "چائے مسالا تو گر گیا... خیر کوئی بات نہیں۔" پھر اُس کی آنکھوں میں ایک نئی شرارت کی چمک دوڑ گئی۔ وہ فوراً ڈبو کی طرف بڑھی اور وہاں رکھے مسالوں کو دیکھنے لگی۔ اگلے ہی لمحے اُس نے مرچوں کا ڈبہ اٹھا لیا اور فاتحانہ انداز میں مسکرا کر کہا۔ "چائے اسپیشل مہمان کے لیے بن رہی ہے نا... تو چائے مسالے کی جگہ ہم ڈالیں گے مرچ مسالا!" اُس کی مسکراہٹ میں اتنی شرارت تھی کہ لگتا تھا واقعی کوئی خفیہ منصوبہ تیار ہو رہا ہے۔ روحان کے لیے یہ منظر مزید ناقابلِ برداشت ہو گیا۔ وہ ہنس ہنس کر دہرا ہو گیا، اُس کے قہقہے کچن میں گونجنے لگے۔ وہ دوبارہ دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا اور ہنستے ہوئے بولا۔ "اے خدا... یہ مہمان کی مہمان نوازی ہے یا دشمنی؟"

"دونوں۔" ائزل نے شرارت سے آنکھیں سکیڑ کر کہا۔ "اب اسے اچھے سے مل جانے تک ہم گیس پر ہی رہنے دیں گے" ائزل نے شوخ لہجے میں کہا اور چائے کے بھاپ اڑاتے

پتیلے پر نظر ڈالی۔ چائے کی عجیب خوشبو آہستہ آہستہ کچن میں پھیلنے لگی تھی۔ کچھ دیر تک وہ چمچ ہلاتی رہی پھر اچانک ہاتھ روک کر ہنستی ہوئی بولی،"اب دیکھیں کیسی چائے بنے گی۔"روحان کی نظریں ائزل کے شرارت بھرے انداز پر جمی تھیں۔ ائزل نے آہستگی سے کپ اٹھایا، چمچ سے چائے ہلائی تاکہ نمک اور مرچ اچھی طرح مل جائیں۔ ہر گھونٹ میں وہ اپنا صبر اور تھوڑی سی شیطانیت ملا کر رکھ رہی تھی۔ پھر کپ کو ایک خوبصورت ٹرے پر رکھا،ٹرے کے کنارے سے چمچ کی خُش خُش، کپ کے ہلکے سرگوشی سا شور اور بھاپ کا دھندلا سا چہرہ کمرے میں گھل گیا۔"روحان آپ ٹیسٹ کریں گے۔"اُس نے جان بوجھ کر لہجہ لمبا کیا تھا۔"نہیں بابا...!"وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر پیچھے ہٹا۔"اپنے اسپیشل گیسٹ کو ہی پلاؤ یہ اسپیشل چائے!"ائزل نے سر اٹھا کر اُس کی طرف دیکھا اور ناک سکیڑتے ہوئے کہا۔"ہاں۔"پھر وہ ٹرے کو سیدھا کیے دروازے کی طرف بڑھی۔ اُس کی چال میں اعتماد اور آنکھوں میں ایک چھپا ہوا مزاق تھا۔"اچھا،ویسے ائزل..."وہ ذرا سا آگے جھک کر شوخی سے بولا، "چائے پی کر کہیں اُسے کچھ ہو نہ جائے؟"ائزل کے قدم لمحے بھر کو رُکے۔ اُس نے سر گھما

کر روحان کو دیکھا اور بے پرواہ لہجے میں فوراً جواب دیا۔"کوئی بات نہیں..."پھر ایک پل کو رُک کر اُس نے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔"آپ ڈاکٹر ہیں نا... سنبھال لینا۔"وہ کہتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ کچن میں اب صرف مرچ اور نمک کی ملی جلی خوشبو باقی رہ گئی تھی، اور باہر صوفے پر بیٹھا"اسپیشل گیسٹ"اپنی قسمت سے بالکل بے خبر تھا۔ائزل ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ٹرے تھامے باہر آئی۔اُس کے انداز میں اس بار ایک خاص اعتماد اور نرمی تھی، جو پہلے کہیں نظر نہیں آئی تھی۔اسد اب بھی صوفے پر نیم دراز، فون کی اسکرین میں محو تھا۔لاؤنج کا ماحول پر سکون تھا،ائزل نے آہستگی سے ٹرے میز پر رکھی اور کپ کو ہاتھ میں لے کر بڑی شائستگی سے آگے بڑھایا۔"یہ لیں آپ کی چائے۔"اسد نے چونک کر سر اٹھایا۔ائزل کی مسکراہٹ اور نرم لہجے پر ایک لمحے کو حیران ہوا۔وہ کپ لینے ہی والا تھا کہ ائزل نے شوخی سے بات بڑھائی۔"اگر اچھی نہ بنی ہو تو بھی پلز پی لینا بتانا مت ورنہ مجھے برا لگے گا۔"یہ کہہ کر وہ خود بھی سامنے والے صوفے کے کونے پر بیٹھ گئی۔اُس کے انداز میں

معصومیت چھپی تھی، مگر آنکھوں میں شرارت صاف جھلک رہی تھی۔ روحان بھی وہیں موجود تھا، لبوں پر دبی دبی ہنسی لیے منظر دیکھ رہا تھا۔

اسد نے چائے کے کپ کو گھورا، مرچ کے ذرات تیرتے دکھائی دے رہے تھے اور نمک کی سفید چمک کفِ چائے پر دور دور تک پھیل گئی تھی۔ مگر وہ خوشبو جسے اسد نے سونگھا، عادی چائے سے مختلف محسوس نہ ہوا۔ اِسد نے کپ اٹھایا، ناک کے قریب لا کر ایک گھونٹ بھاپ سونگھا اور اپنے مخصوص آرام دہ انداز میں ایک لمبا گھونٹ بھر لیا۔ لمحہ گزرا، پھر اس کے چہرے کے تاثرات فوراً بدلنے لگے، آنکھوں میں حیرت، پھر آنکھوں کی کوہنی تیزی سے پانی سی لے آئی۔ "کھاااااخ!" وہ ایک زوردار کھانسی کے ساتھ پیچھے ہٹا، چائے کا گھونٹ اُس کے منہ سے باہر نکل آیا۔ وہ جلدی سے کپ کو تھامتے ہوئے سنبھلنے کی کوشش کرنے لگا۔ ہونٹوں پر اب تلخ مزہ اور سرخ رنگ کی ہلکی جلن نمایاں تھی۔ "اللہ! کیا ہوا؟ اچھی نہیں بنی کیا؟" ائزل فوراً مصنوعی ہمدردی کے ساتھ بولی۔ اسد نے کھانس کھانس کر خود کو سنبھالا، چہرے پر کمال کی گھبراہٹ تھی۔ "ن... نہیں، اچھی تو ہے!"

"تو پھر پوری پیئیں نا!" ائزل نے فوراً چالاکی سے جملہ اچھالا۔ اسد نے کپ کو گھورا، پھر بہ مشکل مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔ "ہمم... "وہ دوبارہ کپ لبوں تک لایا اور گھونٹ لینے کا ڈراما کیا۔ مگر جیسے ہی چائے کی بھاپ ناک میں پہنچی، اُس کے چہرے کے تاثرات ایک بار پھر بگڑ گئے۔ اس نے کپ لبوں سے لگایا ضرور، مگر بغیر گھونٹ لیے فوراً واپس رکھ دیا۔ "آئی تھنک... اتنی چائے کافی ہے۔" اُس نے ہونٹ سکیڑ کر، کپ کو بغور دیکھتے ہوئے بالآخر پوچھ ہی لیا۔ "ویسے... آپ نے یہ چائے بنائی کیسی ہے؟

مطلب... اس میں ڈالا کیا کیا ہے؟" اُس کا لہجہ سخت کم اور حیرت زیادہ لیے ہوئے تھا۔

ائزل نے بڑی معصومیت کے ساتھ گردن ذرا ٹیڑھی کی اور انگلیاں مروڑتے ہوئے بولی۔ "کچھ خاص نہیں... بس... تھوڑا سا مرچ مسالہ... نمک... اور..." وہ بات ادھوری چھوڑ کر لمحہ بھر کو رُکی۔ "کیاااا؟" اسد یکدم اچھل کر سیدھا بیٹھ گیا، آنکھیں پھاڑ کر اُس کی طرف دیکھنے لگا۔ روحان جواب تک خاموشی سے سارا منظر انجوائے کر رہا تھا، اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکا اور مسکرا کر بولا۔ "ارے بھائی! ذرا ہوش میں آؤ۔ تم نے جسے چائے بنانے

کے لیے کہا تھا،اُسے تو گیس جلانی بھی نہیں آتی!"یہ سنتے ہی اسد نے اپنے دونوں ہاتھ سر پر رکھ دیے اور بے بسی کے عالم میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔"اوہ نو!"ائزل نے اُس کی حالت دیکھ کر ہونٹوں پر دبی دبی ہنسی سجالی۔وہ دھیرے سے بولی۔"لیکن...میں نے یہ چائے اتنے پیار اور محنت سے بنائی ہے۔اب آپ کو چائے پینی تو پڑے گی۔"اسد کی آنکھیں گھبراہٹ میں اور بھی بڑی ہو گئیں۔اُس نے کپ کی طرف دیکھا،پھر ائزل کے مسکراتے چہرے کی طرف،اور گلا کھنکھارتے ہوئے لڑکھڑائے لہجے میں بولا۔"وہ...اصل میں... مجھے یاد آیا کہ مجھے ابھی کچھ ضروری کام ہے۔"یہ کہہ کر اُس نے عجلت میں کلائی پر بندھی گھڑی پر نظریں دوڑائیں۔پھر بغیر کچھ اور کہے تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھا اور لمبے ڈگ بھرتا ہوا دروازے کی طرف چل دیا۔ائزل نے ہنسی ضبط کرنے کی ناکام کوشش کی لیکن پھر بھی اُس کے ہونٹوں سے قہقہہ پھوٹ ہی گیا۔اُس نے سامنے دیکھتے ہوئے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔"کیسے بھاگا وہ،روحان!"روحان اُس کی ہنسی میں شامل تھا مگر جیسے ہی اُس نے ائزل کے چہرے پر ہنسی کی روشنی دیکھی،اُس کی اپنی ہنسی آہستہ آہستہ مسکراہٹ

میں ڈھل گئی۔ وہ لمحہ اُس کے لیے عجیب سا ٹھہر گیا، جیسے وقت نے اپنی رفتار سست کر دی ہو۔ "خدا تمہاری یہ مسکراہٹ ہمیشہ برقرار رکھے... تم یونہی ہنستی رہو، ہمیشہ..."

روحان کے لبوں پر دھیما سا تبسم تھا مگر آنکھوں میں ایک نرم سا سکون۔ اُس کے دل کے کسی کونے میں ایک ان کہا جذبہ جاگا جو الفاظ کی صورت میں ظاہر نہ ہوا، مگر اُس کی خاموشی ہی سب کچھ کہہ گئی۔

.... ✧....✧ ✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

باب ہفتم

خانزادہ مینشن ہمیشہ کی طرح اپنی شان و شوکت کے ساتھ جگمگا رہا تھا۔ وسیع و عریض لان میں ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی اور اندرونی حصے میں کنیزوں کی آہٹیں، باتوں اور ہنسی کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ آج مینشن میں خاصی چہل پہل تھی۔ سیڑھیوں اور راہداریوں میں چلنے کی

آوازیں آجا رہی تھیں۔ اتنے میں مرکزی دروازے پر لگی بھاری ڈور بیل بجی۔ اُس کی گونج جیسے پورے ہال میں پھیل گئی۔ کنیز نے اپنے دوپٹے کا پلو سنبھالتے ہوئے جلدی سے جا کر دروازہ کھولا۔ دروازہ کھلتے ہی سامنے انابیہ کھڑی تھی، اُس کے چہرے پر ایک عجیب سی گھبراہٹ اور جلدی کے آثار نمایاں تھے۔ "عرش گھر پر ہے؟" انابیہ نے بنا کسی تمہید کے تیز لہجے میں سوال کیا، جیسے وہ پہلے سے ہی جانتی ہو کہ جواب اثبات میں ملے گا۔ کنیز نے مؤدبانہ انداز میں سر جھکا کر جواب دیا، "جی ہاں بی بی، وہ اپنے کمرے میں ہیں۔" یہ کہہ کر وہ دروازے سے ایک طرف ہٹ گئی تاکہ انابیہ اندر داخل ہو سکے۔ انابیہ نے مزید کوئی وقت ضائع کیے بغیر جلدی سے قدم اندر رکھے۔ اُس کے قدموں میں ایک غیر معمولی تیزی تھی۔

مینشن کے اندرونی حصے میں اُس کی چاپ گونجتی رہی، جب تک کہ وہ عرش کے کمرے کے دروازے تک نہ پہنچ گئی۔ اُس نے ایک لمحے کو بھی رُکے بغیر دروازہ دھکیل دیا۔ دروازہ چرچراہٹ کے ساتھ اندر کی طرف کھلا۔ "عرش!" اُس نے پکارا۔ کمرہ نیم اندھیرے میں

ڈوبا ہوا تھا۔ پردے گرے ہوئے تھے اور روشنی بس اتنی سی تھی کہ سب کچھ دھندلا دھندلا دکھائی دے۔ کمرے کے وسط میں رکھی بڑی سی چیئر پر عرش بیٹھا ہوا تھا۔ اُس کی پشت دروازے کی طرف تھی۔ کمر پر ہلکی سی جھکاؤ اور سر ذرا سا جھکا ہوا، جیسے وہ گہرے خیالوں میں ڈوبا ہو۔ اُس کے ارد گرد کا ماحول ایک عجیب سا سکوت پیش کر رہا تھا۔ عرش کی خاموشی اور ساکت وجود اُس کی گھبراہٹ کو اور بڑھا رہا تھا۔ وہ چیئر کے پیچھے رُک کر کھڑی ہوئی۔ "سنو نہ۔۔۔" اُس نے بہت آہستگی سے پکارا۔ عرش نے ذرا سا سر جنبش دیا، صرف ایک "ہمم" کے ساتھ جواب دیا جیسے اُس کے دل کے حال کو جانے بغیر بس سنا ہو۔ انابیہ کی اُنگلیاں بار بار ایک دوسرے میں الجھ رہی تھیں۔ اُس کے چہرے پر شرم، گھبراہٹ اور محبت کے رنگ یکجا تھے۔ وہ لب کھولتی اور بند کرتی، جیسے لفظ اُس کی زبان پر آ کر ٹھہر جا رہے ہوں۔ "وہ عرش۔۔۔" اُس نے جھجکتے ہوئے کہنا شروع کیا، آواز مدھم مگر لرزتی ہوئی۔ "مجھے تمہیں کچھ۔۔۔ بتانا تھا۔" اُس کے لفظ کانپ رہے تھے۔ "وہ۔۔۔ آج۔۔۔ بہت ہمت کر کے یہاں تک آئی ہوں۔" انابیہ نے گہری سانس لی، جیسے ایک لمحے میں

ساری ہمت مجتمع کر کے فیصلہ کر لیا ہو۔ اگلے ہی پل اُس کے لبوں سے وہ الفاظ نکل گئے جنہیں وہ برسوں سے اپنے دل میں سنبھالے بیٹھی تھی۔ "عرش۔۔۔ آئی لو یو!" یہ کہتے ہی اُس نے اپنی آنکھیں زور سے بھینچ لیں۔ انابیہ کے لبوں سے جیسے ہی وہ جملہ نکلا، عرش کے وجود پر ایک بجلی سی گری۔ وہ جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اُس کے قدم ڈگمگا گئے، بدن جیسے بوجھل ہو، آنکھوں میں ایک انجانا غصّہ اور بے قراری۔ وہ سنبھل نہ پایا اور گرنے ہی والا تھا کہ انابیہ گھبراہٹ میں آگے بڑھی اور اُس کے بازو تھام لیے۔ "ہٹو۔۔۔ دور ہٹو!" عرش کی آواز بھاری اور گمبھیر تھی۔ اُس نے جھٹکے سے انابیہ کو اپنے سامنے سے پرے دھکیل دیا۔ انابیہ لڑکھڑائی مگر سنبھل گئی۔ عرش اپنے لرزتے قدموں کے ساتھ قریب رکھی کُرسی کا سہارا لیتے ہوئے کھڑا ہوا۔ اُس کی سانسیں بوجھل تھیں، آنکھوں میں سرخی اور لہجے میں عجیب سا کرب تھا۔ "یو۔۔۔ لومی؟" اُس کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ اُبھری، پھر اُس کی آواز پھٹ کر نکل گئی۔ "آئی۔۔۔ ہیٹ یو!" یہ الفاظ سن کر انابیہ جیسے پتھر کی مورت بن گئی۔ اُس کے چہرے سے خوشی، روشنی اور اُمید ایک ہی پل میں غائب ہو

گئی۔اُس کی آنکھیں پھیل گئیں۔"عرش۔۔۔"اُس کی آواز ٹوٹ گئی۔"تم نے ڈرنک کی ہے؟"عرش کی آنکھوں میں وحشت تیر گئی۔اُس نے پیچھے قدم کھینچتے ہوئے کہا۔"ڈرِنک۔۔۔میں نے؟"اُس کی زبان لڑکھڑا رہی تھی،الفاظ بوجھل اور بے ربط۔

"تم۔۔۔تم جاؤ یہاں سے۔۔۔سب۔۔۔سب چلے جاؤ!"وہ پھر ایک بار لڑکھڑا کر گرا،لیکن کُرسی کا سہارا لیتے ہوئے خود کو سنبھالا۔انابیہ کا دل جیسے مٹھی میں آ گیا تھا،وہ تیزی سے آگے بڑھی تاکہ اُسے سہارا دے سکے۔"دُوووررر۔۔۔رہو مجھ سے!"عرش نے آواز بلند کی۔اُس کے لہجے میں غصّہ نہیں،ٹوٹ پھوٹ اور بے بسی تھی۔وہ چیئر کو پرے دھکیل کر ڈگمگاتا ہوا بیڈ کی طرف بڑھا۔انابیہ کی آنکھوں میں نمی اُتر آئی تھی،اُس کا چہرہ مرجھا گیا تھا۔اُس نے ہچکچاتے قدموں کے ساتھ اُس کا پیچھا کیا۔عرش قدم گھسیٹتے ہوئے بیڈ کے قریب پہنچا اور پھر جیسے ہار مان کر منہ کے بل گرا۔بیڈ کی سلوٹوں میں اُس کا چہرہ چھپ گیا۔

"سب۔۔۔سب جاؤ۔۔۔مجھے۔۔۔مجھے اکیلا چھوڑ دو۔۔۔"اُس کی آواز مدھم اور ٹوٹی ہوئی گونجی۔"نفرت۔۔۔ہے۔۔۔مجھے۔۔۔محبت سے۔۔۔"عرش کے ہونٹ کپکپا رہے تھے،

الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر نکل رہے تھے جیسے ہر لفظ اُس کے دل کا زہر بن کر بہہ رہا ہو۔"ن۔۔۔ نفرت ہے۔۔۔مجھے۔۔۔تم سے۔۔۔"اُس کی آواز مدھم تھی۔"عرش۔۔۔تم۔۔۔"انابیہ کی آواز لرز گئی۔وہ سمجھ ہی نہیں پائی تھی کہ عرش کے ہونٹوں سے نکلنے والے یہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ کس طرف اشارہ کر رہے تھے۔اُس نے جھک کر اُس کے قریب چہرہ کیا اور کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔"کیا بول رہے ہو تم؟"عرش نے نیم وا آنکھوں سے اُس کی طرف دیکھا۔اچانک اُس کی آواز بلند ہوئی۔"دھوکا۔۔۔ملا!"

"دھوکہ"انابیہ نے مدھم آواز میں الفاظ دوہرائے،اُس کا دل جیسے ایک دم رک سا گیا۔ اُس کی نظریں بے ساختہ عرش کے چہرے پر گڑھ گئیں۔"کیا؟"اُس نے گہری سوچ میں ڈوبے لہجے میں کہا۔"کس نے دیا دھوکا؟"عرش نے اپنے کپکپاتے ہونٹ ہلائے، جیسے کسی گہرے زخم کی گہرائی سے نکل رہی ہو۔"وُہ۔۔۔ای۔۔۔ائزل۔۔۔"یہ نام اُس کے لبوں سے ٹوٹ کر گرا اور اُس کے بعد اُس کی پلکیں بند ہو گئیں۔جیسے اُس ایک لفظ نے اُس کی ساری توانائی چھین لی ہو۔وہ بیڈ پر نیم بے ہوش سا ڈھیر ہو گیا۔"ائزل۔۔۔؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انابیہ کے ہونٹوں سے حیرانی اور صدمے کے ساتھ یہ نام نکلا۔اُس کی آنکھوں کی پتلیاں پھیل گئیں۔"ای۔۔۔ائزل کیا۔۔۔عرش؟"اُس کی آواز بھٹکی ہوئی تھی۔وہ تیزی سے جھک کر عرش کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگی۔اُس نے اُس کے کندھوں کو پکڑ کر اُسے ہلایا۔"عرش۔۔۔اُٹھو،کیا مطلب ہے تمہارا؟"مگر عرش کی پلکیں بند ہی رہیں۔اُس کا وجود بے جان سا بیڈ پر پھیل گیا تھا۔انابیہ کے ہاتھ کانپنے لگے۔اُس کے دل و دماغ میں طوفان مچ گیا۔"عرش نے ائزل کا نام کیوں لیا؟اُس کا ائزل سے کیا مطلب تھا؟وہ خود سے سوال کرتی پیچھے ہوئی۔اُس کے چہرے پر صدمے اور سوچ کا سایہ چھا گیا۔آہستہ آہستہ وہ کمرے کے دروازے کی طرف مڑ گئی۔

رات کا سکوت گہرا تھا،ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔کمرے کی مدھم روشنی میں انابیہ کا چہرہ بار بار بدلتے تاثرات کے ساتھ واضح دکھائی دے رہا تھا۔وہ بیڈ پر کروٹیں بدل رہی تھی،جیسے نیند اُس سے کوسوں دور جا چکی ہو۔تکیے پر سر رکھتے ہی عرش کے الفاظ دوبارہ اُس کے کانوں میں گونجنے لگتے"نفرت ہے مجھے محبت سے۔۔۔نفرت ہے مجھے تم سے۔۔۔"وہ

ہڑبڑا کر آنکھیں کھول دیتی۔دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی۔"کیا مطلب تھا عرش کا؟"وہ خود کلامی کرنے لگی۔اُس کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے،اور آنکھوں میں فکر صاف جھلک رہی تھی۔"اور اُس نے ائزل کا نام کیوں لیا۔۔۔؟"یہ خیال اُس کے ذہن کو مزید الجھا رہا تھا۔ انابیہ کے سامنے بچپن کی یادیں آنے لگیں۔"میں تو اُسے برسوں سے جانتی ہوں۔۔۔وہ عرش کبھی ایسا نہیں تھا۔۔۔وہ کبھی ڈرنک کو ہاتھ تک نہیں لگاتا تھا۔۔۔پھر آج ایسا کیوں ؟"اس کے اندر الجھن اور بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔وہ کبھی ایک طرف لیٹتی تو کبھی دوسری طرف۔تکیے کو سینے سے لگا لیتی اور پھر ایک جھٹکے سے چھوڑ دیتی۔آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے،مگر اُس نے ہونٹ بھینچ کر آنسو روک لیے۔"اتنے سوال آ رہے ہیں دماغ میں۔۔۔کوئی جواب نہیں مل رہا۔۔۔"اُس نے تھکی ہوئی آواز میں کہا،جیسے خود سے لڑتے لڑتے ہار گئی ہو۔وہ اچانک بیڈ پر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ لیا،پھر ایک بھاری سانس چھوڑتے ہوئے دوبارہ گدی سے ٹک گئی۔"کل۔۔۔ہاں کل عرش سے ملوں گی۔۔۔جب وہ ہوش میں ہو گا۔۔۔تبھی پوچھوں گی۔۔۔"

فجر کی اذان کی مدھم صدا کمرے کی خاموشی کو چیرتی جا رہی تھی۔ عرش کی آنکھیں نیم بوجھل کھلیں تو سر جیسے سیسہ بھرا لگنے لگا۔ وہ بے دم سا بستر کے کنارے کو پکڑ کر سیدھا ہوا، پیشانی پر پسینے کی باریک بوندیں چمک رہی تھیں۔ سانس بھاری تھی اور دل جیسے اپنی ہی رفتار سے لڑ رہا تھا۔ اذان کی آواز بلند ہوئی تو لمحہ بھر کو اُس کے اندر ایک سکون اترنے لگا، مگر اگلے ہی پل ائزل کی ہنسی اُس کے ذہن میں بازگشت بن کر گونجی۔ وہی شوخ قہقہہ جو کبھی اُس کی زندگی کا سب سے حسین لمحہ تھا، آج زہر بن کر رگوں میں اُتر گیا۔ اُس کی آنکھوں میں سختی اُتر آئی، جبڑے بھنچ گئے اور دل سے نفرت کے شعلے پھوٹنے لگے۔ "ائزل۔۔۔" اُس کے لبوں سے بھاری سانسوں کے ساتھ نام نکلا، مگر لہجہ زہر آلود تھا۔ "بہت نفرت ہو گئی ہے آپ سے۔۔۔ اتنی کہ اب آپ کی صورت تک دیکھنا گوارا نہیں۔" اُس کی آواز میں ایسی کڑواہٹ تھی جیسے ہر لفظ، ہر جملہ زخم دے رہا ہو۔ وہ اپنی انگلیوں کو مضبوطی سے تکیے کی کپڑے میں گاڑتا گیا، آنکھوں میں ایک لمحے کو نمی جھلکی مگر اُس نے پلکیں سختی سے بھینچ کر اُسے دبا دیا۔ "میں نہیں جانتا آپ نے ایسا کیوں کیا۔۔۔ اور اب جاننا بھی نہیں چاہتا۔" اُس

کے لفظ خالی کمرے میں گونجے تو لگا جیسے دیواریں بھی اُس کی نفرت کو سن کر لرز گئیں ہوں۔ اچانک وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ قدم لڑکھڑائے مگر اُس کے اندر کی نفرت نے اُسے گرنے نہ دیا۔ اُس کی آنکھوں میں غصہ، اذیت اور بے بسی کی ایک ایسی آگ جل رہی تھی جو بجھنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ وہ واش روم کی طرف بڑھا گیا۔ عرش واش روم سے فریش ہو کر نکلا تو اُس کے چہرے پر رات بھر کی تھکن اور غم کے بجائے ایک عجیب سا سکون نمایاں تھا۔ آنکھوں کے گرد ہلکی سی سرخی تو موجود تھی مگر تازہ پانی کے چھینٹوں نے اُس کے چہرے کو جیسے نئی تازگی بخش دی تھی۔ وہ آہستہ قدموں سے کمرے سے باہر نکلا۔ ہر قدم میں ایک بوجھل سنجیدگی تھی، جیسے اُس نے اپنے دل کو کسی فیصلے کے حوالے کر دیا ہو۔ سیڑھیاں اُترتے ہوئے نیچے کا ہلکا سا سناٹا اور صبح کی خاموش فضا اُس کے دل کو چھو رہی تھی۔ باہر آتے ہی فجر کا وقت تھا، آسمان پر ہلکی ہلکی نیلاہٹ اور مشرق کی طرف سنہری روشنی کی باریک لکیریں کھلنے لگی تھیں۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں نے اُس کے وجود کو چھوا تو دل نے بے اختیار ایک گہری سانس بھری۔ مسجد کی طرف بڑھتے ہوئے اُس کے

قدم پر سکون تھے۔ گلیاں خاموش تھیں، کبھی کبھار کوئی اور نمازی نظر آجاتا جو آہستہ آہستہ مسجد کی طرف بڑھ رہا تھا۔ عرش نے نظریں جھکائے راستہ طے کیا۔ مسجد کی سفید دیواریں اور روشنی میں جگمگاتا مینار اُسے اندر کھینچ رہا تھا۔ مسجد پہنچ کر اُس نے وضو کیا۔ پانی کے ہر قطرے کے ساتھ اُسے محسوس ہوا جیسے اُس کے اندر کی نجاست، غم اور نفرت بہہ رہی ہو۔ ٹھنڈا پانی اُس کی پیشانی اور ہاتھوں پر پڑ کر روح کو سکون دیتا جا رہا تھا۔ وضو مکمل کر کے جب اُس نے مسجد کے صحن میں قدم رکھا تو وہاں کی پر سکون فضا اور قالین کی خوشبو نے اُس کے دل کو مزید نرم کر دیا۔ صف میں کھڑا ہوا تو دل بے اختیار کانپ اٹھا۔ امام کی آواز میں اذکار گونجنے لگے اور عرش نے ہاتھ باندھتے ہی آنکھیں بند کر لیں۔ نمازِ فجر کے بعد مسجد کی فضا پر سکون تھی۔ ٹھنڈی صبح کی ہوا، ہلکی ہلکی روشنی اور اذان کے بعد باقی رہ جانے والی خاموشی دل کو سکون بخش رہی تھی۔ نمازی اپنی اپنی دعاؤں میں مگن تھے، اور اُس ہجوم میں عرش تنہا سا لگ رہا تھا۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے، سر جھکائے، بند آنکھوں کے ساتھ بیٹھا تھا۔ چہرے پر تازگی تھی مگر دل کے اندر ایک جنگ چل رہی تھی۔ اُس کی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آواز نہایت دھیمی تھی مگر ہر لفظ میں ٹوٹ پھوٹ اور کرب جھلک رہا تھا۔ "یا اللہ۔۔۔" اُس کی آنکھوں سے آنسو پھسلتے ہوئے ہاتھوں پر گرے۔ "دل بہت کمزور ہے میرا، بار بار بکھر جاتا ہے۔ جسے زندگی سمجھ کر تھاما تھا، وہی دل کا زخم بن گئی ہے۔ یا اللہ! مجھے اُس کی یاد سے آزاد کر دے۔ مجھے اُس کے خیالوں کی قید سے نکال دے۔" عرش کی آواز ٹوٹ گئی، لیکن اُس نے پھر ہمت جمع کی۔ "یا رب العزت! محبت کے نام پر ملی یہ اذیت اب برداشت سے باہر ہو گئی ہے۔ میرے دل سے اُس کا نام، اُس کی صورت، اُس کی ہنسی۔۔۔ سب کچھ مٹا دے۔ مجھے اتنی طاقت عطا کر دے کہ میں کبھی پلٹ کر نہ دیکھوں۔" اُس نے ہچکی دباتے ہوئے اور جھکے سر کے ساتھ مزید کہا۔ "یا اللہ! میں جانتا ہوں جو کچھ ہوتا ہے تیری مرضی سے ہوتا ہے۔ اگر وہ میرے نصیب میں نہیں، تو پھر اُس کا خیال بھی میرے دل سے نکال دے۔ مجھے اتنا صبر عطا کر دے کہ یہ بوجھ سہہ سکوں، اتنا یقین عطا کر دے کہ تیرے فیصلے پر دل مطمئن ہو جائے۔" اُس کے ہاتھ تھوڑا اور کانپنے لگے، آنکھوں کے آنسو تیزی سے بہنے لگے۔ "پروردگار! میں صرف تیری رضا چاہتا ہوں۔ اب مجھے کسی انسان کے پیچھے

بھٹکنے سے بچالے۔ میرے دل کو سکون دے، میری زندگی کو نیا راستہ دے، اور مجھے ایسی محبت عطا کر جو خالص تیری خاطر ہو۔" دعا ختم ہوئی تو عرش نے ہاتھ چہرے پر پھیرا۔ مسجد کی ہوا میں قالین کی خوشبو اور گیلے سمنٹ کی ٹھنڈک ملی ہوئی تھی۔ صفیں چھٹنے لگیں مگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا بالکل سامنے محراب کے پاس، جہاں روشنی کی باریک لکیر کھڑکی سے آ کر قرآنی آیات پر جھلمل کر رہی تھی۔ وہ آہستہ سے اٹھا، مسجد کی دیوار کے ساتھ رکھی الماری سے مصحف نکالا۔ جلد کے اوپر انگلیاں ٹھہر گئیں، جیسے وہ صرف کتاب نہیں، اپنے اندر کے ہنگاموں کی رسی پکڑ رہا ہو۔ بیٹھتے ہوئے اُس نے گھٹنوں پر مصحف رکھا، بسم اللہ پڑھی اور تلاوت شروع کر دی۔ ابتدا اُس نے سورۃ یٰس سے کی۔ آواز دھیمی، درست مخارج کے ساتھ، مگر دل کی لرزش واضح۔ ہر آیت پر زبان جیسے رُک رُک کر ٹپکتی، سانسیں نظم ہو جاتیں۔ آہستہ آہستہ تلاوت کی لے بن گئی۔ سانس، حرف، وقفہ اور پھر اگلا لفظ۔ جب بھی جنت و رحمت کا ذکر آتا، اُس کی پلکیں نم ہونے لگتیں؛ وعید اور خسارے کی آیات پر آواز خود بخود نیچی ہو جاتی، جیسے وہ قصوروار کے کٹہرے میں کھڑا ہو۔ یٰس مکمل ہوئی تو اُس نے آنکھیں بند

کر کے دونوں ہتھیلیاں چہرے پر پھیریں؛ پھر سورۃ الضُّحیٰ کھولی۔ "وَالضُّحیٰ" پڑھتے ہی مسجد کے اندر وہی نرم روشنی جیسے اور بھی پھیل گئی۔ اس سورت کے ہر جملے میں دلاسہ تھا—فجر کی سنہری سانس کی طرح۔ "مَاوَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَاقَلیٰ"—دل نے دھیرے سے کہا: چھوڑا نہیں گیا، صرف آزمایا گیا ہے۔ اُس کے شانے ڈھیلے ہوئے، انگشتِ شہادت ہلکی سی لرزی اور آنسو خاموشی سے قالین میں جذب ہوتے گئے۔ پھر سورۃ اَلَم نَشْرَحْ۔ "فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا" وہ آیت آئی تو اُس نے خود کو روکے رکھا، مگر حلق میں اٹکی رکاوٹ ٹوٹ گئی۔ دل نے پہلی بار مضبوطی سے مانا کہ تنگی کے ساتھ آسانی جڑی ہوتی ہے، الگ نہیں۔ وہ دیر تک اسی آیت پر ٹھہرا رہا، بار بار دہراتا، جیسے کسی جلتے زخم پر ٹھنڈا پانی ڈال رہا ہو۔ اس کے بعد اُس نے سورۃ الرحمٰن شروع کی۔ محراب میں ہلکی گونج بنی۔ "فَبِاَیِّ آلَاءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ" ہر بار یہ سوال آتا تو عرش کے اندر جواب تیار رہتا: "کسی کو نہیں جھٹلاتا، اے رب—میں تیرے احسانوں کا منکر نہیں۔" نعمتوں کی فہرست ذہن میں بنتی گئی: ایمان کی توفیق، والدین کی پناہ، سانس کا آنا جانا، تلاوت کی قوت، آنکھ کا نم رہ جانا—اور یہی نم آنکھ اس بات کی دلیل کہ دل

ابھی زندہ ہے۔ سورہ ختم ہوئی تو اُس نے مصحف کو سینے سے لگالیا؛ ہلکی سی کپکپی پھر لوٹی، مگر اب وہ بے سمتی نہ رہی ایک سمت بن چکی تھی۔ رب کی طرف لوٹنے کی سمت۔ وقت اپنی جگہ چپ چاپ بہتا رہا۔ مؤذن کی نرم آواز میں باوضو لوگوں کے آتے جاتے قدموں کی چاپ گھلتی رہی۔ عرش نے پاروں کی ترتیب نہیں دیکھی؛ دل کی طلب کے مطابق صفحات پلٹتا گیا۔ کہیں سورۃ الکہف کی آیاتِ صبر پر ٹھہرتا، کہیں سورۃ مریم کے ذِکرِ رحمت پر۔ جب زکریا علیہ السلام کی دعا پر پہنچا تو دل نے بے ساختہ اپنا مدعا شامل کر دیا۔ "اے رب، دل میں جو ٹوٹ پھوٹ ہے، اُسے رحمت سے جوڑ دے؛ جو نامناسب محبت ہے، اُسے اپنی محبت میں گھول دے۔" دو گھنٹے یوں گزرے جیسے ایک لمبی، گہری سانس۔ درمیان میں وہ رُکا، تسبیح کے دانے انگلیوں میں سرکائے: ایک سو مرتبہ استغفار، پھر درود، پھر "لاحول ولا قوۃ الا باللہ"—ہر ذکر کے ساتھ سینہ ہلکا؛ ہر حرف کے ساتھ کڑواہٹ کم۔ جب کبھی دل میں ائزل کی یاد کانٹے کی طرح چبھتی، وہ آیتِ کرسی پڑھ کر اپنے اوپر پھونک دیتا۔ دل کہتا: "اَلَا بِذِکرِ اللّٰہِ تَطمَئِنُّ القُلُوبُ"—اور واقعی ایک نرم سا اطمینان سطح پر آجاتا؛ غم اپنی جگہ، مگر وحشت

کچھ پیچھے، ایک ہاتھ بھر۔ تلاوت کے آخری حصے میں اُس نے سورۃ الحشر کی آخری آیات پڑھیں۔ اللہ کے ناموں پر رکے تو جیسے آئینہ سامنے آ گیا وہ خود کو اُن صفات کے سائے میں چھوٹا سا، بے بس سا دیکھنے لگا: وہی ہے جس کی پناہ کافی ہے، وہی دلوں کا مدبر ہے، وہی زخموں کا مرہم ہے۔ عرش نے مصحف بند کیا، ہتھیلیوں کے بیچ رکھ کر جھک گیا۔ دیر تک سر نہ اٹھایا۔ جب سر اٹھایا تو سمتیں واضح ہو چکی تھیں۔ اُس نے خود سے کہا کہ آج کے بعد زبان سے شکوہ کم اور شکر زیادہ نکلے گا۔ جس چیز نے دل کو رب سے دور کیا، اُس سے فاصلہ رکھے گا؛ یاد آئے تو دعا بنائے گا، قصہ نہیں۔ اور جو محبت نصیب نہیں، اُس کے بدلے رب کی محبت مانگے گا روز، بار بار۔ وہ آہستہ سے کھڑا ہوا، مصحف الماری میں سلیقے سے رکھا، دونوں ہاتھوں سے کنارے سیدھے کیے — جیسے دل کے کنارے سیدھے کر رہا ہو۔ باہر آ کر جب اُس نے آسمان دیکھا تو سحر پوری طرح صبح میں بدل چکی تھی۔ پرندوں کی چہچہاہٹ، روشنی کی نرمی، اور دل کے اندر ایک ٹھہرا ہوا سا عزم، دو گھنٹے پہلے جو شخص بکھرا ہوا داخل ہوا تھا، وہی شخص اب اپنے ٹکڑوں کو جوڑ کر، رب کے وعدوں کے سہارے، ذرا سیدھا کھڑا تھا۔

صبح کے ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے کا وقت تھا۔ باہر سورج کی کرنیں اب پوری طرح صحن میں اتر آئی تھیں، ہلکی ہلکی روشنی پورے گھر کو روشن کر رہی تھی۔ عرش دروازے سے اندر داخل ہوا تو فریحہ کچن سے نکل رہی تھی۔ اُسے یوں اچانک آتا دیکھ وہ ذرا ٹھٹکی، پھر غور سے اس کے چہرے کو دیکھنے لگی۔ آج اُس کے چہرے پر ایک عجیب سا سکون تھا، جیسے دل کے اندر کی طغیانی تھم گئی ہو۔ سر پر ہلکا سا رومال باندھے، قدم آہستگی سے رکھتے ہوئے وہ ہمیشہ کے مقابلے زیادہ مطمئن اور سنجیدہ دکھ رہا تھا۔ "صبح صبح کہاں گئے تھے بیٹا؟" فریحہ قریب آئی، نرم لہجے میں پوچھا۔ "مسجد گیا تھا۔" عرش نے نظریں جھکائے آہستہ سے کہا۔ فریحہ کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی، جیسے دل ہی دل میں شکر ادا کر رہی ہو۔ اُس نے پیار بھری نظر سے بیٹے کو دیکھا اور کہا۔ "اچھا، چلو اب ناشتہ کر لو۔ میں چائے لے کر آتی ہوں۔" عرش اندر آیا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔ گھر کے ماحول میں ایک مانوس سی خاموشی تھی۔ فریحہ کچن سے ٹرے میں چائے لے کر آئی۔ اُس نے پیار سے کپ عرش کے ہاتھ میں تھمایا۔ عرش نے کپ تھام کر ایک گھونٹ لیا، پھر دھیرے سے بولا۔ "امی... میں

کچھ دنوں کے لیے باہر جانا چاہتا ہوں۔" فریحہ نے چونک کر اُس کی طرف دیکھا، مگر فوراً خود کو سنبھال لیا۔ اُس کے چہرے پر فکر کی ہلکی لہر آئی، مگر پھر اُس نے نرمی سے سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے بیٹا، جیسے تم بہتر سمجھو۔" عرش نے آہستہ سا سر جھکایا اور چائے ختم کرنے کے بعد کمرے میں چلا گیا۔ کمرے میں جاتے ہوئے اُس کے قدموں میں ایک عزم اور سنجیدگی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ تیار ہوا، بیگ میں چند ضروری کپڑے رکھے اور باہر آ گیا۔ فریحہ دروازے تک اُسے رخصت کرنے آئی۔ عرش نے دروازے پر ماں کا ماتھا چوم کر کہا۔ "امی، دعا کیجیے گا۔" اور وہ گھر سے باہر نکل گیا۔ "مجھے یہاں سے دور جانا ہے... سب یادوں سے، اُس دھوکے سے، اُس چہرے سے جس نے میرے اندر نفرت بھر دی ہے۔" اُس کے ذہن میں ایک ہی خیال گردش کر رہا تھا۔ وہ آہستہ سے پورچ میں کھڑی کار کی طرف بڑھا۔ "اب اور نہیں سہہ سکتا... میں بدلنا چاہتا ہوں، خود کو سنبھالنا چاہتا ہوں۔ شاید اللہ مجھے کوئی نئی راہ دکھا دے۔" عرش کا باہر جانے کا مقصد صرف ایک تھا۔ اپنے ماضی کو پیچھے چھوڑ کر ایک نیا سفر شروع کرنا۔ وہ چاہتا تھا کہ کچھ وقت تنہا گزارے، اللہ کے قریب

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہو،اپنے اندر کے زخموں کو مرہم دے،اور اُس محبت کو مکمل طور پر دل سے نکال پھینکے جو اب نفرت میں بدل چکی تھی۔"یا اللہ... میری اس کمزوری کو طاقت میں بدل دے۔مجھے وہ بنا دے جو تیری رضا میں جینے والا ہو۔مجھے وہ دکھا دے جو حقیقت ہے،نہ کہ وہ دھوکا جس نے مجھے توڑ کر رکھ دیا۔"عرش نے کرسی سیٹ پر سر ٹکایا اور دل ہی دل میں دعا کی۔

انابیہ صبح سویرے ہی تیزی سے خانزادہ مینشن کے گیٹ پر پہنچی۔دروازے کی بیل بجتے ہی فریحہ بیگم نمودار ہوئیں۔"آنٹی... عرش کو بلا دیں،مجھے اُس سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔"انابیہ نے گھبراہٹ میں تقریباً جلدی جلدی کہا۔فریحہ نے ذرا سا چونک کر اسے دیکھا،پھر نہایت سپاٹ اور سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔"بیٹا... عرش صبح ہی صبح اپنی پھوپھی کے گھر چلا گیا ہے۔"

"اوہ..."انابیہ کے ہونٹوں سے بے اختیار نکلا۔چہرے پر ناگواری اور مایوسی کی جھلک تھی۔وہ پلٹی ہی تھی کہ اچانک رکی اور دوبارہ پوچھ بیٹھی۔"اچھا... ویسے کب تک آئے گا؟ کچھ بتایا اُس نے؟""تین سے چار دن کا بول کر گیا ہے۔اگر کوئی بہت ضروری بات ہے تو

کال کر کے دیکھ لو۔"فریحہ نے گہری سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔انابیہ نے فوراً کہا۔"میں نے ٹرائے کیا تھا،لیکن فون لگ ہی نہیں رہا..."یہ کہتے ہوئے اُس کے چہرے پر واضح اداسی اور بے چینی کی لکیریں اُبھر آئیں۔وہ مایوس قدموں کے ساتھ مینشن کے گیٹ سے باہر نکلی اور اپنے گھر کی طرف بڑھنے لگی۔دل جیسے بوجھل ہو گیا تھا۔"اب میرے سوالوں کے جواب میں کس سے مانگوں؟اتنا صبر نہیں ہے مجھ میں کہ عرش کے آنے کا چار دن انتظار کروں..."وہ دل ہی دل میں خود سے لڑ رہی تھی۔گھر کے گیٹ پر پہنچ کر اُس کے قدم اچانک رک گئے۔آنکھوں میں ایک دم چمک سی آئی اور دل میں ایک نیا خیال ابھرا۔"اوہ اللہ...ایک منٹ!"اُس نے سر اٹھایا اور خود سے کہا۔"ائزل!"اُس نے جوش اور جلدی میں ائزل کا نام لیا۔دل کے اندر جیسے ایک امید جاگ اٹھی تھی۔"ہاں...ائزل ہی تو ہے جس کے پاس سب جواب ہوں گے۔آخر عرش نے اُس کا نام کیوں لیا؟اُس کے گھر کا ایڈریس کیوں پوچھا؟"اُس نے جلدی سے اپنا فون نکالا،نمبر ڈائل کرنے کے لیے اسکرین پر ہاتھ رکھا ہی تھا مگر اگلے ہی لمحے اُس کے ہاتھ ٹھہر گئے۔

"نہیں... نہیں..." اُس نے خود سے کہا اور فون واپس نیچے کر دیا۔ "یہ بات فون پر نہیں ہو سکتی۔ یہ تو سامنے بیٹھ کر کرنی پڑے گی..." اُس کے چہرے پر اب اضطراب کے بجائے ایک فیصلہ کُن تاثر تھا۔ وہ تیز قدموں سے اندر کی طرف چلی گئی۔ دل میں صرف ایک عزم تھا۔ "مجھے ائزل سے ملنا ہو گا... آج ہی!"

شام ڈھلنے کو تھی۔ سورج کی کرنیں نیم زرد اور مدھم ہو کر آسمان پر بکھر رہی تھیں۔ ہال میں ہلکی ہلکی روشنی پھیل رہی تھی۔ خدیجہ نمازِ عصر سے فارغ ہو کر صوفے پر بیٹھی تھیں۔ "تو بیٹا، واپس آنے کا ارادہ ہے یا ابھی وہیں رہنا چاہتی ہو؟" خدیجہ نے محبت بھرے لہجے میں پوچھا۔ "کچھ دن اور مما... پلیز!" اُدھر سے ائزل کی معصوم سی آواز سنائی دی۔

خدیجہ ہنس پڑیں۔ "ہونہہ! لگتا ہے دل لگ گیا ہے وہاں... ایک کام کرو، وہیں خالہ کے گھر مستقل رہ جاؤ۔" اُس نے شرارت بھرے انداز میں کہا۔ "نہیں مما! ایسی بھی بات نہیں۔ میں بس کچھ دن اور رہ لوں گی۔ ویسے بھی میں آپ کے بغیر زیادہ دن رہ ہی نہیں پاتی نا..." ائزل نے فوراً خفگی سے جواب دیا۔ "اچھا اچھا..." وہ نرم لہجے میں بولیں۔ "ابھی بات

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چل ہی رہی تھی کہ ڈور بیل کی آواز گونجی۔ خدیجہ ذرا چونکی، نظر دروازے کی طرف اُٹھی۔ "اچھا بیٹا، میں بعد میں بات کرتی ہوں، کوئی آیا ہے۔"

"ٹھیک ہے مما..." ائزل نے کہا اور کال ختم ہو گئی۔ خدیجہ نے فون ایک طرف رکھا، آہستہ قدموں سے دروازے کی طرف بڑھی۔ شام کی خنکی اندر تک محسوس ہو رہی تھی، ہوا میں ایک سکون بھری خاموشی تھی۔ جیسے ہی اُس نے دروازہ کھولا انابیہ دروازے پر کھڑی تھی۔ "السلام علیکم آنٹی!" انابیہ نے دروازہ کھلتے ہی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔ "وعلیکم السلام... ارے بیٹا! آج یہاں کیسے آنا ہوا؟ اندر آؤنا۔" خدیجہ اُس کے اچانک آنے پر حیران ہوئی مگر محبت بھرے لہجے سے اُسے اندر بلا لیا۔

انابیہ دھیمی رفتار سے اندر چلی آئی "اچکلی آنٹی... مجھے ائزل سے کچھ ضروری بات کرنی تھی، بس اسی لیے آئی ہوں۔" اُس نے جھجکتے ہوئے کہا۔ "ائزل سے؟" خدیجہ کے قدم ایک دم رُک گئے، وہ کچھ حیرت سے بولیں۔ "لیکن بیٹا، وہ تو گھر پر ہے ہی نہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"گھر پر نہیں ہے؟" انابیہ کے لبوں سے بے اختیار نکلا، چہرے پر حیرت کے ساتھ ہلکی سی گھبراہٹ بھی آ گئی۔ "کہاں گئی وہ؟" خدیجہ نے سکون سے جواب دیا۔ "وہ اپنی خالہ کے گھر گئی ہے۔ تمہیں بتایا نہیں اُس نے؟"

"اوہ نو..." انابیہ نے بے ساختہ اپنا ہاتھ ماتھے پر مارا اور وہیں کھڑی رہ گئی، جیسے اچانک سارے منصوبے الجھ گئے ہوں۔ خدیجہ نے اُس کے چہرے کی بے چینی بھانپ لی۔ "کچھ ضروری بات تھی بیٹا؟" انہوں نے نرم لہجے میں پوچھا۔ "وہ... وہ..." انابیہ کی آواز کانپنے لگی، الفاظ جیسے حلق میں اٹک گئے ہوں۔ "وہ... نہ... میرے کچھ نوٹس رہ گئے ہیں اُس کے پاس، بس وہی لینے آئی تھی۔" وہ نظریں جھکا کر جھجکتے ہوئے بولی۔ "اوہ... اچھا!" خدیجہ نے سادہ سا جواب دیا۔ "تو پھر یوں کرو، اُس کے کمرے سے ہی لے لو۔"

"ن... نہیں آنٹی، رہنے دیں۔" انابیہ نے فوراً ہڑبڑا کر کہا اور دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔ لیکن اگلے ہی لمحے اُس کے دل میں کوئی اور ہی خیال جاگا۔ وہ پل بھر کو رُکی، پھر اچانک واپس مڑ گئی۔ "آنٹی... میں لے ہی لیتی ہوں۔" اب کی بار اُس کے چہرے پر ہلکی سی مصنوعی

مسکراہٹ آ گئی تھی۔ انابیہ ہلکی ہلکی سانسیں بھرتی تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔ اُس کے قدم بھاری بھی تھے اور بے قرار بھی۔ وہ پھرتی سے زینے چڑھتی ہوئی اوپر پہنچی اور سیدھا ائزل کے کمرے میں داخل ہو گئی۔ کمرے میں ایک مانوس خوشبو رچی ہوئی تھی۔

انابیہ نے بے چینی کے عالم میں ارد گرد نظریں دوڑائیں۔ "کہاں ہے وہ ڈائری..." وہ بڑبڑائی اور عجلت میں ٹیبل پر رکھی کتابوں کو الٹ پلٹ کرنے لگی۔ کتابوں کے صفحے کھڑکھڑائے، کاغذ زمین پر گرنے لگے، مگر ڈائری کا کوئی پتہ نہ چلا۔ "شاید ڈراور میں ہو..." اُس نے ہڑبڑا کر بیڈ کے سائڈ ٹیبل کا ڈراور کھولا۔ اُس کے ہاتھوں میں لرزش تھی، جیسے کوئی جرم کرتے ہوئے پکڑے جانے کا خوف ہو۔ لیکن ڈراور خالی نکلا، وہ ڈائری وہاں بھی موجود نہ تھی۔ "آخر کہاں گئی وہ..." انابیہ کے چہرے پر موجود ہلکی سی مسکراہٹ لمحہ بھر میں پھیکی پڑ گئی۔ اُس کے قدم جیسے بوجھل ہو گئے تھے۔ وہ ایک لمبی اور بھاری سانس بھر کر دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگی تھی کہ اچانک اُس کے ذہن میں ائزل کی آواز گونج اٹھی، "گھر پر رکھتی تو ڈائری مما کے ہاتھ لگ جاتی... میں نہیں چاہتی انابیہ، اُنہیں یہ بات ڈائری

سے پتہ چلے۔ "انابیہ کے قدم وہیں رُک گئے۔ اُس کی آنکھیں پھیلی رہ گئیں۔ "ہاں...ہاں! ائزل نے یہ بات خود کہی تھی..." وہ خود سے بڑبڑائی۔ "یقیناً اُس نے ڈائری کو کہیں چھپا کر رکھا ہو گا۔ اگر ڈائری اُس کے لئے اتنی اہم ہے تو عام جگہ پر کبھی نہ رکھتی۔" یہ سوچتے ہی وہ آہستگی سے پلٹی اور دروازہ اندر سے بند کر دیا، جیسے اپنے اور دنیا کے درمیان ایک دیوار کھینچ دی ہو۔ کمرے کی خاموشی اب مزید گہری ہو گئی تھی۔ انابیہ تیز قدموں سے الماری کی طرف بڑھی۔ الماری کھولتے ہی ہلکی سی خوشبو اُس کے نتھنوں سے ٹکرائی، ائزل کے کپڑوں کی خوشبو... جیسے وہ خود یہیں کہیں قریب کھڑی ہو۔ انابیہ کا دل پھر زور سے دھڑکا۔ اُس نے کپڑوں کو ایک ایک کر کے کھینچنا شروع کیا، تہہ کیے ہوئے ڈریسز الٹ پلٹ دیے۔ اچانک جب اُس نے کپڑوں کی ایک تہہ آگے کی طرف کھینچی، تو کچھ بھاری سا دھپ کی آواز کے ساتھ نیچے گرا۔ انابیہ کے پیروں کے بیچ ایک پرانی سی ڈائری آ گری تھی۔ ڈائری کے زرد صفحات جھٹکے سے کھل گئے، اور کمرے میں ایک ہلکی سی سرسراہٹ کی آواز پھیل گئی۔ جیسے ہی ہوا کے جھونکے سے صفحات پلٹے، اُس میں سے ایک سوکھا،

مرجھایا ہوا گلاب زمین پر گر پڑا۔ انابیہ کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ اُس نے آہستگی سے جھک کر ڈائری اٹھائی۔ پھر اُس کی نظریں فوراً گلاب پر جا ٹھہریں۔ وہ لمحہ بھر کے لیے سانس روکے کھڑی رہ گئی۔ کسی نے یہ گلاب ڈائری کے اندر محبت اور راز کے ساتھ رکھا تھا، جیسے اُس کے اندر چھپے لفظوں کی حفاظت پر معمور کر دیا گیا ہو۔ انابیہ نے کانپتے ہاتھوں سے ڈائری اُٹھائی، نرم و نازک سا لمس اُس کے پورے وجود کو چھو گیا۔ ساتھ ہی اُس نے زمین پر گرا ہوا سوکھا گلاب بھی آہستگی سے اپنی انگلیوں میں سمیٹ لیا۔ وہ گلاب جیسے وقت کی خاموش گواہی دے رہا تھا... محبت اور درد کی کہانی سناتا ہوا۔ ڈائری کھولتے ہی انابیہ کی نظریں ایک دم رک گئیں۔ "یہ... یہ کیسے ممکن ہے...؟" اُس کے لبوں پر سرگوشی ابھری۔ پہلے جب اُس نے یہ ڈائری پڑھی تھی، تو صرف ایک ہی صفحہ پر تحریر لکھی تھی۔ مگر آج... اُس ایک صفحے کے آگے دو اور صفحے لکھے ہوئے تھے۔ جیسے وقت کے ساتھ ساتھ ڈائری نے بھی اپنے رازوں میں اضافہ کر لیا ہو۔ انابیہ کی نظریں کچھ لمحوں کے لیے ان صفحات پر جمی رہیں۔ دل چاہ رہا تھا ابھی وہ ایک ایک لفظ پڑھ ڈالے، مگر اگلے ہی لمحے اُس

کے دل میں خوف کی ایک لہر دوڑ گئی۔ "نہیں... اگر آنٹی یا کوئی اور آ گیا تو...؟ ابھی نہیں..."۔ اُس نے ایک تیز سانس بھری اور جلدی سے گلاب کو دوبارہ پہلے صفحے کے بیچ رکھ دیا۔ پھر احتیاط سے ڈائری بند کی، کپڑوں کو ویسے ہی تہہ کر کے واپس الماری میں رکھے اور دروازہ دھیما سا بند کر دیا۔ وہ دبے قدموں مگر تیزی سے کمرے سے باہر نکلی اور سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔ ہر قدم پر اُسے ایسا لگ رہا تھا جیسے اُس کے کانوں میں کوئی سرگوشی کر رہا ہو۔ جیسے ہی اُس نے سیڑھیوں سے نیچے اترنا شروع کیا، اُس کے قدم تیز تر ہوتے گئے۔ مگر تبھی پیچھے سے ایک مانوس اور نرم سی آواز آئی۔ "مل گئی بیٹا نوٹس؟" انابیہ کے قدم یکدم رک گئے۔ اُس کا دل دھڑک کر حلق میں آ گیا۔ "اگر آنٹی نے دیکھ لیا تو...؟" وہ پلٹ کر دیکھتی ہے، خدیجہ اُسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ انابیہ نے ایک لمحے کو گہری سانس بھری، خود کو سنبھالا اور ہلکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجا لی۔ "ہاں آنٹی... مل گئے۔" اُس نے مصنوعی اعتماد کے ساتھ کہا اور فوراً نظریں جھکا لیں۔ خدیجہ نے جیسے مزید کچھ کہنا چاہا تھا، اُن کے ہونٹ ہلنے ہی والے تھے کہ انابیہ نے جلدی سے

نظریں جھکائی اور فوراً دروازے کی طرف پلٹ گئی۔ اُس کے قدموں میں ایسی جلدی تھی جیسے کوئی تعاقب میں ہو۔

✧....✧ ....✧

انابیہ صدیقی ہاؤس سے واپس آچکی تھی۔ اپنے کمرے کی کرسی پر نیم سہمی سی بیٹھی تھی، پشت کرسی سے ٹکی ہوئی اور آنکھوں میں عجب سی سنجیدگی بسی ہوئی تھی۔ کمرہ نیم اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا، جیسے ہر چیز خاموشی کے پردے میں چھپ گئی ہو۔ ایک ہاتھ ڈھیلا سا نیچے لٹک رہا تھا، جس میں ائزل کی ڈائری دبی ہوئی تھی۔ جیسے ہی اُس کی گرفت ذرا ڈھیلی پڑی، ڈائری کے اوراق میں دبایا گیا ایک سوکھا ہوا گلاب زمین پر گر گیا۔ گلاب کی پنکھڑیاں بکھرتے ہی کمرے کا منظر اور بھی ویران لگنے لگا۔ انابیہ کی آنکھیں کھلی تھیں، مگر ان میں سے بہتے آنسو اُس کے گالوں کو بھگوتے ہوئے گردن تک اتر رہے تھے۔ اُس کے چہرے کے تاثرات صاف بتا رہے تھے کہ وہ ڈائری کے ہر لفظ، ہر جذبے کو پڑھ چکی ہے اور

اُن میں چھپے راز کو محسوس کر چکی ہے۔ اچانک اُس کے لب ہلے، آواز بھاری تھی، مگر لہجہ عجیب سا سکون لیے ہوئے۔ "عجیب اتفاق ہے اس کائنات کا۔۔۔" وہ ذرا رکی، پھر کانپتی آواز میں بولی۔ "وہ انجان شخص۔۔۔ وہ تو عرش تھا۔" یہ کہتے ہی اُس کے جسم میں ایک جھٹکا سا دوڑا۔ اُس نے ڈائری کو مضبوطی سے تھاما اور ایک لمحے کے لیے آنکھیں بند کر لیں۔ یادوں کے بوجھ اور حقیقت کی چبھن نے اُسے کچھ پل کے لیے بے جان کر دیا۔ پھر جیسے ہی ذہن میں ایک خیال بجلی کی طرح کوند گیا، اُس نے سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے دھیمی مگر پُرعزم آواز میں کہا۔ "مطلب۔۔۔ دھوکے سے عرش کا مطلب یہ ہے کہ ائزل نے اُسے دھوکہ دیا ہے۔" یہ کہہ کر اُس کے لبوں پر ایک پھیکی، تلخ سی مسکراہٹ آ گئی۔ آنکھوں میں نمی تو اب بھی تھی، مگر اُس نمی میں لالچ کی چمک نمایاں ہونے لگی۔ "تو پھر۔۔۔ اس کا مطلب ہے اب میں عرش کو اپنا بنا سکتی ہوں۔" یہ جملہ اُس نے ایسے کہا جیسے اُس کے دل پر برسوں سے بند ایک دروازہ کھل گیا ہو۔ خوشی کے مارے وہ جھٹ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ فرش پر گرے سوکھے گلاب کو اُس نے نہایت نرمی سے اٹھایا، جیسے کوئی خزانہ ہو۔ ڈائری

کھولی اور گلاب کو پھر سے اُس کے اندر رکھ دیا۔ چند بکھری پنکھڑیاں ابھی بھی زمین پر پڑی تھیں۔ وہ گھٹنوں کے بل جھک کر اُنہیں ایک ایک کر کے سمیٹنے لگی۔ پنکھڑیوں کو ہاتھ میں لے کر اُس نے سرگوشی کی۔ "جو خواب ائزل کے تھے۔۔۔ اب وہ خواب میرے ہیں۔ اور میں جانتی ہوں۔۔۔ یہ خواب پورے ہو کر رہیں گے۔" پنکھڑیاں ڈائری میں رکھتے ہوئے اُس نے ایک آخری نظر گلاب پر ڈالی۔ اُس کی آنکھوں میں اب آنسو نہیں تھے۔

ڈائری پر انگلی پھیرتے ہوئے جیسے وہ ائزل کی تحریر کو چھو رہی ہو۔ "تمہیں پتا ہے؟ عرش کا ہر لفظ، اُس کی ہر مسکراہٹ، اُس کی ہر نظر۔۔۔ میں نے اپنے دل میں قید کی تھی۔ اور تم نے۔۔۔ بس ایک اتفاق میں سب کچھ حاصل کر لیا۔" اُس نے ایک لمحے کو آنکھیں بند کیں اور گہری سانس لی، پھر خود سے بولی۔ "لیکن اب کہانی بدلنے والی ہے۔" اُس کے ہونٹوں پر ایک ٹھہری ہوئی مسکراہٹ پھیل گئی۔ "عرش کو دھوکہ ملا ہے۔۔۔ اور دھوکے کے بعد لوگ سب سے زیادہ سہارے کی تلاش کرتے ہیں۔ وہ سہارا میں بنوں گی۔ میں اُسے وہ سکون دوں گی جو تم نے اُس سے چھین لیا۔" ڈائری کو سینے سے لگاتے ہوئے اُس نے

سرگوشی کی۔"وہ میرا ہو گا،صرف میرا۔۔۔تمہاری طرح اُس نے مجھے کبھی انجان نہیں سمجھا۔تم نے اُسے دھوکا دیا،اور اب میں اُس دھوکے کو اپنی جیت بنالوں گی۔"

✧....✧....✧

روحان نے ہلکی سی دستک دی۔"ائزل...تیار ہو؟"کمرے کے اندر ہلکی سی مدھم روشنی تھی۔ائزل کھڑکی کے پاس کھڑی آسمان کو دیکھ رہی تھی۔"کہاں جانا ہے؟"اُس نے چونک کر پیچھے دیکھا اور دھیرے سے جواب دیا۔روحان مسکراتا ہوا اندر آیا۔اُس کے ہاتھ میں کار کی چابیاں تھیں۔"آج سنڈے ہے میں گھر پر ہوں تو سوچا شہر گھما آؤں تمھیں،اور اگر میں نہ دکھاؤں تو یہ شہر تم سے ناراض ہو جائے گا نا۔چلو،چلتے ہیں۔"

"کیا ابھی؟"ائزل نے ہلکی سی حیرت سے پوچھا۔اُس کے سوال پر روحان اُس کے برابر کھڑکی کی طرف بڑھا۔"ہاں،ابھی!تمہیں لگتا ہے لندن صرف تصویروں اور کھڑکی سے

دیکھنے کے لیے ہے؟ نہیں، یہ شہر اپنے قدموں سے چھونے کے لیے ہے۔"اُس نے ہلکے کندھے اُچکا کر کہا۔

"ٹھیک ہے آپ ویٹ کریں میں تیار ہو کر آئی"وہ مدھم سا مسکراتی ہوئی بولی۔روحان نے بات مان کر سر ہلایا۔اور اپنے قدم الٹے لے لیے۔

کچھ دیر بعد سیڑھیوں پر پڑتے نرم قدموں کی چاپ نے سارا ماحول بدل دیا۔روحان کی نظریں غیر ارادی طور پر اوپر اُٹھیں اور وہ جیسے پل بھر کے لیے اپنی جگہ پر تھم سا گیا۔ائزل دھیرے دھیرے نیچے اتر رہی تھی۔اُس کے وجود پر گہرے بھورے رنگ کا لانگ کوٹ، جس کی نفیس تراش خراش اُس کے قد کو اور نکھار دے رہی تھی۔اندر پہنی گئی سیاہ شرٹ، جو گلے تک نفاست سے بند تھی۔اسی رنگ کی پینٹ اور لمبے چمکدار جوتے،اُس کے ہر قدم کو اعتماد کے ساتھ نمایاں کر رہے تھے۔مگر سب سے زیادہ دل کو چھو جانے والی اُس کی سرمئی آنکھیں تھیں۔روشنی جب اُن میں جھلکتی تو وہ یوں لگتی تھیں جیسے برف پوش پہاڑوں پر پھیلتی دھوپ میں کسی جھیل کی خاموش گہرائی جھلک رہی ہو۔اُن آنکھوں میں

ایک ان کہی کہانی،ایک چھپا ہوا سکون اور کہیں کہیں خفیف سی شرارت بھی تھی۔کھلے بال شانوں پر بکھرے،چلتے وقت ہلکی ہوا سے ادھر اُدھر لہرا رہے تھے۔ہر قدم کے ساتھ اُس کے بالوں کی لٹیں اُس کے چہرے کو چھوتیں۔وہ آہستہ آہستہ نیچے چلی آئی۔باہر کار گیٹ کے پاس اُن کا منتظر کھڑی تھی۔جیسے ہی ائزل نے دہلیز پار کر کے قدم باہر رکھا،ٹھنڈی ہوا نے اُس کے بالوں کی لٹوں کو آزاد پرندوں کی طرح لہرا دیا اور لانگ کوٹ کے کنارے ہوا میں اڑنے لگے۔اُس کی سرمئی آنکھوں میں حیرت اور چمک یکجا ہو کر ایسے منظر پیش کر رہی تھی جیسے کوئی نایاب خواب حقیقت کا روپ دھار چکا ہو۔روحان چند قدم آگے بڑھا،اُس کی نگاہوں میں ایک ان کہی مسرت تھی۔اُس نے کار کا دروازہ کھولا،ائزل نے ہلکی سی نظر اُس پر ڈالی اور خاموشی سے مسکراتی ہوئی اندر جا بیٹھی۔روحان نے ع مسکراتے ہوئے دروازہ آہستگی سے بند کر دیا پھر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔لمحہ بھر بعد انجن کی نرم سی گھنکار گونجی اور گاڑی آہستگی سے آگے نکلنے لگی۔گیٹ کے بھاری دروازے کھلے اور کار اُس کی وسعتوں کو پار کرتی ہوئی باہر نکل آئی۔روحان نے گاڑی کی رفتار ہلکی رکھی،اور ائزل

کی طرف دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔"ائزل، تمہیں شاید یہ احساس نہیں، لیکن تم اپنی دنیا میں بہت گم ہو گئی ہو۔ تمہیں اپنی تنہائی میں چھوڑنا، تمہارے جذبات کو دبانا... یہ سب کچھ مجھے برداشت نہیں ہوتا۔"ائزل نے سر جھکا کر کھڑکی سے باہر دیکھا، لیکن روحان کی باتوں نے اُس کے دل کو چھو لیا۔"میں جانتا ہوں تم اپنی اس تنہائی سے نکلنے کی پوری کوشش کر رہی ہو لیکن یہ بھی جانتا ہوں کہ رات کی تاریکی تمہاری زندگی میں ہمیشہ اندھیرا لے آتی ہے۔"روحان نے اپنی بات جاری رکھی۔"میں تمہیں وہ راستہ دکھانا چاہتا ہوں، جس پر چل کر تم اپنی زندگی کو ایک نیا رنگ دے سکو۔ تمہارے ہر لمحے میں خوشی، ہر دن میں سکون، اور ہر قدم پر امید ہو۔ بس... مجھے یہ موقع دو، تمہیں خود کے اندر سے باہر نکالنے کا۔"ائزل نے آہستگی سے پلکیں جھکائیں اور دل ہی دل میں سوچا، کیا واقعی کوئی مجھے اس حد تک سمجھ سکتا ہے؟ روحان نے پھر ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔"تمھیں اس سفر میں لے کر چلنا، یہ میری خوشی ہوگی۔ تمہارے ساتھ یہ لمحے... بس تمہارے لیے ہیں ائزل"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کار نے ٹاور برج کے قریب آہستہ آہستہ رفتار کم کی اور کنارے پر رک گئی۔ ائزل نے گاڑی کی کھڑکی سے باہر جھانکا، اُس کی سرمئی آنکھوں میں حیرت اور مسرت کا عکس صاف دکھائی دے رہا تھا۔ دونوں آہستہ آہستہ کار سے اترے۔ ائزل نے پہلا قدم رکھا تو ٹھنڈی ہوا نے اُس کے بال اور لانگ کوٹ کے کناروں کو ہلکا سا اُڑا دیا۔ ٹاور برج شام کے سنہری رنگ میں نہاتا ہوا نمایاں تھا، اس کی بلند و بالا دو میناریں گہرے پتھروں سے بنی ہوئی، مضبوط اور وقار بھری شان کے ساتھ دریائے تھیمز کے کنارے کھڑی تھیں۔ میناروں کے درمیان پُل کی کشادگی اور دھات کے مضبوط ہلکے نیلے رنگ کے فریم، جیسے تاریخ کی حفاظت کرتے ہوں۔ پُل کے نیچے پانی کی سطح پر روشنی کی ہلکی جھلکیں مست ہوتے ہوئے پل کی شان کو اور بھی جاندار بنا رہی تھیں۔ چراغوں کی نرم روشنی میناروں کی ہر تراش خراش، ہر کونے اور کنارے کو روشن کر رہی تھی، اور دریائے تھیمز کے کنارے سے گزرتی ہوا پل کے دھات کے ہلکی کھڑ کھڑاہٹ کو محسوس کروا رہی تھی۔ پل کے دونوں کناروں پر چلتے لوگ، چھوٹے چھوٹے قایق اور پانی پر پڑتی روشنی کے عکس، سب منظر کو ایک

خوابناک اور جاندار روح دے رہے تھے۔ طاقتور میناروں کے سائے پانی پر گہرائی پیدا کر رہے تھے، اور ہر قدم، ہر دھاتی ریلنگ کا عکس، جیسے اُس کی تاریخ کی کہانی سنانے کو تیار ہو۔ پل کے اوپر سے گزرتی گاڑیاں اور پیدل چلنے والے افراد منظر میں حرکت ڈال رہے تھے، لیکن ٹاور برج خود میں ایک مضبوط اور پُرسکون داستان کی مانند کھڑا تھا، جو وقت کی صدیوں کو سہتے ہوئے آج بھی شان و شوکت سے ہر دیکھنے والے کو اپنے سحر میں جکڑ رہا تھا۔

ائزل کی سرمئی آنکھیں ہر زاویے کو غور سے دیکھنے لگیں، اور پل کے کنارے سے جھانکتے ہوئے ہلکی سی ہنسی نکل گئی۔ "روحان، دیکھو پانی میں کتنی روشنیاں جھلملا رہی ہیں!" اُس نے چھوٹے سے شور سے کہا، جیسے یہ لمحہ کسی راز کی دریافت ہو۔ روحان نے قریب آ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "ہاں، اور تمہیں لگتا ہے یہ روشنیاں تمہارے لیے خاص نہیں ہیں؟"

ائزل نے شرارت بھری مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "خاص؟ تو پھر مجھے خود پانی میں ڈال دو تاکہ میں بھی روشنی میں جھلملا سکوں!"

روحان نے جھٹ سے ہاتھ بڑھایا، جیسے حفاظت کے لیے ہو،اور کہا۔ "نہیں! پہلے یہ بتاؤ کہ تم واقعی پانی میں چھلانگ لگاؤ گی؟"

ائزل نے مذاقاً سر ہلایا اور پل کے کنارے کی ریلنگ سے جھک کر کہا۔ "اگر آپ نے ہاتھ چھوڑ دیا تو ذمہ داری آپ کی!"

روحان نے آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے اُس کے قریب آ کر کہا۔ "ہاتھ چھوڑنا نہیں، یہ پل چھوٹا نہیں، اور نہ ہی میں تمہیں کسی خطرے میں دیکھنا چاہتا ہوں۔" ائزل نے شرارت بھری مسکراہٹ کے ساتھ اُس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا اور کہا۔ "آپ فکر نہ کریں، میں خطرہ مول لینے کی عادی ہوں!" ائزل نے پل کے کنارے سے تھوڑا سا جھک کر پانی کی روشنی میں اپنے عکس کو دیکھا اور پھر نرم لہجے میں کہا۔ "یہ منظر... یہ روشنی... مجھے لگتا ہے جیسے پل کی ہر ریلنگ اور ہر مینار میری کہانی سن رہے ہیں۔"

"اور میں بھی،" روحان نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہر لمحے، تمہارے ساتھ۔ تمہارے ہر ہنسنے اور ہر حیرت کے ساتھ۔" ائزل نے ہنستے ہوئے پلکیں جھکائیں، اور نرم آواز

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میں کہا۔ "کیا آپ واقعی یہ چاہتے ہیں کہ میں اپنے سارے خوف بھول کر یہاں خوشی محسوس کروں؟" روحان نے نرمی سے کہا۔ "ہاں، اور یہ پل ہمارے لیے وہ لمحہ ہے جہاں تم اپنی تنہائی کے سائے چھوڑ دو، اور بس اس لمحے کو محسوس کرو۔" ائزل نے اُس کا ہاتھ مزید مضبوطی سے تھاما اور آگے ہو گئی وہ دونوں پل کے کنارے چلتے رہے۔ ٹاور بریج کی روشنیوں اور پانی کی نرم لہر کی جھلکیاں دل میں بسا کر، ائزل اور روحان دوبارہ گاڑی کی طرف بڑھے۔ ائزل کے قدم ہلکے اور بے ساختہ تھے، جیسے ہر لمحہ اُس کے لیے ایک نئی دریافت لے کر آیا ہو۔ روحان نے دروازہ کھولا، ائزل اندر بیٹھی اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھا۔ کار آہستہ آگے بڑھی، اور جیسے ہی وہ لندن کی ایک اور مشہور جگہ کی طرف نکلے، شہر پر ہلکا سا اندھیرا چھا گیا۔ روشنیوں کی مدھم چمک اور فضا میں خوشبو بھری ہوا نے لمحے کو ایک پرسکون، خواب جیسا رنگ دے دیا۔ ائزل کی سرمئی آنکھیں ہر منظر کو جھیل کی طرح اپنے اندر سمونے لگیں، ہر عمارت اور ہر چراغ اُس کے دل میں ایک چھوٹی کہانی کے طور پر اتر رہا تھا۔ کار کے آہستہ آہستہ چلنے کے بعد، وہ لنڈن آئی کے قریب پہنچے۔ رات کے ہلکے

اندھیرے میں یہ عظیم الشان گول چکر اپنی روشنیاں بکھیر رہا تھا، جیسے ہوا میں جھلملاتے ہوئے ہزاروں چھوٹے جواہرات ہوں۔ ہر کیبن شیشے کی چمک کے ساتھ روشنی کو منعکس کر رہا تھا، اور نیچے بہتے پانی کی سطح پر یہ چمکیں ایک خواب جیسا عکس بنا رہی تھیں۔ دونوں کیبن کے لیے قطار میں کھڑے ہوئے، اور آہستہ آہستہ اُس کی طرف بڑھے۔ کیبن کا شیشے کا دروازہ کھلتے ہی ائزل نے ایک لمحے کے لیے اندر جھانکا، اور پھر دونوں آہستہ آہستہ کیبن میں داخل ہوئے۔ جیسے ہی کیبن زمین سے اوپر اٹھا، ائزل کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ نیچے شہر کی روشنیوں کا جادو اُس کے قدموں تلے پھیلتا محسوس ہوا۔ ہر ایک عمارت، ہر چراغ، ہر گلی کی روشنی اُس کی سرمئی آنکھوں میں ایک خواب جیسا عکس چھوڑ رہی تھی۔ ہوا کی ہلکی جھلک اور کیبن کے ہلکے ہلچل کے ساتھ اُس کا دل خوشی اور حیرت کے امتزاج سے بھر گیا۔ اوپر سے پورا شہر روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ دریا کی سطح پر روشنیوں کا عکس پلک جھپکتے ہی بدل رہا تھا، "کاش کے یہ لمحہ کبھی ختم نہ ہو" ائزل نے نرمی سے کہا۔

"ائزل" اُس کی بات پر روحان نے ہاتھ آگے بڑھا کر اُس کے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا۔ "ہر لمحہ حسین ہے بس اُسے محسوس ہمیں کرنا پڑتا ہے..."

کچھ دیر اوپر رہنے کے بعد، کیبن آہستہ آہستہ زمین کی طرف واپس آنے لگا۔ جیسے ہی وہ نچلی سطح پر پہنچے، ائزل نے ہلکی ہنسی کے ساتھ کہا۔ "واہ... یہ تجربہ واقعی لاجواب تھا!" کیبن کے دروازے کھلے اور دونوں باہر نکل آئے۔ ائزل نے نیچے قدم رکھتے ہی ایک بار پھر شہر کی روشنیوں اور ہوا کا لطف اٹھایا۔ دونوں آہستہ آہستہ کنارے کی جانب بڑھنے لگے، پانی کے شفاف کنارے پر منعکس شہر کی روشنیاں اُن کے قدموں کے نیچے رقص کر رہی تھیں۔ ہر لمحہ ائزل کے لیے نیا تجربہ تھا، ہر روشنی اُس کی حیرت اور مسرت میں اضافہ کر رہی تھی۔

چلتے چلتے اُن کی نظر ایک چھوٹے سے آئس کریم اسٹال پر پڑی، جہاں رنگین اور خوشبودار، ٹھنڈی آئس کریم کے گولے سجے ہوئے تھے۔ "چلو مزہ کچھ اور بڑھاتے ہے" روحان نے کہہ کر دو قدم آگے بڑھائے۔ اور ہاتھوں میں دو آئس کریم لیے واپس ائزل کی طرف مڑا۔ "یہ لو" اُس نے ائزل کی طرف ایک آئس کری بڑھائی۔ "شکریہ" ائزل نے اُس کے

ہاتھوں سے آئس کریم لے لی۔ کچھ دیر بعد روحان نے اچانک کہا۔ "اچھا، اب یہ بتاؤ، تمھیں شاپنگ پسند ہے یا نہیں؟"

ائزل نے کندھے اچکائے۔ "زیادہ نہیں۔ ویسے بھی مجھے ضرورت نہیں۔۔۔ میرے پاس سب کچھ ہے۔"

روحان نے فوراً بات کاٹ دی۔ "میں ضرورت کی بات نہیں کر رہا ہوں، خوشی کی کر رہا ہوں۔ تمھیں اپنی زندگی میں نئے رنگ بھرنے ہیں، اور وہ رنگ شاید ان خوبصورت چیزوں سے آئیں جو تم پسند کرو۔" روحان ہنسا، "میڈم، آج ریٹیل تھراپی" ائزل خاموش ہو کر اُسے دیکھتی رہی۔ روحان نے مسکرا کر گاڑی کی چابی جیب سے نکالی۔ "چلو، آج صرف میری ضد مانو۔ میں تمھیں ایک جگہ لے جانا چاہتا ہوں۔"

"کہاں؟" ائزل نے پوچھا۔ روحان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "ویسٹ فیلڈ مال۔ لندن کا سب سے بڑا مال۔ وہاں آج تمھارے سارے خواب خریدے جائیں گے۔"

"اگر میں نے کچھ نہ خریدا تو؟" ائزل نے نرمی سے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

روحان نے چالاکی سے جواب دیا۔"تو میں تمھارے لیے خود خرید لوں گا۔ پھر مت کہنا کہ یہ میرا ذوق نہیں۔"ائزل ہنس دی اور آئس کریم کا آخری حصہ منہ میں ڈالا۔"ٹھیک ہے، ڈاکٹر صاحب۔ آپ کی ریٹیل تھراپی آزما کر دیکھ لیتی ہوں۔"وہ آہستہ آہستہ کار کی جانب بڑھے۔

روحان نے گاڑی کا دروازہ کھولا،ائزل آہستگی سے اندر جا بیٹھی۔ دروازہ بند کرتے ہی گاڑی میں ایک نرم سی خاموشی چھا گئی۔ ہلکی سی گنگناہٹ کے ساتھ گاڑی آگے بڑھنے لگی۔ باہر سڑکوں پر روشنیوں کی قطاریں تھیں، گاڑیوں کے شیشوں میں عکس جھلملاتا،اور ہوا میں ہلکی خنکی رچی ہوئی تھی۔ کچھ دیر بعد جب وہ ویسٹ فیلڈ مال کے سامنے پہنچے تو شیشوں کی بلند و بالا دیواریں روشنی میں نہا رہی تھیں۔ اوپر بڑے بڑے حروف جگمگا رہے تھے۔

Westfield

اندر قدم رکھتے ہی ماحول یکسر بدل گیا،بلند شفاف چھت سے روشنی نیچے برس رہی تھی،برقی سیڑھیاں اوپر نیچے رواں تھیں،ڈیجیٹل اسکرینوں پر دکانوں کی سمتیں جھلملا رہی تھیں۔ائزل

کی آنکھیں مزید حیرت سے کھل گئیں۔ ہر طرف دکانوں کی لمبی قطاریں، شوکیس میں سجے ڈیزائنر ڈریسز، جگمگاتے جوتے اور شیشوں کے پیچھے نمائش میں رکھی قیمتی خوشبوئیں۔ فضا میں مدھم موسیقی کی تانیں اور مختلف خوشبوؤں کی آمیزش تھی۔ وہ پہلے خواتین کے ملبوسات والی بڑی دکان میں داخل ہوئے۔ لکڑی کی ہلکی خوشبو، نرم موسیقی اور دیواروں پر ترتیب سے ٹنگے رنگ۔ ائزل نے ریک سے ایک چاکلیٹی ٹرنچ کوٹ، سیاہ ٹرٹل نیک، اور ہلکے خاکی رنگ کی ہائی ویسٹڈ پینٹ اٹھائی۔

"یہ تینوں ملا کر آزمالوں؟"

"پہناوے نہیں، موڈ بدلتے ہیں۔ جلدی لے آؤ، میں باہر کھڑا ہوں،" روحان نے ہنستے ہوئے شاپنگ بیگز سنبھالے۔

چینجنگ روم کے پردے کے پیچھے سے ائزل کے قدموں کی ہلکی چاپ آئی۔ جب وہ نکلی تو ٹرنچ کوٹ کی بیلٹ کمر پر گانٹھ تھی، ٹرٹل نیک گلے تک نفاست سے بند، اور پینٹ اس کے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

قد کو نکھار رہی تھی۔ کھلے بال شانوں پر بکھر گئے۔ ائزل نے آئینے میں خود کو دیکھتے ہوئے ذرا سا گھوم کر پوچھا،"زیادہ تو نہیں لگ رہا ہیں نا؟"

روحان کے لبوں پر ایک ہلکی مسکراہٹ اُبھری،اُس کی نظریں لمحہ بھر کے لیے بھی ائزل سے ہٹ نہ سکیں۔اُس کے چہرے پر ٹرنچ کوٹ کی نرمی،کھلے بالوں کی لٹیں،اور آنکھوں کی چمک جیسے سب کچھ ایک تصویر کی طرح ثبت ہو گیا ہو۔"بس اتنا کہ نظر رُک جائے،"اُس نے آہستہ سے کہا،جیسے یہ الفاظ صرف ائزل کے لیے تھے۔ائزل نے اُس کی آنکھوں کی گہرائی کو محسوس کیا تو خود بھی تھوڑی گھبرا سی گئی۔وہ تیزی سے آئینے کے سامنے مڑی،اور اپنی بیلٹ دوبارہ باندھنے لگی تاکہ اُس کے مصروف ہاتھ اُس لمحے کو چھپا سکیں۔

خواتین کے ملبوسات سے نکل کر دونوں جوتوں کے سیکشن کی طرف بڑھے۔ شیشے کی شیلفوں پر قطار در قطار بوٹس،سینڈلز اور ہیلز ترتیب سے رکھی تھیں۔نرم پیانو کی دھن پس منظر میں بہہ رہی تھی۔ائزل نے ذرا حیرانی سے چاروں طرف نظر دوڑائی۔"اتنے سارے جوتے...انتخاب کیسے ہو گا؟"روحان نے مسکراتے ہوئے ایک سیاہ ایڑھی والے بوٹس

اُٹھائے، جن کی چمک روشنی میں جھلملاتی تھی۔"یہ ٹرائے کرو"ائزل نے ہلکی سی ہنسی دبائی اور بوٹس پہننے کے لیے بیٹھ گئی۔ جیسے ہی اُس نے پہنے اور کھڑے ہو کر دو قدم چلنے کی کوشش کی،اُس کے قد میں ہلکا سا اضافہ ہوا۔روحان نے نظر بھر کر ائزل کو دیکھا اور مسکراتے ہوئے بولا۔"اب تو تم بالکل لندن کی فیشن ڈائری کا کور پیج لگ رہی ہو۔"

ائزل نے شرارت سے آنکھیں گھمائیں۔"اچھا بس؟زیادہ تعریفیں کرنے کی ضرورت نہیں"روحان نے قریب کی شیلف سے ایک جوڑا نیوڈ پنک ہیلز اٹھائیں،نازک اسٹراپ اور ہلکی چمک کے ساتھ۔اُس نے ہیلز ائزل کے آگے رکھتے ہوئے کہا۔"یہ زیادہ تمہاری شخصیت سے میل کھاتی ہیں...سادگی بھی ہے اور نفاست بھی۔"ائزل نے ہیلز پہن کر آئینے میں گھومتے ہوئے قہقہہ لگایا۔"سڑک پر پہن کر اگر میں گر گئی تو ذمہ دار آپ ہوں گے۔"

"ہاں بابا ذمے دار میں ہی رہوں گا،دونوں لے لو...ایک اعتماد کے لیے،اور یہ ہیلز نزاکت کے لیے۔"روحان نے مسکراتے ہوئے شاپنگ بیگز کی طرف اشارہ کیا۔

دکانوں کی روشنیوں اور شور سے نکلتے ہی باہر کی ٹھنڈی ہوا نے ائزل کے چہرے کو چھو لیا۔ وہ تیز قدموں سے آگے بڑھ رہی تھی، جیسے کسی اور ہی خیال میں ہو۔ اُس کی سرمئی آنکھوں میں خریداری کی تھکن کے ساتھ ساتھ ایک عجیب سی چمک بھی تھی۔ روحان چند قدم پیچھے، دونوں ہاتھوں میں کئی شاپنگ بیگز سنبھالے، اُس کی چال دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ "میڈم، میرا کیا قصور ہے؟ لگ رہا ہے کسی غلام کو سامان ڈھونے پر لگا دیا ہو۔" روحان نے ذرا اونچی آواز میں کہا۔ ائزل پلٹی، آنکھیں سکیڑ کر بولی۔ "غلام نہیں... ڈرائیور، باڈی گارڈ اور مشیر سب ایک ساتھ۔ خوش رہیں، مفت میں سب کردار مل گئے ہیں۔" روحان نے ہنس کر بیگز گاڑی کے ڈِگی میں رکھے اور ڈرائیور سیٹ پر آ بیٹھا۔ گاڑی جیسے ہی سڑک پر بڑھی، شہر کی روشنیاں شیشوں پر عکس ڈالنے لگیں۔ نیون سائن بورڈز، دکانوں کی چمکتی کھڑکیاں، اور سڑک کے کنارے قطار در قطار لگے لیمپ سب کچھ ایک خواب کی طرح بہہ رہا تھا۔ اچانک روحان نے گاڑی کی رفتار ذرا کم کی اور ایک بٹن دبایا۔ اوپر کی چھت آہستہ آہستہ کھلنے لگی، جیسے آسمان خود اُنہیں خوش آمدید کہہ رہا ہو۔ رات کی ٹھنڈی ہوا اندر

بھرنے لگی تھی اور آسمان پر ٹمٹماتے تارے ائزل کی آنکھوں میں اترنے لگے۔

"روحان!" اُس نے حیرت سے کہہ کے ایک نظر روحان پر ڈالی اور بے ساختہ اپنی سیٹ سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ دونوں ہاتھ گاڑی کے کنارے پر رکھ کر اُس نے چہرہ اوپر اٹھایا، ٹھنڈی ہوا بالوں کو بکھیر رہی تھی، اور اُس کی ہنسی فضا میں گھل گئی۔ "یہ لمحہ..." اُس نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا، "ایسا لگ رہا ہے جیسے میں برسوں بعد سانس لے رہی ہوں۔" روحان نے ایک نظر اُس پر ڈالی، اُس کے کھلے بال، ہوا سے سرخ ہوتے گال، اور آنکھوں میں چھپی چمک سب کچھ جیسے لمحہ بھر کے لیے وقت کو روک رہا تھا۔ "اور یہی تو میں چاہتا ہوں،" اُس نے آہستہ کہا۔

کچھ دیر بعد گاڑی ایک خوبصورت ریسٹورینٹ کے سامنے رکی۔ شیشوں کے پیچھے مدھم پیلی روشنی اور اندر سے آتی موسیقی ایک خوشگوار منظر پیش کر رہی تھی۔ وہ دونوں اندر داخل ہوئے۔ ویٹر نے انہیں کھڑکی کے قریب ایک میز پر بٹھایا، جہاں سے باہر شہر کی جگمگاتی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سڑکیں دکھائی دیتی تھیں۔ میز پر سفید کپڑا بچھا تھا، درمیان میں تازہ گلاب کا ایک گلدان اور جلتی ہوئی موم بتی۔ ماحول میں ہلکی خوشبو اور پر سکون موسیقی بہہ رہی تھی۔

لندن کے لمبے دن کے تمام تجربات اور گھومنے پھرنے کی تھکن کے باوجود، ائزل کی آنکھوں میں ابھی بھی وہ چمک تھی جو اُس شہر کی روشنیاں دیکھ کر پیدا ہوئی تھی۔ جیسے ہی گاڑی گھر کے گیٹ پر رکی، ائزل نے بیگ کندھے پر تھامتے ہوئے قدم تیز کر دیئے اور اندر کی طرف بڑھ گئی۔ روحان پیچھے سے ہاتھوں میں شاپنگ بیگز تھامے داخل ہوا، اور آہستہ سے اُس کے کمرے کی طرف گیا۔ کمرے کے دروازے پر پہنچ کر اُس نے بیگز رکھے، پھر ائزل کی طرف دیکھ کر دھیمی مگر پختہ آواز میں بولا۔ "اب یہ وقت ہے، ائزل... وقت ہے کہ تم اپنی تنہائی کے پردے سے باہر آؤ، اور اپنی زندگی کو جیو۔ وہ لمحے، وہ خوف، وہ گزرے دن... یہ سب تمہیں پیچھے نہیں کھینچ سکتے۔" ائزل نے تھوڑا سا سر جھکایا، جیسے کوئی یادیں ابھی بھی دل کے کسی گوشے میں موجود ہوں۔ روحان نے قدم اُس کی طرف بڑھا کر آگے کہا۔ "تم نے کافی دن اپنے آپ کو محدود کر رکھا ہے، لیکن دنیا تمہارے لیے ابھی بھی کھلی

ہے۔ تمہیں اُس محبت، اُس خوشی، اور اُس مسکان کے لمحات کا حق ہے جو تم نے خود سے چھپا رکھے ہیں۔" ائزل نے خاموشی سے سن لیا، اور دل ہی دل میں سوچا کہ شاید آج واقعی کوئی نیا آغاز ہونے والا ہے۔ روحان نے پھر نرم لہجے میں کہا۔ "تنہائی اچھی چیز ہے، مگر زندگی کا اصل حسن تب ہے جب ہم اس کے ہر لمحے کو محسوس کریں۔ تمہیں اپنی دنیا میں قدم رکھنا ہو گا، ائزل۔ اور میں تمہارے ساتھ ہوں، ہر قدم پر۔"

✧....✧....✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

صبح کا وقت تھا۔ نرم سنہری دھوپ کھڑکی کے پردوں سے جھانکتی ہوئی کمرے میں پھیل رہی تھی۔ ہلکی ہوا کے ساتھ پردے ہلکے ہلکے سرسراتے تو لگتا تھا جیسے دن کی نئی شروعات خوشبو لیے دروازے پر کھڑی ہو۔ کمرے کے ایک کونے میں شیشے کے سامنے انابیہ بیٹھی تھی۔ اُس کے چہرے پر نیند کی ہلکی سی جھلک ابھی باقی تھی مگر آنکھوں میں ایک الگ ہی چمک تھی۔ آج وہ کچھ خاص تیاری کر رہی تھی۔ الماری کھول کر اُس نے ہلکے رنگ کا ایک

خوبصورت سوٹ نکالا۔ آسمانی نیلا رنگ اُس کی نازک رنگت پر اور بھی نکھار لے آیا۔ قمیض پر باریک گوٹے کی ہلکی ہلکی کڑھائی تھی جو صبح کی روشنی میں مدھم سی چمک رہی تھی۔ اُس نے دوپٹہ احتیاط سے تہہ کر کے شانے پر ڈالا اور بال کھلے چھوڑ دیے۔ تیاری مکمل ہونے کے بعد انابیہ نے میز پر رکھی ڈائری پر ایک نظر ڈالی۔ اُس کے چہرے پر لمحے بھر کو سنجیدگی اُتری، مگر فوراً ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ اپنی پرس اٹھالی۔ اپنی ہیلس کی کھٹ کھٹ سے انابیہ کمرے سے باہر نکلی سیڑھیاں اترتی ہوئی باہر آئی، اُس کے قدموں میں ایک عجیب سی تیزی تھی۔ خانزادہ مینشن قریب آتے ہی اُس کی سانسیں مدھم ہونے لگیں مگر اُس کے ساتھ ہی ایک ضدی جذبہ بھی تھا۔ آج بھی وہ اُسی کے قریب بیٹھے گی، آج بھی وہ بات کرے گی، چاہے عرش سنے یا نہ سنے۔

خانزادہ مینشن کا گیٹ جیسے ہی کھلا، اندر موجود خاموشی میں ایک اجنبی سا بوجھ تھا۔ اونچی دیواروں اور وسیع لان کے بیچ چلتی انابیہ کے قدموں میں ایک عجیب اعتماد اور ضد جھلک

رہی تھی۔اُس کے دل میں ایک ہی بات گونج رہی تھی۔"عرش کو پانا ہے...چاہے وہ لاکھ انکار کرے۔"

وہ اندر داخل ہوئی تو عرش لان کے ایک کونے میں کھڑا کسی ملازم کو ہدایات دے رہا تھا۔ اُس کی آنکھوں میں وہی سنجیدگی اور لہجے میں وہی سختی تھی، جو ہمیشہ انابیہ کے غرور کو چیر کر رکھ دیتی تھی۔

انابیہ نے ہلکی سی مسکراہٹ سجائی اور اُس کے قریب جا کر بولی۔"ہیلو عرش...ہر بار تمہیں اتنا مصروف دیکھتی ہوں۔کبھی وقت نکال کر بیٹھ بھی جایا کرو۔"

عرش نے ایک نظر اُس پر ڈالی، لمحہ بھر خاموش رہا، پھر سیدھا جواب دیا۔"مصروفیات وقت ضائع کرنے سے بہتر ہیں۔" کہہ کر اُس نے فوراً اپنی نظریں پھیر لی۔

انابیہ کے لبوں کی مسکراہٹ لمحہ بھر کو کانپ گئی، مگر اُس نے خود کو سنبھالا اور بات آگے بڑھائی۔"وقت ضائع؟ میں تو سمجھتی تھی ہم دوست ہیں۔"انابیہ اب بھی وہی کھڑی تھی۔عرش نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے ملازم کو کچھ اور کہا اور پھر جیسے یاد آیا کہ وہ کھڑی

ہے۔"دوستی؟ تمہیں غلط فہمی ہے انابیہ۔ میرے تعلقات میں دکھاوا نہیں ہوتا۔"یہ سن کر انابیہ کے دل پر چوٹ سی لگی۔اُس نے گہری سانس لی اور زبردستی نرمی پیدا کرتے ہوئے بولی"تو کیا میں آپ کی زندگی میں کوئی جگہ نہیں رکھتی؟"عرش کی نگاہیں ایک لمحے کے لیے اُس کی آنکھوں میں ٹکیں،"سچ ہمیشہ کڑوا ہوتا ہے اور"وہ لمحے کو ٹھہرا۔"نہیں، تمھاری میری زندگی میں کوئی جگہ نہیں"وہ اچانک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔"اور بے وجہ کی خوش فہمیاں پالنے کی کوئی ضرورت نہیں"عرش کا یہ جملہ انابیہ کے دل کو کاٹ گیا،مگر اُس نے اپنی آنکھوں کی نمی چھپاتے ہوئے ایک کمزور سی ہنسی نکالی۔"کتنے بے رحم ہو گئے ہو عرش... لیکن مانوں یا نہ مانوں،میں ہار ماننے والوں میں سے نہیں ہوں۔"انابیہ نے کہتے ہوئے گہرائی سے اُس کی آنکھو میں جھانکا۔اُس کی بات پر عرش نے فقط ایک سرد سانس اپنے اندر جذب کی اور قدم سیدھے دروازے کی طرف بڑھا دیے۔

اُسے جاتا دیکھ انابیہ ہاتھ اپنے سینے پر باندھے جھٹ سے پلٹی۔"کیا تم مجھے ایک موقع بھی نہیں دے سکتے؟"اُس کے جملے پر عرش نے اپنے چلتے قدم روک لیے۔"موقع"اُس نے

آہستہ سے گردن گھمائی "انابیہ، ضد مت کرو یہ صرف رشتوں کو زہر دیتے ہے۔ بہتر ہو گا کہ تم خود کو اس اذیت سے آزاد کر دو۔" اپنی بات کہہ کر عرش تیز قدموں کے ساتھ اندر داخل چلا گیا۔ اُس کے چہرے پر وہی مخصوص سنجیدگی تھی جو اکثر اُس کی خاموشی میں ڈھل جاتی تھی۔ انابیہ نے لمحہ بھر بھی ضائع نہ کیا، فوراً اُس کے پیچھے چل دی۔ اندر ہال میں کھانے کی میز پر ناشتہ لگ رہا تھا۔ میز پر سفید چینی کے برتن سجے تھے، گرم چائے کی بھاپ فضا میں گھل رہی تھی اور فریحہ بیگم اپنی معمولی مسکراہٹ کے ساتھ سب کو کھانے کے لیے بلا رہی تھیں۔ اُسی لمحے انابیہ عرش کے پیچھے لان کے دروازے سے اندر داخل ہوئی۔ "انابیہ" فریحہ نے پہلے چونک کر اُسے دیکھا پھر مسکراتی ہوئی بولیں۔ "چلو تم بھی ناشتہ کر لو"

انابیہ نے نرمی سے مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور ڈائننگ ٹیبل کی جانب بڑھ گئی، کرسی کھینچ کر وہ عرش کے بازو کے ساتھ والی نشست پر بیٹھ گئی۔ عرش نے ایک لمحے کو اُس کی طرف دیکھا، جیسے وہ اس انتخاب پر ناخوش ہوا ہو، مگر کچھ نہ بولا اور چائے کی پیالی اپنی طرف کھینچ

لی۔انابیہ نے فوراً موقع بنایا۔"تم ہمیشہ چائے لیتے ہو ناشتہ میں؟ کبھی کبھی کافی بھی ٹرائی کر لیا کرو، موڈ بدل جاتا ہے۔"انابیہ نے کہتے ہوئے کافی کا کپ اپنی طرف لیا۔

"مجھے موڈ بدلنے کے لیے مجھے ذائقوں کی ضرورت نہیں۔"عرش نے بغیر نظر اُٹھائے چمچ پلیٹ میں رکھتے ہوئے کہا۔"تمھاری باتیں بھی ناشتہ کی طرح بے ذائقہ نہ ہوں، تو زیادہ اچھا لگے گا۔۔"انابیہ کے لہجے میں خفگی چھپی تھی۔اُس نے کافی کا ہلکا سا گھونٹ اپنے اندر اتارا، جیسے اپنی جھنجلاہٹ کو ذرا سا کم کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔عرش نے سر اٹھا کر اُس کی طرف دیکھا، نگاہوں میں ایک سرد سکوت اور چہرے پر وہی خاموشی تھی جو انابیہ کے لفظوں کو مزید بے وقعت بنا دیتی تھی۔

"انابیہ بیٹا، لگ رہا ہے آج خاص اہتمام کے ساتھ آئی ہو۔"فریحہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا اور نگاہیں انابیہ کے سلیقے سے پہنے ہوئے لباس پر ڈالی۔انابیہ نے جھجکتے ہوئے مسکراہٹ اوڑھی،"جی آنٹی۔۔۔بس سوچا کہ ذرا سا تیار ہو جاؤں۔"انشاء فوراً ہنسی،"ذرا سا؟ یہ ذرا سا ہے؟ مما دیکھیں، اگر یہ ذرا سا ہے تو پھر پورا تیار ہونا کس کو کہتے ہیں؟"وہ شوخی سے بولی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور انابیہ کی طرف دیکھ کر آنکھ دبائی۔ فریحہ بیگم بھی ہنس پڑیں۔ "بہت اچھی لگ رہی ہو انابیہ، ایسے ہی رہا کرو۔ لڑکی کو ہمیشہ اپنی شخصیت سنوار کر رکھنی چاہیے۔" انابیہ نے ہلکے سے سر جھکا لیا اور کپ پر انگلیاں پھیرتے ہوئے بولی، "شکریہ آنٹی۔۔۔ آپ سے سن کر اچھا لگا۔"

شام کا وقت تھا، اور آفس کی کھڑکیوں سے آتی مدھم سنہری روشنی کمرے کے گوشوں میں نرم سایے بکھیر رہی تھی۔ عرش اپنے آفس کی ہلکی روشنیوں اور میز پر بکھرے کاغذات کے درمیان غرق تھا۔ ہر دماغی توانائی اُس کے پروجیکٹ، اعداد و شمار اور پیچیدہ تفصیلات میں کھوئی ہوئی تھی۔ خاموشی کا ماحول ایک گہری سکونت لیے ہوئے تھا، جیسے ہر چیز سانس لے رہی ہو، اور ہر لمحہ صرف کام کے نام تھا۔ کمرے کا ہر گوشہ نفاست اور سنجیدگی کا عکاس تھا۔ بلند دیواروں پر لگے ہلکے خاکی رنگ کے پینل، جن میں چند سادہ فریموں میں محنت اور کامیابی کے سرٹیفکیٹس سجائے گئے تھے، روشنی کو نرم انداز میں منعکس کر رہے تھے۔

کھڑکیوں کے پاس لمبی بھورے رنگ کی پردے آدھی کھلے تھے، جن سے باہر کی ہلکی روشنی اندر آرہی تھی اور میز پر بکھرے کاغذات، ڈائری اور لیپ ٹاپ پر پڑتی جارہی تھی۔ میز کے اوپر ایک اسٹیل کی لیمپ کی ہلکی روشنی کاغذات اور رپورٹس پر پڑ رہی تھی، اور کنارے پر رکھے اسٹینڈ میں قلم اور اسٹیشنری باقاعدہ ترتیب میں رکھی ہوئی تھی۔ دفتر کے ایک کونے میں ایک سادہ لیکن نفیس شیلف تھی، جس پر اہم فائلیں، کچھ کتابیں اور ایک چھوٹا سا پلانٹ رکھا ہوا تھا۔ عرش ہاتھوں میں فائل لیے اپنی نشست سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اچانک دروازے سے ایک نرم مگر پراثر آواز کی گونج ہوئی۔ "کام چل رہا ہے..." عرش نے سر اُٹھایا۔ اُس کی آنکھوں میں ایک لمحاتی حیرانی اور پھر بے چینی کے آثار نمودار ہوئے جب اُس نے دیکھا کہ انابیہ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتی اُس کی طرف آرہی تھی۔ "تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" اُس کے لہجے میں سنجیدگی تھی، مگر آنکھوں میں چھپی ہلکی بے چینی صاف محسوس ہو رہی تھی۔

"تم سے ملنے آئی تھی..." انابیہ نے مدھم، مگر پُراثر آواز میں کہا، اور نظریں چاروں طرف پھیری۔

عرش نے ہاتھوں میں پکڑی فائل پر توجہ بنا کے جھٹ سے اپنا رخ موڑ لیا،"میں ابھی بزی ہوں... بعد میں آنا۔"اُس کی آواز میں ایک سرد پن اور فاصلے کی تلخی بھی تھی۔لیکن انابیہ نے قدم بڑھائے۔اُس کے ہر قدم کی چاپ خاموش کمرے میں گونج رہی تھی،"تم ہر بار ایسا کیوں کرتے ہو،عرش؟"اُس کی آواز میں درد،مایوسی اور تھوڑی سی نرمی ایک ساتھ جھلک اٹھی۔"میں ہر بار تم سے بات کرنے کی کوشش کرتی ہوں،اور تم ہر بار مجھ سے بھاگ جاتے ہو..."عرش کی آنکھوں میں لمحاتی ہلکی سی مصنوعی مسکان جھلک گئی،جیسے کوئی اندرونی یا دیا جذباتی تضاد اُس کے چہرے پر عارضی طور پر نمودار ہو رہا ہو۔مگر اُس کا لہجہ اب بھی مدھم اور سرد تھا۔"میں تو اپنے آپ سے ہی بھاگ رہا ہوں،انابیہ..."کہہ کر وہ بغیر انابیہ کو دیکھے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"تم بہت بے حس ہو گئے ہو،عرش... تم ایسے نہیں تھے۔"انابیہ کی آواز لرزتی ہوئی نکلی جس میں مدھم درد چھپا ہوا تھا۔

عرش کے قدم اچانک ٹھہر گئے، جیسے اُس کے دل میں کوئی لمحاتی رُکاوٹ آ گئی ہو۔ وہ کچھ لمحوں کے لیے خاموش رہا، پھر نرمی اور تھوڑی سی بے بسی کے ساتھ بولا۔ "ہمم... میں ایسا نہیں تھا، لیکن مجھے ایسا بنایا گیا ہے..." پلٹتے ہوئے اُس کی آنکھوں میں چھپی تھکن اور درد صاف نظر آ رہی تھی۔ اُس نے دھیرے سے کہا۔ "بری طرح ٹوٹ کر بکھرا ہوں... ہر ذرہ خود کو سمیٹا ہے میں نے، اور جب جا کر اتنا بے حس ہوا ہوں..." اُس نے ایک گہری سانس اندر جذب کی اُس کے لبوں پر ایک ہچکچاہٹ اور آنکھوں میں درد کے ساتھ نرم لہجہ آیا۔ "اگر تم نے مجھے اُس وقت ٹوٹا ہوا دیکھا ہوتا، تو شاید آج تم یہ کبھی نہ کہتی..." عرش اپنی بات کہہ کر دروازے کی طرف بڑھا، ہر قدم اُس کے سنجیدہ لہجے کے وزن سے بھرا ہوا تھا۔ انابیہ نے ایک لمحے کے لیے رُک کر اُس کی طرف دیکھا، اور پھر نرمی اور لذت کے رنگ میں اپنے دل کی بات کہہ دی۔ "عرش، میں بہت محبت کرتی ہوں تم سے..." اس بار اُس کی آنکھوں میں وہ بے بسی اور امید ایک ساتھ جھلک رہی تھی۔ عرش نے رک کر

انابیہ کی آنکھوں میں جھانکا، سنجیدگی اُس کے ہر تاثرات میں چھپی ہوئی تھی، اور مدھم آواز میں کہا۔ "کتنی بار کہوں تم سے، انابیہ... میں نے کبھی تم سے محبت نہیں کی۔"

انابیہ کے ہونٹوں پر ہلکی سی لرزش آئی، مگر وہ پیچھے نہ ہٹی۔ اُس کی آنکھوں کے کنارے نم ہو رہے تھے، اور اُس نے اُمید کے ساتھ کہا۔ "میں تو کرتی ہوں، نہ عرش... اسی امید میں کہ ایک دن تم میرے جذبات کو سمجھ جاؤ گے۔"

عرش کی نظریں آہستہ آہستہ اُس کی چہرے پر جم گئی وہ اپنی کم رفتاری سے انابیہ کی جانب بڑھا ہر قدم اُس کی سنجیدگی اور اندرونی کشمکش کا عکس تھا۔ کمرے کی خاموشی میں اُس کے قدموں کی چاپ واضح سنائی دے رہی تھی، وہ انابیہ کے بلکل سامنے آ کھڑا ہوا، اُس کی نظریں جیسے اندر سے جل رہی تھی، اور ہر سانس میں اُس کی سختی اور نفرت کا اثر جھلک رہا تھا۔

"نفرت ہے مجھے تم سے... اور تمہاری اس محبت سے۔" مدھم لیکن سخت لہجے میں کہا۔

انابیہ اُس کی بات سن کر جیسے زمین سے جمی رہ گئی۔ عرش نے ایک لمحے کے لیے اُس کی طرف دیکھا، پھر بغیر کسی اور کلام کے اپنے راستے پر چل دیا۔ اس کے جسم کی حرکات بھی یہ

ظاہر کر رہی تھیں کہ وہ نہ صرف جذبات میں مغلوب ہے بلکہ اپنے اندر چھپی کشمکش سے لڑ رہا ہے۔ دروازہ بند ہونے کی آواز نے خاموشی کو اچانک توڑ دیا، اور انابیہ اُس لمحے کی شدت کو سینے میں محسوس کرتے ہوئے رُک سی گئی تھی۔

رات کا وقت تھا۔ کمرے میں ہلکی مدھم روشنی جل رہی تھی، کھڑکی سے ٹھنڈی ہوا پردوں کو آہستہ آہستہ ہلا رہی تھی۔ انابیہ بیڈ پر بیٹھی تھی، گھٹنے اپنے قریب سمیٹے، اور نظریں خلا میں جمی ہوئی تھیں۔ وہ دھیرے سے بڑبڑائی۔ "بچپن سے اسی امید میں تھی... کے ایک نہ ایک دن وہ میری محبت سمجھ جائے گا..." اُس کی آواز لرز رہی تھی، جیسے ہر لفظ دل سے نکل کر ٹوٹ رہا ہو۔ ہلکی سی ہنسی اُس کے لبوں پر آئی، مگر اُس ہنسی میں کڑواہٹ زیادہ تھی۔

"لیکن... وہ تو نفرت کر بیٹھا مجھ سے..." انابیہ نے گہری سانس کھینچی، آنکھوں کے کنارے بھیگ گئے۔ "اور جب اُسے پتہ لگے گا... کے ائزل نے میرے لیے اُسے چھوڑا... تو وہ اور نفرت کرے گا مجھ سے۔ شاید پھر... میری شکل بھی نہ دیکھے۔" یہ کہتے

ہوئے اُس کی آواز ٹوٹ گئی۔ آنکھوں سے بہنے والا ایک آنسو اُس کے رخسار پر ڈھلک آیا۔ اُس نے فوراً ہاتھ سے اسے روکنے کی کوشش کی، "نہیں... نہیں انابیہ... رونا نہیں ہے..." وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی، کمر دیوار سے لگا لی، اور ہونٹ سختی سے بھینچ لیے۔ "تم کمزور نہیں ہو... تم نے ہمیشہ سب کا ساتھ دیا ہے، خود کو کیوں توڑ رہی ہو..." اچانک اُس کے لبوں سے ایک دبکی ہوئی صدا نکلی۔ "مؤ... آن..." یہ ایک ایسا لفظ تھا جس میں ہزاروں شکوے، درد اور دعائیں سمٹ آئی تھیں۔ وہ بیڈ کی پشت سے لگ کر آنکھیں بند کر لیے بیٹھی رہی۔ لمحہ لمحہ اُس کا دل اپنے ہی وزن تلے دب رہا تھا، "محبت اگر قسمت کا کھیل ہے... تو شاید میری باری میں صرف ہار لکھی ہے۔"

صبح کے وقت کمرے میں ہلکی ہلکی سنہری کرنیں آ کر پھیل رہی تھیں، دیواروں اور پردوں پر ایک نرمی سا عکس جھلک رہا تھا۔ انابیہ آہستہ آہستہ آنکھیں کھولتی ہے، جیسے دھوپ نے اُسے جگایا ہو۔ وہ چند لمحے اپنی آنکھوں کو مسلتی رہی پھر آہستہ سے سیدھی ہو کر بیٹھی۔ "ایک

اور نئی صبح۔۔۔ایک اور نیا سفر۔۔۔"اُس نے مدھم سی آواز میں خود سے کہا،اور ہلکی سی مسکراہٹ اُس کے لبوں پر آ گئی۔ کچھ ہی دیر بعد وہ فریش ہو کر کمرے سے باہر نکلی اور سیڑھیوں سے نیچے اتر آئی۔ آج گھر کچھ الگ سا لگ رہا تھا۔جہاں عام دنوں میں ہنسی،باتیں اور چہل پہل ہوتی تھی،آج وہاں ایک عجیب سا سکوت چھایا ہوا تھا۔بڑے لاؤنج کی وسعت میں بھی خاموشی گونج رہی تھی۔ صوفے پر ہریرہ بیٹھی ہوئی تھی،ہاتھ میں چائے کا کپ تھا اور نظریں جیسے سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھیں۔انابیہ آہستہ آہستہ قدم رکھتی اُس کی طرف بڑھی اور پیچھے سے بازو اُس کے گرد لپیٹ کر سر ہلکے سے اُس کے کندھے پر رکھ دیا۔"گُڈ مارننگ ماما۔۔۔"اُس کی آواز میں نرمی گھلی ہوئی تھی۔

ہریرہ چونکی،اور پھر محبت سے اُس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔"گُڈ مارننگ، بچہ۔"انابیہ نے ایک پل کو خاموش رہ کر اپنی نظریں زمین پر جما دیں،پھر دھیرے سے کہا۔"ماما۔۔۔"

"ہمم،بولو۔"ہریرہ نے اُس کی طرف دیکھے بغیر جواب دیا۔

انابیہ نے لمحے بھر کو ہچکچاہٹ محسوس کی، لیکن پھر جیسے ہمت باندھ لی۔ "میں شادی کے لیے تیار ہوں۔۔۔"

ہریرہ کے ہاتھ میں پکڑا کپ لمحے بھر کو رک گیا، اُس کی آنکھوں میں حیرت جھلک اٹھی۔ "کیا؟۔۔۔ تم نے فوٹو دیکھی؟" انابیہ اب سیدھی ہو کر بیٹھ گئی، اُس کی آنکھوں میں سنجیدگی تھی۔ "نہیں۔"

"بیٹا، تمہارا دیکھنا ضروری ہے۔" ہریرہ کے لہجے میں فکر اور حیرانی دونوں تھیں۔ انابیہ نے نظریں جھکائیں اور دھیرے سے بولی۔ "میں اپنے ماما بابا کی پسند پر راضی ہوں۔۔۔ آپ ہاں کر دیں۔" ہریرہ کا دل دھڑک اُٹھا۔ اُس نے اپنی بیٹی کے چہرے کو غور سے دیکھا جیسے یقین نہ آ رہا ہو۔ "بچہ۔۔۔ لیکن اُس کے ساتھ تمہیں پوری زندگی گزارنی ہے، ہمیں نہیں۔۔۔" انابیہ نے آہستہ سے اُس کا ہاتھ تھام لیا۔ اُس کے لہجے میں ایک عجب سکون اور تھکن بھری رضامندی تھی۔ "ماما، آپ لوگ میرا برا نہیں چاہتے۔ آپ نے سوچ سمجھ کر اُس لڑکے کا انتخاب کیا ہو گا۔۔۔ میں راضی ہوں۔" ہریرہ کے چہرے پر ایک دھیمی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مسکراہٹ اُبھری، تھکی ہوئی مگر مطمئن سی۔ انابیہ نے نظریں جھکاتے ہوئے مزید کہا۔ "مجھے آپ کی پسند سے کبھی کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ میں آپ سے کوئی شکوہ نہیں کروں گی۔ آپ بس ہاں کر دیں اُنھیں۔" یہ کہہ کر وہ آہستہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اُس کی آواز میں جیسے کوئی فیصلہ چھپا تھا، اور آنکھوں میں ایک ان کہی قربانی۔ ہریرہ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اُس نے جذباتی ہو کر دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا۔ "یقین نہیں آتا۔۔۔ جو لڑکی فوٹو دیکھنے کے لیے بھی تیار نہیں تھی، آج وہ شادی کے لیے راضی ہو گئی۔۔۔"

ہریرہ کی آنکھوں میں نمی جھلک رہی تھی مگر چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ انابیہ یہ دیکھ کر خفگی سے مسکرا دی، نظریں جھکائیں اور وہاں سے چلتی بنی۔ لیکن اُس مسکراہٹ کے پیچھے ایک ادھوری کہانی اور ایک دبے ہوئے درد کی جھلک واضح تھی۔

... ✧....✧ .✧

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لندن کی ٹھنڈی ہواؤں اور ہلچل بھرے دنوں کے بعد ائزل صدیقی ہاؤس واپس آچکی تھی۔ لاؤنج میں قدم رکھتے ہی ائزل کو اپنے کمرے کی یاد آئی۔ وہ جگہ جہاں اُس نے اپنی سب سے بڑی خوشیاں بھی جھیلی تھیں اور سب سے بڑے دکھ بھی۔ جیسے ہی وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھی، دل میں ایک عجیب سی کپکپی دوڑ گئی۔ لاؤنج سے کمرے تک کا سفر جیسے ائزل نے بوجھل قدموں سے طے کیا ہو، مگر اُس کے ہونٹوں پر ایک ہلکی سی مسکان تھی، ایسی مسکان جو نہ دکھ کا اعتراف کر رہی تھی اور نہ خوشی کا اعلان بلکہ ایک تھکن بھری تسلّی کی علامت تھی۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اُس نے ایک گہری سانس کھینچی اور دھیرے سے دروازہ بند کر دیا۔ "اُف..." اُس کی زبان سے بے اختیار نکلا، جیسے ساری کیفیت اندر ہی دبا دینا چاہتی ہو۔ روحان بھی چند لمحے پیچھے سے کمرے میں آیا اور دروازے کے قریب کھڑا رہا۔ اُس کی نظریں ائزل کے چہرے پر جمی تھیں۔ "اب ٹھیک لگ رہا ہے نا؟" اُس نے نرمی سے پوچھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ائزل نے پلٹ کر اُس کی طرف دیکھا، لبوں پر وہی مدھم مسکان لیے۔ "پہلے سے بہتر..."

روحان نے اُس جواب کو سنتے ہی سکون کی سانس لی اور ہلکا سا مسکرا دیا۔ "ٹھیک ہے... ویسے اب میں جا سکتا ہوں نا؟" اُس کے انداز میں نرمی بھی تھی اور اجازت طلبی بھی۔ ائزل لمحہ بھر کو رُکی، اُس کی آنکھیں بھیگنے کے قریب تھیں، مگر وہ خود کو سنبھالتے ہوئے بولی۔ "دل تو چاہ رہا ہے آپ کو ہمیشہ کے لیے اپنے پاس روک لوں۔ آپ کو اندازہ بھی نہیں کہ آپ نے میرے لیے کیا کیا ہے۔ آپ نے مجھے اُس غم سے آزاد کیا جس کے بوجھ تلے میں موت کو بھی گلے لگانے پر تیار تھی۔ لیکن... اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ میرا فرض ہے، ائزل۔ تمہاری تکلیف کم کرنا، تمہیں سہارا دینا—یہ سب میرا فرض ہے۔ لیکن یاد رکھنا، جب بھی کبھی تم خود کو تنہا محسوس کرو، مجھ سے بات کر لینا۔ میں ہمیشہ یہی ہوں۔"

ائزل نے دھیرے سے سر ہلایا، ہونٹوں پر ایک ہلکی سی مسکان ابھر آئی۔ "ہمم..." روحان نے اُس کی تسلی دیکھ کر ایک لمبی سانس بھری، جیسے دل کے بوجھ کو ہلکا کر رہا ہو، پھر خاموشی سے قدم واپس موڑ لیے اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

کمرے کی خاموشی واپس لوٹ آئی۔ ائزل بیڈ پر اُلٹا لیٹ گئی، بازوؤں میں اپنا چہرہ چھپا لیا اور چند لمحوں تک یونہی خاموشی میں ڈوبی رہی۔ مگر دل کا اضطراب اُسے سکون لینے نہیں دے رہا تھا۔ اچانک وہ جھٹکے سے اُٹھی اور تیزی سے الماری کی طرف بڑھی۔

الماری کے ہر خانے کو اُس نے کھنگال ڈالا، کپڑے بکھرتے گئے مگر اُس کی نظریں ایک ہی چیز تلاش کر رہی تھیں۔

"می... میری ڈائری کہاں چلی گئی؟" اُس کی آواز کانپ گئی۔

وہ نیچے بیٹھ کر کپڑوں کے ڈھیر کو الٹ پلٹ کرنے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں نے یہیں رکھی تھی... کہیں..." اُس کی سانسیں تیز ہونے لگیں۔ پھر اچانک ایک خیال اُس کے دماغ میں کوندا۔ "کہیں مما نے دیکھ تو نہیں لی..." اُس کے چہرے پر خوف کی ایک جھلک دوڑ گئی۔

اچانک پیچھے سے ایک مانوس آواز اُبھری۔ "کیا ڈھونڈ رہی ہو، بیٹا؟"

ائزل کے دل کی دھڑکن ایک پل کو رُک سی گئی۔ وہ ہڑبڑا کر مڑی تو خدیجہ اُس کے پیچھے کھڑی تھیں۔ "وہ... مما..." وہ ہچکچائی، پھر جلدی سے کھڑی ہو گئی۔ "میری... میری ڈائری تھی یہاں... آپ نے دیکھی کہیں؟" اُس کے لہجے میں بے چینی صاف جھلک رہی تھی۔

خدیجہ نے پل بھر کے لیے اُس کی آنکھوں میں جھانکا، پھر سکون سے کہا۔ "نہیں، میں نے نہیں دیکھی۔" ائزل کے لبوں سے بے اختیار "اوہ" نکلا، اور اُس نے ایک لمبی سانس بھری، جیسے وقتی طور پر سکون ملا ہو۔ وہ کپڑوں کو واپس رکھنے میں مصروف ہو گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

خدیجہ چند لمحے اُسے دیکھتی رہیں، پھر سوچتی ہوئی خاموشی سے کمرے سے نکل گئیں۔ لیکن ائزل کے چہرے پر اب بھی پریشانی صاف جھلک رہی تھی۔ اُس نے کپڑے سمیٹ کر واپس رکھے اور آہستہ آہستہ بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی۔ اُس کی نظریں خلا میں جمی تھیں، دل پر جیسے کوئی بوجھ ٹوٹ رہا تھا۔ "کہاں جا سکتی ہے...؟" اُس نے خود کلامی کی۔ "میرے پاس آخری نشانی تھی... عرش اور میری محبت کی..."

قصرِ ظفر کی شام پرسکون تھی، باہر ہلکی ہوا چل رہی تھی مگر اندر ایک خاص طرح کی فضا قائم تھی۔ اچانک دروازے کی گھنٹی بجی تو کنیز نے جا کر دروازہ کھولا۔ سامنے آمنہ کھڑی تھی۔ اُس کے چہرے پر ایک پرانی دوست سے ملنے کی خوشی اور آنے والے لمحوں کی اُمید صاف جھلک رہی تھی۔ ہریرہ تیز تیز قدموں سے دروازے تک آئی۔ "آمنہ۔۔۔ اندر آؤ!" اُس کے لہجے میں نرمی تھی۔ آمنہ مسکراتی ہوئی اُس کے ساتھ لاؤنج میں آ کر صوفے پر بیٹھ گئی۔ "بالآخر۔۔۔ ہم اپنی برسوں کی دوستی کو رشتے داری میں بدلنے جا رہے ہیں۔" اُس کی

آواز میں ایک عجیب سا سکون اور خوشی کا امتزاج تھا۔ ہریرہ نے اثبات میں مسکرا کر سر ہلایا۔ دونوں خواتین خوشی خوشی باتوں میں مصروف ہو گئیں۔ اسی لمحے اوپر کی منزل پر انابیہ کمرے سے نکلی اور دھیرے دھیرے سیڑھیاں اترنے لگی۔ اُس کے قدم ہلکے تھے، مگر دل کسی انجانے بوجھ سے دبا ہوا۔ اچانک دروازہ دوبارہ کھلا۔ اندر روحان داخل ہوا، جیب میں ہاتھ ڈالے، ہمیشہ کی طرح سنجیدہ انداز میں۔ انابیہ کے قدم وہیں تھم گئے۔ اُس کی نظریں روحان پر جمی رہیں۔ "یہ۔۔۔ یہ یہاں کیا کر رہا ہے؟" اُس نے اپنے آپ سے مدھم آواز میں کہا۔ روحان نے اندر آ کر سلام کیا اور صوفے کی جانب بڑھا، لیکن اُس کی نظریں اچانک سیڑھیوں پر آ کر ٹک گئیں۔ سامنے انابیہ تھی۔۔ روحان ٹھٹھک سا گیا۔ دونوں کی نظریں ایک دوسرے پر جمی رہیں۔ حیرت، بے یقینی اور ان کہے جذبوں کا ایک طوفان اُن دونوں کے درمیان گردش کرنے لگا۔ "انابیہ۔۔۔" روحان کے لبوں سے بے اختیار اُس کا نام نکلا، جیسے یقین دلانے کے لیے کہ واقعی وہ اُسے دیکھ رہا ہے، خواب نہیں۔ صوفے پر بیٹھی ہریرہ اور آمنہ نے حیرت سے دونوں کے چہرے دیکھے۔ اُن کی مسکراہٹیں یکدم سوالیہ نشان

میں بدل گئیں۔ "تم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہو؟" آمنہ نے چونک کر سوال کیا۔ اُس کے لہجے میں حیرانی اور تھوڑا سا تجسس شامل تھا۔ روحان نے لمحے بھر کو خاموشی اختیار کی، پھر ہلکی کھنک کے ساتھ جواب دیا۔ "ہ۔۔۔ہاں۔۔۔ میں نے اِنھیں ائزل کے ساتھ دیکھا تھا۔" ہریرہ اور آمنہ نے ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھا، جیسے بات پوری طرح سمجھ نہ آئی ہو۔ روحان نے موقع دیکھتے ہوئے گہری سانس لی اور ہریرہ کی طرف رخ کیا۔

"آنٹی۔۔۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو۔۔۔ کیا میں انابیہ سے دو منٹ بات کر سکتا ہوں؟" اُس کی آواز سنجیدہ مگر نرمی بھری تھی۔ ہریرہ لمحہ بھر کو چونکی، پھر اثبات میں سر ہلایا۔ "ہاں۔۔۔ ہاں بیٹا، کیوں نہیں۔"

انابیہ کے قدم کانپ گئے۔ وہ نظریں جھکائے تیزی سے مڑی اور سیڑھیوں کی طرف واپس بڑھ گئی۔

چھت پر خاموشی کا ایک نرم غلاف تھا۔ شہر کی دوری گونج، ہلکی ہوا کے جھونکے اور نیلے آسمان میں مدھم ستارے۔ دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے، زبان پر سوال

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور دل میں الجھنیں لپٹی ہوئی تھیں۔ روحان نے سیدھا آنکھوں میں دیکھ کر پوچھا، اس کے الفاظ مختصر مگر سیدھے تھے۔ "کیا تم نے ہاں کر دی؟" انابیہ نے گہری سانس لے کر جواب دیا، مگر اس کی آواز میں تلخی اور اک مٹھی سی ضد دونوں تھی۔ "ہمم... کر دی، لیکن اگر پتا ہوتا کہ جس لڑکے سے میری شادی کی بات چل رہی ہے وہ تم ہو تو میں کبھی نہ کرتی۔"

روحان کے اُترتے بھورے بھنویں تیزی سے اٹھ گئے، وہ ایک قدم پیچھے ہٹا اور تھوڑا سا سر پکڑتے ہوئے بولا۔ "اوہ... ایک تو تمہارا یہ اٹیٹیوڈ، اوپر سے زہریلی باتیں۔ یقین نہیں ہو رہا کہ ہماری شادی کی بات چل رہی ہے۔" انابیہ اسے غور سے دیکھتی ہوئی چند قدم اس کی طرف بڑھی۔ اس کی آواز میں اچانک سختی تھی، مگر آنکھوں میں ایک واضح ارادہ بھی چھپا تھا۔ "اگر اتنی ہی پروبلم ہے تو نیچے جا کر انکار کر دو۔" روحان نے ایک چھوٹی سی ہنسی نکالی مگر فوراً سنجیدہ ہو کر کہا۔ "میں پہلے ہی ہاں کر چکا ہوں۔ اگر تم نہیں کرنا چاہتیں تو تم جا کر منع کر دو۔"

انابیہ نے اس پر اپنا سر جھٹکا کر تیزی سے کہا۔"اوہ... مسٹر روحان احمد، میں بھی ہاں کر چکی ہوں۔"

روحان کی آواز میں حیرت اور طنز ساتھ تھا۔"تو پھر ہاں کیوں کی تم نے؟"انابیہ نے آنکھیں تھوڑا جھکائیں، زبان پر کچھ ہچکچاہٹ تھی مگر وہ سیدھی سادھی سچ کہہ گئی۔"پتہ نہیں تھا کہ یہ مصیبت تم ہو۔"روحان نے چلبلی ادا میں جواب دیا۔"اوہ اچھا... یہ بولو نا کہ اتنا ہینڈسم بندہ دیکھ کر منع نہ کر سکی۔"انابیہ نے ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے انگلی سے اس کی طرف اشارہ کیا، آنکھوں میں تیز طنزیہ چمک کے ساتھ۔"ایکسکیوزمی۔اگر تم دنیا کے آخری بندے بھی ہوتے، تب بھی مجھے نہیں چاہیے۔اور تم نے ہاں کیوں کی؟ تمہیں براہِ راست بتا دو کہ تم مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو۔"روحان ادھر ادھر دیکھ کر ہچکچایا، پھر ابرو اچکا کر بے ساختہ کہا۔"اوہ ہیلو... تم تو مجھے فری میں نہیں چاہیے۔جب امی مجھے فوٹو دکھا رہی تھیں تو مجھے ایک بار دیکھ لینا چاہیے تھا تب ہی نہ کرتا۔"انابیہ کے لبوں پر لمحاتی خاموشی آ گئی۔اس خاموشی کے بعد اس نے لمبی سانس لی اور نرم مگر پختہ لہجے میں کہا۔"دیکھو روحان، مجھے

شادی کا شوق نہیں ہے۔ میں نے کبھی اس کی خواہش جوشِ نہیں لی۔ مگر یہ ایک ضروری قدم ہے۔ میری طرف سے انکار کی امید مت رکھو۔ اگر یہ رشتہ تمہیں منظور نہیں تو تم انکار کر دو، مجھے کوئی پرابلم نہیں ہوگی۔" لفظوں میں سادگی تھی مگر پیچھے چھپی ہو گئی طاقت واضح تھی۔ ایک عورت کی وہ پختہ نیت جو اپنے حصے کی ذمہ داری قبول کرنے کے لیے تیار ہے، مگر اپنی مرضی اور وقار بھی بچائے رکھتی ہے۔ روحان نے اس کی بات سُن کر روپ بدلتا ہوا دیکھا۔ پہلے ہنسی، پھر تاثر، پھر ایک خاموشی جو کچھ سوچ میں کھو گئی۔ "تو پھر ہونے دو جو ہو رہا ہے۔" اس بار اس کا لہجہ تلخ تھا، جیسے کسی نے اُسے اندر سے جلا دیا ہو تلخ، مصلوب، مگر ثابت قدم۔ روحان نے ایک لمبی سانس بھرتی ہوئی اُس کی طرف دیکھا۔ اس کے لہجے میں نرم سی تصدیق تھی مگر دل میں یکساں چبھن بھی۔ "ٹھیک ہے پھر... لیکن۔۔۔ میں تمہیں ایک بات پہلے ہی کلیئر کر رہا ہوں کہ میں تمہیں اپنی وائف کا درجہ کبھی نہیں دے پاؤں گا۔" یہ الفاظ انابیہ کے کانوں تک پہنچے تو اُس نے ایک لمحے کے لیے ہاتھ روک لیے، پھر ایک ہی سانس میں بلا تکلف بولی: "نہیں چاہیے۔" الفاظ مختصر تھے مگر اندر کی دیواروں کو لرزا گئے۔ وہ

چھت کے دروازے سے نکل کر تیز قدموں سے سیڑھیاں اتر گئی قدموں کی رفتار میں اک عزم تھا، جیسے کوئی فیصلہ قبل از وقت طے ہو چکا ہو۔ روحان اُسے دیکھ کر پیچھے پیچھے چل پڑا۔

"عجیب لڑکی ہے... اللہ، کیسی مصیبت بھیجی میری زندگی میں،" اس نے سر جھٹکتے ہوئے کہا، آواز میں طنز بھی تھا اور ایک ادھوری شکایت بھی۔ اس کی سانسوں میں بے چینی، اور چہرے پر وہ کشمکش واضح تھی جو لفظوں میں ڈھل نہ سکی۔ انابیہ تیز قدموں سے نیچے اترتی رہی اس کے کپڑوں کی ہلکی سرسراہٹ، بالوں کی کسی ایک جُزکی ہوا میں چمک، اور اس کے پاؤں کا بند جوتا ہر قدم کے ساتھ سیڑھیوں کی گونج میں مدغم ہو رہا تھا۔ نیچے پہنچ کر وہ رکی آنکھوں میں وہی مرجھاپن، لبوں پر ساکت سی مسکان اور بڑبڑائی۔ "مجھے اس شادی سے کوئی پرو بلم نہیں باقی آپ کی مرضی۔" پھر وہ پلٹ کر بغیر رکے دوبارہ اوپر چلی گئی۔ روحان اُس کے چند قدم پیچھے سیڑھیوں پر ہی کھڑا رہ گیا، اس کے ہاتھ بے عمل تھے۔ وہ سمجھ ہی نہ پایا کہ انابیہ نے ہاں کیوں کہی۔ یہ ہاں کس درد، کس رضا کارانہ قربانی، یا کس مصلحت کی زنجیر

میں بندھی ہوئی تھی؟اس کے ذہن میں سوال گونجتا رہا۔ کیا وہ واقعی خود کو قربان کر رہی ہے،یا کسی دوسرے دکھ کی سزا خود پر قبول کر رہی ہے؟

✧....✧....✧

باب ہشتم

چھے ماہ گزرنے کے بعد قصرِ ظفر ایک دم سے جگمگا اُٹھا تھا۔چاروں طرف روشنیوں کا ہالہ ایسا بکھرا ہوا تھا جیسے آسمان کے سارے ستارے اتر کر اس حویلی کو گھیرے کھڑے ہوں۔ در و دیوار پر جھلملاتی لڑیاں، آنگن میں پھیلی مہک،اور فضا میں رچتی ہوئی رونق۔۔۔ سب کچھ جیسے خوشیوں کا اعلان کر رہا تھا۔ صحن میں مہمان جگہ جگہ ٹولیوں کی صورت بیٹھے گپ شپ کر رہے تھے۔ خواتین رنگ برنگی ساڑھیوں اور لہنگوں میں جگمگا رہی تھیں۔ بچے اپنی مخصوص شرارتوں میں گم، کبھی ادھر بھاگتے، کبھی ادھر قہقہے لگاتے،ہر کونے میں

زندگی کی شوریدہ لہر دوڑا رہے تھے۔ ہر چہرے پر خوشی تھی، ہر زبان پر دعائیں۔ انہی سب کے بیچ ائزل، سونے کے دھاگوں سے کڑھے ہوئے گولڈن شرارے میں چھوٹی سی دلہن کی مانند سجی سنوری سیڑھیوں کی طرف بڑھتی ہوئی نظر آئی۔ اس کے پیروں میں بجتی ہوئی پازیب ہر قدم پر نقرئی جھانکار پیدا کر رہی تھی۔ اُس کی چمکتی آنکھوں میں ایک عجیب سی بے قراری تھی جیسے دل بے تاب ہو اپنی بہن کو دیکھنے کے لیے۔ وہ دوڑتی ہوئی سیڑھیوں سے چڑھ کر سیدھی انابیہ کے کمرے کے دروازے پر پہنچی اور آہستگی سے دستک دی، پھر ہلکے ہاتھ سے کواڑ کھول دیا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی منظر جیسے لمحے بھر کو ٹھہر گیا۔

آئینے کے سامنے گہرے لال جوڑے میں ملبوس انابیہ بیٹھی تھی۔ ماتھے پر بندیا، گلے میں بھاری ہار، ہاتھوں میں مہندی کے گہرے رنگ۔۔۔ سب کچھ مکمل تھا۔ وہ روحان کی دلہن تھی۔ آج کی رات اُس کے نصیب کی لکیر بدلنے والی تھی۔ مگر۔۔۔ اس کے چہرے پر وہ چمک نہ تھی جو عروسی جوڑوں کے ساتھ سجتی ہے۔ نہ آنکھوں میں وہ چمک تھی، نہ ہونٹوں پر حقیقی مسکراہٹ۔ بس ایک ہلکی سی، دھیمی سی مسکان تھی۔ ایسی مسکان جو دکھ کو چھپا لیتی

ہے، جو آنسوؤں کی نمی کو ڈھانپ دیتی ہے، جو دنیا کو دھوکہ دیتی ہے کہ سب ٹھیک ہے۔۔۔ حالانکہ دل کے اندر ایک نہ ختم ہونے والا سکوت تھا، ایک ایسا خلا جسے کوئی بھر نہیں سکتا۔ کمرہ گلابوں کی خوشبو سے مہک رہا تھا لیکن انابیہ کی آنکھوں میں وہی خاموشی تھی جو طوفان کے بعد کے سمندر میں چھا جاتی ہے۔ خوشیوں سے جگمگاتے قصر میں بس ایک کمرہ ایسا تھا جہاں مسکراہٹ اور دکھ نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھام رکھا تھا اور وہ تھی انابیہ، روحان کی ہونے والی دلہن، جو سب کے لیے ایک خوش نصیب دلہن تھی، مگر خود کے لیے ایک معمہ۔۔۔ ایک قربانی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"انابیہ" ائزل نے دھیرے سے پکارا اور اس کے قریب آ کر کھڑی ہو گئی۔ نرم لہجے میں بولی۔ "بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔۔۔ بالکل دلہنوں کی طرح، جیسے کتابوں میں پڑھی کہانیاں ہوں" اُس نے اپنی آنکھوں سے کاجل کا ٹیکہ نکالا اور انابیہ کے کان کے پیچھے لگا دیا۔ "خدا ہر بری نظر سے بچائے تمہیں۔" انابیہ نے اُس کی مسکراہٹ پر صرف ایک ہلکی سی مسکراہٹ لوٹائی ایسی مسکراہٹ جس میں شکر گزاری تو تھی مگر سکون نہیں۔ چند لمحوں

کے بعد وہ اپنی جگہ سے ہلکی سی اٹھ کھڑی ہوئی اور آہستہ قدم بڑھا کر ڈریسنگ ٹیبل کے دراز کی طرف گئی۔ڈریور کھولتے ہوئے اُس کی انگلیاں لرز رہی تھیں۔ پھر اُس نے ایک سیاہ ڈائری نکالی، جو برسوں سے کئی رازوں کو اپنے اندر قید کیے ہوئے تھی۔ وہ ڈائری ہاتھوں میں تھام کر ائزل کے سامنے آئی اور مدھم آواز میں بولی۔"یہ لو۔۔۔یہ تمہاری امانت، جواب تک میرے پاس تھی۔"ائزل نے چونک کر ڈائری کو دیکھا، پھر حیران نظروں سے انابیہ کے چہرے پر نگاہ ڈالی۔"یہ۔۔۔یہ تمہارے پاس تھی؟"اُس کی آواز میں حیرت اور بے یقینی ساتھ ساتھ تھے۔انابیہ نے نظریں جھکا کر بس"ہمم"کہا۔ائزل نے ڈائری کو دونوں ہاتھوں سے مضبوطی سے تھاما، جیسے صدیوں بعد کوئی بچھڑا ہوا خزانہ مل گیا ہو۔اُس نے ڈائری کو چوم کر اپنے سینے سے لگالیا۔اس لمحے اُس کی آنکھوں میں خوشی کے ساتھ ایک نمی بھی اُتر آئی تھی۔انابیہ نے اُس منظر کو دیکھ کر اپنے لبوں کو کاٹتے ہوئے ضبط کیا، مگر آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔اپنی آواز کو بمشکل قابو میں رکھتے ہوئے بولی۔"اور ایک امانت۔۔۔تمہاری ایک اور امانت بھی میرے پاس ہے۔"ائزل نے چونک کر اُس کی

طرف دیکھا۔"ک۔۔کون سی امانت؟"انابیہ نے دھیرے سے کہا۔"تمہاری محبت۔۔۔ عرش اب میری محبت سے آزاد ہے۔اب وہ صرف تمہارا ہے،ائزل۔"انابیہ کی آواز میں نرمی اور قربانی کی تلخی گھلی ہوئی تھی۔اس کی بات سنتے ہی ائزل کے قدم جیسے لڑکھڑا گئے۔ وہ پیچھے ہٹی،بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی اور بے بس لہجے میں بولی۔"میں سب کچھ خراب کر چکی ہوں انابیہ۔۔۔میں نے عرش کا دل توڑا،اُن کی امیدیں توڑ دیں۔۔۔اور ویسے بھی۔۔۔وہ اب اپنے کاموں میں ڈوب گئے ہیں۔"انابیہ اُس کے قریب آ کر نرم لہجے میں بولی۔"ایسا نہیں ہے ائزل۔۔۔محبت کبھی مٹتی نہیں،وہ تو دل میں ہمیشہ سانس لیتی ہے۔عرش کے دل میں تمہارے لیے آج بھی وہی احساس ہے،بس وقت نے اُسے دھند لا دیا ہے۔تم اگر چاہو تو اُسے پھر جگا سکتی ہو۔"

"میں ڈرتی ہوں،انابیہ۔۔۔بہت ڈرتی ہوں۔"ائزل نے کانپتے لبوں سے کہا۔"میں۔۔۔ میں کیسے جاؤں عرش کے پاس؟میں اتنی ہمت کہاں سے لاؤں انابیہ؟"

"محبت تمہیں ہمت دیتی ہے،ائزل۔۔۔اور تمہاری محبت کمزور نہیں ہے۔اگر آج تم نے قدم نہ بڑھایا تو ساری زندگی پچھتاؤ گی۔"ائزل نے نظریں جھکا کر دھیمی آواز میں بے بسی سے کہا۔"لیکن اگر اُنہوں نے مجھے ٹھکرا دیا تو؟"انابیہ نے اُس کے چہرے کو اوپر کیا اور گہرے لہجے میں بولی۔"تمہیں اُس کے جواب سے نہیں ڈرنا چاہئے،۔ڈرنا چاہئے تو بس خاموش رہ جانے سے۔۔۔کہ کہیں تمہارا دل ہمیشہ یہی سوال نہ دہراتا رہے کہ اگر میں اُس سے بات کرتی تو کیا ہوتا۔"انابیہ نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا،اور دھیمے لہجے میں کہا۔"جاؤ۔۔۔اور اُس سے کہہ دو کہ تمہارے دل میں آج بھی وہی محبت ہے۔باقی فیصلہ اُس پر چھوڑ دو۔لیکن کم از کم تمہارے دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔"ائزل نے اپنی آنکھیں پونچھیں، ڈائری کو سینے سے لگایا اور گہری سانس بھرتے ہوئے آہستہ سے کہا۔"ٹھیک ہے۔۔۔میں آج عرش سے بات کروں گی۔"تبھی کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھلا اور اندر ہریرہ داخل ہوئیں۔"انابیہ۔۔۔"اُن کی آواز میں ماں کی ممتا اور بے پناہ شفقت تھی۔انابیہ اور ائزل دونوں نے ایک ساتھ پلٹ کر دیکھا۔ہریرہ آگے بڑھیں،اُن کی آنکھوں میں پیار کی چمک

تھی۔ وہ انابیہ کے قریب آئیں اور اُس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لے لیا۔ "کتنی پیاری لگ رہی ہے میری بچی۔۔۔"اُن کی آواز بھرا گئی، پھر محبت بھرے لہجے میں کہا،"اللہ بری نظر سے بچائے۔"انابیہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر جھکا لیا۔ دل میں عجیب سی کشمکش تھی، مگر اُس لمحے وہ اپنے جذبات چھپا گئی۔ ہریرہ نے دھیرے سے اُس کے بالوں پر ہاتھ پھیرا، جیسے دُعائیں دیتی ہوں۔ پھر بولیں۔"چلو، نکاح کا وقت ہو رہا ہے۔۔۔ائزل، تم انابیہ کو لے آؤ، میں ذرا مہمانوں کو دیکھتی ہوں۔"یہ کہہ کر وہ جلدی سے کمرے سے نکل گئیں۔

ائزل نے ہریرہ کو باہر جاتے دیکھا، پھر ہلکی شرارت سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اُس نے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا لال گھونگھٹ اٹھایا اور بڑی نرمی سے انابیہ کے سر پر ڈال دیا۔ گھونگھٹ سے انابیہ کا چہرہ واضح تھا۔"چلیں۔۔۔ ہونے والی بھابھی۔۔۔"ائزل نے شوخی سے کہا، انابیہ نے خاموشی سے نظریں جھکا لیں۔ اُس کے قدم جیسے زمین سے جُڑے ہوئے تھے، مگر ائزل نے اُس کا ہاتھ تھام کر اُسے سہارا دیا اور آہستہ آہستہ کمرے سے باہر لے آئی۔

محفل میں روشنیوں کا جادو سا پھیلا ہوا تھا۔ قصرِ ظفر کے بڑے ہال میں گلاب اور موتیے کی خوشبو مہمانوں کے چہروں پر بسی مسکراہٹوں کے ساتھ گھل مل رہی تھی۔ روحان کے چہرے پر سکون کے بجائے ایک انجانی بے چینی چھائی ہوئی تھی۔ اُس کی نظریں سامنے کی طرف تھیں لیکن دل جیسے کہیں اور بھٹک رہا تھا۔ لمحہ لمحہ اُس کے اندر ایک کشمکش جنم لے رہی تھی۔ "کیا چاہتا تھا اور کیا مل رہا ہے۔" تبھی سامنے سے ائزل انابیہ کو لے آئی۔ روحان نے لمحہ بھر کے لیے نظریں اوپر اٹھا کر اُنہیں دیکھا۔ دل میں ایک بھاری بوجھ اور آنکھوں میں اجنبی سی لہر دوڑ گئی۔ وہ اندر ہی اندر جیسے بڑبڑایا۔ "کاش وقت بدل سکتا۔۔۔ کاش سب کچھ مختلف ہوتا۔۔۔" ائزل انابیہ کو اوپر لے گئی جہاں نکاح کے انتظامات مکمل ہو چکے تھے۔

ہال میں ایک پرسکون مگر پُرہیبت خاموشی طاری تھی۔ روشنیوں سے جگمگاتے اس ماحول میں جیسے ہر نگاہ اس مقدس لمحے کی گواہ بن گئی تھی۔ نکاح خواہ نے بسم اللہ پڑھ کر جب کلمات شروع کیے تو ہر دل پر ایک عجیب سا سکوت چھا گیا۔

"روحان احمد ولد عثمان احمد۔۔۔ آپ کا نکاح انابیہ ظفر بنت ظفر ظہیر کے ساتھ حقِ مہر گیارہ لاکھ روپے نقد، مقرر کر کے طے کیا گیا ہے، کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟" روحان نے لمحہ بھر کے لیے آنکھیں موند لیں، جیسے دل کے طوفان کو چھپانے کی کوشش کر رہا ہو۔ اُس کی سانس بھاری تھی، مگر لبوں پر فیصلہ کن عزم تھا۔ "قبول ہے۔۔۔ قبول ہے۔۔۔ قبول ہے۔۔۔" یہ تین لفظ ہال کی خاموش فضا میں گونج اُٹھے۔ لمحے بھر کو جیسے ہر سانس تھم گئی ہو۔ اب باری انابیہ کی تھی۔ نکاح خواہ نے رخ پھیر کر نرمی سے آواز دی۔ "انابیہ ظفر بنت ظفر ظہیر۔۔۔ آپ کا نکاح روحان احمد ولد عثمان احمد کے ساتھ حقِ مہر گیارہ لاکھ روپے نقد، مقرر کر کے طے پایا ہے، کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟" انابیہ کی پلکیں جھکی ہوئی تھیں، دل کی دھڑکن اتنی تیز تھی کہ جیسے ہر کوئی اُس کی آواز سن رہا ہو۔ ہونٹ ساکت تھے، دل مگر چیخ رہا تھا۔ "میں اس رشتے کو کبھی قبول نہیں کروں گی۔۔۔" مگر لب خاموش تھے۔ کوئی جواب نہ ملا۔ نکاح خواہ نے دوبارہ جملہ دہرایا۔ ہال کی نظریں یکجا ہو کر انابیہ پر ٹک گئیں۔ اُس کے دل میں جیسے کانٹے چبھنے لگے، آنکھوں میں برسوں

کے خواب چکنا چور ہو کر تیر رہے تھے۔ اچانک ائزل نے آگے بڑھ کر اُس کے کندھے پر نرم سا ہاتھ رکھا۔ اُس لمس میں دلاسہ بھی تھا اور ایک یاد دہانی بھی کہ یہ لمحہ اُس کی زندگی کا فیصلہ ہے۔ انابیہ نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں، نگاہیں دھندلا گئیں۔ ہونٹ کپکپاتے ہوئے بمشکل ہلے۔ "ک۔۔۔ قبول ہے۔۔۔" یہ الفاظ نکاح کے کلمات مکمل کرنے کے لیے کافی تھے مگر انابیہ کے دل میں طوفان برپا تھا۔ اُس کی آنکھوں سے ایک آنسو چپکے سے بہہ نکلا، جیسے اُس کے دل کی آخری مزاحمت بھی ہار گئی ہو۔ اور اُس کے دستخط ہوتے ہی تقدیر نے فیصلہ کر دیا۔ انابیہ اب روحان کی شریکِ حیات تھی، مگر دل میں وہ عرش کی محبت کی یتیم بن کر رہ گئی تھی۔"

نکاح کے ہنگامے اختتام کو پہنچے تھے مگر ائزل کا دل بے چین تھا۔ سٹیج سے اترتے ہی اُس کے قدموں میں ایک عجیب سی عجلت سما گئی۔ وہ لوگوں کی نظریں چیرتی، سانسوں کو بھگاتی تیز قدموں سے باہر کی طرف بڑھی۔ خانزادہ مینشن کے اونچے دروازے کے قریب پہنچتے ہی گارڈ نے اُس کے چہرے کی گھبراہٹ دیکھ کر خاموشی سے گیٹ کھول دیا۔ ائزل تقریباً

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دوڑتی ہوئی ڈور بیل تک آئی۔ لرزتے ہاتھ سے بیل بجائی تو لمحوں میں کنیز سامنے آ کھڑی ہوئی۔ "ا۔۔۔ عرش ہے گھر پر؟" ائزل کی آواز لرز رہی تھی، جیسے الفاظ بھی قدموں کی طرح بھاگ رہے ہوں۔ کنیز نے نرمی مگر سختی سے کہا۔ "بی بی، وہ اس وقت اپنے کام میں مصروف ہیں۔" ائزل نے بے تابی سے کہا۔ "مجھے ان سے ابھی ملنا ہے، پلیز... یہ بہت ضروری ہے۔" کنیز نے آدھی مسکراہٹ اور آدھا انکار کے ساتھ سر ہلایا۔ "بی بی، اُنھوں نے منع کیا ہے کہ کوئی بھی اُنھیں پریشان نہ کرے۔ آپ بعد میں تشریف لے آئیے۔" یہ کہہ کر وہ دروازہ بند کرنے لگی مگر ائزل نے دونوں ہاتھوں سے اسے روک لیا۔ آنکھوں میں بے بسی اور لبوں پر التجا تھی۔ "خدا کے لیے، میری بات سنیں... بس ایک بار جانے دیں، یہ لمحہ بہت اہم ہے!" کنیز ابھی کچھ کہتی کہ اوپر کی منزل سے ایک مانوس اور بھاری آواز گونجی۔ "کیا ہو رہا ہے؟" ائزل نے کانپتے لہجے میں باہر سے ہی پکارا۔ "عرش!" عرش جیسے لمحہ بھر کے لیے جم سا گیا۔ اُس کی نظریں ائزل پر جا ٹھہریں، مگر دل کی سختی نے فوراً چہرہ پھیرنے پر مجبور کر دیا۔ "باجی، آنے دیں اُنھیں۔" عرش نے بالآخر دھیمے مگر فیصلہ کن

لہجے میں کہا۔ کنیز خاموشی سے سر جھکائے پیچھے ہٹ گئی اور دروازہ کھول دیا۔ ائزل اندر داخل ہوئی تو دل کی دھڑکنوں کی آواز تک سنائی دے رہی تھی۔ عرش آہستہ آہستہ سیڑھیاں اتر رہا تھا اور ائزل بے اختیار اُس کی طرف لپکی۔ "بہت جلدی یاد آگئی آپ کو... خیر، آئی تو ہیں۔" عرش کے لبوں سے نکلے الفاظ تلخی سے لبریز تھے، جیسے ہر حرف تیز دھار ہو۔ ائزل کی پلکیں لرزیں، آواز ٹوٹی۔ "عرش... مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے۔" عرش نے کڑوا ہنس کر کہا۔ "کچھ مت بتائیے۔ سب کچھ جانتا ہوں میں۔" ائزل کی آنکھوں میں حیرت تیرنے لگی۔ وہ بے یقینی سے عرش کو تکتی رہی، جیسے اُس کے الفاظ نے اندر ہی اندر ساری زمین ہلا دی ہو۔ "ک... کیا سب کچھ جانتے ہیں آپ؟" اُس کی آواز کپکپائی۔ عرش تلخ مسکراہٹ کے ساتھ قریب آیا، مگر نظریں اُس کے چہرے پر نہ ٹکائیں، بس فرش پر گڑھی رہیں۔ "ہاں، سب کچھ۔ یہ بھی کہ آپ آج میری نہیں... کسی اور کی ہیں۔ یہ بھی کہ میرا نصیب بس انتظار اور شکست ہے۔ اور یہ بھی کہ آپ کے دھوکے اور خاموشی نے مجھ سے زیادہ کچھ نہیں کہا۔" ائزل کے لب کانپے۔ اُس نے بے تابی سے عرش کی کلائی تھام لی۔

"نہیں عرش، میں مجبور تھی۔ آپ سمجھیں، پلیز!" عرش نے ہاتھ جھٹک دیا، آنکھوں میں آگ بھڑک اٹھی۔ "مجبور؟ انسان محبت میں بس دو ہی راستے دیکھتا ہے، یا جیتا ہے یا مر جاتا ہے۔ اور تم نے دونوں چھوڑ کر سمجھوتے کی راہ چنی۔ یہ محبت نہیں، یہ سودا ہے ائزل!" یہ کہہ کر اُس نے رخ موڑ لیا۔ دل کی تپش آنکھوں کے راستے باہر آنا چاہتی تھی مگر عرش نے اپنی پلکوں کو سختی سے جکڑ لیا۔ ائزل رونے لگی، اُس کے آنسو عرش کے قدموں کے قریب گرے۔ "عرش! میرا یقین کریں، اگر میرے بس میں ہوتا تو آج میں آپ کے ساتھ کھڑی ہوتی..." عرش کے قدم لمحہ بھر کو رکے، مگر وہ پلٹا نہیں۔ اُس کی آواز بھاری ہو گئی۔ "یقین؟ جس دن تم نے مجھے چھوڑا تھا، اُس دن میرا یقین بھی مر گیا تھا۔"

"عرش... بس ایک بار، ایک بار میری بات سن لیں،"

ائزل کی آواز میں ٹوٹتے ہوئے ساز کی کرچیاں بکھر رہی تھیں۔ وہ اپنی سچائی کی صفائی دینے کے لیے بے چین تھی، مگر عرش کا رخ یکدم بدل گیا۔ اُس کی آنکھوں میں وہی تلخی، وہی زہر بھری روشنی، جو محبت کے ٹوٹنے کے بعد جنم لیتی ہے۔ "کیا سن لوں؟" اُس نے دھیمی

مگر زخمی آواز میں کہا،"کچھ باقی نہیں رہا سننے کے لیے۔ جو دھوکہ آپ نے دیا... اُس پر میں چُپ نہیں رہ سکتا۔"اُس کی آواز میں وہی لرزتی طناب تھی جو ایک زخمی ساز کو آخری بار چھیڑنے پر پیدا ہوتی ہے۔"میں ٹوٹ کر بکھرا تھا،"عرش کے لب کانپے،"پھر بکھر کر سنبھلا بھی... لیکن آپ کو کیا، آپ کو تو بس اپنی زندگی کی فکر تھی۔"ائزل بے بس کھڑی تھی۔ آنسوؤں کا سیلاب اُس کی پلکوں سے بہہ کر رخساروں پر داغ چھوڑ رہا تھا۔ عرش ایک لمحے کے لیے ٹھہرا، پھر آہستہ آہستہ اُس کے قریب آ کر کھڑا ہوا۔ اُس کی نظریں جیسے ماضی کی یادوں میں الجھ گئی ہوں۔"یاد ہے آپ کو... جب آپ پہلی بار یہاں آئی تھیں؟ میں نے آپ کے پیر میں نظر کا دھاگہ باندھا تھا۔"فضا پر لمحہ بھر کے لیے سناٹا چھا گیا۔"میں نے تو محبت کی تھی،"عرش کی آواز میں شکستہ نرمی اتر آئی،"بددعا نہیں دوں گا آپ کو... لیکن ایک دعا ضرور دینا چاہتا ہوں۔"اُس نے اپنی جیب سے وولٹ نکالا۔ وولٹ کھلا تو اندر سے نوٹوں کی ایک گڈی جھلکی۔ ائزل کی آنکھیں بے یقینی سے اُس کے ہاتھوں کو دیکھنے لگیں۔ عرش نے آہستہ آہستہ وہ نوٹ اُس کے سر کے گرد گھمانا شروع کیے۔ ائزل کی کپکپاتی آواز

لبوں سے نکلی۔"یہ...یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟"عرش کی آنکھوں میں دکھ اور طنز کی ملی جلی تمازت تھی۔"نظر اُتار رہا ہوں آپ کی..."اُس نے ایک بھرپور سانس کے ساتھ کہا، "خدا ہمیشہ محفوظ رکھیں آپ کو آپ جیسوں سے"یہ کہہ کر اُس نے نوٹوں کو ائزل کے سر کے اوپر لہرا کر ہوا میں بکھیر دیا۔نوٹ جیسے بے جان پتّوں کی طرح فرش پر گرنے لگے، مگر ہر نوٹ کے ساتھ ائزل کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا تھا۔عرش الٹے قدموں سے پیچھے ہٹا۔اُس کے قدموں کی چاپ سرد اور بھاری تھی۔ائزل بے اختیار آگے بڑھی،ہاتھ جوڑ کر روتے ہوئے فریاد کی۔"عرش...رک جائیں،پلیز...مت جائیے!"مگر اُس کی روتی آواز دروازے تک پہنچ کر دم توڑ گئی۔

عرش دروازہ کھول کر باہر جا چکا تھا۔کمرے میں رہ گئے تھے بس بکھرے ہوئے نوٹ... اور ائزل کی ٹوٹتی ہچکیاں،جو محبت کی سب سے بڑی شکست کا نوحہ پڑھ رہی تھیں۔ائزل فرش پر بکھرے نوٹوں کے بیچ یوں بیٹھی تھی جیسے کوئی شکست خوردہ سپاہی جنگ کے میدان میں لاشوں کے درمیان بیٹھا ہو۔اُس کی ہچکیوں کی آواز کمرے کی دیواروں سے ٹکرا کر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لوٹ رہی تھی، جیسے ہر دیوار اُس کے درد کا گواہ بن گئی ہو۔ پیچھے سے کسی نرم ہاتھ نے اُس کے کندھے کو چھوا۔ "بی بی... آپ ٹھیک ہیں؟" کنیز کی سہمی ہوئی آواز نے لمحہ بھر کو اُس کے نڈھال وجود کو جھنجھوڑ دیا۔ ائزل نے چونک کر پلٹ کر دیکھا، پھر تیزی سے ہاتھ کے کنارے سے اپنے بہتے آنسو صاف کیے۔ وہ چاہتی تھی کہ کم از کم کنیز کے سامنے اپنی شکست کو نہ عیاں کرے۔ کنیز نے فوراً ایک گلاس آگے بڑھایا۔ "پانی پی لیجیے..." ائزل نے کچھ لمحوں تک گلاس کو گھورا۔ جیسے اُس شفاف پانی میں بھی اپنی بکھری ہوئی زندگی کی جھلک دیکھ رہی ہو۔ پھر ہلکے سے نفی میں سر ہلا کر اُٹھی۔ گلاس کو ہاتھ نہ لگایا۔ "نہیں... نہیں چاہیے۔" اُس کی آواز مدھم تھی، جیسے سارا دم گھٹ کر گلے میں اٹک گیا ہو۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سے باہر نکلی۔ ہر قدم پر اُس کے دل کا بوجھ اور بڑھتا جا رہا تھا۔ گیٹ پر پہنچی تو نگاہیں جھکی ہوئی تھیں اور چہرے پر شکست کی پرچھائیاں۔ باہر کا صحن ٹھنڈی ہوا سے روشن تھا، مگر ائزل کے دل کی زمین جل چکی تھی۔ گیٹ کے قریب ایک کار کھڑی تھی۔ اُس کے اندر حافظ بیٹھ رہے تھے۔ ائزل کے قدم اچانک تیز ہو گئے۔ وہ بھاگتی ہوئی آگے بڑھی

اور کار کے پاس پہنچ کر مدھم آواز میں بولی۔"بابا... میں بھی آ رہی ہوں آپ کے ساتھ۔"

حافظ نے چونک کر اُس کی طرف دیکھا۔"کیوں؟"اُن کی آواز میں حیرانی کے ساتھ ساتھ بے چینی بھی تھی۔"تم تو آمنہ اور روحان کے ساتھ جانے والی تھی۔"ائزل نے لمحے بھر کو نظریں چرائیں۔اس کے پاس وضاحت دینے کے لیے کوئی لفظ نہ تھے،بس دل کا شور تھا جو لبوں تک نہیں پہنچ رہا تھا۔آخر وہ آہستہ سے بولی۔"نہیں... مجھے گھر جانا ہے۔"

ائزل کے لہجے میں ٹوٹ پھوٹ صاف جھلک رہی تھی۔حافظ اُس کی بات پر کچھ پل کے لیے چونکے،لیکن اُس نے نگاہیں چرا کر ہلکی سی مسکراہٹ کی اداکاری کی،گویا سب ٹھیک ہو۔وہ کار کے پاس ہی رُکی رہی۔اُس کی نظریں بے سکونی سے بار بار در و دیوار کو دیکھنے لگیں،جیسے کچھ کھو دیا ہو،جیسے کچھ ادھورا رہ گیا ہو۔دل کی دھڑکن تیز تھی،سانس الجھ رہی تھی۔"بابا..."اُس نے مدھم آواز میں کہا،"میں بس ابھی آئی... آپ تھوڑی دیر انتظار کریں۔"ٹوٹے ہوئے لہجے کے ساتھ اُس نے یہ جملہ کہا اور پھر قدم تیزی سے اندر کی طرف بڑھا دیے۔وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتی ہوئی انابیہ کے کمرے کے سامنے رکی

ایک لمحے کو اُس نے آنکھیں بند کیں، پھر ہلکا سا جھٹکا دے کر ہینڈل گھمایا۔ دروازہ آہستہ سے کھل گیا۔ کمرے کے اندر نیم اندھیرا تھا۔ بیڈ پر پڑی ہوئی وہ سیاہ ڈائری ائزل کی آنکھوں میں آنسوں لے آئی۔ اُس نے تیزی سے آگے بڑھ کر کپکپاتے ہاتھوں سے ڈائری کو تھام لیا۔ "یہی تو چاہیے تھا..." اُس نے دل میں کہا، لیکن چہرے پر درد کا سایہ اور بھی گہرا ہو گیا۔ وہ وہاں ایک پل بھی رُکے بغیر نیچے کی طرف بھاگی۔ اُس کے قدم سیڑھیوں پر ایسے گونج رہے تھے جیسے دل کی بے چینی آواز بن کر باہر آ گئی ہو۔ ہر قدم کے ساتھ اُس کے آنسو اور بھی بے قابو ہو رہے تھے، لیکن ہاتھوں کی گرفت ڈائری پر مضبوط تر ہو گئی۔ وہ دوڑ کر کر باہر کھڑی کار کی جانب بڑھ گئی حافظ اب بھی وہی کھڑے تھے۔ ائزل پلکے جھکائے کار کے اندر جا بیٹھی۔ اُس کی خاموشی اور جھکی ہوئی نظریں حافظ کے لیے کئی سوال چھوڑ گئی تھیں، مگر وہ بھی گہری سانس لیتے ہوئے کچھ کہے بغیر کار میں بیٹھ گئے۔ انجن کی آواز گونجی اور کار آہستہ آہستہ قصرِ ظفر سے آگے بڑھنے لگی۔ جیسے ایک داستان اپنے انجام پر پہنچ چکی ہو۔

قصرِ ظفر کی روشنیوں میں اب بھی تقریب کا رنگ جھلک رہا تھا۔ قہقہوں، سرگوشیوں اور چمکتے لباسوں کی چمک دمک نے پورے ہال کو ایک الگ ہی دنیا بنا رکھا تھا۔ مگر اسی ہجوم کے بیچ عرش دروازے سے داخل ہوا۔

اس کے چہرے پر تھکن اور آنکھوں میں بے قراری کی پرچھائیاں صاف جھلک رہی تھیں۔ اُس نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر سامنے کا رخ کیا۔ جب وہ سٹیج کے قریب پہنچا تو لمحہ ٹھہر سا گیا۔ اُس کی آنکھوں نے اچانک ایک چہرے کو قید کر لیا تھا۔ عرش کا دل دھڑک اُٹھا، جیسے ایک مانوس سایہ سامنے آ گیا ہو۔ اس کے وجود پر ایک جھٹکا سا لگا، قدم ایک پل کے لیے منجمد ہو گئے۔ یہ وہی چہرہ تھا، وہی نقش، جسے اُس نے ائزل کے ساتھ دیکھ کر اپنے دل کے اندر سینکڑوں بار دہرا دیا تھا۔ "وہی شخص..." عرش کے ذہن میں گونجنے لگا۔ لیکن روحان

کسی اور ہی رنگ میں تھا۔ اُس نے ایک ٹھنڈے سکوت کے ساتھ نظریں پھیر لیں اور فوراً سٹیج سے پلٹ گیا۔

عرش کے قدم اچانک رک گئے۔اُس کی نظریں انابیہ پر جمی تھیں جو سٹیج پر ساکت بیٹھی تھی۔اُس کے چہرے پر نہ مسکراہٹ کی جھلک تھی نہ غم کا سایہ،بس ایک عجیب سی ویرانی چھائی ہوئی تھی۔ جیسے وہ اپنی سوچوں کے قید خانے میں گم ہو۔"انابیہ!"عرش نے دھیرے مگر کپکپاتی آواز میں چند قدم دوری سے ہی پکارا۔انابیہ نے چونک کر پلکیں اٹھائیں،نظریں اُس کے چہرے پر جا ٹھہریں۔"ہمم؟"اُس کی آواز مدھم تھی۔عرش چند قدم انابیہ کی جانب بڑھا۔"یہ۔۔۔یہ کون تھا؟"اُس نے لرزتی اُنگلی روحان کی سمت اُٹھادی، جو مہمانوں کے ساتھ کھڑا تھا۔

انابیہ نے پلکیں جھکا کر آہستگی سے جواب دیا،"م۔۔۔میرے شوہر۔"یہ الفاظ عرش پر بجلی بن کر گرے۔"کیا؟"اُس کے منہ سے بے اختیار نکلا،جیسے زمین تلے سے کھسک گئی ہو۔"یہ تمہارے شوہر ہیں تو پھر۔۔۔ائزل؟"عرش کی آواز لڑکھڑائی۔زبان پر آیا ہوا جملہ درمیان ہی میں ٹوٹ گیا،اور دماغ میں ائزل کی وہ سسکتی التجا گونجی،"بس ایک بار میری

بات سن لیں۔۔۔"عرش کے وجود میں ایک کپکپی دوڑ گئی۔"ائزل!"اُس نے مدھم مگر بھاری سانسوں کے ساتھ کہا اور پلٹ کر تیز قدموں سے باہر نکل گیا۔

قصرِ ظفر کی روشنیوں اور ہجوم سے دور، وہ اپنے گھر کے گیٹ پر پہنچا۔ اندر داخل ہوا تو منظر اُس کے قدموں کو مزید بوجھل کر گیا فرش پر اب بھی نوٹ بکھرے پڑے تھے، وہی نوٹ جن سے اُس نے ائزل کی "نظر اُتاری" تھی۔ لیکن۔۔۔ائزل وہاں موجود نہ تھی۔"باجی! سنیں!"عرش تقریباً بھاگتے ہوئے کچن میں آیا۔"یہاں جو لڑکی تھی وہ کہاں گئی؟" کنیز نے ہاتھ کے کام سے نظریں اٹھا کر کہا،"وہ تو آپ کے جانے کے فوراً بعد ہی چلی گئی۔"وہ عرش کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔"بہت رو رہی تھی۔ میں نے پانی بھی پیش کیا، مگر اس نے لیا نہیں۔"یہ سن کر عرش کا دل بیٹھ گیا۔ لمحے بھر کو اُس کے کانوں میں شور سا گونجا۔ وہ واپس قصرِ ظفر کی طرف بھاگا، اُس کے قدموں میں بے قراری تھی۔

باہر برآمدوں میں کھڑے مہمان آہستہ آہستہ رخصت ہو رہے تھے اور اندر سے رخصتی کے نقارے بج رہے تھے۔ ہر طرف خوشی اور جذبات کی ملی جلی فضا تھی۔ لیکن عرش کے لیے یہ

سب کچھ ایک بے حس شور سے زیادہ نہ تھا۔ وہ بار بار خود سے سرگوشی کرتا ہوا ایک کمرے سے دوسرے کمرے کی طرف دوڑتا رہا۔ "مجھے ایک بار ائزل کی بات سن لینی چاہیے تھی... شاید وہ کچھ اور کہنا چاہتی تھی... میں نے موقع ہی نہیں دیا..." اُس کی آنکھوں میں گھبراہٹ تھی، جیسے کوئی آخری لمحے میں سب کچھ کھو دینے کا ڈر دل میں لیے بھاگ رہا ہو۔ اچانک اُس نے رُک کر گہری سانس لی اور آہستہ سے کہا۔ "انابیہ کو سب پتہ ہو گا... ائزل کیا کہنا چاہتی تھی۔" یہ کہہ کر وہ تقریباً بھاگتا ہوا زینوں سے نیچے اُترا۔ اُس کے قدم اتنے تیز تھے کہ کئی مہمان پیچھے مڑ کر حیرانی سے دیکھنے لگے۔ لیکن عرش کو کسی کی پرواہ نہ تھی، اُس کے سامنے صرف ایک ہی ہدف تھا انابیہ تک پہنچنا۔ جب وہ گیٹ کے قریب پہنچا تو سامنے کا منظر دیکھ وہ کچھ پل کے لیے پتلے کی طرح کھڑا رہا۔ پھولوں سے سجی کار آہستہ آہستہ گیٹ سے باہر نکل رہی تھی۔ انابیہ رخصت ہو چکی تھی۔

عرش وہیں ساکت کھڑا تھا، جیسے قدم زمین نے جکڑ لیے ہوں۔ "بھائی..." پیچھے سے ایک مانوس آواز ابھری۔ انشاء نے آہستگی سے آگے بڑھ کر اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

عرش چونک کر پلٹا، آنکھوں میں گھبراہٹ اور سانسوں میں عجلت تھی۔ "ا۔ائزل کو دیکھا ہے کہیں؟" اُس کی آواز میں بے قراری صاف جھلک رہی تھی۔ انشاء نے پلکیں جھپکیں، پھر ایک گہری اور بھاری سانس لی۔ جیسے وہ بھی اس سوال کا جواب دینے سے کترانا چاہتی ہو۔ چہرے پر ناگواری اور دل گرفتگی صاف نمایاں تھی۔ "بھائی..." اُس نے سرد لہجے میں کہا، "اب بھی ائزل کو ڈھونڈ رہے ہیں؟" یہ جملہ عرش کے دل پر تیر کی طرح لگا۔ اُس نے تیزی سے سر ہلایا، آواز کپکپائی۔ "انشاء، ضروری ہے... بس بتاؤ نہ، کہاں ہے وہ؟" اُس کی آنکھوں میں ایک ضدی خواہش تھی۔ انشاء نے کچھ لمحے خاموشی اختیار کی، جیسے سوچ رہی ہو کہ سچ بولے یا نہ بولے۔ پھر آخر کار اُس کے لبوں سے سرد لہجے میں الفاظ نکلے۔ "وہ کب کی گھر جا چکی ہے... اپنے بابا کے ساتھ۔"

عرش کے قدم بوجھل تھے۔ وہ قصرِ ظفر سے نکل کر اپنے گھر پہنچا تو لگا جیسے در و دیوار اُس پر سوالیہ نظروں سے جھک گئے ہوں۔ کمرے کا دروازہ دھکیلا، وہ اندر آیا اور سیدھا بیڈ کے کونے پر جا بیٹھا۔ لمبی سانس لیتے ہوئے اُس نے آنکھیں بند کیں۔ اور دونوں ہاتھوں سے اپنا

سر تھام لیا۔ "بس... ایک بار میں ائزل کی بات سن لیتا... تو شاید یہ سب نہ ہوتا۔" اُس کے لبوں سے نکلنے والی یہ سرگوشی کمرے کی خاموشی میں گونج اٹھی۔ کچھ دیر تک وہ ایسے ہی بیٹھا رہا پھر اچانک اپنی جگہ سے اٹھ کے کھڑکی کے پاس آ کھڑا ہوا۔ رات کی سیاہی میں چاند کی مدھم روشنی اُس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ دل میں ہزاروں وسوسے، مگر ایک ارادہ آہستہ آہستہ مضبوط ہوتا جا رہا تھا۔ "ائزل..." اُس نے سانس کے ساتھ آہ بھرتے ہوئے اُس کا نام لیا۔

"آپ نے مجھ سے کتنی بار کہا تھا کہ بس ایک بار میری بات سن لیں... اور میں... میں نے آپ کو خاموش کروا دیا۔" وہ لمحہ بھر کے لیے سر جھکا کر کھڑا رہا، پھر دھیرے سے آنکھیں بند کر کے گویا دل ہی دل میں اعتراف کرنے لگا۔ "یہ میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی ہیں۔" اچانک اُس نے سر اُٹھایا، آنکھوں میں ایک غیر معمولی چمک جاگ اُٹھی۔ "بس! اب مزید خاموشی نہیں۔ کل... صبح ہی میں صدیقی ہاؤس جاؤں گا۔"

لندن کی فلائٹ اگلے دن کی تھی، اس لیے باہر سے آئے تمام قریبی رشتے داروں اور مہمانوں کے آرام کے لیے شہر کے مضافات میں ایک وسیع و عریض فارم ہاؤس بک کیا گیا تھا۔ فارم ہاؤس سبزہ زاروں کے بیچ ایک پر سکون وادی میں واقع تھا، جہاں درختوں کے جھرمٹ اور روشنیوں سے جگمگاتی راہیں مہمانوں کا استقبال کر رہی تھیں۔ جب کاروں کا قافلہ فارم ہاؤس کے مرکزی دروازے سے اندر داخل ہوا تو سامنے ایک شاندار عمارت اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ کھڑی تھی۔ لمبے لمبے فانوسوں کی روشنی تالاب کے پانی پر جھلکیاں ڈال رہی تھی۔ لان کے کنارے رنگ برنگی روشنیاں لٹک رہی تھیں جو رات کو ایک خوابناک منظر میں بدل رہی تھیں۔ اندر داخل ہوتے ہی مہمانوں کے لیے بڑے بڑے ہالز اور کمروں کی ترتیب کی گئی تھی۔ ہر کمرہ آرام دہ بستر، گلدستوں اور خوشبودار موم بتیوں سے مزین تھا۔ خواتین اپنے مخصوص حصے میں ہنستے کھیلتے باتوں میں مصروف تھیں، جبکہ مرد حضرات لان میں بیٹھ کر سفر کی تیاریوں پر بات کر رہے تھے۔ بچے تالاب کے کنارے کھیلنے لگے تھے، جیسے شادی کی تھکن اُن پر ذرا بھی اثر انداز نہ ہوئی ہو۔ لیکن ان سب

ہنگاموں کے بیچ، کچھ دل اب بھی بوجھل تھے۔ خاص طور پر انابیہ کا، جو نئے رشتے کے ساتھ تو بندھ گئی تھی مگر اُس کے دل پر سوالوں کا بوجھ بدستور قائم تھا۔ وہ سب کے درمیان موجود ہونے کے باوجود اپنے کمرے کے بالکونی سے آسمان کو تکتی رہی۔ دل کے کسی کونے سے سرگوشی ابھری، "یہ وہ زندگی نہیں تھی جس کا میں نے خواب دیکھا تھا۔ یہ وہ لمحہ نہیں تھا جس کی دعائیں کی تھیں۔" اُس نے سر اٹھا کر سامنے کی دیوار کو گھورا۔ "کیا یہ سب مقدر تھا؟ کیا محبت ہمیشہ یوں ادھوری ہی رہتی ہے؟ عرش... کاش تم مجھے سمجھ لیتے۔" انابیہ نے ہچکیوں کے بیچ سرگوشی کی۔ "عرش... میں نے کبھی تمہیں بھلانا نہیں چاہا۔ تم میری دعا کے قبول ہونے کا پہلا خواب تھے، اور آج... میں تمہیں چھوڑ کر ایک ایسے رشتے کی قید میں ہوں جسے میرا دل قبول ہی نہیں کرتا۔" اُس کے لب لرزے، اور وہ سر جھکا کر خود سے ہی سوال کرنے لگی۔ "کیا میں بے وفا ہوں؟ یا زمانہ ہی بے رحم ہے؟"

رات کی ٹھنڈی ہوا جھیل کے خاموش پانیوں پر لہریں پیدا کر رہی تھی۔ آسمان پر چاند اپنی دھیمی روشنی سے ماحول کو سنجیدہ سا بنا رہا تھا۔ فارم ہاؤس کی روشنیاں دور سے مدھم جھلملاتی تھیں، مگر جھیل کے کنارے بس خاموشی تھی۔ روحان ایک پرانی لکڑی کی بینچ پر بیٹھا تھا۔ ہاتھوں میں اپنا والٹ کھولا ہوا تھا۔ اُس نے والٹ کو دیر تک گھورا، پھر سر کو جھٹکا دے کر ایک بے بس سی ہنسی گلے سے نکلی۔ "سمجھ ہی نہیں آ رہا ہے... کیا پایا ہے اور کیا کھویا۔" اُس کی آواز ہوا کے ساتھ مدھم سی گونجی۔ چند لمحے کے لیے اُس نے آسمان کی طرف نظریں اُٹھائیں، جیسے خدا سے شکوہ کر رہا ہو۔ پھر دوبارہ والٹ پر نظر ڈالی، آنکھوں کے گوشے نم ہو چکے تھے۔ اُس نے مدھم لہجے میں کہا، "تمہیں اندازہ بھی نہیں کہ میں نے تمہیں کتنی شدت سے چاہا ہے۔ میں نے تو اپنی ہر دعا، ہر رات، ہر خواب میں بس تمہیں مانگا ہے۔" وہ اپنی کانپتی انگلیاں والٹ پر پھیرنے لگا۔ "اور یہ وعدہ ہے میرا... تمہاری جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔ نہ آج، نہ آنے والے کل میں۔ چاہے تم لاکھ دور ہو جاؤ"

بالکونی کی خاموش فضا میں رات کی ٹھنڈی ہوا کا ہلکا سا لمس تھا، مگر ائزل کے دل کے اندر ایک طوفان برپا تھا۔ وہ ریلنگ سے ٹیک لگائے نیچے بیٹھی تھی۔ چہرہ شکستہ خوابوں کا آئینہ بنا ہوا تھا۔ رخساروں پر آنسوؤں کی باریک لکیریں کھنچی تھیں، جیسے کوئی بے رحم برساتی دھارا زبردستی بہہ آیا ہو۔ آنکھوں کے گرد سرخی، ہچکیوں کی کپکپاہٹ اور سانسوں کی بے ترتیبی۔ اُس کے ہاتھوں میں وہی سیاہ ڈائری تھی جو اُس کے ٹوٹنے کی گواہ تھی۔ قلم اُس کی انگلیوں میں کانپ رہا تھا مگر کاغذ پر اُس کی روانی زخموں کی شدت ظاہر کر رہی تھی۔ لفظ جُملے نہیں بن رہے تھے، سسکیوں کے چھینٹے بن رہے تھے۔ ہوا کے ہلکے جھونکے اُس کے بالوں کو چہرے پر پھیلا دیتے، اور وہ بار بار اُنہیں ہٹاتی مگر رُک نہ پاتی۔ قلم مسلسل دوڑتا رہا، جیسے وہ خوف زدہ ہو کہ اگر رُکا تو دل کی ساری چیخیں اُس کے وجود کو توڑ کر باہر نکل آئیں گی۔ "کاش... کاش ایک موقع اور مل جاتا..." اُس نے ہچکیوں میں قلم روکتے ہوئے دھیرے سے سرگوشی کی، اور ڈائری کے صفحے پر ایک بوند آنسو ٹپک گئی، جو لفظوں کو دھندلا کر گیا۔

صبح کے سات بج رہے تھے۔ دہلی ایئر پورٹ کی شیشے کی عمارت سورج کی نرم کرنوں میں سنہری چمک رہی تھی۔ اندر قدم رکھتے ہی ایک عجیب سی ہلچل اور بے ترتیبی تھی کچھ لوگ رخصت کرنے آئے تھے، کچھ جلدی میں بورڈنگ کی قطاروں کی طرف دوڑ رہے تھے۔ ہر طرف ٹرالیوں کی کھڑ کھڑاہٹ، اعلانات کی گونج اور شور کی ملی جلی فضا چھائی ہوئی تھی۔ انابیہ آمنہ کے ساتھ اندر چلی آئی۔ ظہیر نے انابیہ کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اُن کی آنکھوں کی نمی انابیہ سے چھپی نہ رہ سکی۔ "ہم نے تمہیں خوشیوں کے لیے رخصت کیا ہے۔ دعا ہے اللہ تم ہمیشہ خوش رہو۔ بس اپنی عزت اور گھر کو ہمیشہ سنبھال کے رکھنا۔" انابیہ کی نظریں جھکی ہوئی تھی اور لب خاموش اُس نے آہستگی سے سر اٹھا کے کہا۔ "آپ کو مایوس نہیں کروں گی"

اسی دوران ایئر پورٹ کے اسپیکر سے آواز اُبھری۔

Attention please… passengers for Flight AI-161 to "

"…London are requested to proceed for boarding

آمنہ نے آگے بڑھ کر آہستہ سے کہا۔"انابیہ... بورڈنگ شروع ہو رہی ہے، چلنا چاہیے۔"انابیہ نے مصنوعی سا مسکراتی ہوئی ہلکی سی ہمم کی آواز نکلی۔ آمنہ نے مسکراتے ہوئے ہریرہ کے ہاتھوں کو پکڑا۔"اب وہ میری بھی بیٹی ہی اب تمھیں اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی"وہ نرمی سے کہہ کر انابیہ کے ساتھ چلنے لگی۔

شیشے کی دیوار کے اُس پار سے ہریرہ ہاتھ ہلا رہی تھیں، آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ ظہیر خاموشی سے زیرِ لب دعائیں پڑھ رہے تھے۔اور انابیہ کے چہرے پر ایک ایسی مسکراہٹ تھی جو اندر کے طوفان کو چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

✧....✧....✧

صبح کے گیارہ کا وقت تھا۔ صدیقی ہاؤس کے کچن سے ناشتے کی خوشبو پھیل رہی تھی۔ چائے کی مہک نے سارے صحن کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ اسی وقت گیٹ کے باہر ایک کار آکر رکی۔ کار کا دروازہ کھلا اور عرش آہستہ سے باہر اترا۔ اُس کی نظریں ایک لمحے کو گیٹ پر

ٹکی رہیں، پھر اُس نے ہچکچاتے ہوئے گیٹ اندر کی طرف دھکیل دیا وہاں کوئی نہیں تھا۔ وہ کچھ دیر تک سامنے اور پیچھے نظر دوڑاتا رہا پھر سیدھا مین ڈور کی طرف بڑھا تھا کہ پیچھے سے ایک سخت اور بوجھل آواز گونجی۔ "کون ہو تم؟ کس سے ملنا ہے؟" عرش چونک کر پلٹا۔ سامنے حافظ صاحب کھڑے تھے۔ ہاتھ میں اخبار، مگر چہرے پر اجنبیوں کے لیے مخصوص سنجیدگی۔

عرش نے فوراً آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ "وہ... میں... میں ائزل سے ملنا چاہتا ہوں، انکل۔" حافظ صاحب نے لمحے بھر کے لیے نظریں جھکا لیں۔ پھر ہلکی سی کھانسی کے ساتھ گلا صاف کرتے ہوئے کہنے لگے۔ "یہاں آؤ میرے ساتھ۔" عرش کے قدم جیسے خود بخود اُن کے ساتھ ہو لیے۔ وہ آہستہ آہستہ گیٹ کی سمت بڑھتے رہے۔ عرش کے اندر سوالوں کی گونج تھی، وہ خود کو روک نہ سکا۔ "انکل... ائزل ہے گھر پر؟"

"ہمم... ہے۔" حافظ صاحب نے مختصر سا جواب دیا۔ عرش کے دل میں امید کی کرن جاگی، مگر اگلے لمحے حافظ صاحب کے لہجے نے اُس امید کو بوجھل کر دیا۔

"بیٹا... جانتے ہو؟"حافظ صاحب کے قدم گیٹ پر ہی تھم گئے۔"عزت کی عمارت ریت کی دیوار کی طرح ہوتی ہے،ایک بار گر جائے نا تو دوبارہ کھڑی نہیں ہو پاتی۔"حافظ کی بات پر عرش نے چونک کر اُن کی طرف دیکھا۔"م۔۔مطلب"

"سمجھدار لگتے ہو..."حافظ صاحب نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اُس کی آنکھوں میں دیکھا،جیسے کہہ رہے ہوں کہ سب کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

"سمجھداروں کے لیے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔"یہ کہہ کر اُنہونے عرش کی کار کی طرف اشارہ کیا۔عرش نے پلٹ کر اپنی گاڑی کو دیکھا اور دل میں جیسے سب کچھ سمجھ گیا۔لب کھولے بھی تو آواز کانپ گئی۔"لیکن انکل..."

"بیٹا،دوبارہ پلٹ کر یہاں کبھی مت آنا۔"اس سے پہلے کی عرش کچھ کہہ پاتا حافظ صاحب نے اُس کی بات کاٹ دی۔"ورنہ اس بار پیار سے سمجھایا ہے اگلی دفعہ لہجہ ایک جیسا نہیں ہو گا"وہ ہاتھ جوڑ کر کہتے گیٹ کے اندر چلے گئے۔عرش کے لب جیسے سِل سے گئے تھے۔وہ وہاں کھڑا بے بس سا رہ گیا۔حافظ صاحب اندر پلٹنے ہی والے تھے کہ اچانک سامنے سے ایک نرم

مگر مانوس آواز گونجی۔"بابا...یہ کون ہے؟"حافظ صاحب نے چونک کر تیزی سے سر اٹھایا۔دروازے کے کونے سے ائزل جھانک رہی تھی۔اُس کی آنکھوں میں سوال تھے۔

حافظ صاحب نے جلدی سے اخبار ہاتھ میں مضبوطی سے تھاما اور مصنوعی بے نیازی سے کہا۔

"کوئی نہیں۔بس یوں ہی کوئی تھا۔"ائزل نے ایک پل کے لیے باہر جھانکنے کی کوشش کی،مگر حافظ صاحب نے جلدی سے اُس کی توجہ ہٹادی۔"چلو،ناشتے کا وقت ہو رہا ہے۔ساتھ بیٹھ کر ناشتہ کرتے ہیں۔"ائزل نے ایک لمحے کو باہر رکی گاڑی کی سمت دیکھا،پھر آہستہ سے بولی۔"جی بابا..."وہ پلٹ کر واپس اندر چلی گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

✧....✧....✧

لندن کی سہ پہر اپنے اندر عجیب سا بوجھ لیے ہوئے تھی۔ہلکی سی نمی اور ٹھنڈی ہوا کمرے کی کھڑکیوں سے اندر آ رہی تھی۔پردوں کے بیچ سے چھن کر آنے والی دھوپ فرش پر سنہری لکیریں بنا رہی تھی۔مگر اس کمرے میں،جو اب انابیہ کا بھی کہلانے لگا تھا،ہر چیز

اجنبی لگ رہی تھی۔ دیواروں کے رنگ سے لے کر بیڈ کی چادروں تک۔ وہ بیڈ کے کونے پر سکڑی بیٹھی تھی، گھٹنوں کو اپنے ساتھ لپٹائے، جیسے خود کو سمٹ کر چھپانے کی کوشش کر رہی ہو۔ آنکھیں فرش پر جمی تھیں مگر ذہن کہیں اور بھٹک رہا تھا۔ دل کے اندر ایک خالی پن تھا... ایسا خلا جسے کوئی بات، کوئی چیز، کوئی خوشبو بھر نہیں پا رہی تھی۔ وہ خلا اُس کی محبت کا تھا۔ وہ محبت جسے وہ اپنے پیچھے چھوڑ آئی تھی۔ دروازہ ہلکی سی چرچراہٹ کے ساتھ کھلا۔ آمنہ اندر آئیں، ہاتھوں میں ٹرے تھی جس پر چائے کا کپ اور بسکٹ رکھے تھے۔ اُن کے قدموں کی آہٹ پر انابیہ چونکی، سر اُٹھا کر دیکھا، مگر پھر فوراً نظریں جھکا لیں۔ "بیٹا، چائے پیو گی؟ میں نے خاص تمہارے لیے بنائی ہے۔" انابیہ نے آہستگی سے گردن ہلائی، مگر آواز نہ نکلی۔ آمنہ نے ٹرے ٹیبل پر رکھی اور اُس کے قریب بیٹھتی ہوئی بولیں۔ "جانتی ہوں... یہ سب تمہارے لیے نیا ہے۔ نئی جگہ، نیا شہر، نیا گھر... اور اپنے سب پیارے پیچھے چھوڑ آنا۔ آسان نہیں ہوتا۔"

انابیہ کے لب ہلے مگر آواز گلے میں ہی اٹک گئی۔ آنکھوں کی نمی خاموشی توڑ گئی۔ آخر کار وہ دھیرے سے بولی۔ "ہمم... بس سب کچھ بہت بدل گیا ہے۔ دل اب بھی وہیں ہے، جیسے یہ سب... میرا اپنا ہے ہی نہیں۔" آمنہ نے اُس کا کانپتا ہوا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا، اُس کی انگلیوں پر نرمی سے دباؤ ڈالا۔ "دھیرے دھیرے عادت ہو جائے گی" آمنہ کی بات پر انابیہ نے فقط ایک ہلکی سی مسکان دی۔ کمرے میں تھوڑی دیر کے لیے خاموشی چھا گئی تھی۔ اچانک آمنہ نے ٹرے سے کپ اٹھا کر انابیہ کے ہاتھوں میں تھما دیا، اور اُٹھ باہر چلی گئیں ۔انابیہ نے چائے کے کپ کو ہاتھ میں تھاما مگر پی نہ سکی۔ نظریں کھڑکی کے پار تھیں، جہاں لندن کی فضا میں شام اترنے کو تھی۔ اُس کے اندر کی شام، باہر کے آسمان سے زیادہ گھنی اور بھاری تھی۔ روحان آہستہ قدموں سے اندر آیا۔ اُس کے قدموں کی چاپ انابیہ نے سنی ضرور، مگر پلکیں نہ اٹھائیں۔ روحان کچھ دیر یونہی خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا۔ پھر آگے بڑھا اور ٹیبل پر رکھی کتابوں کے ڈھیر میں سے ایک بُک اُٹھا کر الماری میں رکھنے لگا۔ "ویسے ایک بات پوچھوں؟" انابیہ نے ذرا چونک کر نظریں اُس کی طرف کیں۔ روحان کی نظریں

اپنے ہاتھوں میں پکڑی کتاب پر جمی تھیں۔"ایسی کیا مجبوری تھی... جو تمہیں مجھ سے شادی کرنی پڑ گئی؟"سوال پر انابیہ نے اپنی نظریں دوسری طرف کی کمرے کی فضا ایک لمحے کو رُک سی گئی تھی۔اُس نے آہستہ سا سانس کھینچا، پھر سر جھکا کر مدھم لہجے میں بولی۔"میں تمہیں بتانا... ضروری نہیں سمجھتی۔"روحان نے اچانک نظریں اٹھا کر اُسے دیکھا۔اُس کی آنکھوں میں ایک الجھن بھی تھی اور سوال بھی۔"اچھا؟لیکن تمہیں تو تمہاری محبت مل رہی تھی... نہ؟ پھر کیوں... پھر شادی مُجھ سے کیوں؟"اس بار انابیہ نے حیرت اور دکھ کے ساتھ روحان کو دیکھا۔اُس کے لب کھلے جیسے کچھ کہنا چاہتی ہو، مگر لمحہ بھر کے لیے زبان سوکھ گئی۔"بتاؤ"روحان نے پھر ایک بار پوچھا۔"میں نے تم سے پوچھا؟"انابیہ نے نگاہیں چرائیں اور سرد لہجے میں کہا۔"مجھے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی۔"روحان کے چہرے پر ایک کڑواسا تاثر آیا، جیسے اُس کے سوالوں کا جواب اُس کے دل کو اور خالی کر گیا ہو۔انابیہ اپنی جگہ سے تیزی سے اٹھی، قدموں کی چاپ سختی سے فرش پر گونجی اور وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔دروازہ بند ہونے کی آواز نے کمرے کی خاموشی کو مزید بھاری کر دیا۔

روحان کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا۔اُس نے باہر دیکھا،مگر نظریں خلا میں ٹھہر گئیں۔

"سمجھ نہیں آرہا... کیا پایا ہے اور کیا کھویا۔"

رات گہری ہو چکی تھی، کمرے میں نیم تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔روحان ہلکی سی بے زاری کے ساتھ اندر داخل ہوا۔سامنے بیڈ پر انابیہ پھیلی ہوئی چادر کے ساتھ لیٹی تھی، جیسے دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو۔روحان کے لبوں سے بے اختیار جھنجھلاہٹ بھری صدا نکلی۔"اوہ یار۔۔۔!اب اس انازادی کو روز جھیلنا پڑے گا۔"اس کے لہجے کی خفگی ہوا میں تیر کی طرح چبھ گئی۔وہ جو آنکھیں موندے پڑی تھی،اچانک بھڑک کے اٹھ بیٹھی۔"اوہ ہیلو۔۔۔!یہ انازادی کسے کہا تم نے؟"روحان کے چہرے پر ایک طنزیہ مسکراہٹ ابھری۔"اچھا۔۔۔ تو تم زندہ ہو۔"اس نے ہاتھ جیب میں ڈالتے ہوئے قدم آگے بڑھائے۔"یہاں تمہارے علاوہ ہے بھی کون؟ظاہر ہے تمہیں ہی کہا ہے۔"انابیہ نے اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو فوراً بولی۔"ذرا رُکیے مسٹر۔۔۔یہاں آنے کی ضرورت نہیں۔آپ کی جگہ وہاں ہے۔۔۔اُس

کاؤچ پر۔ "اُس نے کہتے ہوئے سامنے کاؤچ کی طرف اِشارہ کیا۔ روحان نے قہقہہ لگاتے ہوئے جھک کر تکیہ درست کیا اور ہاتھوں میں اٹھ لیا۔ "تمہیں برداشت کرنا ہی کسی معجزے سے کم نہیں۔ سوچو، میں اپنے کمرے میں تم جیسی لڑکی کے ساتھ رہ رہا ہوں۔۔۔ یہی بہت بڑی قربانی ہے۔ "مدھم سا کہتا وہ چند قدم پیچھے جانے لگا۔ "مجھ جیسی لڑکی؟" انابیہ کی بھنویں تن گئیں، آنکھوں میں غصے کی لپک ابھری۔ "مطلب کیا ہے تمہارا؟" وہ دھاڑ کر بولی۔ روحان کا رویہ اور زیادہ بے پرواہ ہو گیا۔ وہ آئینے کے قریب جا کر رکا اور ہلکے سے آئینے کی طرف اشارہ کیا۔ "یہ آئینہ ہے، ذرا اٹھو اور دیکھ لو۔۔۔ خد سمجھ آجائے گا۔ "اس کے الفاظ جیسے انابیہ کے کانوں میں بارود کی طرح گونجے۔ وہ مزید برداشت نہ کر پائی، اچانک تکیہ اٹھایا اور پوری قوت سے روحان کی طرف پھینک دیا۔ "یہ لو۔۔۔!!!" تکیہ زور سے روحان کے چہرے پر جا لگا۔ روحان کے لبوں سے غصے میں بھرا جملہ پھوٹا۔ "بد تمیز لڑکی!" اس کے تیور سخت ہو گئے تھے، مگر انابیہ کے ہونٹوں پر ایک شرارتی مسکراہٹ آ گئی۔ وہ گھٹنوں

کے بل اٹھ بیٹھی اور شوخی سے بولی۔"ہاں ہاں، مجھ جیسی لڑکی کو دیکھ لو ذرا، غور سے۔۔۔یاد رہے تمھیں!"

"تمہیں دیکھنے سے بہتر ہے کہ میں اپنی آنکھیں بند کر لوں۔"انابیہ نے فوراً پلٹ کر جواب دیا۔"بالکل۔۔۔اور پھر کبھی کھولنا ہی مت!"یہ کہہ کر وہ دوبارہ لیٹ گئی، جیسے روحان کی موجودگی سے کوئی سروکار ہی نہ ہو۔روحان نے جھنجھلاہٹ سے تکیہ اٹھایا اور زور سے کاوچ پر جا گرا۔لیکن ابھی وہ سیدھا لیٹا ہی تھا کہ انابیہ نے پھر غصّے سے آواز کس دی۔"اور ہاں۔۔۔کان کھول کے سن لو! میرے بیڈ کے آس پاس بھی اگر تم نظر آئے نا۔۔۔تو تمہاری ہڈی پسلی ایک کر دوں گی!"روحان نے سر جھٹک کر قہقہہ لگایا اور جھنجھلاہٹ سے بولا۔"ذرا اپنی زبان قابو میں رکھو، محترمہ! یہ کمرہ میرا ہے۔۔۔اور وہ بیڈ، جس پر تم مزے سے لیٹی ہو۔۔۔وہ بھی میرا ہی ہے۔"

"تھا۔۔۔!"انابیہ نے فوراً ذرا سا سر تکیے سے اٹھا کے بولی۔"اب یہ سب میرا ہے!"روحان نے تلملا کے آنکھیں بند کی۔"میرا تو دل چاہتا ہے کہ جیسے پورا بیڈ تمھیں دیا ہے، اسی طرح

پورا کمرہ بھی تمہیں دے دوں۔ دیکھ دیکھ کر میرا خون کھول رہا ہے۔۔۔اور اوپر سے تمہاری زہریلی باتیں۔۔۔اوہ گاڈ!"اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولی۔انابیہ نے فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ طنزیہ انداز میں دروازے کی طرف اشارہ کیا۔"ہاں ہاں۔۔۔دروازہ اُس طرف ہیں" کہہ کر اُس نے چادر سر پر کھینچ لی۔روحان نے گہری سانس لی اور تھک کر سرد سانس چھوڑی۔

صبح کی نرم دھوپ پردوں کے آرپار کمرے میں پھیل رہی تھی۔انابیہ نے کروٹ بدلی اور ہلکی سی کراہ کے ساتھ اپنی آنکھیں مسلتی ہوئی اٹھ بیٹھی۔اس کی نگاہ سامنے دیوار پر لگی گھڑی پر جا ٹکی۔سوئیاں دیکھتے ہی اس کے ہونٹوں سے ایک جھنجھلاہٹ بھری صدا نکلی۔"اوہ نو۔۔۔!دس بج رہے ہیں۔"وہ جھٹ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور بڑبڑاتی ہوئی جلدی جلدی واش روم کی طرف بڑھنے لگی۔"اگر میری یہی حرکتیں رہی نہ، تو میری ساسوں ماما مجھ پہلے دن ہی گھر سے نکال دے گی"کچھ ہی دیر بعد وہ فریش ہو کر باہر نکلی، تولیے سے اپنے لمبے بالوں کو رگڑتے ہوئے۔چہرے پر پانی کے قطرے موتیوں کی طرح چمک رہے تھے۔ابھی وہ بال

سنبھال ہی رہی تھی کہ اس کی نظر سامنے کاؤچ کے قریب روحان پر پڑی۔ انابیہ کی آنکھوں میں یکدم ناگواری چھا گئی۔ وہ ماتھے پر ہاتھ رکھ کر پلٹ گئی اور بیزاری سے بولی۔ "اللہ۔۔۔ صبح صبح کس منحوس کی شکل دیکھ لی!" روحان ٹھٹک کر پلٹ گیا۔ "کیا مطلب منحوس؟"

انابیہ نے جھٹکے سے پلٹ کر طنزیہ انداز میں کہا۔ "یہاں میرے سامنے تمہارے علاوہ ہے بھی کون؟ ہر وقت کیوں میرے آس پاس منڈلاتے رہتے ہو؟ کیا تمہیں کوئی اور کام نہیں؟" روحان کی آنکھیں لمحہ بھر کو سنجیدہ ہو گئیں۔ وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے اس کے قریب آیا۔ اس کا انداز پہلے سے زیادہ ٹھہرا ہوا تھا۔ "اوہ۔۔۔ تو یہ بات ہے۔ یاد رکھو، محترمہ، یہ کمرہ میرا ہے۔۔۔ اور یہ گھر بھی میرا ہے۔" اس نے انگلی اٹھا کر انابیہ کی طرف اشارہ کیا اور ہلکی مگر کٹیلی آواز میں بولا۔ "اگر یہاں رہنا ہے تو اپنی یہ چونچ بند رکھنا سیکھ لو۔۔۔ ورنہ دروازہ کھلا ہے، جا سکتی ہو۔" وہ اپنے لہجے میں سختی سموئے بغیر کچھ اور کہے پلٹ گیا۔ قدموں کی چاپ جیسے کمرے کی فضا میں دیر تک گونجتی رہی۔ انابیہ نے سر جھٹکا اور

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چھت کی طرف دیکھتے ہوئے بے بسی سے بڑبڑائی۔ "اُمم۔۔۔یہی لڑکا ملا تھا اللہ میرے لیے۔۔۔!"

تیار ہو کر انابیہ سیڑھیاں اترتی ہوئی نیچے آئی۔ پورا گھر غیر معمولی خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔ صحن سے لے کر ڈرائنگ روم تک ہر کونے میں سکون بکھرا ہوا تھا، جیسے گھر بھی نیند سے ابھی ابھی جاگا ہو۔ انابیہ کے قدم خود بخود کچن کی طرف بڑھ گئے۔ دروازے پر پہنچتے ہی اس نے دیکھا کہ آمنہ کچن میں مصروف ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں کئی دبّے تھے، وہ شاید ناشتے کی تیاری مکمل کر رہی تھیں۔ "آنٹی... میں کر دوں!" انابیہ نے نرم آواز میں کہا۔ آمنہ نے چونک کر پلٹ کر اسے دیکھا۔ پھر مسکراتے ہوئے بولیں۔ "اب 'آنٹی' کہنے کی عادت چھوڑ دو بیٹا... اب تو امّی کہنا سیکھ لو۔" انابیہ نے فوراً شرمندگی سے سر پر ہاتھ مارا "اوپس..." ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے کچن میں قدم رکھ دیا اور آمنہ کے برابر آ کھڑی ہوئی۔ "سوری امّی!" یہ سنتے ہی آمنہ نے دبّے ایک طرف رکھے اور آگے بڑھ کر شفقت سے انابیہ کے سر پر ہاتھ پھیر دیا۔ "کوئی بات نہیں، بچی ہو ابھی۔ آہستہ آہستہ سب

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عادت ہو جائے گی۔"انابیہ کی آنکھوں میں ایک ننھی سی خوشی کی چمک اتر آئی وہ ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے بولی۔"ویسے میں کچھ ہیلپ کر دوں آپ کی؟"آمنہ نے فوراً منع کر دیا۔"کوئی ضرورت نہیں بیٹا، تم ابھی آرام کرو۔"انابیہ نے فوراً پلٹ کر ہلکی سنجیدگی سے کہا۔"ایسے کیسے آرام کر لوں، امی؟ اب تو میں اس گھر کی بہو ہوں۔یہ سب میرا فرض ہے...اب آپ آرام کریں گی اور کچن میرا ہو گا۔"اس کے لہجے میں نرمی کے ساتھ ساتھ ایک عجیب سامان بھی تھا۔آمنہ نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے، مگر انابیہ نے ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں آہستہ آہستہ کچن کے دروازے کی طرف لے جانا شروع کیا۔"امی...آپ بالکل فکر نہ کریں۔اب یہ سب میں دیکھ لوں گی۔ناشتہ بھی میں بنا لوں گی۔"آمنہ اپنی پیاری بہو کے اس انداز پر بے اختیار مسکرا دیں۔آخر کار ہار مانتے ہوئے بولیں۔"ٹھیک ہے، جیسے تم کہو..."وہ دھیرے دھیرے کچن سے باہر نکل گئیں۔"اور ہاں"آمنہ نے جھٹ سے پلٹ کر کہا۔"پہلی دفعہ ہے تو کچھ میٹھا بنانا"آمنہ کی بات پر انابیہ نے مُسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔آمنہ بھی آگے بڑھ گئیں۔

انابیہ پلٹ کر کچن میں داخل ہوئی۔ لمحہ بھر کے لیے اس نے پورے کچن کا جائزہ لیا۔ برتن، مسالوں کے مرتبان، سبزیاں، اور چمکدار پلیٹیں ہر طرف سلیقے سے رکھی تھیں۔ مگر اس سب کو دیکھ کر اس کے دل پر ایک بوجھ سا آن پڑا۔ "کہہ تو دیا کہ ناشتہ بنالوں گی..." اس نے خود سے بڑبڑاتے ہوئے کاؤنٹر کے ساتھ ٹیک لگالی۔ "لیکن... ناشتہ بنتا کیسا ہے؟ مجھے تو کچھ بھی نہیں آتا!" وہ ایک لمحے کے لیے آنکھیں بند کر کے کھڑی رہ گئی، جیسے اپنے اندر کی الجھن کو دبا رہی ہو۔ پھر اچانک اس کی پلکیں جھٹ سے کھلیں، چہرے پر ایک شرارتی سی چمک آئی اور وہ سیدھی کھڑی ہو گئی۔ "ایک منٹ... میرا فون!" اس نے اتنے جوش سے کہا کہ جیسے کوئی خزانے کی کنجی ڈھونڈ لی ہو۔ بغیر وقت ضائع کیے وہ تیز قدموں سے کچن سے نکلی، اور تقریباً بھاگتی ہوئی کمرے میں پہنچی۔ کمرے میں روحان صوفے پر بیٹھا کسی کاغذ یا شاید لیپ ٹاپ میں الجھا ہوا تھا۔ انابیہ کے اچانک یوں بے دم داخل ہونے پر اس نے ایک پل کے لیے گردن اٹھائی۔ انابیہ سانس پھولتے ہوئے بیڈ پر گئی، اپنا فون اٹھایا اور بغیر کچھ کہے تیزی سے دروازے کی طرف پلٹ گئی۔ روحان نے اس کی جلد بازی پر ایک نظر ڈالی،

پھر بے نیازی سے لب بھینچ کر دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ "پاگل لڑکی..." وہ ہلکے سے بڑبڑایا، لیکن آواز اتنی مدھم تھی کہ انابیہ کے کانوں تک نہ پہنچ سکی۔ انابیہ دوبارہ دوڑتی ہوئی کچن میں آئی۔ فون ہاتھ میں پکڑے اس نے فوراً انٹرنیٹ کھولا اور یوٹیوب پر کوکنگ کی ویڈیوز دیکھنا شروع کر دیں۔ اسکرین پر ایک کے بعد ایک ویڈیو چلتی رہی۔

"آسان ناشتہ صرف 10 منٹ میں"

"بیگنرز کے لیے ایزی ریسپی"

"چائے کے ساتھ ہلکی پھلکی ڈش" انابیہ نے ایک ویڈیو پر کلک کیا اور فون کو کاؤنٹر پر ٹکا دیا۔ ویڈیو میں شیف ہنستے ہوئے انڈے پھینٹ رہا تھا۔ انابیہ نے انڈے ڈھونڈنے کے لیے فریج کھولا اور ٹرے نکالی۔ "اوکے... تو سب سے پہلے انڈے توڑنے ہیں!" اس نے خود کلامی کرتے ہوئے ایک انڈا ہاتھ میں لیا۔ مگر جیسے ہی انڈے کو پیالے پر مارا، وہ پورا ہاتھ سے پھسل گیا اور کاؤنٹر پر پھیل گیا۔ "اوہ نو!" اس نے گھبرا کر کاغذی ٹشو اٹھایا اور گندگی صاف کرنے لگی۔ پھر ہنستے ہوئے بولی۔ "چلو خیر ہے... یہ پہلا وار تھا۔ اب دوسرا انڈہ صحیح

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائے گا!"اس نے دوسرا انڈہ ہاتھ میں لیا،بڑے اعتماد سے ہلکی سی ضرب لگائی، لیکن جیسے ہی خول توڑا تو سارا انڈہ پھر ایک بار کچن کے کاؤنٹر پر بہہ نکلا۔"اوہ نووو!"اس نے دونوں ہاتھ سر پر رکھ دیے۔"یہ کچن تو میرا دشمن لگ رہا ہے!"وہ کچھ لمحے خاموش کھڑی رہی، پھر ایک لمبی سانس چھوڑتے ہوئے بڑبڑائی۔"اب بس!انڈوں سے جنگ ہار گئی میں۔"وہ تھکی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی۔وہ کرسی پر بیٹھتے ہی گہری سانسوں کے ساتھ ہاتھوں کو میز پر پھیلا کر خاموش ہو گئی۔بالوں کی لٹ ماتھے پر آگری تھی جسے اس نے بے دلی سے کان کے پیچھے اڑس دیا۔"کچن کی یہ جنگ تو میں ہار گئی۔۔۔"وہ آہستہ سے بڑبڑائی، جیسے خود اپنے دل کو تسلی دے رہی ہو۔پھر اپنی ہی حالت پر مسکرا دی۔"کتنا آسان سمجھا تھا میں نے... جیسے ڈراموں میں ہیروئن دو منٹ میں ناشتہ بنا لیتی ہے۔مگر یہاں تو دو انڈے نے ہی دھول چٹا دی۔"اسی لمحے اس کی نظر کاؤنٹر پر بکھرے انڈے اور ٹشو پر پڑی تو ہنسی چھوٹ گئی۔

"ارے انابیہ،تم تو کچن کے میدانِ جنگ میں سپاہی سے زیادہ مزاحیہ کارٹون لگ رہی ہو۔"انابیہ نے جھٹ سے اپنا فون ہاتھوں میں تھاما وہ ایک کے بعد ایک ویڈیوز سکرال کر رہی

تھی تبھی ایک ویڈیو پر رکی۔ "ہاہ! انڈے ہارے، میں نہیں۔۔۔ کچن کی جنگ ابھی باقی ہے!" وہ بچوں کی طرح بولی اور جلدی سے فون ایک طرف رکھ کر کھڑی ہو گئی۔ ایک اعتماد کے ساتھ وہ فریج کی طرف بڑھی۔ دروازہ کھولا تو ٹھنڈی ہوا کا جھونکا اس کے چہرے سے ٹکرایا۔ اس نے دودھ کا ڈبہ دونوں ہاتھوں سے اٹھایا اور ایسے سینے سے لگا لیا جیسے کوئی قیمتی خزانہ ہاتھ آ گیا ہو۔ پھر وہ بڑے فخر سے کاؤنٹر پر آ کر دودھ رکھ دیا۔ "یہ رہا میرا ہتھیار۔۔۔" وہ زیرِ لب مسکرا کر بڑبڑائی۔ کچن کے کاؤنٹر پر دودھ کا ڈبہ رکھتے ہی اس نے ایک لمبی سانس بھری، اس کے دماغ میں بس ایک ہی خیال تھا۔ یہ پہلی رسوئی ہے۔۔۔ اور ناکام نہیں ہونی چاہیے۔ اس نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں، برتنوں کی ترتیب کا جائزہ لیا، پھر نرمی سے اپنے بالوں کو کان کے پیچھے کیا اور بڑبڑائی۔ "اب دیکھنا، بادام کی کھیر سب کو حیران کر دے گی۔۔۔" اس نے پیالے میں پانی بھرا، چولہا جلایا اور دودھ برتن میں انڈیلا۔ جیسے ہی دودھ کی سفید دھار برتن میں گری، وہ چمچ ہاتھ میں لیے مطمئن سی مسکرا دی۔ اس کے دل میں چھوٹی سی دعا اٹھی۔ "یا اللہ! یہ کھیر بس اچھی بن جائے، میری پہلی رسوئی کی لاج رہ جائے۔"

انابیہ نے جیسے ہی دودھ ہلکی آنچ پر رکھا، فوراً نظریں ڈبّوں اور جارز کی طرف دوڑائیں۔ ایک ایک کر کے سب کھولنے لگی۔ کبھی مسالے کا ڈبہ نکلتا، کبھی چینی، کبھی خشک میوہ جات کے پیکٹس۔ "اوہ... یہ بھی نہیں، یہ بھی نہیں!" وہ بڑبڑاتی گئی۔ اچانک ایک کونے میں رکھا چھوٹا سا ڈبہ اس کی نظر میں آیا۔ اس نے بے صبری سے ڈھکن کھولا اور جیسے ہی اندر جھانکا، اس کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں۔ "مل گئے... بادام!" وہ خوشی سے اچھل پڑی، اس نے جلدی سے ایک پیالے میں بادام ڈالے اور پانی بھر کر رکھ دیے۔ وہ پیالہ کاؤنٹر پر رکھ کر خود کرسی پر بیٹھ گئی اور پانی میں تیرتے باداموں کو دیکھ کر مسکرا دی۔ چند لمحوں بعد وہ بادام نکال کر چھلکے اتارنے لگی۔ نرم سفید بادام اس کی انگلیوں میں چمک رہے تھے۔ انابیہ کے چہرے پر اطمینان سا تھا، جیسے ہر بادام کے ساتھ اس کی پریشانی بھی اترتی جا رہی ہو۔

"اب دیکھنا... یہ کھیر بس باداموں کی خوشبو سے سب کو دیوانہ کر دے گی۔" اُس نے بڑبڑاتے ہوئے بادام گرائنڈر میں ڈال دیا اور تھوڑا سا دودھ شامل کر کے باریک پیس لیتی ہے۔ کچن میں مشین کی آواز گونج رہی تھی اور ساتھ ہی بادام کا گاڑھا، دودھیا پیسٹ نکل رہا

تھا۔اس نے برتن میں کھولتے دودھ میں وہ پیسٹ ڈالا اور لکڑی کے چمچ سے ہلانے لگی۔ چمچ گھومتا رہا،دودھ گاڑھا ہونے لگا،اور جیسے ہی چینی شامل کی گئی،پورے کچن میں میٹھی خوشبو پھیل گئی۔انابیہ نے ایک لمحے کو آنکھیں بند کیں،اور گہری سانس بھرتے ہوئے مسکرائی۔"کچن میرا دشمن نہیں... میرا دوست ہے۔بس مجھے تھوڑا جیتنے کی عادت ڈالنی ہے۔"

انابیہ نے پیالہ سنبھالتے ہوئے ابھی کچن کے کاؤنٹر پر رکھا ہی تھا کہ آمنہ آہستہ آہستہ اندر داخل ہوئیں۔ان کے چہرے پر معمول کی مسکراہٹ تھی،"بن گیا ناشتہ؟"آمنہ نے نرم لہجے میں پوچھا۔انابیہ نے ذرا شرمندہ سی ہنسی ہنس کر کہا۔"نہیں امی... مجھ سے ناشتہ تو بن نہیں رہا تھا،لیکن میں نے سوچا میٹھا تو بنا ہی لوں... یہ دیکھیں،کھیر تیار کر لی ہے میں نے۔"

آمنہ کے چہرے پر حیرت اور خوشی کی ملی جلی جھلک آئی۔انہوں نے پیالے کی طرف جھانکا اور اطمینان سے بولیں۔"ماشاءاللہ،بہت اچھی لگ رہی ہے۔لیکن بیٹا،صرف میٹھے سے ناشتہ تو نہیں ہو سکتا نا... چلو آؤ،میں بتاتی ہوں،تمہارے ساتھ مل کر ناشتہ بنا لیتے ہیں۔"

انابیہ نے فوراً حامی بھر لی۔ "جی امی، بتائیے۔" آمنہ نے الماری سے آٹا نکالا اور پلیٹ میں رکھا۔ "پہلے یہ آٹا گوندھ لو۔ دیکھو ایسے..." انہوں نے تھوڑا سا پانی ڈالا اور نرمی سے ہاتھوں میں آٹے کو سمیٹنے لگیں۔ انابیہ غور سے دیکھتی رہی، پھر آٹا اپنے سامنے کھینچ کر رکھی اور ویسے ہی ہاتھ چلانے لگی۔ مگر آٹا اس کے ہاتھوں سے باہر نکل کر میز پر پھیل گیا۔ "ارے، آہستہ آہستہ... ایسے دباؤ، جیسے بچے کو پیار سے تھامتے ہیں۔" آمنہ نے پیار بھرے انداز میں سمجھایا۔ انابیہ نے ہنستے ہوئے کہا۔ "امی، آٹا تو لگ رہا ہے جیسے ضدی بچہ ہو، قابو ہی نہیں آ رہا۔"

آمنہ بھی مسکرا دیں۔ "ہاں، لیکن صبر سے سب قابو آ جاتا ہے۔ بس ہاتھوں کی گرمی اور پیار چاہیے ہوتا ہے۔" تھوڑی دیر بعد آٹا گوندھ کر تیار ہوا تو آمنہ نے کہا۔ "اب روٹیاں بیلنے کی باری ہے۔ بیلنے کا ڈنڈا لو اور دھیان سے بیلنا، زیادہ زور نہیں دینا۔" انابیہ نے کوشش کی مگر روٹی کبھی گول ہونے کے بجائے کونے کونے سے لمبی ہو جاتی، کبھی بیچ میں پھٹ جاتی۔ وہ جھنجھلا کر بولی۔ "امی، یہ تو بالکل میری ڈرائنگ جیسی لگ رہی ہے، کبھی سیدھی،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کبھی ٹیڑھی۔" آمنہ نے ہنستے ہوئے اس کے ہاتھ تھام لیے۔"ایسی ہی ڈرائنگ روٹیاں بھی ایک دن خوبصورت گول ہو جائیں گی، بس لگن چاہیے۔" آخر کار آمنہ نے دو روٹیاں خود بیل کر توے پر ڈالیں اور ساتھ ساتھ انابیہ کو بتاتی رہیں۔ انابیہ کبھی ہنستے ہوئے آٹا سنبھالتی، کبھی انگلی جلنے سے بچاتی۔ مگر اس کے چہرے پر خوشی کی جھلک تھی، جیسے اس نے کچن کے ساتھ اپنی دوستی کا پہلا قدم سچ مچ بڑھا دیا ہو۔"امی، آج تو کھیر اور ناشتہ دونوں ساتھ تیار ہو گئے۔" انابیہ نے فخر سے کہا۔ آمنہ نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا۔

کھانے کا وقت تھا۔ انابیہ آمنہ کے ساتھ میز پر پلیٹیں سجا رہی تھی۔ کٹوریاں، چمچ، اور روٹیاں ترتیب سے رکھتی جا رہی تھی۔ آمنہ کے چہرے پر سکون تھا، جیسے آج بیٹی نے ان کا آدھا بوجھ بانٹ لیا ہو۔ سب آہستہ آہستہ میز کے گرد جمع ہو گئے۔ آمنہ ایک طرف آ کر سنبھلیں اور پھر دروازے سے آہستہ قدموں کی آواز آئی۔ روحان باہر کے کمرے سے داخل ہوا۔ اس کے انداز میں ایک عجیب سی خود اعتمادی تھی، جیسے وہ گھر کا مالک ہو۔ وہ سیدھا آ کر سربراہی کرسی پر بیٹھا۔ سب کے خاموش ہوتے ہی اس نے روٹی کا ٹکڑا اور سالن کا

ایک لقمہ لیا۔"اُمم... "اس نے چبانے کے دوران مختصر سا کہا اور پھر مسکراتے ہوئے بولا۔"امی، آج کھانا اچھا بنا ہے۔"یہ سن کر انابیہ کے ہونٹوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔دل میں ایک انوکھی خوشی نے جنم لیا۔وہ بے اختیار روحان کو دیکھنے لگی۔مگر اسی لمحے آمنہ نے سکون سے کہا۔"آج کھانا میں نے نہیں،انابیہ نے بنایا ہے۔"آمنہ کی یہ بات سنتے ہی جیسے ماحول میں ایک ہلکی سی گونج اتر گئی۔روحان کا ہاتھ پلیٹ پر رکا۔اس نے پہلے آمنہ کو دیکھا، پھر ذرا سا پلک جھپکا اور فوراً نظریں انابیہ کے چہرے پر ڈالیں۔انابیہ کی آنکھوں میں چمک تھی، جیسے وہ اس کے اعتراف کا انتظار کر رہی ہو۔مگر روحان کا چہرہ پلک جھپکتے ہی بدل گیا۔اس نے پلیٹ ایک طرف کھسکا دی اور سپاٹ لہجے میں کہا۔"اتنا بھی اچھا نہیں ہے۔"پھر بغیر کچھ اور کہے کرسی پیچھے دھکیلی اور کھانے کو ادھورا چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔وہ دو قدم آگے ہی بڑھا تھا کے انابیہ کے لبوں سے بے اختیار نکلا۔"کھیر..."اس کی آواز میں اتنی نرمی تھی کہ لمحہ بھر کو روحان کے قدم رک گئے۔وہ ٹھہرا، کندھے پر پیچھے

نظر ڈالی مگر چہرے پر تاثرات سخت رکھے۔"میں کھیر اور حلوہ ٹھنڈا کھاتا ہوں۔ فریج میں رکھ دو۔"بس اتنا کہہ کر وہ اوپر کی طرف بڑھ گیا۔

انابیہ جلد بازی میں پلیٹ میز پر چھوڑ کر اوپر کمرے کی طرف چلی آئی۔اس کے قدموں میں تیزی اور چہرے پر خفگی نمایاں تھی۔دل میں عجیب سا بوجھ لیے وہ دروازہ کھول کر اندر آئی تو دیکھا،روحان بیڈ پر نیم تکیہ لگائے بیٹھا تھا۔ہاتھوں میں کھلی ہوئی کتاب تھی۔انابیہ چند لمحے دروازے پر کھڑی رہی،پھر تلخی چھپائے بغیر بولی۔"کھانا پسند نہیں آیا؟"روحان نے نظریں کتاب سے نہ ہٹائیں،مگر لب ہلائے۔"بلکل بھی نہیں۔"یہ جواب جیسے انابیہ کے دل پر تیر کی طرح لگا۔وہ ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور اُس کے قریب کھڑی ہو گئی۔آواز میں زہر گھولتے ہوئے کہا۔"ٹھیک ہے... جتنا کھایا ہے اتنا بھی واپس کرو۔"یہ سن کر روحان نے چونک کر سر اٹھایا۔کتاب نیچے کی اور حیرت زدہ نظروں سے اسے دیکھا۔"کیا کہا تم نے؟"انابیہ نے اپنے ہاتھ اس کے سامنے بڑھا دیے،آنکھوں میں ضد کی چمک۔"سنائی نہیں دیا تمہیں؟ کھانا پسند نہیں آیا تو جتنا کھایا ہے،اتنا واپس کرو۔اور ہاں... پھر بھوکے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رہو۔"روحان کی رگوں میں غصہ دوڑ گیا۔وہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھا،قد کا رعب انابیہ کے وجود پر سایہ کرنے لگا۔"تم پاگل ہو گئی ہو؟میں وہ کھا چکا ہوں...اب کیسے لوٹاؤں؟"انابیہ ایک قدم پیچھے نہ ہٹی۔آواز اونچی اور لہجہ سخت تھا۔"مجھے نہیں پتہ کیسے...لیکن مجھے میرا کھانا واپس چاہیے!"روحان کا صبر جواب دے گیا۔اس نے بے بسی سے سر جھٹکا،جیسے اس کے سامنے کھڑی لڑکی کی ضد سمجھ سے باہر ہو۔"تم سچ میں پاگل ہو گئی ہو۔"وہ دروازے کی طرف مڑا،قدم تیز کر دیے۔مگر انابیہ بھی پیچھے ہٹنے والی کہاں تھی۔وہ دو قدم آگے بڑھی، آواز میں لرزتی ہوئی سختی۔"کہاں جا رہے ہو؟واپس کرو میرا کھانا!"روحان نے ایک لمحے کو رکے بغیر دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا۔اس کے قدموں کی چاپ سیڑھیوں میں گونجی، مگر انابیہ کے اندر جلتا لاوا باہر آنے کو بے تاب تھا۔وہ دروازے کے پاس کھڑی ہو کر چیخ پڑی۔"اگر اچھا نہیں بول سکتے تو برا بھی مت بولا کرو،سمجھے؟بدتمیز آدمی!"

✧....✧....✧

شام کی دھندلی روشنی کمرے میں آ کر جیسے اپنی ہی کوئی اداس کہانی سنا رہی تھی۔ پردے ہوا کے ساتھ ہلتے تو دیوار پر سایوں کا کھیل سا بنتا، اور ان سایوں میں ائزل کی تنہائی مزید گہری ہو جاتی۔ وہ سامان ترتیب دیتے دیتے جیسے اپنے دل کو بھی ترتیب دینا چاہتی تھی، مگر کچھ دل کے بکھرے گوشے ایسے تھے جنہیں کوئی الماری، کوئی دراز، کوئی جگہ سمیٹ نہ سکی۔ جب اُس نے الماری کا دراز کھولا چاند جیسی بالیاں نظروں میں آ گئی، جنہیں دیکھتے ہی اُس دماغ میں یادوں کا سمندر اٹھ گیا۔ یہ زیور پہلا تحفہ تھا جو عرش نے اُسے دیا تھا۔ ائزل کی آنکھیں چند ثانیے بالیوں پر جمی رہیں۔ ہاتھ لرز رہے تھے۔ ہلکی سی مسکراہٹ ہونٹوں پر آتے ہی وہ خود سے سرگوشی میں بولی۔ "کاش... کاش آپ ایک بار ہی میری بات سن لیتے عرش...

ایک بار ہی! شاید آج کہانی کا انجام کچھ اور ہوتا۔" اس کے دل کی تہوں سے سوال اٹھنے لگے۔ "کیا قصور میرا تھا؟ یا وقت کا؟ یا آپ نے بہت جلدی فیصلہ سنا دیا؟" وہ لمحہ لمحہ خود کو ٹٹول رہی تھی۔ پھر اچانک وہ بیڈ کے کنارے پر آ بیٹھی۔ نگاہیں خلا میں ٹک گئیں۔ "میں نے سب کچھ اتنے گہرے انداز سے بگاڑ دیا ہے کہ آپ کو دوبارہ پانے کی آس میں مجھے خود

کو نیا جنم دینا ہو گا، عرش۔"" کہہ کر وہ آہستگی سے پیچھے گری اور بیڈ پر لیٹ گئی، مگر ہاتھوں نے بالیوں کو اپنی گرفت سے آزاد نہ کیا۔ چھت پر نظر جما کر وہ نیم خوابیدہ لہجے میں بولی۔" بعض اوقات میں ماضی میں بتائیں لمحوں کا خیال کرتی ہوں، محض خود کو وقتی خوش کرنے کے لیے"

✧....✧....✧

رات کا سناٹا گہرا ہو چکا تھا۔ کمرے کی خاموشی میں گھڑی کی سوئیاں ہی سنائی دے رہی تھیں۔ انابیہ پرسکون نیند میں ڈوبی ہوئی تھی جبکہ روحان صوفے پر اوندھے منہ کروٹیں بدل رہا تھا۔

آخر کار، دو بجے کے قریب، نیند نے اس کی آنکھوں سے بغاوت کی اور معدہ ہلکی سی کراہت کے ساتھ بھوک کا اعلان کرنے لگا۔ روحان نے سستی سے آنکھیں کھولیں، آدھی رات کے اندھیرے میں چھت کو گھورا اور بڑبڑایا۔"یا اللہ... یہ بھوک بھی نہ، نیند کے ساتھ جنگ لڑتی ہے۔ انسان کو آرام بھی نصیب نہیں ہونے دیتی۔"وہ نیم جاگتے قدموں سے کچن

کی طرف بڑھا۔ کچن میں ہلکی نیون لائٹ جل رہی تھی، جو ایک عجیب سا تنہائی بھرا سکون بکھیر رہی تھی۔ اس نے آہستگی سے فریج کھولا۔ اندر کی ٹھنڈک جیسے اچانک اس کے چہرے سے ٹکرائی۔ اسی لمحے اس کی نظر ایک ڈش پر پڑی شیشے کے باؤل میں رکھی ہوئی بادام کی کھیر۔ روحان کے لبوں پر خود بخود مسکراہٹ آئی۔ "شکر ہے کھیر کافی ہے آج کے لیے" اس نے جلدی سے باؤل نکالا، چمچ لیا اور فریج کا دروازہ بند کر کے کچن کے کاؤنٹر کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ چمچ بھر کے منہ میں ڈالتے ہی آنکھیں بند کر کے گویا جنت کا ذائقہ محسوس کیا۔ "آہ...!! یہ لڑکی جتنی ضدی ہے، کھیر بھی اُتنی ہی کمال کی بناتی ہے۔" وہ چمچ پر چمچ بھر رہا تھا اور دل ہی دل میں خود سے کہہ رہا تھا۔ ابھی وہ تیسرا چمچ منہ میں ڈالنے ہی والا تھا کہ کچن کے دروازے پر کسی کے ہلکے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ وہ چونک کر پلٹا۔ انابیہ دروازے پر کھڑی تھی۔ ہاتھ میں پانی کی بوتل اور آنکھوں میں ایک عجیب سی تیکھی روشنی۔ چند لمحے خاموشی چھائی رہی۔ روحان کے ہاتھ میں چمچ فضا میں معلق رہ گیا۔

وہ وہی کھیر جو انابیہ نے اپنے ہاتھوں سے بنائی تھی۔ روحان نہیں چاہتا تھا کہ وہ اُسے اس طرح بے دھڑک کھاتا دیکھے۔ انابیہ کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ اُبھری۔ وہ دھیمی رفتار سے کچن کے اندر آئی اور فریج کا دروازہ کھول کر دوسری بوتل نکالنے لگی۔ روحان نے جلدی سے باؤل کچن کے کاؤنٹر پر واپس رکھ دیا، "تمہارے لیے ہی تھی... کھالو۔" اچانک انابیہ کی آواز گونجی، روحان کے قدم جیسے زمین میں گڑ گئے۔ اس نے آہستگی سے آنکھیں اٹھائیں۔ انابیہ کی نظریں بوتل پر تھیں۔ روحان کے لب ہلے، اور وہ دھیمے لہجے میں بولا۔ "نہیں... بس۔" وہ مڑنے ہی والا تھا کہ انابیہ کی آواز پھر سے آئی، "روحان... جھوٹا نہیں چھوڑتے۔ پورا ختم کرو۔" اس بار انابیہ نے تھوڑی سختی اور ضد کے ساتھ کہا۔ روحان ایک پل کو رُک گیا۔ جیسے دل چاہتا ہو کچھ کہے، یا شاید شکریہ ادا کرے... لیکن الفاظ گلے میں اٹک گئے۔ وہ صرف چپ سا کھڑا رہا، انابیہ کی پشت کو دیکھتا رہا جو دروازے کی طرف مڑ رہی تھی۔ انابیہ نے پلٹ کر مزید کچھ نہ کہا، بس بوتل ساتھ لی اور خاموشی سے دروازے کی دہلیز پار کر

گئی۔ کچن میں دوبارہ خاموشی پھیل گئی۔ روحان نے آہستہ سے باؤل دوبارہ ہاتھوں میں لیا۔ ایک گہری سانس بھر کے چمچ بھر کھیر منہ میں ڈالی۔

انابیہ پانی کی بوتل ہاتھ میں لیے کمرے میں آئی۔ بیڈ کے پاس رکھتے ہوئے اس کے لبوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔ ہلکی آواز میں خود سے کہنے لگی۔ "مجھے تو لگا تھا کہ جس طرح صبح میں نے اس سے بات کی تھی... اس کے بعد وہ کھیر کو ہاتھ بھی نہیں لگائے گا۔" وہ مسکرائی اور سیدھی ہو کر بیڈ پر لیٹ گئی۔ کمرے میں خاموشی پھیل گئی۔ وہ چند لمحے یونہی چھت کو دیکھتی رہی،۔ وقت جیسے تھم سا گیا تھا کہ اچانک دروازہ کھلنے کی آہٹ آئی۔ انابیہ نے چونک کر فوراً آنکھیں بند کر لیں اور ایسے لیٹ گئی جیسے گہری نیند میں ڈوبی ہو۔ روحان آہستہ قدموں سے اندر آیا۔ کھیر ختم کرنے کے بعد اس کے چہرے پر ایک عجیب سی نرمی اور سکون سا تھا۔ اس نے ایک نظر انابیہ پر ڈالی۔ وہ اتنی پرسکون دکھ رہی تھی جیسے کئی گھنٹوں سے سو رہی ہو۔ روحان بیڈ کے قریب آیا۔ آہستگی سے جھک کر اس کے چہرے کے سامنے ہاتھ ہلایا۔ "سوئی گئی؟" وہ مدھم لہجے میں بولا۔ انابیہ ذرا سا بھی نہ ہلی۔ روحان نے اپنی بھنویں

سکیڑیں، پھر ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ آہستگی سے پیچھے ہوا۔"کھیر اچھی بنی تھی... اور صبح ناشتہ بھی۔"یہ کہتے ہی وہ پلٹنے لگا تھا کہ اچانک کمرے میں انابیہ کی ہنسی گونجی۔روحان چونک کر پلٹا۔انابیہ آنکھیں کھول چکی تھی اور آدھی اٹھ کر بیٹھی تھی۔ہنسی کے درمیان وہ بولی۔

"مانتے ہو نا؟"روحان کی آنکھوں میں حیرت اور ہلکی جھنجھلاہٹ ایک ساتھ ابھری۔"تم جاگ رہی ہو؟"انابیہ نے شرارت بھری مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا۔"ہاں۔"روحان نے گہری سانس لی اور سر جھٹک کر بولا۔"سچ میں... بہت بڑی ڈرامے باز ہو۔"یہ سن کر انابیہ کی ہنسی یکدم تھم گئی۔اس کے چہرے کی روشنی مدھم پڑ گئی۔اس نے روحان کی آنکھوں میں سنجیدگی سے دیکھا اور دھیمے لہجے میں بولی۔"میں ڈرامے باز نہیں ہوں،روحان۔"یہ کہہ کر وہ خاموشی سے واپس لیٹ گئی،روحان نے اس کے انداز کو غور سے دیکھا۔لبوں پر آیا مذاق اچانک ہی بوجھل سا لگنے لگا۔چند لمحے وہ خاموشی سے کھڑا رہا،پھر ہچکچاتے ہوئے آہستہ آواز میں بولا۔"انابیہ..."انابیہ نے آنکھیں بند ہی رکھیں۔"سوری... میں نے بس مذاق میں کہا تھا۔"اس کی آواز میں نرمی تھی،مگر انابیہ نے پلکیں بھی نہ اُٹھائی اور مدھم

لہجے میں کہا۔"کوئی بات نہیں۔" پھر اس نے کروٹ بدلا اور آنکھیں مزید سختی سے موند لیں۔ روحان کچھ لمحے تک اسے دیکھتا رہا۔ دل جیسے کچھ کہنا چاہتا تھا مگر زبان ساتھ نہ دے رہی تھی۔ آخر کار اس نے سر جھٹکا اور آہستہ قدموں سے کاؤچ کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے میں پھر خاموشی چھا گئی۔ انابیہ کی آنکھیں بند تھیں مگر اس کے آنسو خاموشی سے بہہ کر تکیے میں جذب ہو رہے تھے۔ وہ اندر ہی اندر خود سے سرگوشی کر رہی تھی۔"میں ڈرامے باز نہیں ہوں... میں کس طرح خود کو سنبھال رہی ہوں، یہ میں ہی جانتی ہوں۔" یادوں کا ایک پہاڑ اس کے ذہن پر ٹوٹ رہا تھا۔ ہر لمحہ، ہر لفظ، ہر رویہ دل کو کاٹ رہا تھا۔ مگر وہ خاموش تھی... جیسے اپنے ہی درد کو قید میں رکھنے کی ضد کر رہی ہو۔

کئی گھنٹے بیت چکے تھے، اور کمرے کی خاموشی میں صرف گھڑی کی ہلکی ٹِک ٹِک کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ روحان کاؤچ پر گہری نیند میں ڈوبا ہوا تھا، اس کی سانسیں ہلکی اور برابر تھیں۔ مگر انابیہ کا دل اور دماغ ایک ہی وقت میں طوفان کے بھنور میں گھوم رہے تھے۔ وہ بیڈ کے کنارے لیٹی تھی، اپنے ہاتھوں سے آنکھیں مسلتی، اور پھر وہ آہستہ آہستہ آنسوؤں

کی روانی میں کھو جاتی۔ ہر قطرہ، ہر چھوٹا سا آنسو، اس کی یادوں کی زنجیروں سے بندھا ہوا تھا وہ لمحے، وہ باتیں، جو کبھی واپس نہیں آنے والے تھے۔ "مجھے... میری زندگی خود پر بوجھ لگنے لگی ہے..." اس نے دھیرے سے کہا۔ وہ اپنی روح سے سوال کر رہی تھی، جیسے کوئی جواب آسمان سے سننا چاہتی ہو۔ "میں کیا چاہتی تھی؟ بس ایک شخص کا سہارا، بس اُس کی محبت... پھر چاہے وہ جھوٹی بھی ہو، کیا کوئی مجھ سے جھوٹی محبت بھی نہیں کر سکتا؟" اس سوچ نے اس کے دل کو اور بھی بھاری کر دیا۔ اس کے آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسو زمین پر گرتے، اور وہ بس یونہی روتی رہی، ہر قطرہ اس کی یادوں کی شدت کو مزید گہرا کر رہا تھا۔ کافی وقت کے بعد، آنسوؤں کی مسلسل روانی نے اس کے دل کی تھکن کو نرم کر دیا۔ اس کی آنکھیں درد کے اثر سے آہستہ آہستہ بند ہونے لگیں۔ تنہائی کے عالم میں، وہ سکون کی نیند میں گم ہو گئی۔

اندھیرا اب اُجالے میں بدل رہا تھا۔ کمرے کے گوشوں میں چھائی سناٹا، نائٹ لمپ کی مدھم زرد روشنی سے نرم سی چمک اختیار کر رہا تھا، اور کھڑکی سے صبح کی پہلی کرنیں اندر داخل ہو

رہی تھیں۔ انابیہ کی نیند فجر کے وقت کھل گئی۔ اس کے آنکھوں میں ابھی خواب کی دھندلی باقی تھی، مگر دل میں ایک عجیب سی بے چینی کی لہر دوڑ رہی تھی۔ وہ جلدی سے بیڈ سے اُٹھی، پیر زمین پر رکھتے ہی ایک لمحے کے لیے اپنی سانسوں کی روانی کو محسوس کیا۔

کمرے میں نرم سا ماحول تھا۔ نائٹ لمپ کی ہلکی روشنی اور صبح کی روشنی کے ملاپ نے کمرے کو سنہری سا رنگ دیا تھا۔ انابیہ نے تیزی سے وضو کیا، ہر قطرہ پانی سے جیسے دل کی تھکن دھل رہی ہو، اور پھر دل میں خاموشی سے بس یہ سوچتے ہوئے نماز کے لیے بیٹھ گئی کہ یہ لمحہ بس اُس کے اور خدا کے درمیان ہے۔ نماز کے دوران ہی، کمرے کے کاوچ پر سوئے روحان کی آنکھیں ہلکی جنبش کے ساتھ کھلیں۔ اُس نے آدھی آنکھیں کھولیں اور انابیہ کو نماز میں دیکھ کر لمحے بھر کے لیے بس دیکھتا رہا۔ اُس کی آنکھوں میں نرمی اور نیند تھی، وہ پھر ہلکی سی مسکان اس کے ہونٹوں پر نمودار ہوئی۔ روحان نے پھر آہستہ سے آنکھیں بند کیں۔

صبح کے تقریباً دس بج رہے تھے۔ روحان دن کی مصروفیات کے خیالات میں غرق، آہستہ آہستہ سیڑھیاں اُترتا نیچے آیا۔ ہال میں قدم رکھنے کے بجائے اُس نے سیدھا کچن کی جانب رخ کیا، جہاں انابیہ ناشتہ تیار کرنے میں مصروف تھی۔ انابیہ کے بال پیچھے بندھے ہوئے تھے، مگر چند لٹیاں آزاد ہو کر اُس کے ہونٹوں اور رخساروں پر آ رہی تھیں۔ آٹے سے سنے ہاتھ بار بار اُنہیں پیچھے کر رہے تھے، جس کے سبب چہرے پر آٹے کے دھبے صاف نظر آ رہے تھے۔ اُس کی محنت اور تھکن کے باوجود چہرے پر ایک خاموش جمالیت جھلک رہی تھی۔ روحان اُس کے حال کو دیکھ کر کچھ لمحے کے لیے رک گیا۔ اُس کی آنکھوں میں حیرت، دلچسپی اور نرم مسکان کا امتزاج تھا۔ وہ آہستہ آہستہ انابیہ کے قریب آ کھڑا ہوا، مگر انابیہ نے جیسے اسے ہوا میں غائب کر دیا ہو۔ اُس نے فون اٹھایا، جس میں ایک کوکنگ ویڈیو چل رہی تھی، اور پوری توجہ کے ساتھ اس پر نظریں جمائے رکھی۔ "اوہ... اب سمجھا! کھانے میں سواد کہاں سے آ رہا ہے..." روحان نے چونک کر کہا۔ انابیہ نے محض ایک نظر اُس پر ڈالی، لیکن اس کے بعد فوراً اپنے کام میں مصروف ہو گئی، جیسے اُس کی موجودگی کا

خیال کبھی آیا ہی نہ ہو۔ روحان نے تھوڑی دیر سکون سے دیکھا، پھر دوبارہ سوال کیا، "خود سے تمہیں کچھ بھی بنانا نہیں آتا؟" سوال پر انابیہ نے بغیر پلک جھپکائے جواب دیا۔ "کھانا ہے تو کھاؤ، ورنہ کوئی زبردستی نہیں ہے۔" بغیر کسی وضاحت کے وہ کچن سے باہر چلی گئی، روحان چند لمحے کچن میں رک کر، اُس کی خالی جگہ کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اندر ہی اندر بولا، خود سے۔ "اب اسے کیا ہو گیا ہے؟ یہ کیا انداز تھا؟

ہلکی دھوپ باغیچے میں ہر چیز پر سنہری چھڑکاؤ کر رہی تھی، پتے ہلکی ہوا میں سرسراہٹ کر رہے تھے، اور پرندے دور کہیں اپنی مدھم چہچہاہٹ میں محو تھے۔ انابیہ باغیچے میں قدم قدم بڑھاتے ہوئے یہاں سے وہاں چکر لگا رہی تھی، ہر قدم پر نرم گھاس کی ٹھنڈک اپنے پاؤں پر محسوس کر رہی تھی۔ اچانک اُس نے پیچھے ہلکی سی آہٹ محسوس کی۔ "روحان" وہ پلٹی، اُس کی نظریں پیچھے کے منظر پر پڑیں، مگر وہاں روحان کی بجائے اسد کھڑا تھا۔ انابیہ کی سانس تھوڑی رک سی گئی۔ "اوہ... سوری م... مجھے لگا روحان ہے..." اُس کی آواز میں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہلکی سی الجھن اور حیرت تھی۔ وہ دو قدم آگے بڑھی، لیکن اسد نے جلدی سے اُس کا ہاتھ پکڑ کر روک لیا۔ انابیہ نے پلٹ کر اُس کی طرف دیکھا۔ اسد کی گرفت مضبوط تھی، اور اُس کی نظریں انابیہ کی نظریں پڑھنے کی کوشش میں گہری تھیں۔ "کیوں ہر وقت روحان... روحان کرتی رہتی ہو؟" اسد نے آہستہ لیکن پختہ لہجے میں کہا اور قدم بڑھایا۔ "اُسے آپ میں کوئی دلچسپی نہیں۔" اسد کی بات پر انابیہ کے ہونٹوں پر تلخی دوڑ گئی۔ اُس نے اُس کی طرف طنزیہ نظروں سے گھورا، جیسے اُس کی بات پر خاموش احتجاج کر رہی ہو۔ "پتہ ہے... کہتے ہیں نام اُس کا ہی لینا چاہیے جو آپ کو پیار کرے..." اسد نے ہاتھ چھوڑ کر چند قدم بڑھائے اور انابیہ کی طرف بڑھتے ہوئے نرم مگر واضح انداز میں کہا۔ انابیہ نے قدم پیچھے کر کے اپنا رخ موڑا۔ "آپ اپنے کام سے کام رکھیں، پلز..." اُس کی آواز میں سختی اور نرمی دونوں کی آمیزش تھی۔ مگر اسد نے پیچھے مڑنے سے پہلے دوبارہ اُس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا اور پیچھے کھینچ لیا۔ انابیہ کے ہونٹوں پر تلخی اور خوف کا امتزاج تھا۔ "میرا ہاتھ چھوڑو!" اُس نے زوردار لہجے میں کہا۔ اسد نے لمحہ ٹھہرایا اور آہستہ، مگر پختہ لہجے میں کہا۔ "اتنی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

خوبصورت ہے آپ... کیا ضرورت ہے روحان... روحان کرنے کی؟" پھر تھوڑا رُکا اور آہستہ مسکراتے ہوئے بولا، "آپ... اسد بھی کہہ سکتی ہیں۔" انابیہ کے کانوں پر جیسے بجلی گر گئی ہو۔ وہ جھٹ سے اسد کی طرف پلٹی، آنکھوں میں شعلے، لبوں پر تلخی، اور آواز میں سنجیدگی تھی۔ "ہاتھ چھوڑیں! میرا!" اُس نے تیز آواز میں کہا۔ مگر اسد نے ہاتھوں کی گرفت مضبوط کر لی۔ انابیہ نے اپنی قوت جمع کی، ایک دم ہاتھ جھٹکے سے کھینچا، اور زناٹے دار تھپڑ اُس کے گال پر رسید کر دیا۔ تھپڑ کی آواز باغیچے کے سکوت کو چیرتی ہوئی گونجی۔ "اگلی بار ہاتھ لگایا تو... وہ حال کروں گی کہ خود کو پہچاننے سے بھی انکار کرو گے!" انابیہ نے غصے اور ہمت سے بھرا لہجہ اختیار کیا۔ اُس کی ایک انگلی اشارے میں اسد کی طرف بڑھ گئی اور پھر وہ تیز قدموں سے وہاں سے نکل گئی۔ باغیچے کے گیٹ پر روحان جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا، آنکھوں میں ایک خاموش مسکان، اور چہرے پر کسی بھی قسم کا غصّہ نہ تھا۔ اُس نے انابیہ کی تیز رفتاری سے نکلنے والی پر جوش حرکت کو دیکھا، اور خاموشی سے اپنی جگہ کھڑا رہا۔

انابیہ نے اپنے قدم روک کر ایک لمحے کے لیے روحان کی طرف تیکھی نظروں سے دیکھا، پھر جیسے ہی وہ اس کی پرچھائی کے قریب سے گزری، باہر کی طرف بڑھ گئی۔

اسد نے قدم آگے بڑھائے ہی تھے کہ روحان دھیمی مگر پختہ رفتار سے اُس کے قریب آ کھڑا ہوا۔ آنکھوں میں ایک چمک، اور لبوں پر ہلکی سی مسکان تھی۔ "کیسا لگا تھپڑ؟" اُس نے نرمی سے، مگر انداز میں پختگی کے ساتھ پوچھا۔ اسد نے اپنے گال پر ہاتھ رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "غضب تھا..." مگر اس کے چہرے پر چھائی ملامت اور ہلکی سی مرجانی کیفیت واضح تھی۔ روحان نے گلا صاف کیا اور سپاٹ لہجے میں کہا۔ "اگر اب بھی چاہیے تو لے جا سکتے ہو انابیہ کو..." اسد قدم آگے بڑھا ہی تھا کہ روحان نے اپنی جیب سے ہاتھ نکالا اور فوراً اُس کا کالر پکڑ کر پیچھے کھینچ لیا۔ "آج خاموش تھا، لیکن اگلی دفعہ یہاں نظر آئے نہ تو جس پیروں سے چل کر آؤ گے اُس پر واپس جانے کے قابل نہیں رہو گے!" روحان کی آواز میں تلخی اور چہرے پر غصّہ صاف جھلک رہا تھا۔ اسد ایک لمحے کے لیے جمی ہوئی نظروں سے روحان کو دیکھتا رہا، پھر اپنے قدم آگے بڑھا کر وہاں سے چلا گیا۔ روحان

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نے اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر ایک گہری سانس بھری، پھر اندر کی طرف پلٹا اور تیز رفتاری سے کمرے میں آ گیا۔ کمرے میں انابیہ صفائی کر رہی تھی۔ اُس نے روحان کو کاوچ پر خاموش بیٹھا دیکھا اور اپنی حرکت روک کر اُس کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ "کیا تمہاری زبان کام نہیں کر رہی ہے؟" اُس نے ہاتھ باندھ کر نرمی سے پوچھا، مگر چہرے پر غصّہ صاف جھلک رہا تھا۔ روحان نے اپنی نظر اٹھا کر اُس کی طرف دیکھا، ایک لمحے کے لیے خاموش رہا، پھر گہری سانس بھرتے ہوئے بولا۔ "وہ وہی کھلتی ہے جہاں ضرورت ہو... اگر تم مدد مانگتی تو شاید..." انابیہ نے اُس کے جملے کو ادھورا چھوڑ کر تلخ لہجے میں کہا۔ "اوہ پلز، مجھے کسی کی کوئی ضرورت نہیں ہے... انابیہ خود کے لیے کافی ہے!" اس کے بعد اُس نے سخت انداز میں آگے بڑھ کر کہا۔ "اور ہاں... اگلی دفعہ وہ شخص یہاں آس پاس بھی نظر آیا نہ تو تمہیں بھی اُس کے ساتھ یہاں سے روانہ کر دوں گی!" اپنی بات کہہ کر وہ وہاں سے باہر چلی گئی۔

✧....✧....✧

باب نہم

دو دن گزر چکے تھے۔ انابیہ کی خاموشی روحان کے لیے ایک نئی الجھن بن گئی تھی۔ وہ جو ذرا سی بات پر پلٹ کر جواب دینے لگتی تھی، اب چپ رہتی۔ اُس کی نگاہوں کا جلال، اُس کی زبان کا کڑواہٹ بھرا طنز، سب جیسے کہیں دب کر رہ گیا تھا۔ رات کا وقت تھا۔ ڈنر کے بعد کمرے کی خاموشی میں صرف گھڑی کی ٹک ٹک گونج رہی تھی۔ انابیہ آئینے کے قریب کھڑی کپڑوں کو تہہ کر کے رکھنے میں مصروف تھی۔ اُس کے چہرے پر ایک غیر معمولی سکوت چھایا ہوا تھا، جیسے وہ خود کو کام میں ڈبو کر اندر کے طوفان سے بچنا چاہتی ہو۔ پیچھے سے روحان آہستہ قدموں کے ساتھ کمرے میں آیا۔ اُس نے ایک نظر انابیہ کے چہرے پر ڈالی۔ کچھ لمحے چپ رہا، پھر قہقہہ لگاتا ہوا بیڈ پر گر سا گیا۔ "اہہہ... اب تو ہلا بھی نہیں جا رہا ہے!" اچانک آئی اس آواز پر انابیہ نے تیوری چڑھائے اُس کی طرف دیکھا، پھر نگاہ پھیر

لی۔ وہ اب بھی آئینے کے سامنے کھڑی اپنے کام میں مصروف رہی، جیسے کچھ سنا ہی نہ ہو۔ روحان نے دوبارہ قہقہہ لگایا۔ اُس کی ہنسی میں شرارت بھی تھی اور انابیہ کو چھیڑنے کا ارادہ بھی۔ لیکن اس بار بھی انابیہ کا ردِ عمل کچھ نہ آیا۔ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد وہ پھر بولا۔ "انابیہ... سنو ذرا!"

"ہمم؟" اُس نے بس اتنا ہی کہا، جیسے زبردستی جواب دیا ہو۔ روحان نے شرارتی لہجے میں کہا۔ "میرے جوتے اتار دو نا... ہلا بھی نہیں جا رہا ہے مجھ سے... اہہہہ!" اور ہنسی کے ساتھ پھر لیٹ گیا۔ انابیہ نے ایک لمحے کے لیے اُس کی طرف غصے بھری نگاہ ڈالی، پھر تیکھی آواز میں بولی۔ "کون؟ میں؟"

روحان نے شانے اُچکا کر، بڑی سادگی سے کہا۔ "ہاں، تم ہی!"

"میں یہ ہرگز نہیں کروں گی۔" اُس کے لہجے میں اب تیز جھونکا تھا۔ اس نے ہاتھوں میں پکڑے کپڑے کرسی پر پھینکے اور جانے کے لیے قدم بڑھا دیے۔ روحان نے مسکراتے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہوئے سر جھٹکا اور لاپرواہی سے کہا۔ "کیسے نہیں کروگی؟ وائف ہو تم میری... کام ہے تمہارا!"

انابیہ نے پلٹ کر دیکھا، ہلکی سی طنزیہ ہنسی ہونٹوں پر آئی، پھر ٹھہر کر بولی۔ "وہی مسٹر! وائف ہوں... نوکر نہیں۔" یہ کہتے ہوئے اُس کی آواز سنجیدہ ہو گئی اور وہ تیز قدموں سے باہر جانے لگی۔ روحان کے چہرے پر یکدم ہنسی غائب ہو گئی۔ وہ جلدی سے اٹھ بیٹھا اور پکارا۔ "انابیہ! رُک جاؤ۔ میں تو بس مذاق کر رہا تھا۔ میں کسی نوکر سے بھی یہ کام نہ کرواؤں... اور تم تو میری بیوی ہو!" لیکن انابیہ کے قدم نہ رکے۔ اُس نے بس پیچھے دیکھے بغیر کہا۔ "آئندہ مذاق میں بھی ایسا مذاق مت کرنا۔" دروازہ اُس کے پیچھے آہستہ سے بند ہوا اور کمرے میں ایک بوجھل خاموشی چھا گئی۔ روحان کچھ لمحے پلکیں جھپکائے بیٹھا رہا۔ پھر خود سے بڑبڑایا۔ "یہ... یہ اسے کیا ہو گیا ہے؟ میں نے سوچا تھا کہ بحث شروع کر دے گی، لیکن..." وہ اپنی ہی سوچ میں ڈوبا گہری سانس لیتا رہا۔ "عجیب بات ہے..."

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

موسم سرد تھا،اور باغیچے میں ہلکی ہلکی سرد ہوائیں چل رہی تھیں۔ جھیل کی سطح پر ہوا کی ہلکی جنبش سے چھوٹے چھوٹے لہر نما گہرے دھبے بن رہے تھے۔انابیہ جھیل کے کنارے ایک درخت کے تنے سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی،ہاتھ میں چھوٹے چھوٹے پتھر لیے اور ایک ایک کر کے جھیل میں پھینک رہی تھی۔ ہر پتھر پانی کی سطح پر پڑتے ہی چھوٹے چھوٹے حلقے پیدا کرتا،اور جیسے ہی وہ حلقے پھیلتے، جھیل میں چاند کی ہلکی روشنی کا عکس اوجھل ہو جاتا۔ وہ اپنے خیالات میں گم تھی،ہر پھینکے گئے پتھر کے ساتھ دل کے بوجھ کو بہا رہی تھی۔ کچھ لمحے خاموشی میں گزرتے رہے،صرف پتھروں کے پانی پر پڑنے کی آواز اور سرد ہوا کی سرسراہٹ تھی جو ماحول میں سنائی دے رہی تھی۔اچانک ایک نرم مگر پرسوز آواز نے خاموشی کو توڑا۔"اگر کسی بات سے پریشان ہو، تو شیئر کر سکتی ہو..."انابیہ نے جھٹ سے مڑ کر دیکھا۔روحان اُس کے قریب آ کر بیٹھ رہا تھا،اس کے قدم زمین پر آہستہ آہستہ پڑ رہے تھے،تاکہ ہر لمحے کی نرمی اور سکوت برقرار رہے۔اُس کی آنکھوں میں مٹھاس اور فکر دونوں جھلک رہی تھی۔انابیہ نے کچھ لمحے اُس کی طرف دیکھا، پھر ایک دھیمی سانس لیتے

ہوئے کہا۔"اُمم... کچھ نہیں۔"وہ دوبارہ اپنے پتھروں کی طرف پلٹی۔وہ ہر ایک کر کے پتھر جھیل میں پھینکتی جا رہی تھی، جیسے ہر پھینکا گیا پتھر اُس کے دل کے کسی حصے کو پانی میں تحلیل کر دے۔کچھ دیر روحان خاموشی سے بیٹھا رہا،اُس کے خیالات انابیہ کے گرد گھومتے رہے۔پھر اُس نے آہستہ سے اپنا ہاتھ اُس کے کندھے پر رکھا،اور دھیرے سے کہا۔"تم جو بھی بات ہو،بتا سکتی ہو انابیہ...اگر شوہر کی حیثیت سے نہیں تو دوست سمجھ کر بتا دو۔"

انابیہ نے سر ہلکا کیا،مگر خاموشی برقرار رکھی۔وہ ابھی بھی مایوسی اور اداسی کے درمیان کہیں کھڑی تھی۔روحان نے لمحے کے لیے سر جھکایا،پھر نرمی سے کہا۔"سوری،اگر تمہیں میرے مذاق کی وجہ سے برا لگا ہو تو...میرا تمہیں ہرٹ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔"وہ تھوڑا رکا،پھر دھیرے سے سر اٹھایا۔"اب تم سے لڑنے کی عادت ہو گئی ہے..."انابیہ نے خاموشی سے اپنے آپ کو سیدھا کیا اُس کے چہرے پر اب بھی مکمل سی اداسی تھی،"نہیں،مجھے برا نہیں لگا..."روحان نے اس پر ایک لمحے کے لیے غور سے نظر ڈالی۔پھر آہستہ سے جھک کر سوال کیا۔"پھر خفا خفا سی کیوں رہتی ہو...اگر تمہیں برا نہیں لگا تو تم

نے مجھ سے لڑائی کیوں نہیں کی تب؟ اور اب اداس کیوں ہے؟" انابیہ نے اپنی نظریں اٹھا کر اُس کی طرف دیکھا، لیکن پھر خاموشی سے پانی کی طرح بہتے ہوئے جذبات کو چھپاتے ہوئے چپ رہ گئی۔ اُس کے دل میں کئی سوال اور احساسات تھے، لیکن زبان پر صرف سکوت کا پل بسا ہوا تھا۔ انابیہ کی خاموشی اور خالی نظریں دیکھ کر روحان ایک لمحے کے لیے پیچھے کی طرف ہوا اور ہاتھوں کو آہستہ سے گھاس پر ٹیک دیا، اور آسمان کی جانب اٹھائے گئے نظریں چاند کی ہلکی روشنی میں گم ہو گئیں۔ "چلو... تم کچھ نہیں بول رہی ہو تو میں ہی بول لیتا ہوں،" اُس کی آواز نرم مگر گہری تھی، جیسے ہر لفظ اُس کے دل کے بھاری بوجھ کو کھول رہا ہو۔ "تم سن تو رہی ہو... ویسے بھی میرا ابھی دل بہت بھاری سا ہو گیا ہے۔ میں نے بہت کچھ اپنے اندر رکھا ہوا ہے، بس اب دل چاہتا ہے کہ کسی سے سب باتیں شیئر کر دوں۔ کوئی ایسا ہو جو مجھے سمجھے، میری ساری باتیں سنے، اور میرے اس بیچین دل کو تھوڑی سی تسلی مل جائے..." روحان کے لفظ آہستہ آہستہ فضاء میں گھل رہے تھے، اور انابیہ خاموش مگر پوری توجہ کے ساتھ اُس کی بات سن رہی تھی۔ "م... مطلب؟" انابیہ نے

آخر کار ہلکی سی ہچکچاہٹ کے ساتھ پوچھا، جیسے الفاظ دل کی گہرائیوں سے نکالنے میں اسے جھجک ہو رہی ہو۔ روحان نے ایک لمحے کے لیے سر ہلکا کیا، پھر آہستہ سے کہا۔ "مطلب... کیا تم آج رات کے لیے میری دوست بنو گی؟ میری ہمراز؟" اُس کی آواز میں تھوڑی ہچکچاہٹ اور تھوڑی امید دونوں جھلک رہی تھی۔ "کسی جس کے سامنے میں اپنے اندر چل رہے طوفان کو بیان کر سکوں، جس کے سامنے میں اپنا حال سنا سکوں..." روحان نے دھیرے سے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا، انابیہ نے جھٹ سے اُس کا ہاتھ تھام لیا۔

"پتہ ہے، انابیہ... میں نے شادی کے لیے ہاں کیوں کی؟"

انابیہ کے لبوں پر ہلکی سی لرزش تھی، وہ دھیمی آواز میں بولی۔ "ن... نہیں... کیوں کی؟" روحان نے ایک لمحے کے لیے خاموشی اختیار کی، پھر آہستگی سے کہا۔ "کیونکہ جس درد سے تم گزر رہی ہو... اُسی درد سے میں بھی گزرا ہوں۔" انابیہ کے ہونٹ تھوڑے سے پھٹے، وہ چونکی۔ اس کے دل میں ہلکی سی دھڑکن بڑھ گئی۔ "کیا؟" اُس نے سر جھکا کر، سمجھنے کی کوشش میں پوچھا۔ روحان نے سر ہلکا کرتے ہوئے کہا۔ "مطلب بتاؤں گا... لیکن پہلے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تم بتاؤ، اُداس کیوں ہو؟" انابیہ نے لمحے کے لیے نظریں نیچے جھکائیں، پھر دھیمی اور لرزتی آواز میں بولی۔ "ہمم... پتہ نہیں کیوں، لیکن مجھ میں ایک خوف سا پیدا ہو گیا ہے..." روحان نے ہلکی حیرت کے ساتھ لفظ کو کھینچ کر کہا۔ "خوف؟ کیسا خوف؟" انابیہ نے گہری سانس بھری، "بس... اس بات کا خوف کہ کہیں میں نے غصے میں آ کر کچھ غلط تو نہیں کر دیا..." روحان نے انابیہ کو سوالیہ نظروں سے دیکھا، جیسے وہ ہر لفظ کو دل کی گہرائی سے سمجھنا چاہ رہا ہو۔ انابیہ نے اپنا سر تھوڑا نیچے جھکا لیا، اور دھیرے سے بولی۔ "میں نے یہ شادی اپنی خوشی سے نہیں کی... میں نے تو بس خدا کو سنبھالا ہے، اُس چیز سے منہ موڑنے کی کوشش کی ہے جو کبھی میری تھی ہی نہیں، اور نہ ہی کبھی ہو پاتی... جبکہ میں جانتی ہوں کہ میرے دل سے اُس کے لیے محبت کبھی ختم نہیں ہو گی۔ لیکن..." وہ لمحے کے لیے رک گئی، سانس ہلکی سی رکی ہوئی سی۔ پھر سر جھکاتے ہوئے آہستگی سے کہا۔ "لیکن اب ایسا لگ رہا ہے کہ... میں نے خود کو سنبھالنے کے چکر میں تمھاری زندگی خراب کر دی..." اُس نے ہچکیوں کے درمیان بات جاری رکھی۔ "ائزل نے... میری خاطر اپنی محبت قربان کی

تھی... "اُس کی آواز بھاری اور تھکی ہوئی سی تھی۔ "لیکن عرش... عرش تو صرف اُس کا ہو چکا ہے۔ "وہ لمحے بھر کو خاموش ہوئی، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو آپس میں جکڑتے ہوئے گویا خود کو تھامنے لگی۔ "میں اگر اُس کے سامنے کھڑی ہو کر اپنا گلا کاٹ بھی دوں نا... تب بھی وہ نہیں سمجھے گا، روحان۔ "اُس کی پلکیں جھک گئیں، اور آنکھ کے کنارے سے ایک آنسو ٹوٹ کر نیچے گرا۔ اُس نے آہستگی سے اپنی سانس کو قابو کرنے کی کوشش کی، مگر آواز اب بھی لرز رہی تھی۔ "میں نے اپنی زندگی میں... بس محبت چاہی تھی۔ کوئی ہاتھ... جو میرا سہارا بن جائے۔ کوئی دل... جو مجھے قبول کر لے۔ لیکن... وہ "اُس نے لفظ گھونٹ کر نگلا، ہچکیوں کے درمیان روکتے ہوئے کہا۔ "وہ تو نفرت کرتا ہے مجھ سے۔ "روحان کا دل جیسے لمحے کو تھم گیا تھا۔ وہ خاموش بیٹھا اُس کے ٹوٹتے وجود کو دیکھ رہا تھا۔ انابیہ نے ہلکا سا سر جھٹکا، جیسے وہ خود کو سمیٹنے کی کوشش کر رہی ہو۔ پھر بوجھل سانس لیتے ہوئے کہا۔ "اسی لیے میں نے یہ شادی کی ہے... خود کو سنبھالنے کے لیے۔ مگر... "اُس کی آواز ٹوٹ گئی، ہچکیاں پھر ابھر آئیں۔ "مگر میں جانتی ہوں... چاہے میں کتنی ہی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کوشش کر لوں... وہ میرے دل سے کبھی بھی نہیں جائے گا..." وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ ڈھانپنے لگی، جیسے اپنی ٹوٹتی ہوئی حالت کو چھپانا چاہتی ہو۔ روحان نے خاموشی سے اُس کی ٹوٹی آوازیں سنی، اور اُس لمحے اُس کا دل عجیب کرب سے بھر گیا۔ اُس نے اپنے لب سختی سے بھینچ لیے، جیسے اندر کے سارے سوال، ساری باتیں دبانے کی کوشش کر رہا ہو۔ پھر آہستہ، بوجھل آواز میں بولا۔ "سوری... انابیہ۔" اُس کی آنکھوں میں سچائی اور دکھ صاف جھلک رہا تھا۔ "میں نہیں جانتا تھا... کہ تمھارے ساتھ یہ سب کچھ ہوا ہے۔ ورنہ میں کبھی... کبھی بھی تم سے یہ سوال نہ کرتا۔" وہ ایک پل کو رکا، نظر انابیہ پر جمائے جیسے اُس کی ہر لرزتی سانس اُس کے دل کو چھید رہی ہو۔ "اور تم کیوں ایسا سوچ رہی ہو کہ تم نے میری زندگی خراب کر دی"

انابیہ نے لمحے بھر کے توقف کے بغیر جواب دیا، اُس کی آواز کانپ رہی تھی مگر الفاظ تیز اور دو ٹوک تھے:

"اس میں سوچنے والی کوئی بات نہیں ہے، روحان... ایسا ہوا ہے۔ تم ایک ایسی لڑکی کے ساتھ زندگی گزار رہے ہو جو دل سے کسی اور کو چاہتی ہے۔ جس کی محبت... کوئی اور ہے۔ اور یہ حقیقت تمھارے سامنے ہے کہ میرے دل میں اُس کی جگہ کوئی لے ہی نہیں سکتا، چاہے کچھ بھی ہو جائے۔" روحان نے خاموشی اختیار کر لی۔ اُس کی آنکھوں میں ایک ہلکی سی چمک ابھری، جیسے کسی پرانے زخم پر ہلکی سی روشنی پڑی ہو۔ اُس نے سر جھکا کر ایک عجیب سی، گہری مسکراہٹ لبوں پر سجالی۔ پھر دھیرے سے بولا۔ "ایک بات بتاؤں؟"

"ہمم؟" انابیہ نے آنکھیں اٹھا کر اُسے دیکھا۔ روحان نے اپنا چہرہ سیدھا کیا، "اگر میں کہوں کہ... میری محبت بھی کوئی اور ہے؟ اور یہ بھی کہ اُس کی جگہ کوئی اور نہیں لے سکتا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ مجھے کسی کی محبت کی چاہ بھی نہیں رہی۔" وہ لمحہ جیسے رُک گیا تھا۔ انابیہ کی آنکھوں میں حیرت کی لہر دوڑ گئی۔ اُس نے بے اختیار سر پیچھے کھینچ لیا، جیسے یہ انکشاف اُس پر گراں گزر رہا ہو۔ "م... مطلب تم نے بھی؟" اُس کی آواز لرز گئی تھی۔ روحان نے گہری سانس لے کر سر کو ہلکی سی جنبش دی۔ وہ پیچھے ہاتھ ٹکائے آسمان کی طرف دیکھنے لگا،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پھر دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ گویا ہوا۔"ہمم... نام نہیں لوں گا۔ لیکن جان لو، جس درد کی آگ تم میں جل رہی ہے... وہی آگ میرے اندر بھی سلگ رہی ہے۔ جس طرح تمھاری محبت لاحاصل ہے، اُسی طرح میری محبت بھی میرے ہاتھ نہیں آئی۔ وہ میرے لیے بس ایک خواب ہے... ایک یاد ہے۔"انابیہ نے یہ سنا تو ایک بھاری سانس بھر کے سر پیچھے کیا اور نظریں سامنے آسمان کی طرف گاڑ دیں۔ اُن دونوں کے درمیان ایک خاموش پردہ سا تن گیا۔ ہلکی ہوا کے ساتھ درخت کے پتوں کی سرسراہٹ سنائی دیتی رہی، جیسے فطرت بھی اُن کی خاموشی کو اور گہرا کر رہی ہو۔ کچھ لمحے یونہی بیت گئے۔ جھیل کا پانی ہوا کے لمس سے لرز رہا تھا اور اُس میں جھلکتا چاند کبھی واضح ہوتا، کبھی ڈولنے لگتا۔ آخر کار انابیہ نے خاموشی کو توڑا۔ اُس کی آواز دبے دبے لہجے میں نکلی، جیسے دل کی گہرائیوں سے کھینچ کر لائی گئی ہو۔"روحان... کیا ہمیشہ اُسی سے محبت کرو گے؟"روحان نے چونک کر اُس کی طرف دیکھا۔ پھر مسکرا دیا۔ اُس مسکراہٹ میں اب سکون بھی تھا اور زخموں کا اعتراف بھی۔ وہ دھیرے سے بولا۔"کیا تم چھوڑ سکتی ہوں؟"اُس کا لہجہ نرم تھا۔ انابیہ نے ایک لمحے کے

لیے اُس کی آنکھوں میں دیکھا،وہاں درد اور ماضی کے سائے تھے اُس نے پلکیں جھکائیں اور اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔لب کپکپائے مگر الفاظ نہ نکلے۔وہ خاموش رہی۔روحان نے اُس کی خاموشی کو ہی جواب سمجھا۔کچھ دیر تک دونوں کے درمیان خاموشی چھائی رہی۔انابیہ نے آخر کار ہلکی سی سانس بھری،اور اپنی جگہ سے اٹھنے لگی۔اُس کی آنکھوں میں اداسی کی پرچھائیاں تھیں،مگر لبوں پر ایک زبردستی کی مضبوطی۔اُس نے دھیرے سے کہا،

"چلو...ایک دن کی دوستی ختم۔"یہ کہہ کر اُس نے رخ موڑ لیا۔اُس نے قدم باغیچے کی نم گھاس پر پڑتے ہوئے مدھم آواز پیدا کر رہے تھے۔روحان نے اُس کے جاتے ہوئے نظارے کو دیکھتے ہوئے اپنے جیب سے آہستگی سے والٹ نکالا۔انابیہ نے باغیچے کے گیٹ سے ایک لمحے کے لیے مڑ کر دیکھا۔روحان،ہاتھوں میں والٹ تھامے،خود سے خاموشی میں کچھ باتیں کر رہا تھا۔اُسے معلوم تھا کہ اُس والٹ میں اُس کی محبت کی تصویر محفوظ ہے، حالانکہ انابیہ اتنی دور سے کچھ دیکھ نہ پائی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انابیہ نے پھر رُخ موڑا اور آہستہ آہستہ گھر کے اندر قدم بڑھائے۔ اُس کی ہر حرکت میں ایک مدھم تھکن تھی، گویا ہر قدم اُس کے دل کی دھڑکن کے ساتھ ساتھ وزن اٹھا رہا ہو۔ گھر کی نرم روشنی اُس کے جسم کے گرد ایک ہلکا سا سائے کی طرح بکھر رہی تھی۔ وہ دھیمی رفتار سے اپنے کمرے تک پہنچی، جہاں سب کچھ اپنی جگہ پر ترتیب دیا گیا تھا۔ آئینے کے سامنے رکھی کرسی پر کپڑے تہہ کر کے محفوظ رکھے گئے تھے۔ ایک لمحے کے لیے اُس نے اپنے ہاتھوں میں کپڑوں کی تہہ اٹھائی، اور دل میں ایک خفیف مسکان کے ساتھ سوچا، "میں تو انہیں پھینک کے گئی تھی... کیا روحان انہیں تہہ کر کے رکھا ہے" ایک لمحے کے لیے وہ ہنس پڑی۔ پھر خاموشی سے کپڑوں کو الماری کی سادہ سی الماری میں رکھ دیا۔ اب اُس کا رخ واش روم کی جانب ہوا۔ انابیہ واش روم میں اپنے چہرے کو دھو رہی تھی کہ اچانک روشنی غائب ہو گئی۔ اندھیرے نے واش روم کے ہر کونے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اُس نے سر اٹھا کر لائٹس کی طرف دیکھا، لیکن وہ جھلملاتے، آن آف ہوتے چراغوں کی طرح جل رہی تھیں، جیسے کوئی نامعلوم طاقت کھیل رہی ہو۔ اُس کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی، اور

خوف اُس کے اندر گھبراہٹ کی صورت میں اُبھرا۔ تولیے سے اپنا چہرہ صاف کرنے کی کوشش کی، لیکن ہاتھ لرز رہے تھے،اور ہر لمحہ اندھیرا بڑھتا محسوس ہو رہا تھا۔ انابیہ نے دروازے کی طرف بڑھ کر اسے کھولنے کی کوشش کی، مگر لاک ہونے کی وجہ سے دروازہ کھلا نہیں۔ لائٹس مسلسل آن آف ہو رہی تھیں،اور کمرا جیسے کسی غیر مرئی وجود کی موجودگی سے گونج رہا تھا۔ "ک۔۔۔ک کوئی ہے باہر؟ د۔۔دروازہ کھولو،پلز!" اُس نے زور سے دروازے پر دستک دی، لیکن آواز اُس کی اپنی کانوں میں بھی لرز رہی تھی۔ "یہ اللہ،یہ کیا ہو رہا ہے؟" خوف اور اضطراب کے ملے جلے احساس نے اُس کے دل کو تہہ و بالا کر دیا۔ اُس نے اپنی ساری قوت استعمال کی اور دروازے پر ایک اور زور سے دھکا دیا۔ اچانک دروازہ کھل گیا۔ انابیہ جھٹ سے باہر نکلی۔ اندھیرا ابھی بھی واش روم میں چھایا ہوا تھا، جب انابیہ کے خوف سے بھرے قدموں کی آوازیں فضاء میں گونجیں۔ اچانک "ہاہاہا!" کی قہقہ نے کمرے کو لرزا دیا۔ انابیہ نے چونک کر پیچھے دیکھا، تو روحان زور زور سے ہنستے ہوئے چند قدم پیچھے ہٹ رہا تھا،اس کی ہنسی میں مزاح اور شرارت کا گہرا امتزاج تھا۔ انابیہ کی آنکھیں تیز

اور ناراض تھی، اُس کی نظریں روحان پر جم گئیں۔ "تم...!" اُس نے تیکھی لہجے میں کہا، جیسے ہر حرف میں غصہ اور تنقید چھپی ہو۔ روحان نے دھیرے سے مسکراتے ہوئے کہا، "کیا سمجھی تم؟؟ کہ بھوت ہے؟" لیکن اُس کی مسکان میں چھپی چالاکی اور ہنسی نے انابیہ کے دل میں ناراضگی اور مزاح کے جذبات پیدا کر دیے۔ انابیہ نے غصے میں اپنی آواز کو بلند کیا، "جس گھر میں اتنا بڑا بھوت ہو، وہاں دوسرے بھوت کی ضرورت ہی کیا ہے!" اُس نے ہاتھ سے اُس کی طرف اشارہ کیا، ہر لفظ میں نہ صرف غصہ بلکہ طنز بھی جھلک رہا تھا۔ روحان بغیر کسی توقف کے ہنسنا جاری رکھے رہا، اُس کی ہنسی میں خوشی اور شرارتی مزاج واضح تھا۔ پھر اُس نے نرمی سے انابیہ کی ناک کھینچی، لیکن انابیہ فوراً پیچھے ہٹی اور ناک چھڑوائی۔ "دور رہو! پاگل آدمی... بدتمیزی کی ساری حدیں پار کر رکھی ہیں!" انابیہ نے غصے میں کہا، لیکن اُس کے لہجے میں چھپی خفگی اور طنز نے لمحے کو اور بھی دلچسپ بنا دیا۔ وہ واپس جانے لگی، قدموں کی رفتار میں چڑھاؤ اور بے چینی کے ساتھ۔ روحان نے اُس کے جاتے ہوئے خوشی اور شرارت کے ملے جلے لہجے میں کہا، "ابھی تو شروعات ہے!" انابیہ نے مڑ کر اُسے ایک دیر

تک غصے اور حیرت بھری نظروں سے دیکھا، لیکن بغیر کچھ کہے کمرے سے باہر نکل گئی۔ انابیہ کے جاتے ہی روحان نے آہستہ سے کاوچ کی طرف قدم بڑھائے۔ وہ تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ گیا، سر کو پیچھے کی طرف ٹیک دے کر چھت کی خالی دیوار کو دیکھنے لگا۔ "انابیہ میں صرف انا اچھی لگتی ہے نہ کہ اُداسی" وہ گہری سانسوں بیچ بولٹ۔ ہوا کاوچ پر لیٹ گیا۔

کمرے میں شام کی مدھم روشنی کی بجائے گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ روحان تھکے قدموں سے دروازہ کھول کر اندر آیا، جوتوں کی ہلکی چاپ اور اس کی بھاری سانسیں خاموشی کو اور نمایاں کر رہی تھیں۔ اس نے بیڈ کی سمت قدم بڑھائے ہی تھے کہ اچانک پائل کی مدھم جھنکار نے کمرے کی فضا کو لرزا دیا۔ وہ چونک کر پلٹا، مگر وہاں خالی اندھیرا اس کا منتظر تھا۔ ایک لمحے کو وہ ٹھہرا، پھر بیڈ کی جانب بڑھا۔ ابھی اُس نے بیٹھنے کی کوشش ہی کی تھی کہ پائل کی آواز پھر گونجی، اس بار اور بھی واضح، جیسے کوئی قریب ہی چل رہا ہو۔ روحان نے پیچھے پلٹ کر دیکھا تو اس کا دل لمحے بھر کو رکا۔ دروازے کے قریب ایک سفید لمبے لباس میں

ڈھکی ہوئی شبیہ کھڑی تھی۔ لباس کے کونے کونے پر خون کے گہرے دھبّے،بال بکھرے ہوئے چہرے پر آدھے سے زیادہ ڈھکے ہوئے۔ وہ آہستہ سے اپنے سر کو جھٹکتی ہے اور بال پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ اب وہ چہرہ سامنے تھا، جس پر ہر جگہ سرخی کے چھینٹے، آنکھوں کے نیچے کا جل بہہ کر سیاہ لکیروں میں پھیل گیا تھا، ہونٹوں پر پھیلی لپ اسٹک پورے منہ کو خوفناک بنا رہی تھی۔ یہ کوئی اور نہیں، بلکہ انابیہ تھی، جو اس وقت کسی حقیقتی آسیب سے کم نہ لگ رہی تھی۔ روحان کے قدم لمحے بھر کو رکے نہیں۔ وہ دھیرے دھیرے آگے بڑھنے لگا۔ انابیہ نے چھوٹی آنکھوں سے اسے خشمگین نظروں سے گھورا، جیسے وہ اس کے ڈر کی توقع کر رہی ہو۔ لیکن روحان کی رفتار پر سکون رہی، جیسے کسی دلکش منظر کی طرف کھنچا چلا جا رہا ہو۔ "اوئے... اوئے!" انابیہ نے گھبراہٹ میں الٹے قدم پیچھے لینا شروع کیے۔ اُس کی آواز میں دبکا سا خوف اور شرارت ملی ہوئی تھی۔ "روحان... پاگل ہو گئے ہو کیا؟" مگر روحان کے چہرے پر کسی خوف کی جھلک نہ تھی۔ اُس نے ایک لمحے

میں آگے بڑھ کر انابیہ کے بازو تھام لیے اور اُسے اپنی طرف کھینچ لیا۔ روحان نے ہلکی سی مسکان کے ساتھ دھیمی آواز میں کہا۔ "کافی خوبصورت بھوت ہے..."

"روحان تم" انابیہ نے زور سے روحان کو پیچھے دھکیلتے ہوئے غصّے میں کہا۔ "تم... اتنے بھوت اچھے لگتے ہیں تو جا کے بھوتوں کی دنیا میں ہی رہو!" روحان نے ایک لمحہ ہلکا سا لڑکھڑا کے خود کو سنبھالا، پھر مزاحیہ انداز میں گردن موڑ کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولا۔ "اوہ... یہ آواز تو بڑی جانی پہچانی ہے۔ لگتا ہے یہ بھوتنی کوئی اور نہیں... بلکہ وہی انازادی ہے!" وہ جیب میں ہاتھ ڈالے بڑے اطمینان سے کھڑا ہو گیا۔ انابیہ چند قدم آگے آئی، اُس کے قدموں سے دھیما سا شور ہوا۔ اُس نے تیکھی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "تو کیا لگا تمھیں؟ کہ واقعی تمہارے کمرے میں کوئی اور موجود ہو گی؟" روحان نے یکدم چونکنے کی اداکاری کی اور آدھا قدم پیچھے ہٹا۔ "اوہ... مطلب تم ہی ہو؟ تو یہ ساری بھوتنی ڈریس اپ تو انابیہ نے کی تھی؟" اس کی بات پر انابیہ کے چہرے پر غصّہ اور شرمندگی دونوں کی ملی جلی کیفیت تھی۔ اُس نے نظریں مزید سخت کر لیں۔ روحان ہنسا، لیکن اس ہنسی میں طنز کا سا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رنگ جھلک رہا تھا۔ پھر لمحے کو رکتے ہوئے، تھوڑا نرم لہجے میں بولا۔ "خیر، مجھے لگا اتنی پیاری بھوت تو بس میرے لیے ہی آئی ہے... لیکن چلو، غلطی ہو گئی۔" یہ کہہ کر وہ پر سکون انداز میں دروازے کی سمت بڑھ گیا۔ دروازہ کھولنے سے پہلے اُس نے مڑ کر کہا۔ "اور ہاں... منہ دھو لینا ذرا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی اصلی بھوت تم پر فدا ہو جائے۔" اس جملے نے انابیہ کو لمحہ بھر کے لیے لاجواب کر دیا، لیکن اگلے ہی لمحے اُس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ اور آنکھوں میں چمک لوٹ آئی۔ وہ ذرا اونچی آواز میں بولی۔ "ہاں تو ہونے دو نہ! تمہیں کیوں اتنی جیلوسی ہو رہی ہے؟" یہ کہہ کر وہ فوراً واش روم کی طرف پلٹ گئی، تاکہ اپنی بھوتنی شکل دھو ڈالے۔ روحان دروازے کے قریب کھڑا چند لمحے کے لیے رُکا رہا، اُس کی بات پر ہلکا سا زیرِ لب مسکرایا۔ پھر آہستہ سے بولا۔ "جیلوسی؟ وہ سب چھوڑو بھوک لگی ہیں کھانا دوں..." اُس نے آواز میں کہا اور دھیرے سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ واش روم کے اندر جاتے ہی انابیہ نے دروازہ بند کیا، نل کھولا اور چہرے پر چھینٹے مارنے لگی۔ خون کے دھبّوں سے لتھڑا ہوا میک اپ آہستہ آہستہ بہنے لگا اور آئینے میں اُس کا چہرہ صاف نظر آنے

لگا۔ آئینے کے سامنے کھڑی وہ خود کو غور سے دیکھنے لگی۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی، لیکن وہ مسکراہٹ حقیقت میں اُس کے دل کے اندر چھپے تلاطم کو چھپا رہی تھی۔ اُس کے دل میں بار بار روحان کی باتیں گونج رہی تھیں۔ "کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی اصلی بھوت تم پر فدا ہو جائے..." انابیہ نے تولیے سے اپنا چہرہ صاف کیا، اور ایک لمحے کے لیے خود کو آئینے میں گہری نظروں سے دیکھا۔ اُس کے ہونٹوں پر ہلکی سی ہنسی ابھری۔ بلیکن اگلے ہی لمحے اُس نے خود کو جھٹک دیا، جیسے اپنی سوچوں کو روک دینا چاہتی ہو۔ وہ تولیے کو ایک طرف رکھ کر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹی اور گہری سانس بھر لی۔

ڈائننگ ہال میں ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ میز پر دو پلیٹیں، پانی کا جگ اور گرم گرم بھاپ چھوڑتا کھانا رکھا ہوا تھا۔ روحان کرسی پر نیم دراز سا بیٹھا، ایک ہاتھ سے سر تھامے خاموشی سے انابیہ کا انتظار کر رہا تھا۔ اُس کی آنکھوں میں دن بھر کی تھکن صاف جھلک رہی تھی، مگر پھر بھی ہونٹوں پر وہی مخصوص سا اطمینان بھرا تاثر تھا، جیسے وہ سب کچھ سہنے کا عادی ہو۔ چند لمحوں بعد انابیہ ڈرے تھامے وہاں آئی۔ اُس کے چہرے پر سنجیدگی تو تھی، لیکن ساتھ ہی ساتھ

نرم سی مسکراہٹ بھی چھپی ہوئی تھی، جیسے دل کے کسی کونے سے اُس نے خود کو پر سکون رکھنے کی کوشش کی ہو۔ اُس نے چپ چاپ کھانے کی ڈشز میز پر رکھیں اور روحان کے سامنے پلیٹ لگادی۔ روحان نے اُسے ایک نظر دیکھا، پھر پلیٹ کی طرف متوجہ ہوا۔ "تو آج کیا بنایا ہے؟" اُس نے عام سے لہجے میں پوچھا، لیکن اُس کے چہرے پر دلچسپی جھلک رہی تھی۔ انابیہ نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ہلکا سا آپس میں مسلا اور دھیمی آواز میں جواب دیا۔ "چکن قورمہ، پلاؤ اور ساتھ میں رائتہ... اور ہاں، سلاد بھی ہے۔" روحان نے چمچ ہاتھ میں لیا اور قورمے کی پہلی لقمہ چکھا۔ ایک لمحے کے لیے اُس نے آنکھیں بند کیں، جیسے ذائقہ محسوس کر رہا ہو۔ پھر اُس کے لبوں پر مسکراہٹ ابھری اور اُس نے انابیہ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "واقعی... کمال کا ذائقہ ہے۔" انابیہ کے چہرے پر خوشی لمحہ بھر کو چمک اٹھی۔ اُس نے اپنی پلکیں جھکائیں، ہلکی سی مسکراہٹ دبائی اور میز کے دوسرے سرے پر بیٹھ گئی۔ وہ چمچ کو پلیٹ میں رکھتے ہوئے ہلکی سنجیدگی کے ساتھ بولا۔ "ہاں، بہت لذیذ ہے... کیوں کہ فون سے دیکھ کے بنایا گیا ہے۔" روحان کے جملے پر انابیہ کی مسکراہٹ جیسے وہیں

ٹھہر گئی۔اُس کی پلکیں جھٹ سے اوپر اٹھیں۔اُس نے چونک کر روحان کو دیکھا۔روحان کی آنکھوں میں ہلکی شرارت اور لبوں پر دبی ہنسی تھی۔

✧....✧....✧

کمرے میں نرم روشنی چھن کر آ رہی تھی، صبح کی ہوا نے ماحول میں ہلکی تازگی گھول رکھی تھی۔انابیہ خاموشی سے دروازہ دھکیلتی اندر داخل ہوئی۔اُس کے ہاتھوں میں ایک ٹرے تھی، جس پر بھاپ اُڑاتی چائے کا کپ اور خوشبو دیتی کافی رکھی ہوئی تھی۔"روحان...کافی۔"وہ دھیمی آواز میں بولی، لیکن کمرے میں کوئی جواب نہ آیا۔ایک لمحے بعد اُس کی نظر بیڈ پر پڑی، جہاں روحان کی سفید شرٹ بکھری ہوئی رکھی تھی۔وہ جان گئی کہ روحان واش روم میں ہے۔انابیہ کے قدم ہلکے مگر جلدی جلدی بڑھے۔اُس نے ٹرے میز پر رکھی، اور پھر ایک نگاہ دروازے کی طرف ڈال کر فوراً وہ شرٹ اٹھائی۔پل بھر کو رکی، جیسے سوچ رہی ہو کہ یہ کیا کر رہی ہے۔پھر الماری کھولی، کپڑوں کے بیچ سے ایک ہلکی گلابی شرٹ

نکالی۔اُس کے ہونٹوں پر بہت مدھم سی مسکراہٹ آئی، جیسے دل ہی دل میں کہہ رہی ہو۔"سفید بہت سادہ لگتا ہے... گلابی زیادہ اچھا لگے گا۔"اُس نے احتیاط سے وہ نئی شرٹ بیڈ پر رکھی، سفید شرٹ ایک طرف تہہ کر کے رکھ دی۔ پھر بغیر کوئی آواز کیے، خاموشی سے دروازے کی طرف بڑھی اور باہر نکل گئی۔

روحان واش روم سے واپس آ کر بیڈ کے قریب پہنچا۔اس کی نظر پہلی ہی جھلک میں گلابی شرٹ پر پڑی، سفید شرٹ اب تہہ شدہ بیڈ کے کنارے رکھی تھی۔ایک لمحے کے لیے وہ جم سا گیا، پھر ہلکی سی مسکراہٹ لبوں پر آ گئی، لیکن آنکھوں میں الجھن اور حیرت کے ملے جلے اثرات تھے۔وہ آہستہ سے شرٹ کو ہاتھ میں اٹھا کر سونگھنے لگا، خود سے سرگوشی کرتا ہوا"یہ لڑکی میرے دماغ سے باہر ہے.. کبھی حد سے زیادہ انا پرسٹ تو کبھی حد سے زیادہ نرم دل.!!"وہ چند ثانیے اُسے دیکھتا رہا، پھر پھر انابیہ کی انتخاب شدہ شرٹ پہن لی، اور سنبھل کر بٹن لگاتا، پچھلی طرف مڑتا آئینے کے سامنے جا کھڑا ہوا۔اسی لمحے انابیہ کمرے میں داخل ہوئی، روحان بالوں کو پیچھے سیٹ کر رہا تھا۔وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتی کمرے میں آئی اور

دھیمی مگر سنجیدہ آواز میں بولی۔"روحان... کافی تو پی لو۔"روحان نے سر ہلایا،"ہاں ہاں"
اُس نے آگے بڑھ کر کافی کا کپ اٹھایا اور کاوچ کی طرف گیا وہاں ڈھیر ساری کتابیں رکھی
تھی روحان نے ایک کتاب اٹھا کر اُس کے صفحہ پلٹ تبھی اُس کا فون بجنے لگا۔"انابیہ، فون
دینا"اس نے بغیر مڑے کہا۔انابیہ نے چائے کا کپ نرمی سے میز پر رکھا اور قدم بڑھا کر
بیڈ کے قریب آ گئی۔فون کی مسلسل گھنٹی نے اُس کی توجہ اپنی طرف کھینچی، لیکن فون کے
ساتھ ہی وہاں رکھا ہوا روحان کا والٹ بھی اُس کے ہاتھوں میں آ گیا۔لمحے بھر کے لیے اُس
کی نگاہیں والٹ پر جم گئیں، انابیہ نے جھٹ سے والٹ اٹھا لیا، اُس کے نرم ہاتھ والٹ
کھولنے کو ہی تھے کہ پیچھے سے اچانک مضبوط گرفت نے اُسے روک دیا۔چونک کر پلٹی تو
روحان اُس کے عین سامنے کھڑا تھا، نگاہوں میں وہی پراسرار اجتناب۔"دیکھنے تو دو..."
انابیہ کی آواز ہلکی نکلی مگر لہجے میں ضد کی پرچھائیاں نمایاں تھیں۔روحان نے پلک جھپکائے
بغیر سپاٹ انداز میں کہا،"نہیں... کوئی ضرورت نہیں۔"کہہ کر اُس نے جھٹکے سے والٹ

واپس لیا، فون اُٹھایا اور کمرے سے نکل گیا۔ انابیہ ساکت کھڑی رہ گئی۔ پھر دھیرے سے پلکیں سکیڑتے ہوئے زیرِ لب سرگوشی کی، "اس میں چھپانے والی کیا بات ہے؟"

صبح کی نرم روشنی پورے آسمان پر ایک ہلکی سنہری چادر کی طرح پھیلی ہوئی تھی۔ ہوا میں تازگی تھی، جیسے ہر جھونکا خوشبو کی ایک نئی لہر لیے ہو۔ انابیہ کار کی کھڑکی کے قریب بیٹھی تھی۔ اُس کی نظریں باہر تھیں مگر حقیقت میں وہ کہیں اور گم تھی۔ آنکھیں خلا میں ٹھہری ہوئی، جیسے یادوں اور سوچوں کے دھندلکے نے اُسے اپنی گرفت میں لیا ہوا ہو۔ کار دہلی کی پرانی گلیوں سے گزر رہی تھی۔ ہر موڑ، ہر عمارت جیسے اُس کے بچپن کی یادیں اُچھال رہی تھی۔ اچانک جیسے ہی گاڑی خانزادہ مینشن کے قریب سے گزری، انابیہ ایک دم چونک کر سیدھی بیٹھ گئی۔ وہی مانوس سا منظر، وہی پرانی دیواریں جن پر وقت کے زرد دھبّے آج بھی موجود تھے۔ دل کے کسی کونے میں دبائی ہوئی یادیں جیسے طوفان بن کے اُبھر آئیں۔

اُس کے ذہن میں وہ سب گونجنے لگا۔ وہ محبت، وہ رشتے، وہ لمحے... جو وہیں چھوڑ کے گئی تھی۔ اُس نے ایک پل کو آنکھیں بند کیں اور پھر نظریں جھکا لیں۔ دل کی دھڑکن بے ترتیب سی ہو گئی تھی۔ کار آہستہ آہستہ آگے بڑھی اور آخر کار قصرِ ظفر کے بلند و بالا دروازے پر رُک گئی۔ گیٹ کھلا اور گاڑی اندر داخل ہوئی۔ وسیع آنگن، دونوں طرف قطاروں میں لگے سبز درخت، اور دور تک پھیلی ہوا میں گھر کا مانوس سا لمس شامل تھا۔ گاڑی جیسے ہی برآمدے کے قریب رکی، انابیہ کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ اُس کے ہونٹوں پر ایک بے ساختہ مسکراہٹ آئی، اور جیسے ہی دروازہ کھلا، اُس نے جلدی سے قدم باہر رکھے۔

سامنے... پورا خاندان قطار میں کھڑا اُس کے استقبال کے لیے موجود تھا۔ ہر چہرے پر خوشی، ہر آنکھ میں پیار کی روشنی جھلک رہی تھی۔ ظہیر، ہریرہ، سبھی اپنے اپنے انداز میں بے قراری سے اُسے دیکھ رہے تھے۔ وہ دوڑتی ہوئی ہریرہ سے جا لپٹی۔ ہریرہ نے پیار سے بیٹی کے سر پر ہاتھ پھیر کر دعائیں دیں۔ پھر اُس کا ہاتھ تھامے آہستہ آہستہ ڈرائنگ روم کی طرف بڑھیں۔ سامنے نرم روشنی میں چمکتے فانوس اور صوفوں پر بچھے ریشمی کشن ہال کو ایک

خوشگوار وقار بخش رہے تھے۔ انابیہ کے قدم جیسے گھر کی دہلیز چھوتے ہی ہلکے ہو گئے تھے۔ پیچھے عمر پرسکون انداز میں انابیہ کے بیگز اُٹھائے اندر آ رہا تھا۔ وہ دونوں کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرا دیا اور بیگز کنیز کے ہاتھوں میں دے دیئے۔ "انابیہ کے کمرے میں رکھوا دینا" اتنا کہہ کر وہ بھی صوفوں کی جانب بڑھ گیا۔ انابیہ ابھی صوفے پر بیٹھنے ہی والی تھی کہ ہریرہ نے اچانک شوخی سے کہا۔ "ہماری مغرور بچی... لگتا ہے لندن میں رہ کر بدل گئی ہے۔" انابیہ نے ذرا چونک کر ہریرہ کو دیکھا اور ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔ "ایسی بات نہیں ہے، مما۔"

"اور بتاؤ، سب کچھ ٹھیک چل رہا ہے نا؟" ہریرہ نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دھیرے سے پوچھا۔

انابیہ کے لبوں پر نرم سی ہنسی پھیلی۔ اُس کی آنکھوں میں ایک مانوس چمک اتر آئی۔ "ہاں مما، سب ٹھیک ہے۔ آپ کو پتہ ہے... امی مجھے آپ سے بھی زیادہ پیار کرتی ہے بالکل اپنی بیٹیکی طرح۔ کھانا بنانا بھی انہوں نے ہی سکھایا... بہت ہی اچھی ہیں وہ۔" ہریرہ نے ہنس

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کر پیار سے انابیہ کے ہاتھ دبائے اور شوخی سے بولیں۔ "اچھا" پھر ایک پل کو رکی، اور ذرا چھیڑنے والے لہجے میں پوچھا۔ "اور روحان؟" یہ سوال اچانک تھا۔ انابیہ نے پل بھر کے لیے منہ بنایا اور نظریں ہٹاتے ہوئے بولی۔ "اُس خُڈوس کی تو بات ہی مت کریں!" اُس نے نظریں ترچھی کرتے ہوئے جیسے غصے کو چھپانے کی کوشش کی۔ ہریرہ کے لبوں پر دبی دبی ہنسی اُبھر آئی، مگر اس سے پہلے ہی کمرے کی خاموشی کو ایک مانوس آواز نے توڑ دیا۔

ظہیر، جو اب تک خاموشی سے بیٹھے اپنی بیٹی کو دیکھ رہے تھے، آہستہ سے بولے۔ "انابیہ... تمہارا شوہر ہے بیٹا، ایسے نہیں بولتے۔" انابیہ نے ایک دم نظریں اوپر اٹھائیں۔ "بابا، آپ بھی..." ہال میں سب ہنسنے لگے۔ ہریرہ نے انابیہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا۔ "یہی تمہاری پرانی شوخیاں ہیں جو ہمیں بہت یاد آتی تھیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دن بھر کی مصروفیت اور طویل سفر کی تھکن جیسے کھانے کے بعد انابیہ پر حاوی ہو گئی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ اپنے کمرے میں داخل ہوئی، دروازے کی چوکھٹ پر لمحہ بھر رُکی اور کمرے کی مانوس فضا کو گہری سانسوں میں بھرنے لگی۔

"بہت مس کیا میں نے اپنے کمرے کو..." وہ نیم مسکراہٹ کے ساتھ بولی، جیسے کمرے کی دیواریں بھی اُس کی بات سن رہی ہوں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کمرے کے ایک کونے میں رکھا بستر اُسے کھلا بازو پھیلائے اپنی طرف بلا رہا تھا۔ وہ نرمی سے بستر پر لیٹی، اور پلکوں پر نیند کی ہلکی ہلکی ریت برسنے لگی۔ لمحہ بھر میں اُس کے خوابوں نے اُسے اپنی آغوش میں سمیٹ لیا۔ وقت دھیرے دھیرے، بے آواز قدموں سے آگے بڑھتا رہا۔

جب آنکھ کھلی تو کمرے میں مدھم روشنی پھیلی تھی۔ کھڑکی کے پردوں کے پیچھے سے ڈھلتی شام کا سایہ اندر اتر آیا تھا۔ دیوار پر لٹکی گھڑی کے کانٹے سات بجنے کا اشارہ دے رہے تھے۔

انابیہ نے حیرت سے سر ہلایا، جیسے دن کی رفتار اُس کی گرفت سے باہر نکل گئی ہو۔ اسی لمحے دروازے کے کواڑ سے ہلکی سی چرچراہٹ اُبھری۔ وہ چونکی اور تیزی سے بیڈ پر ٹیک لگالی۔

"اندر آسکتی ہوں، محترمہ؟" ایک مانوس آواز نے کمرے کے سکوت کو چیر ڈالا۔

انابیہ کے چہرے پر ایک نرم سی مسکراہٹ در آئی۔

"اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے، انشاء!" اُس نے مروت سے جواب دیا۔ دروازہ آہستہ سے کھلا اور انشاء کی خوشبو جیسے پورے کمرے میں گھل گئی۔ وہ ہلکے قدموں سے چلتی ہوئی اندر آئی اور بستر کے کنارے بیٹھ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بھول تو نہیں گئی ہمیں؟" انشاء نے شوخی سے کہا، اُس کی آنکھوں میں پرانی شرارت جھلک رہی تھی۔

انابیہ نے جھٹ سے جواب دیا، "کیسے بھول سکتی ہوں... تم تو میری آدھی یادوں کا حصہ ہو۔"

انشاء نے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا اور ذرا جھک کر پوچھا،"اور بتاؤ، کیسی جا رہی ہے زندگی شادی کے بعد؟"انابیہ نے ہلکی سی خفگی کے ساتھ ہنستے ہوئے کہا،"فلحال تو مجھے خود ہی سمجھ نہیں آرہا ہے دن کیسے کٹ رہے ہیں۔"اُس کی آنکھوں میں ایک تھکی ہوئی روشنی تھی، مگر ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

انشاء نے شوخی بھری مسکراہٹ کے ساتھ انابیہ کے بالوں کو پیچھے کیا اور کہا۔"پتا ہے، میں اکثر سوچتی تھی کہ شادی کے بعد تم بدل جاؤ گی... مگر لگتا ہے وہی پرانی انابیہ میرے سامنے بیٹھی ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انابیہ نے ہلکا سا قہقہہ لگایا،"بدلی تو ہوں انشاء... بس شاید تمہیں نظر نہیں آرہا۔ لندن کی مصروف زندگی، نئے رشتے، نئی ذمہ داریاں... سب کچھ ایک ساتھ مل جائے تو انسان چاہ کر بھی ویسا نہیں رہ پاتا۔"

انشاء نے اُس کا ہاتھ تھام کر دبایا،"لیکن دل کی گہرائیوں میں تم وہی ہو، جو ہر بات پر ضد کرتی تھی، چھوٹی چھوٹی باتوں پر روٹھتی تھی اور پھر خود ہی منانے چلی آتی تھی۔"

یہ سنتے ہی انابیہ کی آنکھوں میں پرانی یادیں جھلملانے لگیں۔اُس نے آہستہ سے کہا،

"ہاں... اور تم وہی ہو جو ہمیشہ میری ضد کے آگے ہار مان جاتی تھی۔"

کمرے میں ایک لمحے کو خاموشی چھا گئی، جیسے دونوں اپنی یادوں میں ڈوب گئی ہوں۔ پھر انشاء نے چونک کر پوچھا۔"ویسے،روحان کیسا ہے؟تم دونوں کی آپس میں نوک جھونک اب بھی رہتی ہے یا پھر اس رشتے نے یہ عادتیں چھین لی ہیں؟"

انابیہ نے ایک دم منہ بنایا اور تکلف سے بولی۔"چھوڑو بھی انشاء،اُس خڈوس کا ذکر مت کرو۔ کبھی کبھی تو لگتا ہے اُس سے زیادہ سخت مزاج انسان پوری دنیا میں نہیں ہو گا۔"

انشاء نے کھلکھلا کر ہنسی اور بولی،"یعنی سب کچھ ویسا ہی ہے جیسے پہلے دن تھا۔"

انابیہ نے ضدی انداز میں سر جھٹک دیا،"نہیں،اب تھوڑا بدل گیا ہے... کبھی کبھی لگتا ہے وہ میری خاموشی بھی پڑھ لیتا ہے،مگر پھر اپنی ضد میں ایسا الجھتا ہے جیسے مجھے آزمانا چاہتا ہو۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انشاء نے اُس کے چہرے پر نظریں گاڑ کر دیکھا، "یعنی تمہارے لفظوں سے شکایت سنائی دے رہی ہے مگر آنکھوں سے محبت۔"

انشاء کی بات پر ایک لمحے کے لیے انابیہ کے چہرے پر مسکان دوڑی پھر اگلے ہی لمحے اُس نے سر جھٹک کر انشاء کے ہاتھوں پر اپنا نام ہاتھ رکھا۔ "انشاء کم از کم تم تو ایسا مت بولو" اُس کے ماتھے پہ شکن اُبھر آئی۔ "تم تو جانتی ہو سب کچھ"

"وہی تو پوچھنا چاہتی ہوں..." انشاء نے جیسے ہی بات بدلی، کمرے کی فضا میں ایک سنجیدگی اُتر آئی۔ "ایسا بھی کیا ہو گیا جو اپنی خوشی چھوڑ کر ایک انجان رشتے میں بندھ گئی؟" انشاء کے لہجے میں تجسس کے ساتھ ساتھ ہلکی سی شکوہ آمیز نرمی بھی تھی۔

انابیہ کے ہونٹوں پر ہلکی سی لرزش اُبھری، آنکھیں ایک پل کو جھپکیں پھر اُس نے اپنی نظریں جھکا لیں۔ دل پر جیسے پرانی یادوں کا بوجھ آ بیٹھا تھا۔ خاموشی کا ایک لمحہ دونوں کے درمیان کھنچ گیا۔

پھر آہستہ آہستہ اُس کے لب حرکت کرنے لگے۔"انشاء... کبھی کبھی زندگی ہمیں وہ راستے دکھاتی ہے جن پر چلنا ہمارا انتخاب نہیں ہوتا... بس مجبوری بن جاتا ہے۔"

انشاء نے ہلکا سا چونک کر کہا،"مجبوری؟"

انابیہ اپنی جگہ سے اُٹھی۔اُس کی حرکت میں ایک تھکن،ایک بوجھ اور ایک فیصلہ چھپا ہوا تھا۔آہستہ آہستہ چلتی ہوئی وہ کھڑکی کے پاس جا کھڑی ہوئی۔دونوں بازو سینے پر بندھے ہوئے تھے،باہر شام کی روشنی دھندلی ہو چکی تھی،سنہری کرنیں دھیرے دھیرے سلیٹی رنگ میں ڈھل رہی تھیں۔ہوا کے ہلکے جھونکوں نے اس کے بالوں کو ذرا سا چُھوا تو وہ ایک پل کو آنکھیں بند کر گئی،"ہاں... خوشی تو وہی تھی جو دل چاہتا تھا..."اس نے مدھم آواز میں کہا،مگر لہجے میں ایک ٹوٹا ہوا سکون تھا،"لیکن تقدیر نے کچھ اور طے کر رکھا تھا۔میں نے سوچا،اگر ضد میں چلوں تو سب بکھر جائے گا... اور اگر صبر سے چلوں تو شاید سب سنبھل جائے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انشاء چپ چاپ بیڈ کے کنارے بیٹھی اُس کی پیٹھ کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے لبوں پر سوال تھا مگر زبان خاموش۔ انابیہ کا لہجہ جیسے اپنی کہانی کے بوجھ سے خود ہی بھرا ہوا تھا۔

وہ آہستہ آہستہ کھڑکی کے فریم پر ہاتھ ٹکاتے ہوئے بولی،

"میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ میری زندگی یوں بدل جائے گی۔ لندن میں سب کچھ نیا تھا، نئے خواب، نئی اُمیدیں، لیکن... دل کے کسی کونے میں ایک اپنا سا احساس، ایک محبت تھی جسے میں یہاں چھوڑ آئی تھی۔" کھڑکی کے پار آسمان کا رنگ مزید گہرا ہو گیا تھا، جیسے اُس کی باتوں کے ساتھ فضا بھی سنجیدہ ہو گئی ہو۔ ہوا پردے ہلا رہی تھی اور انابیہ کا ہر لفظ اُس شام میں ایک کہانی کی طرح گونج رہا تھا۔

انشاء نے نرم لہجے میں پوچھا، "اور روحان؟"

انابیہ کا سر ہلکا سا جھکا، آنکھوں کی نمی کو اس نے جلدی سے پلکوں کی پناہ دی۔ "روحان... وہ میری زندگی کا وہ باب ہے جسے میں نے شروع کیے بغیر ختم کر دیا۔ اور اب... اب میں بس تقدیر کے لکھے کو قبول کر رہی ہوں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شام کی گہرائی آہستہ آہستہ رات کی سیاہی میں ڈھل چکی تھی۔ پورے خانزادہ مینشن پر ہلکی سنجیدگی اور سناٹے کا سایہ پھیلا ہوا تھا۔ مینشن کے پورچ میں ایک سیاہ چمکدار کار آ کر رکی، ہیڈ لائٹس کی روشنی لمحے بھر کو پورچ کی دیواروں پر گر کے غائب ہو گئی۔ کار کا دروازہ کھلا اور عرش باہر آیا۔ اُس کے انداز میں ہمیشہ کی طرح وقار اور سختی نمایاں تھی۔ اُس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر فون نکالا، اسکرین کو پلٹ کر دیکھنے ہی والا تھا کہ اچانک اُس کی نگاہ باہر کے گیٹ پر پڑی۔

وہاں سے انشاء اندر آ رہی تھی۔ اُس کے قدموں میں جلدی تھی۔ عرش کی نظریں لمحہ بھر کے لیے سکڑ گئیں، پھر اُس کی آواز نے پورچ کی خاموشی توڑ دی۔

"کہاں گئی تھی؟" اُس کی آواز سخت اور بے لچک تھی، جیسے کسی کو کٹہرے میں کھڑا کر دیا گیا ہو۔

انشاء اُس اچانک سوال پر چونک گئی۔ قدم رُک گئے۔ اُس نے ہچکچاتے ہوئے نظریں جھکائیں اور اٹکتی آواز میں جواب دیا: "ق۔۔ قصرِ۔۔۔ ظفر۔"

عرش کے قدم خود بخود اُس کی طرف بڑھنے لگے۔ فاصلہ کم کرتے ہوئے اُس کے لبوں سے ایک اور سوال نکلا، "کیوں؟"

انشاء نے ایک لمحے کو نظریں اُٹھا کر اپنے بھائی کے چہرے کی سختی دیکھی اور جلدی سے نظریں جھکا لیں۔ "وہ... وہ انابیہ سے ملنے گئی تھی بھائی۔"

انابیہ کا نام سنتے ہی عرش کے چہرے پر حیرت کی ایک لہر دوڑ گئی۔ اُس نے دھیرے مگر بھاری لہجے میں دہرایا۔ "انابیہ؟... انابیہ آئی ہے؟"

انشاء نے ہولے سے سر ہلایا، "ہاں۔"

یہ ایک لفظ سن کے عرش کے چہرے پر عجیب سا سکوت چھا گیا۔ فون اب بھی اُس کے ہاتھ میں تھا مگر وہ اسے دیکھنا بھول گیا۔ بغیر مزید کچھ کہے اُس نے پلٹ کر گیٹ کی طرف قدم بڑھا دیے۔

کمرے کی فضا جیسے تھم گئی تھی۔ رات کی ہلکی ہلکی روشنی کھڑکی سے اندر آ رہی تھی اور انابیہ کی پروں سی نازک ہستی کو کسی پرانے خواب کی مانند روشن کر رہی تھی۔ وہ کھڑکی کے قریب

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کھڑی تھی، مگر قدموں کی چاپ نے اُسے پلٹنے پر مجبور کیا۔ جیسے ہی اُس نے نگاہ اٹھائی، سامنے عرش تھا۔

عرش کا سراپا بھاری سکوت میں ڈوبا ہوا تھا۔ اُس کی نظریں زمین پر جمی تھیں اور قدم ایسے جیسے بوجھ اٹھائے آ رہے ہوں۔ انابیہ نے دھیمی سی آواز میں اُس کا نام پکارا۔ "عرش..."

وہ چونک کر اوپر دیکھنے لگا اور کچھ ہی لمحوں میں اُس کے مقابل جا کھڑا ہوا۔ "کب آئی تم؟" اُس کی آواز میں حیرت اور دباؤ دونوں شامل تھے۔

"بس صبح ہی..." انابیہ نے تیزی سے جواب دیا، جیسے اس لمحے کو جلدی ختم کرنا چاہتی ہو۔ پھر سر جھکا کر آہستہ سے کہا۔ "سوچا نہیں تھا، تم آؤ گے۔"

عرش نے ایک گہری سانس لی، جیسے برسوں کا بوجھ سینے میں دبا ہو۔ "تمھاری شادی والے دن بھی آیا تھا... لیکن تب تک تمھاری رخصتی ہو چکی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انابیہ کا دل ایک لمحے کو ٹھہر گیا، مگر اُس نے فقط ایک لفظ میں جواب دیا۔ "اچھا..." اور فوراً پلٹ گئی۔ اُس کے لہجے میں کوئی تاثر نہ تھا، جیسے دل کی دیواروں پر چڑھا زنگ چھپانے کی کوشش کر رہی ہو۔

کمرے میں چند لمحے خاموشی چھائی رہی۔ صرف گھڑی کی ٹک ٹک اور باہر ہوا کی مدھم سرسراہٹ سنائی دے رہی تھی۔ پھر اچانک عرش کے لب ہلے۔ "سوری انابیہ..." اُس کی آواز ٹوٹی ہوئی سی تھی، جیسے برسوں سے رکی ہوئی ندی ایک دم بہہ نکلی ہو۔

انابیہ نے پلٹ کر اُس کی طرف دیکھا، "کس لیے؟" اُس نے پرسکون لہجے میں پوچھا۔

عرش نے نظریں جھکا لیں۔ "مجھے اس وقت تم سے اُس طرح بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔" اُس کے الفاظ میں شرمندگی تھی، جیسے ماضی کی ہر تلخی کا بوجھ اب اُس کے کندھوں پر اُتر آیا ہو۔

انابیہ نے ہلکا سا تبسم لبوں پر لایا، "کوئی بات نہیں..." وہ بولی، جیسے ماضی کو معاف کرنے کا حوصلہ جٹا لیا ہو۔ لیکن اگلے لمحے اُس کی آواز میں ایک کرب چھلک آیا۔ "اگر تم اُس وقت

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اُس طرح بیہیو نہیں کرتے... تو شاید میں آج کچھ اور ہوتی۔" کہتے ہوئے انابیہ کی پلکوں پر نمی لرزنے لگی۔اُس نے نظریں چرا لیں۔

"مطلب..."عرش نے دھیمی مگر سوالیہ آواز میں پوچھا۔

انابیہ نے سر جھکا لیا،اور آہستگی سے کہا،"کچھ نہیں..."۔اُس کی آواز میں لرزش تھی،مگر آنکھوں میں ایک خاموشی بھی چھپی ہوئی تھی،جو بہت کچھ کہہ رہی تھی۔

عرش نے چند قدم اور آگے بڑھتے ہوئے کہا،"مجھے بس ایک بات پوچھنی ہے تم سے... جواب مجھے سچ چاہیے۔"اُس کے لہجے میں ایک سنجیدگی تھی،جو لمحے کی فضاء کو بھاری کر رہی تھی۔

"ہمم...پوچھو۔"انابیہ نے آہستہ سے جواب دیا،اور اپنی نظریں جھکائے رکھی۔

عرش نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا،"ائزل مجھ سے ملنے آئی تھی تمھارے شادی والے دن..."اُس کے لب کچھ اور بولنے کے لیے کھلے،لیکن اس سے پہلے ہی انابیہ بول پڑی،

"میں نے ہی بھیجا تھا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہ الفاظ عرش کے لیے ایک صاعقے کے مترادف تھے۔ وہ چونک کر رک گیا، سر کے بال ہلکے سے جھک گئے۔ لمحے بھر کے لیے اُس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ پھر دھیمی مگر شدید آواز میں پوچھا، "کیا تمھیں پتہ ہے وہ کیا کہنا چاہتی تھی؟"

انابیہ نے چونک کر پلکیں جھپکائیں اور آہستہ سے سوال کیا، "کیا مطلب؟" اُس کی آواز میں حیرت اور اضطراب کا امتزاج تھا، جیسے وہ خود بھی اس لمحے کے وزن کو سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو۔ "اُس نے تم سے بات نہیں کی..."

عرش نے جھٹ سے جواب دیا، "کر لیتی... اگر میں سن لیتا..." اور پھر شرمندگی کے اثر سے سر جھکا لیا۔ پھر سانس بھرتے ہوئے دھیمی آواز میں پوچھا، "خیر، تم بتا سکتے ہو وہ کیا کہنا چاہتی تھی؟"

"وہ تمہیں سچ بتانے آئی تھی..." اُس کے لبوں سے نکلے الفاظ میں ایک بھاری پن تھا۔

عرش نے آگے قدم بڑھایا، اور نرم مگر سنجیدہ انداز میں پوچھا، "کیسا سچ؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انابیہ نے ایک لمحے کے لیے نظریں جھکائیں، پھر گہری سانس لیتے ہوئے کہا،"یہی کہ اُس نے تمھیں دھوکہ کیوں دیا۔"

عرش نے اپنے ہونٹ دبائے،ایک لمحے کے لیے خاموش رہا، پھر ہلکے قدموں سے کھڑکی کے سامنے جا کھڑا ہوا،جیب میں ہاتھ ڈالے،اور کہا،"میں جانتا ہوں،انابیہ... ائزل نے مجھے کوئی دھوکہ نہیں دیا۔روحان احمد ائزل کا ہسبنڈ..."عرش بات مکمل نہ کر پایا۔

انابیہ کے دل نے اچانک تڑپ محسوس کی،اور وہ تڑپ کر بول پڑی،"روحان میرا ہسبنڈ ہے... ائزل کا نہیں!"اُس کی آواز میں حیرت اور اضطراب دونوں شامل تھے۔

عرش نے بغیر پلٹے تھوڑا سا ہنستے ہوئے کہا،"جانتا ہوں..."اور پھر اسی طرح کھڑا رہا،اُس کی آنکھوں میں وہ خاموشی اور ادراک جھلک رہا تھا جو کسی غلط فہمی کے بوجھ کو لے کر دل میں بیٹھا ہو۔

عرش نے سانس بھری،اور آہستہ آہستہ کہا،"یہی غلط فہمی میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی بن چکی ہے..."انابیہ نے ایک لمحے کے لیے اُس کی طرف دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کمرے کی خاموشی میں صرف انابیہ کی دھیمی مگر پراثر سانسوں کی آواز گونج رہی تھی۔ وہ بیڈ کے کنارے آہستہ آہستہ بیٹھی، نظریں نیچے جمی ہوئی تھیں۔ "عرش..." وہ ہلکی، مگر پُراثر آواز میں بولی، سانسیں تھوڑی بے ترتیب تھیں، جیسے ہر لفظ دل کی گہرائی سے نکل رہا ہو۔

"یہ تمھاری غلطی نہیں ہے... یہ تو میری غلطی ہے..."

عرش اچانک چونک گیا، اُس کی نظریں حیرت سے انابیہ پر ٹک گئیں، جیسے کسی نے اس کے سامنے اچانک سچائی کا آئینہ رکھ دیا ہو۔

انابیہ نے سر تھوڑا جھکایا، اور اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا، "میری سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ میں تمھاری محبت میں حد سے زیادہ لالچی ہو گئی۔ میں نہیں جانتی تھی کہ تمہارا دل ائزل کے لیے دھڑکتا ہے، اور یہ راز مجھے ائزل نے بھی چھپائے رکھا۔ سب کچھ مجھے اُس ڈائری سے معلوم ہوا، جو اُس نے اپنے دل کی باتیں لکھتے ہوئے چھوڑی تھی..."

کچھ لمحوں کے لیے وہ رکی، پھر آنکھیں مدھم کر کے بولی، ہر لفظ میں عاجزی اور صداقت کی جھلک تھی،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں نے ائزل کو بتایا کہ میں تم سے بچپن سے دل لگا کر محبت کرتی آئی ہوں... اور اگلے ہی دن وہ تمھاری مُحبت اور ہوسٹل چھوڑ کر چلی گئی۔ تب مجھے اس کا ادراک نہ تھا، لیکن بعد میں، سب کچھ جانتے ہوئے بھی، میں نے تمہیں سچ نہیں بتایا... محض تمھیں پانے کے لیے..."

اُس کی آواز میں ہلکی لرزش تھی، اور آنکھیں نمی سے چمک رہی تھیں۔ وہ آہستہ سے سانس گہری بھرتے ہوئے بولی، "پھر جب تمہیں کھو دیا... تب بھی میں نے نہیں کہا... اس خوف سے کہ شاید تم میری شکل دیکھنا بھی پسند نہ کرو..." عرش خاموش رہا، مگر اُس کی ہر سانس میں ایک بے چین دھڑکن چھپی ہوئی تھی، جو الفاظ کے بغیر ہی سب کچھ کہہ رہی تھی۔

انابیہ نے کچھ لمحے اپنے دل کی گہرائیوں سے جھانکتے ہوئے، سر ہلکا جھکایا اور دھیمی، مگر پُراثر آواز میں کہا، "عرش... میں نے اپنی غلطی سدھارنے کی کوشش کی تھی۔ ائزل کو میں نے ہی تمھارے پاس سب کچھ سچ بتانے کے لیے بھیجا تھا، اور وہ آئی بھی تھی۔ لیکن اُس کے بعد جو کچھ ہوا، میں اس سب سے انجان رہی... اور آج مجھے معلوم ہوا کہ تم نے ائزل کی بات نہیں سنی تھی..."

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کمرے میں خاموشی کا ایسا بوجھ تھا جو ہر لفظ کو دبا رہا تھا۔ انابیہ کی بات ختم ہو چکی تھی، لیکن عرش کے لبوں پر کوئی ردِ عمل نہیں آیا۔ وہ ساکت کھڑا تھا، سر جھکائے، جیسے کسی طوفان کو اپنے اندر قید کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ انابیہ نے آہستہ سے نظریں اٹھائیں اور اُس کی طرف دیکھا۔ اُس کے قدم جیسے خود بہ خود اُٹھنے لگے۔ وہ دھیرے دھیرے چلتی ہوئی اُس کے قریب پہنچی اور نرم لہجے میں پکارا، "عرش..."

اُس کی آواز میں ایک ایسی نرمی تھی جو پتھروں کو بھی موم کر دے۔ عرش نے جیسے اپنی تمام تر ہمت یکجا کی اور ایک ہاتھ آنکھوں کے قریب لے جا کر اپنے بہتے آنسو روکنے کی کوشش کی۔ لیکن اُس کے گال اور آنکھوں کے کنارے پہلے ہی لال ہو چکے تھے، ناک سرخ تھی، اور چہرے پر ایک ایسی کسک چھپی تھی جسے الفاظ چھو نہیں سکتے تھے۔ وہ بالکل ویسا لگ رہا تھا جیسے کوئی شخص اپنے زخموں کو چھپاتے چھپاتے تھک گیا ہو، لیکن پھر بھی خود کو ٹوٹنے نہیں دے رہا۔

انابیہ نے وہ لرزتے ہوئے لہجے میں بولی، "عرش... تم رو رہے ہو؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اُس کی آنکھوں میں حیرت اور دل میں ایک ان کہی کسک تھی۔ مگر عرش اب بھی خاموش رہا، جیسے الفاظ اُس کے لبوں تک آ کر دم توڑ گئے ہوں۔ وہ صرف اپنے آنسوؤں کو روکنے کی ضد میں تھا، جیسے کمزوری ظاہر کرنا اُس کے وقار کے خلاف ہو۔

انابیہ نے اُس کی خاموشی کو توڑتے ہوئے، ایک ہلکی سی مسکراہٹ لبوں پر سجائی، اور دھیرے سے کہا، "بہہ جانے دو ان آنسوؤں کو، روکو مت... میں یہ کبھی نہیں کہوں گی کہ مرد رویا نہیں کرتے"

عرش نے ایک لمحے کو آنکھیں بند کیں، جیسے اندر کا طوفان قابو میں کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ اُس کے آنسو پلکوں پر ٹھہر گئے تھے مگر بہنے نہ پائے، جیسے وہ بھی اُس کے ضبط کی زنجیروں میں جکڑے ہوں۔ گہری سانس لے کر اُس نے دھیرے سے کہا، آواز میں لرزش اور دل میں کرب کی شدت جھلکتی تھی۔ "کوئی بات نہیں... یہ سب تو ہونا ہی تھا۔ تمھاری خوشی اور سکون کے بیچ آ کر میں کیسے سکون سے رہ سکتا تھا؟" اُس کے لہجے میں اتنی بے بسی تھی کہ دیواریں بھی گونج اٹھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انابیہ نے جھٹکے سے قدم آگے بڑھائے، اُس کی آنکھوں میں نمی تھی، "ایسا مت بولو، پلیز عرش...!" اُس کی آواز ٹوٹ گئی، جیسے کوئی شکستہ ساز بج رہا ہو۔

عرش نے اُس کی طرف دیکھا نہیں، مگر اُس کی آواز میں ایک ایسی تھکن تھی جو برسوں کے دکھ اور پچھتاوے کا حاصل لگ رہی تھی۔ اُس نے دھیمی، مگر پُراثر آواز میں کہا، "خیر... جو تم نے کیا، اُس کا مجھے کوئی پچھتاوا نہیں۔ لیکن جو میں نے کیا ہے... اُس کا بوجھ مجھے سانسوں کے ٹوٹنے تک ستاتا رہے گا۔" کہہ کر اُس نے ایک بھاری سانس لی، جیسے دل پر رکھا کوئی بوجھ لمحے بھر کے لیے مزید وزنی ہو گیا ہو۔ پھر وہ دھیرے سے ایک قدم پیچھے ہٹا۔ اُس کی نظریں اب بھی زمین پر جمی تھیں، اور وجود شکستہ سا لگ رہا تھا۔ انابیہ نے لب کھولے، جیسے اُسے روکنا چاہتی ہو، مگر الفاظ گلے میں ہی اٹک گئے۔ عرش نے آہستہ سے پلکیں جھپکائیں، اور بنا پلٹے کمرے کی طرف پیٹھ موڑ لی۔

عرش اپنے بوجھل قدموں کو گھسیٹتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ اُس کے وجود سے تھکن اور شکستہ دلی صاف جھلک رہی تھی۔ جیسے در و دیوار بھی اُس کی حالت کو بھانپ چکے ہوں، کمرہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اُسے اجنبی سا لگ رہا تھا۔ ہر شے پر سنّاٹے کی تہہ جمی ہوئی تھی، اور وہ سنّاٹا اُس کے دل کے شور کو اور زیادہ بڑھا رہا تھا۔ عرش نے کپکپاتے ہاتھوں سے کوٹ اُتارا اور بے دھیانی میں بیڈ کے کونے پر رکھ دیا۔ خود بھی وہ دھیرے سے بیڈ کے کنارے پر آ بیٹھا۔ لمحہ بھر ضبط کرتا رہا مگر پھر اُس کی آنکھوں کے بند باندھ ٹوٹ گئے۔ آنسو سیلاب کی طرح بہنے لگے، اور اُس کے وجود پر پچھتاوے کا پہاڑ مزید بھاری ہو گیا۔ اُس کے سسکنے کی آوازیں کمرے کی خاموشی میں گھل گئیں، جیسے کمرہ بھی اُس کے ساتھ رو رہا ہو۔ چند لمحے یوں ہی گزرے کہ صرف آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کی نمی باقی رہی۔ اچانک دروازے پر ہلکی سی دستک اور آواز ابھری۔ "بھائی، کھانے کے لیے نیچے آجائیے..." یہ انشاء کی آواز تھی۔ وہ دروازے پر کھڑی تھی، اُس کے لہجے میں معصومیت اور فکر دونوں جھلک رہے تھے۔

عرش نے جھٹکے سے ہاتھ آنکھوں پر رکھے اور گھبراہٹ میں کہا۔ "مجھے بھوک نہیں ہے۔"

انشاء کے قدم رُکے نہیں، وہ آگے بڑھی۔ اُس نے ہلکی سی حیرت سے پوچھا۔ "بھائی... آپ رو رہے ہیں؟"

عرش سیدھا ہو کر بیٹھ گیا، جیسے اپنی کمزوری چھپانے کی کوشش کر رہا ہو۔ آواز کو مضبوط بنانے کی ناکام کوشش میں بولا۔ "ن... نہیں۔"

انشاء قریب آئی، اُس کی نظریں عرش کے بھیگے چہرے پر جمی تھیں۔ "سچ بتائیے، بھائی۔" اُس نے نرم مگر ضدی لہجے میں کہا۔

عرش نے بے ساختہ ہنسی کو اوپر لانے کی کوشش کی، مگر وہ زبردستی کی تھی۔ "نہیں... بس آنکھ میں کچرا چلا گیا تھا۔" اُس نے ہاتھوں سے آنکھیں مسلیں اور بیڈ کے کنارے دونوں پاؤں ٹکا کر بیٹھ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انشاء نے خاموشی سے اُسے دیکھا اور دھیرے سے کہا۔ "میں جانتی ہوں بھائی... یہ آنسو کسی کچرے کی وجہ سے نہیں، یہ ائزل کی وجہ سے ہیں۔" عرش نے چونک کر ایک لمحے کے لیے اُس کی طرف دیکھا، نگاہوں میں حیرت اور بے بسی کی جھلک تھی، لیکن پھر فوراً نظریں جھکا لیں، جیسے فرش ہی اُس کے دل کی شکستگی کو سہہ رہا ہو۔ انشاء نے دھیرے سے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور نرم لہجے میں کہا۔ "یہ بات... انابیہ نے مجھے بتائی تھی۔"

عرش کے وجود میں ایک جھٹکا سا آیا۔اُس نے فوراً سیدھا ہو کر بیٹھنے کی کوشش کی، دونوں پاؤں بیڈ کے کنارے سے زمین پر ٹکا دیے اور دونوں ہاتھوں کو پیالے کی صورت میں چہرے پر رکھ لیا۔اُس کی لرزتی آواز کمرے میں گونجی۔"میں...میں بہت بڑی غلطی کر بیٹھا ہوں،انشاء..."

انشاء کے دل پر بھی یہ جملہ بھاری اترا،مگر اُس نے مضبوطی سے کہا۔"نہیں بھائی،آپ کی کوئی غلطی نہیں ہے۔"

عرش نے اچانک ہاتھوں کے حصار میں سے آواز نکالی،اُس کی ہچکیوں میں چھپے درد نے جملے کو اور زیادہ کچل دیا۔"ہیں...!!!کوئی جا کے بتائیں ائزل کو...کہ کتنی شدت سے محبت کی ہے میں نے اُس سے..."کہہ کر اُس کے آنکھوں سے آنسو ٹوٹے موتیوں کی طرح بہنے لگے۔انشاء کا دل بھر آیا،مگر اُس کی زبان پر اچانک تلخی اتر آئی۔اُس نے بے ساختہ کہا۔"کوئی ضرورت نہیں بھائی...!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عرش نے چونک کر اُس کی طرف دیکھا، آنکھیں لال، گال بھیگے ہوئے، مگر انشاء کے لہجے کی تلخی آہستہ آہستہ نرمی میں ڈھلنے لگی۔ اُس نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا:

"بھائی، یہ دنیا بُری نہیں ہے... لیکن اس میں رہنے والے لوگ بہت ظالم ہیں۔ انہیں اگر حقیقت کا آئینہ دکھا بھی دو نا... تو وہ اُس میں بھی جھوٹ تلاش کر لیں گے۔ اور جھوٹ کے بنے سراب پر... اندھا یقین کر لیں گے۔" اُس نے ایک لمحہ رُک کر، نم لہجے میں مزید کہا۔ "اور بھائی... اُس کے دیے ہوئے دھوکے کو... نظر انداز بھی تو نہیں کیا جا سکتا، نا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ سن کر عرش نے بے اختیار سر اوپر اٹھایا۔ اُس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا، آنکھوں میں نہ ختم ہونے والا کرب تیر رہا تھا۔ "اور دھوکے کے پیچھے کی مجبوری... اُسے بھی تو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا...!" عرش نے سیدھا ہو کر بیٹھنے کی کوشش کی، جیسے دل کے بوجھ کو الفاظ میں ڈھال رہا ہو۔ اُس کی آواز میں ایسا درد تھا جو ہر سننے والے کو توڑ ڈالے۔ "خدا نے مجھے سب کچھ دیا ہے... دولت، عزت، مقام... میں ہر خوشی خرید سکتا ہوں۔ مگر...

اُس ایک شخص کی محبت کے لیے میں فقیر سا ہو گیا ہوں۔" وہ رُک کر ہچکیوں میں ڈوبا، پھر ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ بولا۔ "مجھ سے میرا سب کچھ لے لو... بس مجھے اُس ایک انسان کی محبت عطا کر دو..." کہہ کر وہ پھر رونے لگا، لیکن اس بار اُس کی سسکیاں پورے کمرے کو بھگو رہی تھیں۔

✧....✧....✧

شفق کی ہلکی روشنی ابھی آسمان پر بکھرنی شروع ہی ہوئی تھی کہ قصرِ ظفر کے آنگن میں صبح کی روانگی کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں۔ انابیہ بیگز تھامے آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترتی ہوئی نیچے آئی۔ اُس کے چہرے پر ہلکی مسکراہٹ ضرور تھی مگر آنکھوں میں چھپی نمی اُس کے دل کی کیفیت کو ظاہر کر رہی تھی۔ ہریرہ آگے بڑھیں اور انابیہ کو گلے سے لگا لیا۔ ہریرہ نے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا۔ "خیال رکھنا"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چند قدم دور کھڑے ظہیر کے ہونٹوں پر بھی ایک ہلکی مگر بوجھل سی مسکراہٹ ابھری۔ اُنہوں نے نرم لہجے میں کہا۔"یوں لگتا ہے جیسے آج پھر کوئی رخصتی ہو رہی ہے..."یہ جملہ ہوا میں ایک لمحے کو ٹھہر سا گیا۔انابیہ کے ہونٹوں پر ہلکی ہنسی آئی اُس نے اپنی پلکوں پر جمع بوندوں کو انگلی سے صاف کیا۔ پھر آہستہ سے بولی۔"ہم تو پردیسی بیٹیاں ہیں... ہر بار الوداع کہنا پڑتا ہے... ہر بار رخصتی لینی پڑتی ہے۔" کہتے ہوئے وہ ایک لمحے کو رکی، گھر کی چوکھٹ پر آخری بار نظریں دوڑائیں، پھر دھیرے دھیرے قدم باہر کی سمت بڑھا دیے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایئر پورٹ کی کرسیوں پر وہ دونوں پہلو بہ پہلو بیٹھے تھے۔ارد گرد مسافروں کی آوازیں، سامان کے پہیے گھسٹنے کی کھڑ کھڑاہٹ اور اسپیکرز سے وقفے وقفے سے اُبھرتے اعلانات ماحول میں گھلے ہوئے تھے۔روحان جیب سے فون نکال کر یوں ہی پوسٹس اسکرال کر رہا تھا۔انابیہ نے گردن تھوڑی جھکا کر اُس کے فون کی اسکرین پر نظر ڈالی اور ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔"کیا دیکھ رہے ہو اتنی توجہ سے؟"

"بس بُو نہی۔" روحان نے بے نیازی سے کہا۔ انابیہ نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی، پھر اچانک سیدھی ہو کر ہاتھ آگے بڑھایا۔ "اچھا، ذرا دکھاؤ مجھے بھی۔"

روحان نے فوراً ابرو سکیڑ کر اُس کی طرف دیکھا۔ "اب کیا، فون چیک کرنا چاہتی ہو؟"

"ہاں، لاؤ نا۔" انابیہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

روحان نے ایک گہری، مگر مصنوعی سی سانس بھری اور فون اُس کے ہاتھ میں تھما دیا۔ انابیہ تیزی سے اسکرین پر انگلیاں پھیرنے لگی۔ کچھ لمحے بعد اُس نے اچانک سر جھٹک کر کہا۔ "خدا رحم کرے... یہ کیا ہے؟ تمھاری فیڈ میں ساری لڑکیوں کی تصویریں ہی تصویریں ہیں!"

روحان ہنس پڑا، اُس کے ہونٹوں کے کنارے شرارت سے مڑ گئے۔ "ہاں ہاں، سب کی سب پسند ہیں مجھے۔"

انابیہ نے فوراً فون بند کر دیا اور اُس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ "واہ جی! اچھا تو پھر سنو... لڑکوں کو چار نکاح کی اجازت ہے۔ ایک تو میں ہوں، باقی تین بھی کر لو۔"

روحان نے چند لمحے اُسے غور سے دیکھا، جیسے اُس کی بات میں چھپی گہرائی کو پرکھ رہا ہو۔ پھر ہنستے ہوئے بولا۔ "واقعی؟ اتنی خوشی ہوگی تمھیں؟"

انابیہ نے شرارت سے آنکھیں پھیریں۔ "ہاں بالکل، اپنے شوہر کے نکاح میں شریک ہو کر مجھے تو بڑی خوشی ہوگی۔"

روحان نے مسکرا کر سر جھٹکا۔ "اچھا تو چلو... کر ہی لیتا ہوں پھر۔"

انابیہ نے چونک کر اُس کی طرف دیکھا۔ "مطلب واقعی کرنی ہیں؟ پھر بتاؤ، تین بیویوں کو کیسے سنبھالو گے؟"

روحان نے ہنستے ہوئے ہاتھ ہوا میں لہرایا۔ "آسان سا طریقہ ہے۔ ایک کو سر پر بٹھاؤں گا، ایک کو کندھے پر، اور ایک کو پیٹھ پر۔"

انابیہ نے پلکیں جھپکائیں، پھر دھیرے سے اُس کے قریب ہو کر بولی۔ "اور مجھے...؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

روحان نے لمحے بھر کو اُس کی آنکھوں میں دیکھا۔ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ آہستگی سے کہا۔ "تمھیں... میں گود میں اٹھالوں گا۔" یہ جملہ نکلتے ہی ایک لمحے کے لیے خاموشی چھا گئی۔ انابیہ کا دل جیسے ایک دھڑکن رک گیا ہو۔ لیکن اگلے ہی پل ایئر پورٹ کے اسپیکر سے اعلان ہوا۔ روحان نے فوراً اٹھتے ہوئے کہا۔ "چلو" وہ جیب میں ہاتھ ڈالے چند قدم آگے بڑھ گیا۔ انابیہ بھی خاموشی سے اُس کے پیچھے چلنے لگی۔ اُس کی نظریں مسلسل روحان کے وجود پر جمی رہیں۔

جہاز کی نرمی سے اوپر اُٹھتی ہوئی پرواز جیسے فضا کو چیر کر آگے بڑھ رہی تھی۔ کھڑکی کے پار بادلوں کا ایک سمندر پھیلا ہوا تھا، کبھی دھوپ کی کرنیں اُن پر چمکتی اور کبھی وہ دھیرے دھیرے سیاہی کی لپیٹ میں چھپ جاتے۔ انابیہ ونڈو سیٹ پر بیٹھی گم سم باہر دیکھ رہی تھی۔ اُس کی نظریں بادلوں کے اُتار چڑھاؤ میں الجھی ہوئی تھیں، جیسے دل کی کیفیت بھی اُنہی کی طرح بہک رہی ہو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ دیر بعد اُس نے رخ موڑا، اور اُس کی نظر روحان کے ہاتھ پر جا ٹھہری۔ تین انگلیوں پر سفید پٹیاں لپٹی ہوئی تھیں۔ اُس کی بھنویں سمٹ گئیں۔ وہ آہستگی سے جھک کر دیکھنے لگی، پھر نرم لہجے میں پوچھا۔ "یہ... کیا ہوا تمھیں؟"

روحان نے ذرا سا ہاتھ ہلایا اور مدھم آواز میں جواب دیا۔ "کچھ نہیں، چاقو لگ گیا تھا۔"

انابیہ نے حیرت سے لب ہلائے اور زیرِ لب دہرایا۔ "چاقو؟"

پھر ذرا اونچی آواز میں بولی۔ "چاقو کے ساتھ کر کیا رہے تھے تم؟"

روحان نے نظر اُٹھائے بغیر ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ "خودکشی کر رہا تھا۔" اُس کی آواز میں شوخی اور گہرائی کا عجیب امتزاج تھا۔

یہ سن کر انابیہ نے گہری سانس کھینچی اور چہرہ کھڑکی کی طرف موڑ لیا۔ "اتنا شوق تھا تو گلا کاٹتے" انابیہ کی مدھم آواز روحان کے کانوں تک پہونچی ضرور لیکن اُس کا کوئی ردِ عمل نہ تھا۔

باہر بادلوں کے دھندلے منظر میں اُس کی آنکھیں ڈوبنے لگیں۔ روشنی تیز تھی، اُس کی پلکیں بوجھل ہونے لگیں۔ وہ اچانک کرسی سے ٹیک لگا کر پیچھے ہو گئی۔

روحان نے فوراً سر موڑا اور اُسے غور سے دیکھا۔ "کیا ہوا؟" انابیہ نے آدھی بند پلکوں کے درمیان سے آہستہ سا کہا۔ "نیند آ رہی ہے..."

روحان نے شانوں کو ذرا سا جھٹکا اور ہلکی بے نیازی کے ساتھ کہا۔ "تو پھر سو جاؤ۔" انابیہ نے پل بھر کو اُس کی طرف دیکھا۔ اُس کی آنکھوں میں معصوم سا سوال تھا، جیسے یقین چاہ رہی ہو۔ "سچ؟" روحان کی نظر اب بھی نیچے تھی۔ اُس نے بس ہلکی سی جنبش کے ساتھ سر ہلایا۔ اُس ایک اشارے نے انابیہ کو جیسے اجازت دے دی۔ وہ آہستگی سے جھکی اور اپنا سر اُس کے کندھے پر رکھ دیا۔

انابیہ نے حیرت سے لب ہلائے اور زیرِ لب دہرایا۔ "چاقو؟"

پھر ذرا اونچی آواز میں بولی۔ "چاقو کے ساتھ کر کیا رہے تھے تم؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

روحان نے نظر اُٹھائے بغیر ہلکا سا قہقہہ لگایا۔"خود کشی کر رہا تھا۔"اُس کی آواز میں شوخی اور گہرائی کا عجیب امتزاج تھا۔

یہ سن کر انابیہ نے گہری سانس کھینچی اور چہرہ کھڑکی کی طرف موڑ لیا۔"اتنا شوق تھا تو گلا کاٹتے"انابیہ کی مدھم آواز روحان کے کانوں تک پہونچی ضرور لیکن اُس کا کوئی ردِ عمل نہ تھا۔

باہر بادلوں کے دھندلے منظر میں اُس کی آنکھیں ڈوبنے لگیں۔روشنی تیز تھی،اُس کی پلکیں بوجھل ہونے لگیں۔وہ اچانک کرسی سے ٹیک لگا کر پیچھے ہو گئی۔

روحان نے فوراً سر موڑا اور اُسے غور سے دیکھا۔"کیا ہوا؟"انابیہ نے آدھی بند پلکوں کے درمیان سے آہستہ سا کہا۔"نیند آ رہی ہے..."

روحان نے شانوں کو ذرا سا جھٹکا اور ہلکی بے نیازی کے ساتھ کہا۔"تو پھر سو جاؤ۔"انابیہ نے پل بھر کو اُس کی طرف دیکھا۔اُس کی آنکھوں میں معصوم سا سوال تھا،جیسے یقین چاہ رہی ہو۔"سچ؟"روحان کی نظر اب بھی نیچے تھی۔اُس نے بس ہلکی سی جنبش کے ساتھ سر ہلایا۔

اُس ایک اشارے نے انابیہ کو جیسے اجازت دے دی۔ وہ آہستگی سے جھکی اور اپنا سر اُس کے کندھے پر رکھ دیا۔

جہاز سے اُترنے کے بعد جب وہ دونوں لندن ایئر پورٹ کی وسیع و عریض عمارت سے باہر نکلے تو ایک سرد ہوا نے اُن کا استقبال کیا۔ ہواؤں میں نمی اور خنکی تھی، جیسے شہر نے بارش کی خوشبو اپنے دامن میں سمیٹ رکھی ہو۔ باہر پارکنگ ایریا میں گاڑیوں کی قطاریں کھڑی تھیں، لائٹس کی چمک اور لوگوں کی آوازوں کا شور ایک الگ ہی منظر تخلیق کر رہا تھا۔

روحان نے ٹرالی دھکیلی، اُس پر انابیہ کے بیگز سلیقے سے رکھے تھے۔ انابیہ خاموشی سے اُس کے ساتھ قدم سے قدم ملاتی ہوئی چل رہی تھی۔ اُس کی نظریں کبھی آسمان کی طرف اُٹھ جاتیں، جہاں بادلوں کی ہلکی تہہ چھائی تھی، اور کبھی اِدھر اُدھر کے مسافروں پر پڑ جاتیں جو اپنے اپنے راستوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ وہ دونوں کار میں جا بیٹھے۔ شہر کی سڑکوں پر گاڑی رواں ہو گئی۔ اطراف میں اونچی عمارتیں روشنیوں سے جگمگا رہی تھیں۔ کہیں کہیں کرسمس کی سجاوٹ اب بھی باقی تھی، اور درختوں پر لٹکی روشنیاں ہوا کے ساتھ جھوم رہی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھیں۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے سفر کے بعد گاڑی گھر کے سامنے رکی۔ انابیہ جلدی سے دروازہ کھولے اندر چلی گئی۔

روحان نے کمرے میں قدم رکھا،اس کے اندر ایک تھکن تھی جو سفر کی نہیں،روح کی تھی۔ وہ سیدھا چلتا ہوا بیڈ پر جا گرا اور پلکیں موند لیں۔ ابھی اس کے وجود نے پوری طرح آرام کی چادر اوڑھی بھی نہ تھی کہ انابیہ کی آمد ہوئی۔ وہ ایک پرسکون آہٹ کے ساتھ داخل ہوئی،ہاتھ میں کپڑوں کا ایک جوڑا تھا اور قدموں میں واش روم کی طرف جانے کی جلدی۔ وہ لباس بدل کر واش روم سے نکلی اور اس کا ارادہ تھا کہ دروازے سے باہر کی طرف اپنے قدم بڑھا دے۔ تبھی،بیڈ پر لیٹے روحان کی مدھم آواز نے اسے اپنی جگہ پر میخ کر دیا۔ "کہاں جا رہی ہو؟" روحان کی آواز میں تھکاوٹ اور ایک ہلکا سا حق تھا،گویا وہ اجازت نہیں،صرف اطلاع طلب کر رہا ہو۔ اس آواز پر انابیہ کے قدم وہیں رک گئے،اور وہ پلٹ کر روحان کی طرف متوجہ ہوئی۔ "کچن میں امی کی ہیلپ کرنے کے لیے،" انابیہ نے سادگی سے جواب دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ابھی ابھی آئے ہیں، آرام کر لو۔"روحان نے کروٹ بدل کر اسے دیکھا۔"جناب!"انابیہ نے اس کے لہجے کی ملائمت کا لطف لیتے ہوئے کہا،اور قدم بیڈ کی طرف بڑھا دیے۔"آرام کی ضرورت آپ کو ہے،میں تو پورے راستے سو ہی رہی تھی۔"

"ہمم،میرا کندھا جو مل گیا تھا"روحان نے سر کو ہلکی سی جنبش دی،اس کی آواز میں ایک پوشیدہ وارفتگی تھی۔

"اتنی پرابلم تھی تو ہٹا دیتے،"انابیہ نے اس کے اس اعتراف کو ہلکا کرنے کی کوشش کی،مگر اس کی آواز میں ایک شیریں جھجھک تھی۔

روحان نے ایک لمحے کے لیے اپنی نظریں اوپر اٹھائیں اور انابیہ کی آنکھوں میں دیکھا،

"پرابلم ہوتی تو ضرور ہٹا دیتا۔"

روحان کی اس بات میں ایک غیر اعلانیہ اپنائیت تھی،ایک وہ تعلق جسے زبان دینا ضروری نہیں ہوتا۔انابیہ اس کی بات سن کر ایک ٹک اسے دیکھتی رہی۔اس کی آنکھوں میں ہزاروں سوال تھے جنہیں روحان کے اس صاف اعتراف نے یکلخت خاموش کر دیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

روحان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ انابیہ بیڈ کے قریب کھڑی تھی،اور روحان کا رخ اب کمرے میں موجود کتابوں کی الماری کی جانب تھا۔

"ویسے،"انابیہ نے جیسے ایک لمحے میں خود کو سنبھالا،سر کو جھٹک کر ایک ہلکی سی سانس بھری اور سوال کیا۔"کیا تمھیں سچ میں تین اور نکاح کرنے ہیں روحان؟"سوال میں ایک معصومیت تھی،جس میں کوئی طنز نہیں تھا،کوئی غصہ نہیں تھا،صرف معصوم تجسس تھا، روحان نے اچانک پلٹ کر لمحے بھر انابیہ کو دیکھا۔اس کی آنکھوں میں حیرت،ایک غیر متوقع مسرت اور انابیہ کی سادگی کا والہانہ اعتراف گھل مل گیا۔ پھر اس کے لبوں پر ایک ہلکا سا قہقہہ بکھر گیا۔"تم اب تک وہی بات سوچ رہی ہو؟"روحان نے حیرت اور تفریح کے ملے جلے انداز میں پوچھا۔

"ہاں،"انابیہ نے نہایت سادہ اور ایماندارانہ لہجے میں کہا۔

"کیوں؟"روحان نے اس بار اپنے ہاتھ میں کتاب لی اور الماری سے پلٹ کر بیڈ کی جانب قدم بڑھائے۔انابیہ نے ٹھنڈی سانس چھوڑی،اور نظریں فرش پر جما دیں،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پتہ نہیں کیوں؟ پہلی بار جیلیسی ہو رہی ہے مجھے۔"

یہ ایک چھوٹا جملہ تھا، مگر اس میں تعلق کا ایک نیا موڑ پنہاں تھا۔ یہ محض حسد نہیں تھی یہ ایک غیر اعلانیہ ملکیت کا احساس تھا۔

روحان نے بات کو مزید لمبا نہیں کھینچا۔ اسے انابیہ کا یہ معصوم اعتراف شاید اس کی توقع سے زیادہ قیمتی لگا تھا۔ وہ بیڈ پر واپس نیم دراز ہو گیا، اپنی کتاب کھول لی اور نہایت سکون اور اطمینان سے بولا۔ "اچھا، خیر... میرے لیے ایک ہی کافی ہے۔" یہ چند الفاظ تین اور نکاح کی تمام بحث کو ایک لمحے میں ختم کر گئے، انابیہ کے ہونٹوں پر ایک ہلکی سی مسکان نمودار ہوئی ایک ایسی مسکان جو اس بات کو جذب کر رہی تھی، اسی جذب کے عالم میں، وہ آہستگی سے پلٹی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس کے قدموں میں اب پہلے جیسی جلدی نہیں تھی، بلکہ ایک اطمینان اور ہلکا پن تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انابیہ دروازے کی طرف بڑھنے کے بعد تیز قدموں سے چلتی ہوئی کچن کے دہلیز پر جا پہنچی۔ اندر، آمنہ کچن کے سامنے کھڑی، کھانا بنانے میں مصروف تھی۔ کچن میں تیل اور مسالوں کی ہلکی سی خوشبو پھیلی ہوئی تھی جو گھر کی گرمجوشی کا احساس دلاتی تھی۔

"امی، میں کچھ ہیلپ کر دوں؟" انابیہ نے اندر داخل ہوتے ہوئے پوچھا، اس کی آواز میں ایک تازہ دم توانائی تھی۔ آمنہ نے پلٹ کر دیکھا، ان کے چہرے پر ایک نرم مسکراہٹ تھی۔ "ابھی تو آئی ہو بیٹا، یہ میں کر لوں گی۔ تم جاؤ، آرام کر لو۔" ان کا لہجہ محبت اور فکر سے پُر تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں بہت آرام کر چکی ہوں امی،" انابیہ کچن کے قریب کھڑی ہوئی۔ اس نے دیکھا کہ آمنہ ابھی بھی مصروف ہیں۔ "آپ یہ رہنے دیں، میں کر لوں گی۔" کہتے ہوئے، انابیہ نے نہایت پیار سے آمنہ کے ہاتھوں سے کلچی اپنے ہاتھ میں لے لی۔

آمنہ نے مزاحمت نہیں کی۔ انہوں نے صرف بیٹی کا اصرار دیکھا، اور ایک خوشگوار شکست تسلیم کر لی۔ "ٹھیک ہے، لیکن میں بھی مدد کرتی ہوں تمہاری،" آمنہ وہیں کھڑی رہیں،

کافی وقت گزرتا رہا۔ دونوں کے ہاتھوں کی مشترکہ محنت سے طرح طرح کے کھانے تیار ہو چکے تھے۔ انابیہ نے ہاتھ پانی سے دھو کر صاف کیے اور ایک نظر گھڑی پر ڈالی۔ ساڑھے آٹھ کے قریب کا وقت ہو رہا تھا۔ دن کا پر سکون حصہ اب رات کی سرگرمی میں بدل رہا تھا۔

وہ تیز رفتاری سے کمرے کی جانب بڑھی۔ اس کے قدموں میں اب وقت پر کام ختم کرنے کی جلدی تھی۔ کمرے میں، روحان اب بھی بیڈ پر نیم دراز تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں کتاب تھی اور اس کی نظریں کتاب کے اوراق پر اس طرح جمی ہوئی تھیں جیسے وہ دنیا کے تمام مسائل سے بے خبر، صرف ان الفاظ میں گم ہو چکا ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"روحان، کھانے کے لیے نیچے چلو" انابیہ نے نرمی سے کہا اور قدم اندر کی جانب بڑھائے۔ اس کی آواز میں تھکن نہیں تھی، صرف ایک شفیق دعوت تھی۔ "نہیں، مجھے نہیں کھانا،" روحان نے کتاب سے نظریں اٹھائے بغیر جواب دیا، گویا دنیاوی ضرورتیں اس کے لیے بے معنی تھیں۔

"کیوں نہیں کھانا؟"انابیہ سیدھی اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔اس کے لہجے میں اب وہ نرمی نہیں رہی تھی،بلکہ ایک پریشان کن تاکید تھی۔

روحان نے دھیرے سے نظریں کتاب سے ہٹائیں اور انابیہ کی طرف دیکھا۔اس کی آنکھوں میں ایک بھولا بھٹکا سا درد تھا۔"میرے دائیں ہاتھ میں لگی ہے انابیہ، کیسے کھاؤں گا؟"روحان نے یہ کہتے ہوئے اپنا دایاں ہاتھ ہلکا سا اوپر اٹھا کر دکھایا،اور اس میں موجود ریشمی پٹی کی طرف اشارہ کیا۔

اس کی بات سن کر انابیہ کے چہرے پر فکرمندی پھیل گئی۔"تو،اس کا مطلب ہے تم کھانا نہیں کھاؤ گے؟"انابیہ نے سوال دہرایا،اُس کے چہرے پر فکرمندی کی لکیریں گہری ہو گئیں تھیں۔"کیا میں کھلادوں؟"انابیہ نے نہایت نرمی اور احتیاط سے پوچھا،جیسے وہ اس کی تکلیف میں اپنا حصہ ڈالنا چاہتی ہو۔

"نہیں،کوئی بات نہیں،"روحان نے فوراً انکار کیا،اور ایک بار پھر اپنی نظریں کتاب کے اوراق پر جما دیں۔وہ اپنے دکھ اور ضرورت کو چھپانے کا عادی تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"چپ کرو!" انابیہ نے اچانک ایک تلخی کے ساتھ کہا۔ اس کے لہجے میں غصہ نہیں، بلکہ مضبوط ارادے کی جھلک تھی۔ "میں کھانا لا رہی ہوں۔" کہہ کر، اس نے مزید بحث کی گنجائش نہیں چھوڑی اور پلٹ کر تیزی سے باہر نکل گئی۔

وہ نیچے پہنچی، پلیٹ میں کھانا نکالا، اور اوپر جانے کے لیے قدم اٹھائے۔ سیڑھیوں کے قریب ہی آمنہ نے اسے روکا۔

"روحان کے لیے لے جا رہی ہو؟" آمنہ نے سوال کیا، ان کی آنکھوں میں ایک خاموش تجسس تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں... آپ کھالیں، میں تھوڑی دیر میں کھالوں گی،" انابیہ نے اپنی بات عجلت میں کہی اور مزید کسی بات کا موقع دیے بغیر اوپر چلی آئی۔ اس کا ارادہ اٹل تھا۔

کمرے میں، روحان اب بھی کتابوں میں گم تھا، اس کی یکسوئی قابل دید تھی۔ انابیہ چپ چاپ پلیٹ لیے اس کے سامنے بیڈ پر جا بیٹھی۔ "لاؤ اِدھر،" انابیہ نے حکم کے انداز میں کہا، اور

روحان کے ہاتھوں سے کتاب لے کر ایک طرف رکھ دی۔ "جب دیکھو تب کتابوں میں کھوئے رہتے ہو۔" اس کے لہجے میں ہلکی سی شکایت تھی۔

"عشق ہے مجھے کتابوں سے،" روحان نے سر کو ہلکی سی جنبش دی، اس کی آنکھوں میں کتابوں کے لیے ایک سچا جذبہ تھا۔

"ایسا بھی کون سا عشق جو ہر وقت کھو جاتے ہو" انابیہ نے ایک معصومیت بھری ڈانٹ دیتے ہوئے کہا اور پہلا لقمہ بنا کر روحان کے منہ کی جانب بڑھایا۔ یہ لقمہ صرف کھانا نہیں تھا، بلکہ ایک ناگفتہ بہ خدمت کا آغاز تھا۔ روحان نے اپنا منہ کھول کر وہ لقمہ قبول کیا۔

"یہی تو چھوٹی سی دنیا ہے میری، جس میں سکون ہی سکون ہے،" روحان نے چباتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز میں ایک گہرا مفہوم چھپا تھا۔ جیسے وہ اعتراف کر رہا ہو کہ باہر کی دنیا کی بے چینی سے بچ کر وہ ان اوراق میں پناہ لیتا ہے۔

"کتنی کتابیں پڑھ چکے ہو اب تک؟" انابیہ نے دوسرا لقمہ بناتے ہوئے پوچھا، اب اس کے لہجے میں نرمی اور بات چیت کا رجحان تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ دیکھو،"روحان نے منہ میں لقمہ رکھتے ہوئے،اپنے ہاتھ سے سامنے موجود کتابوں کی الماری کی طرف اشارہ کیا۔الماری،جہاں قطار در قطار کتابیں ایک دوسرے سے کندھا جوڑے کھڑی تھیں،اس کے عشق کا خاموش ثبوت تھیں۔"اوپر کی لائن چھوڑ کر نیچے کی ساری کتابیں پڑھ چکا ہوں میں۔"

انابیہ کی نظریں گھوم کر الماری کی جانب گئیں۔وہ کتابوں کا وسیع ذخیرہ دیکھ کر حیران رہ گئی،جیسے یہ کوئی عام الماری نہیں بلکہ ایک علم کا بحر بیکراں ہو۔اس کے لیے یہ بات ناقابل یقین تھی کہ ایک شخص اتنی کتابیں پڑھ کر انہیں اپنے ذہن میں محفوظ رکھ سکتا ہے۔پھر اس نے فوراً سر گھما کر دوسرا لقمہ روحان کی طرف بڑھایا۔اس کے چہرے پر ابھی بھی حیرت کا سائے تھے۔"سر میں درد نہیں ہوتا تمہارے؟"اس نے حیرت سے پوچھا۔اس کے نزدیک اتنا مطالعہ ایک تھکا دینے والا عمل ہونا چاہیے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سر درد نہیں، سکون ہے میرا،" روحان نے دوسرا لقمہ کھاتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں ایک اطمینان اور قلبی وابستگی تھی، گویا وہ کتابوں کو خوراک کی طرح اپنی روح کی غذا مانتا ہو۔

اس نے انابیہ کی طرف دیکھا اور مزید نرمی سے کہا، "تم بھی کھاؤ نہ۔" اس کا دھیان فوراً انابیہ کی طرف منتقل ہو گیا جو ابھی تک اپنے لیے کھانا نہیں کھا رہی تھی۔

انابیہ نے اثبات میں سر ہلایا۔ اس نے روحان کی کتابوں سے محبت اور اس کے سکون کو قبول کر لیا تھا۔ اس نے روحان کو لقمہ دینے کے بعد پلیٹ واپس اپنی طرف کھینچی اور خود بھی کھانے لگی۔

کھانا ختم ہونے کے بعد، انابیہ پلیٹ رکھ کر واپس کمرے میں آئی۔ قدم دھیمے تھے مگر اس کے دل میں ایک تازہ مسرت کا احساس تھا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر روحان پر پڑی، جو اب دوبارہ اپنے مخصوص عالم میں گم ہو چکا تھا۔ ہاتھ میں کتاب تھی اور کانوں میں ایئر فونز لگے ہوئے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے پہلے تو چونک کر اسے دیکھا یہ دو بالکل متضاد چیزیں تھیں جو روحان کی شخصیت کو مکمل کر رہی تھیں۔ پھر ایک خوشگوار حیرت کے ساتھ ہنستے ہوئے آگے بڑھی۔ روحان نے ترچھی نظر انابیہ پر ڈالی جو ہنستے ہوئے اس کی جانب آ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر ایک پوشیدہ سوال تھا۔ "کیا ہوا؟" اس نے ایک کان سے ایئر فون ہٹا کر پوچھا۔

"ہاتھوں میں کتاب اور کانوں میں میوزک!" انابیہ نے کہا اور پھر ہنس پڑی۔ اس کے لیے یہ منظر روحان کی پیاری سی عجیب عادت کا عکاس تھا۔

"میرے خیال سے تمھیں بھی ٹرائے کرنا چاہیے،" روحان نے ہلکی سی ہنسی ہنس کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں ایک دعوت تھی کہ وہ بھی اس سکون کی دنیا میں شامل ہو۔

"ٹھیک ہے، چلو دیکھ لیتے ہیں تمہاری دنیا" وہ بیڈ کے دوسری سائیڈ سے آئی اور روحان کے برابر میں ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ روحان آدھی کتاب پڑھ چکا تھا۔ انابیہ نے کتاب کے صفحات دیکھے اور ذرا تشویش سے کہا۔ "دوسری بک لوں نہ؟"

"کیوں؟" روحان نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ تم آدھی پڑھ چکے ہو، میں یہاں سے کیسے شروع کروں؟"اس کا سوال معصوم تھا اور مل کر پڑھنے کی خواہش کا اظہار بھی تھا۔ وہ روحان کی دنیا میں شروع سے داخل ہونا چاہتی تھی۔

"ٹھیک ہے"روحان نے سر ہلا کر بک بند کر دی۔ اس نے انابیہ کے احساس کا احترام کیا۔

"سامنے سے لے آؤ۔"

"کون سی؟"انابیہ نے سامنے کتابوں کی قطار دیکھتے ہوئے پوچھا۔"کوئی بھی جو تمھیں اچھی لگے، لے آؤ،"روحان نے اسے انتخاب کی مکمل آزادی دی تھی۔ اس کے کہنے پر، انابیہ بیڈ سے نیچے اتری اور سامنے کی الماری سے ایک کتاب کا انتخاب کیا۔"یہ پڑھتے ہیں،" کہتے ہوئے وہ واپس بیڈ کے قریب آئی اور وہ کتاب روحان کی طرف بڑھا دی۔

بیڈ سے ٹیک لگائے، وہ دونوں ایک دوسرے سے قریب بیٹھے تھے، مگر ان میں ایک ناقابل شکست فاصلہ حائل تھا۔ کمرے میں خاموشی کی گہری چادر تنی تھی، جسے توڑنے کی جرأت صرف ان کے بے ترتیب سانسوں کو تھی۔ ان کے بیچ کتاب رکھی کھلی ہوئی تھی، جو آدھی

روحان کے حصے میں تھی اور آدھی انابیہ کی طرف، گویا ان کی دو علیحدہ دنیاؤں کو جوڑنے کی یہ ایک ناکام کوشش تھی۔ روحان نے دھیرے سے اپنے دائیں کان سے ایئر فون نکالا۔ تار کی ہلکی سی جنبش خاموشی میں ایک نرم سرسراہٹ پیدا کر گئی، اور اس نے نہایت آہستہ سے وہ چھوٹا سا آلہ انابیہ کے ہاتھوں کی طرف بڑھا دیا۔ انابیہ نے ایئر فون لیا، اس کی انگلیوں نے روحان کی انگلیوں کا ایک مختصر لمس محسوس کیا۔ اس نے روحان کی طرف دیکھا، اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی تجسس تھی۔ "میوزک بھی؟" انابیہ نے دھیمی، تقریباً سرگوشی جیسی آواز میں پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں وہ حیرت جھلک رہی تھی جو اس کی عادات کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ "بہت عجیب ہو تم۔" اس کا لہجہ تعجب کا کم اور پوشیدہ پسندیدگی کا زیادہ تھا۔ وہ جانتی تھی کہ روحان کی ہر عجیب حرکت کے پیچھے کوئی گہرا راز چھپا ہوتا ہے۔

"ہمم،" روحان نے جواب میں ایک دبی ہوئی آواز نکالی۔ اس کے ہونٹوں پر ایک مصنوعی ہنسی آئی، جو فوراً ہی ختم ہو گئی، جیسے کوئی سایہ اچانک غائب ہو جائے۔ روحان کے دائیں کان میں اب بھی وہ ایئر فون لگا تھا جو اسے اس کی اپنی دنیا سے جوڑے ہوئے تھا۔ اور انابیہ کے

بائیں کان میں وہ ایئر فون تھا، روحان کی دنیا میں شامل ہونے کی ایک خاموش دعوت۔ ان کے درمیان نہ کوئی گفتگو تھی، نہ کوئی اعلان، صرف دو جُڑے ہوئے ایئر فونز کی ایک ہی دھن تھی جو ان کی تنہائیوں کو ایک مشترکہ راگ میں بدل رہی تھی۔ دونوں نے ساتھ ہی آغاز کیا۔ کانوں میں ایک ہلکی دُھن گونج رہی تھی بالکل مدھم، پس منظر کی آواز جیسی جو نہ تو مطالعے میں رکاوٹ بن رہی تھی اور نہ مکمل خاموشی کو آنے دے رہی تھی۔ دماغ کتاب کی ہر لائن میں غوطہ زن ہو رہا تھا۔ روحان کی آنکھیں، جو برسوں سے ان الفاظ کی تربیت یافتہ تھیں، تیزی سے پہلا صفحہ ختم کر چکیں۔ مگر انابیہ ابھی اس صفحے کی تیسری لائن پر ہی تھی۔ اس کے لیے یہ ایک نئی، دھیمی رفتار تھی۔

روحان صفحہ پلٹنے ہی والا تھا کہ انابیہ نے فوراً اپنے ہاتھوں کے نرم دباؤ سے اسے روک لیا۔

"کہاں چل رہا ہیں؟" روحان نے حیرت سے پوچھا۔

انابیہ نے کچھ کہے بغیر اپنی انگلی چوتھی لائن پر رکھ دی، ایک خاموش اشارہ کہ وہ ابھی بہت پیچھے ہے۔

"تمہاری رفتار واقعی بہت کم ہے،" روحان نے شائستگی سے کہا۔ اس کی بات پر انابیہ نے تیکھی نظروں سے اسے گھورا۔ "میری ٹھیک ہے، تمہاری رفتار زیادہ ہے۔" وہ بول کر پھر پڑھنے لگی، گویا یہ ایک چیلنج تھا جسے وہ شکست نہیں دے سکتی تھی۔ بالآخر، اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ آخری لائن پر جا پہنچیں۔ روحان نے ایک گہری سانس لے کر صفحہ پلٹا۔

"اب تھوڑا آرام سے پڑھو، پلیز،" انابیہ نے درخواست کی۔

روحان نے گلے سے "ہمم" کی آواز نکال کر رضامندی کا اظہار کیا، اور اپنی رفتار میں جان بوجھ کر کمی لے آیا۔ وقت کٹتا رہا۔ وہ دونوں پوری طرح کتاب میں ڈوب چکے تھے۔ باہر کی دنیا، کمرے کی خاموشی اور ان کے ارد گرد کی ہر چیز بے معنی ہو چکی تھی۔ وہ کتاب کی دنیا کے کرداروں اور حالات میں کھوئے ہوئے تھے اور کافی صفحے پڑھ چکے تھے۔

ان کی بے خبری کا عالم یہ تھا کہ جب انابیہ کی نگاہوں نے اتفاقاً گھڑی کی سوئیوں کی طرف دیکھا تو وہ ڈھائی کا وقت بتا رہی تھیں۔

"چلو، باقی کل پڑھیں گے۔" روحان نے یہ کہتے ہوئے کتاب بند کر دی۔ اس کی آواز میں اچانک سکون تھا، گویا اس نے اپنی دنیا کے دروازے لمحہ بھر کے لیے بند کر دیے ہوں۔

انابیہ کے چہرے پر ایک گہری مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ یہ مسکراہٹ محض خوشی کی نہیں تھی، اس نے روحان کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھا، نظریں اس کی طرف اٹھائیں اور مسکراتے ہوئے کہا۔ "سچ میں، بہت دلکش ہے تمہاری دنیا۔" یہ اعتراف انابیہ کا اس خاموش اور دانشورانہ دنیا کو قبول کرنے کا اعلان تھا۔ روحان نے بھی اس خاموش تعریف کے جواب میں ہلکا سا مسکرا دیا۔ اس کی مسکراہٹ میں اطمینان اور ایک بے نام وابستگی کا احساس تھا۔

"چلو، اسی بات پر چائے ہو جائے،" انابیہ نے ہنستے ہوئے پوچھا۔ وہ جانتی تھی کہ یہ محض مشروب نہیں، بلکہ لمحوں کو منانے کا ایک ذریعہ ہے۔ "اور تمہارے لیے کافی۔" انابیہ یہ کہتی ہوئی بیڈ سے اتری، اس کے قدموں میں ایک تازہ ولولہ تھا۔

"میرے لیے بھی چائے ہی لاؤ،" روحان نے اچانک ہی کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انابیہ نے پلیٹ کر حیرانی سے اسے دیکھا۔ روحان، جو ہمیشہ کافی پیا کرتا تھا، آج چائے مانگ رہا تھا۔ یہ ایک معمولی تبدیلی تھی، مگر انابیہ کے لیے یہ اشارہ تھا کہ روحان اپنے حصار سے باہر نکل رہا ہے۔ اس نے لمحہ بھر کے لیے روحان کی آنکھوں میں جھانکا، پھر مسکراتی ہوئی باہر چلی گئی۔ کچھ ہی دیر بعد، وہ ٹرے میں دو کپ بھاپ اُڑاتی ہوئی چائے لیے اندر آئی۔ چائے کی خوشبو نے کمرے کے ماحول کو اور بھی گرم جوش بنا دیا۔ "یہ لو،" اس نے ایک کپ روحان کی طرف بڑھایا۔

روحان نے کپ تھاما اور ایک گھونٹ اندر اتارا۔ چائے اس کے حلق سے نیچے اتری، اور فوراً ہی اس کے چہرے پر ایک عجیب سا منہ بن گیا۔

"پھیکی اور کڑوی چائے،" اس نے بولا۔ اس کی آواز میں وہی معصوم شکایت تھی جو ابھی کتاب کی رفتار پر تھی۔ گویا وہ انابیہ کی دنیا کی تمام سچائیوں کو بلا خوف بیان کر رہا تھا۔

"میں ایسی ہی چائے بناتی ہوں،" انابیہ نے ایک گھونٹ منہ میں بھرا۔ اس کے لہجے میں کوئی شرمندگی نہیں تھی، بلکہ اپنی سچائی کا ایک دلیرانہ اقرار تھا۔ "شکر کم، مسالا زیادہ۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"خیر، بُری نہیں ہے،" روحان نے عجیب سا منہ بنانے کے باوجود اعتراف کیا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ صرف چائے نہیں، بلکہ انابیہ کے مزاج کا ایک ٹکڑا پی رہا تھا۔

"ویسے، تم کب سے کتابیں پڑھ رہے ہو؟" انابیہ نے موضوع بدلا، اس کی آنکھوں میں اب بھی روحان کی دنیا جاننے کا تجسس تھا۔ "بچپن سے کتابوں میں ہوں میں انابیہ،" روحان نے اپنے کپ کو ہلکا سا جھٹکا دیا۔ "پہلے ڈاکٹری کے کورس کی کتابیں، اور وہ ختم ہونے کے بعد سے ناولز۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اوہ، تم اردو ناول نہیں پڑھتے؟"

"میں ہر طرح کے ناول پڑھتا ہوں، لیکن بہت وقت سے اردو ناول نہیں پڑھے۔ تین سال پہلے پڑھی تھی۔"

"کہاں ہے وہ ناول؟" انابیہ کی آواز میں اچانک دلچسپی پیدا ہو گئی۔

"سٹور روم میں رکھی تھی، لیکن امی نے صفائی کروائی تھی، اب پتہ نہیں۔"

"میرے لیے لاؤ نہ اردو ناول۔ شام میں تمہارے ساتھ یہ پڑھوں گی اور دوپہر میں بہت بور ہوتی ہوں تب وہ پڑھوں گی۔" انابیہ کے لہجے میں معصوم فرمائش اور ایک مشترکہ وقت کا مطالبہ تھا۔

"ٹھیک ہے،" روحان نے اپنا کپ ٹیبل پر رکھا۔ "میں لے آؤں گا۔" وہ یہ بول کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"کہاں جا رہے ہو؟" انابیہ نے اچانک سوال کیا۔

روحان نے رک کے کہا، "سونے۔"

"اگر کوئی پرابلم نہ ہو تو یہیں سو جاؤ،" انابیہ نے مدھم آواز میں، اٹکتے ہوئے کہا۔ یہ اس کی طرف سے ایک غیر اعلانیہ بات تھی، جو اس کے دل کی دھڑکن کو تیز کر رہی تھی۔ روحان ایک پل کو ساکت کھڑا رہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کا رنگ تھا۔ اس کی آنکھوں میں گہرائی تھی، جو انابیہ کے اس ناگہانی اقدام کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کر رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سچ میں؟"روحان نے محض ایک لفظ کہا،مگر اس میں ہزاروں سوالات اور ایک خفیہ امید چھپی تھی۔

"ہمم،"انابیہ کے چہرے پر ایک دلکش مسکراہٹ بکھر گئی۔اس نے فوراًجلدی جلدی تین تکیوں کو بیچ میں لگادیا۔یہ ان کے درمیان ایک عارضی سرحد تھی۔"اُدھر والا حصہ تمہارا، ادھر والا میرا۔"وہ یہ بول کر لیٹ گئی،گویا اس نے روحان کا فیصلہ کیے بغیر ہی انتظام مکمل کر دیا ہو۔روحان اب بھی وہیں کھڑا تھا،اس کے چہرے پر حیرانی کا عالم طاری تھا کہ کس طرح انابیہ نے سادگی اور معصومیت میں اس کی تنہائی کی دنیا میں قدم رکھ دیا تھا۔انابیہ بیڈ پر لیٹی تھی،اس نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں،مگر نیند کوسوں دور تھی۔اس کے کانوں میں ابھی بھی اُس میوزک کی آواز گونج رہی تھی،اور ذہن میں کتاب میں پڑھے لمحے گھوم رہے تھے۔

وہ اپنے ہی اندر مدھم سرگوشی میں دہرا رہی تھی۔"یہ میں کیا کر رہی ہوں کچھ سمجھ نہیں آرہا ہیں۔"

یہ الفاظ اضطراب کے تھے، مگر اس اضطراب میں کوئی بے چینی نہیں تھی، بلکہ ایک الجھن تھی۔ وہ خود سے سوال کر رہی تھی، مگر اس سوال میں انکار کا کوئی شائبہ نہیں تھا۔ یہ بالکل ایسا تھا جیسے کوئی حسین خواب دیکھ رہا ہو اور سمجھ نہ پا رہا ہو کہ یہ سچ ہے یا فریب۔

✧....✧....✧

آسمان صبح ہونے کی گواہی دے رہا تھا، اور رات کی سیاہی اب ہلکی نیلی روشنی میں بدل چکی تھی۔ باہر پرندوں کی ہلکی چہچہاہٹ گونج رہی تھی، گویا وہ ایک نئے دن کا خیر مقدم کر رہے ہوں۔ اسی وقت، روحان کی آنکھ کھلی۔ اس نے گھڑی پر نگاہ ڈالی، صبح کے آٹھ بج رہے تھے۔ وہ بستر پر اٹھ بیٹھا۔ انابیہ ابھی بھی اپنی خوابوں کی دنیا میں ڈوبی تھی، اس کے چہرے پر ایک پرسکون مسکراہٹ تھی۔ روحان نے اُسے جگانا مناسب نہ سمجھا۔ وہ آہستہ سے اٹھا، انگڑائیاں لیتا ہوا اپنے جسم کی تھکن دور کی اور واش روم کی جانب بڑھ گیا۔ روحان جلدی سے ہسپتال کے لیے تیار ہوا اور نیچے چلا گیا۔ گھر میں ناشتے کی دلکش خوشبو پھیل رہی تھی۔

آمنہ،اس کی والدہ،پہلے ہی ناشتہ تیار کر چکی تھیں۔روحان تیزی سے ڈائننگ ٹیبل کی جانب آیا۔

"بیٹا،انابیہ اٹھی نہیں؟" آمنہ نے پلیٹ میں ناشتہ دیتے ہوئے پیار سے پوچھا۔

"نہیں،سو رہی ہے،"روحان نے مختصر جواب دیا اور فوراً کھانے میں مصروف ہو گیا۔اس کی تیزی سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ جلدی میں تھا۔چند لقمے جلدی جلدی چباتا ہوا،اس نے اپنا ناشتہ ختم کیا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔"امی!"وہ دو قدم آگے ہی بڑھا تھا کہ اچانک پلٹا۔اس کی آواز پر آمنہ،جو پلیٹ اٹھا رہی تھیں،لمحے بھر کو رک گئیں۔روحان کے لہجے میں ایک نیا فکر مندانہ احساس تھا۔اس نے پلٹ کر ایک بار پھر سیڑھیوں کی طرف دیکھا،جہاں انابیہ کا کمرہ تھا۔پھر ایک توقف کے بعد،اس کے لبوں پر آنے والے الفاظ میں ایک عجیب سی نرمی اور ذمہ داری تھی۔"انابیہ کو جگانا نہیں جب تک سو رہی ہے سونے دیں"وہ یہ کہتا ہوا دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور پھر۔۔۔بس!ایک خاموشی، جو لمحوں کی نہیں بلکہ ایک غیر محسوس طویل عرصے کی گواہی دے رہی تھی۔

کافی وقت آہستہ آہستہ گزرتا رہا۔اتنا کہ صبح کی دھیمی روشنی اب تیز ہو کر کمرے کے پردوں کو چھیل رہی تھی۔ سرخ، گہرے سُرخی مائل پردوں کی درزوں اور کناروں سے دھوپ کی سنہری کرنیں اندر جھانک رہی تھیں، گویا ایک ایک قدم کر کے کمرے کے اندر اپنا تسلط جما رہی ہوں۔یہ کرنیں کم روشنی والے کمرے میں رقص کرتی ہوئی دھول کے باریک ذرّوں کو نمایاں کر رہی تھیں، جس سے ماحول میں ایک خواب ناک، نیم تاریک اور طلسماتی منظر پیدا ہو گیا تھا۔ گہرے سکون کی اس دنیا میں، بستر پر لیٹی انابیہ اچانک کسی پتنگے کی طرح پھڑ پھڑائی۔ وہ اپنی خوابوں کی دنیا، جو یقیناً اسی شخص کے گرد بُنی گئی ہو گی اُس سے باہر آئی۔ایک لرزتی ہوئی جھرجھری نے اس کے جسم کو چھوا۔پہلے تو اس نے اپنی بھاری ہوتی پلکوں کو ہاتھوں کی پشت سے مسلا، گویا آنکھوں پر جمی نیند کی گرد کو صاف کر رہی ہو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پھر ایک سُستی اور کاہلی کے عالم میں اٹھ بیٹھی۔ اس کے بال شانوں پر بکھرے تھے، اور آنکھوں میں ابھی بھی گہری نیند کا خمار باقی تھا۔

اس کی پہلی نگاہ بے اختیار روحان کی جگہ پر گئی۔ پھر اس نے چاروں اطراف، باری باری، اپنی حیران آنکھیں گھمائیں۔ ہر طرف خاموشی اور روشنی کا راج تھا۔ "روحان چلا گیا!" اس کے لبوں سے نکلا۔ جیسے ہی اس کی نگاہیں کمرے کی دیوار پر لٹکی نقش و نگار والی گھڑی کی جانب اٹھی، ایک لمحے کے لیے اس کی سانس تھم سی گئی۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پوری طرح پھیل گئیں، گویا اس کے اندر کوئی روشنی کا جھٹکا لگا ہو۔ اور پھر، اس کے منہ سے ایک صاف اور تیز قہقہہ ظاہر ہوا۔ "اللہ رحم کرے! گیارہ بج رہے ہیں اور میں۔۔۔ میں گدھوں کی طرح سو رہی ہوں!" وہ حیرانی سے بڑبڑائی۔ اس کے لہجے میں خود پر ہلکی پھلکی خفگی تھی، مگر ساتھ ہی ایک عجیب سی شگفتگی بھی تھی۔ بکھرے ہوئے خیالات کو جمع کرتی، وہ بیڈ سے اتری اور اپنے قدم واش روم کی جانب بڑھا دیے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ تازہ دم ہو کر، اپنے وجود سے نیند اور غفلت کے تمام آثار دھو کر، اور اب انتہائی دلکش انداز میں تیار ہو کر، نچلی منزل کی جانب آئی۔ ہال میں آمنہ بیٹھی ہوئی تھیں، ان کے چہرے پر صبح کی سادگی اور سکون تھا۔

"امی، روحان چلا گیا؟" انابیہ نے ایک سیدھا، سادگی بھرا سوال کیا۔ اس کی آواز میں ایک پوشیدہ جستجو تھی، جیسے وہ صرف تصدیق چاہ رہی ہو۔

"ہاں، وہ کب کا چلا گیا بیٹا،" آمنہ نے نہایت سادگی اور غیر رسمی انداز میں جواب دیا۔ ان کا لہجہ ایسا تھا جیسے یہ کوئی غیر معمولی بات ہی نہ ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ نے مجھے اٹھایا کیوں نہیں؟" اس بار انابیہ کے لہجے میں صاف شکایت گھلی تھی۔

شکایت کا یہ رنگ اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ شاید روحان کے جانے سے پہلے اٹھنا چاہتی تھی۔

آمنہ نے مسکراتے ہوئے انابیہ کے معصوم اور شاکی چہرے کا جائزہ لیا۔ اس مسکراہٹ میں ایک گہری ممتا بھری رازداری چھپی تھی۔ پھر انہوں نے آہستہ سے، نپے تُلے انداز میں کہا۔ "روحان کہہ کر گیا ہے کہ میں تمھیں نہ جگاؤں۔" یہ بات سن کر انابیہ ٹھٹھک کر رک

گئی۔اس کے پیروں میں جیسے زمین نے اپنے اندر سے کشش کھینچ لی ہو۔"اچھا!؟ایسا کہا روحان نے؟"اس کے چہرے پر لمحوں میں گہری الجھن بکھر گئی۔

آمنہ نے اب ایک نرم اور پیار بھری نگاہ انابیہ پر ڈالی اور اس کی الجھن کو مزید بڑھاتے ہوئے تائید کی۔"ہاں، کہا۔جب تک سوتی ہے سونے دو۔"

اس غیر متوقع نرمی نے اس کی ساری شکایت،سارا الجھاؤ ایک خوبصورت شرمندگی اور ہلکی سی خوشی میں بدل دیا۔

وہ فوراً اپنے قدموں میں تیزی لائی اور ہوا کے جھونکے کی طرح کچن کی طرف بڑھی۔کچن میں داخل ہوتے ہی اس نے دو کپ چائے تیار کی۔ایک کپ میں پتی کا رنگ ذرا تیز تھا،جو اس کے اپنے مزاج کی عکاسی کر رہا تھا۔وہ چائے لیے واپس ہال میں آئی اور صوفوں کی طرف بڑھ گئی۔آہستہ سے،احتیاط کے ساتھ وہ آمنہ کے ساتھ بیٹھ گئی۔"امی،چائے!"اس نے بڑے پیار سے کپ ان کی طرف بڑھایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں پی چکی ہوں بیٹا، تم پی لو،" انہوں نے سادگی سے کہا۔ "امی، لے لیں نہ۔ میں نے اتنے پیار سے لائی ہے!" انابیہ نے ایک بچکانہ ضد سے بھرے لہجے میں کہتے ہوئے کپ ان کی طرف مزید قریب کیا۔ آمنہ پھر انکار نہ کر سکیں۔ انہوں نے کپ کو تھام لیا۔

"ویسے امی، آپ اور مما کب سے جانتے ہیں ایک دوسرے کو؟" چائے کی ایک چسکی لینے کے بعد، انابیہ نے اپنا سوال بڑی تشویش اور دلچسپی سے سامنے رکھا۔ گویا اسے کوئی گہرا راز دریافت کرنا ہو۔

آمنہ نے چائے کے کپ کو ایک لمحے کے لیے تھاما۔ ان کی نگاہیں دورِ ماضی کے پردوں میں جھانک رہی تھیں جہاں دیرینہ دوستی کی یادیں پوشیدہ تھیں۔ "کئی سالوں سے، بیٹا،" انہوں نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "جب تم پیدا بھی نہیں ہوئی تھی، ہم دونوں سکول سے کالج کے وقت تک ساتھ ہی تھے۔ پھر اس کی شادی ہو گئی، پھر دو سال بعد میری شادی ہو گئی اور میں لندن آ گئی۔" ایک لمبا وقفہ آیا، جس میں دونوں دوستوں کی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زندگیاں مختلف راہیں اختیار کر چکی تھیں۔" کئی سالوں تک ہماری ملاقات نہیں ہوئی تھی۔"

"پھر۔۔۔" انہوں نے اپنی بات جاری رکھی، ان کے چہرے پر تازہ ہوتی یادوں کی ایک روشنی جھلکی، "پھر بھائی کی شادی کے لیے میں دہلی گئی تھی۔" انہوں نے چائے کا ایک گھونٹ لیا۔ "تم تب دو تین سال کی تھیں اور ہریرہ کی گود میں ہی تھیں۔ اور روحان تب پانچ سال کا تھا۔"

اس مقام پر ان کے لہجے میں ایک اہم انکشاف کی گرمی تھی۔ "ہم نے تبھی، اسی ملاقات میں، یہ طے کر لیا تھا کہ آنے والے مستقبل میں تم دونوں کی شادی کروائیں گے۔"

"اچھا!" انابیہ نے بڑے غور اور انہماک سے ساری بات سنی۔ اس کا چہرہ حیرت اور ایک خوشگوار قبولیت کا امتزاج تھا۔ اس نے اپنے دل میں اس دیرینہ فیصلے کی جڑیں محسوس کیں۔ "مطلب ہمارا رشتہ بچپن ہی میں طے ہوا تھا؟" اس نے ایک معصوم حیرت کے ساتھ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پوچھا۔یہ محض ایک سوال نہیں تھا،بلکہ تقدیر کے لکھے پر ایک خوبصورت مہر لگانے جیسا تھا۔

انابیہ نے ہاتھ میں پکڑا کپ آہستہ سے ٹیبل پر رکھا۔اس کا ذہن ابھی بھی تقدیر کے لکھے اور بچپن میں طے پائے رشتے کی گہرائی میں ڈوبا ہوا تھا۔اس کا معصوم ذہن اس بات کا تجزیہ کر رہا تھا کہ کیا یہ رشتہ صرف بزرگوں کی مرضی کا نتیجہ تھا،یا اس میں آزادانہ انتخاب کی بھی کوئی گنجائش تھی۔

ایک باریک،لیکن اہم سوال اس کے ذہن میں ہلکورے لینے لگا۔اس نے ہلکا سا جھک کر، آواز کو مدھم کرتے ہوئے،آمنہ سے پوچھا۔"امی..."

آمنہ نے چونک کر اسے دیکھا۔انابیہ نے پوری معصومیت اور تھوڑی سی تشویش اپنے لہجے میں سمو دی۔"اگر روحان کسی اور لڑکی کو پسند کرتا تو کیا آپ اس کی شادی اُس لڑکی سے کروا دیتیں؟"

یہ سوال ایک نازک ڈور کی طرح تھا جو آزادیِ انتخاب اور روایتی فیصلوں کے درمیان کھینچی گئی تھی۔

انابیہ کے اس معصوم، لیکن گہرے سوال پر آمنہ بیگم کے چہرے پر ایک گہری، تسلی بخش مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ انہوں نے انابیہ کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا، "بالکل! یقیناً کروا دیتی۔" ان کا جواب دو ٹوک اور فوری تھا۔ اس میں کوئی شک یا تذبذب نہیں تھا۔ "بیٹا، یہ رشتے محبت پر قائم ہوتے ہیں، زبردستی پر نہیں۔" آمنہ بیگم نے گویا اس کے خاموش سوالوں کا جواب بھی دے دیا۔ انہوں نے مزید تفصیل بتائی، جس سے انابیہ کی اندرونی الجھن مزید کم ہو گئی۔ "میں نے اس سے پوچھا بھی تھا کہ اگر اُسے کوئی اور لڑکی پسند ہو، تو رشتے کی بات کو آگے بڑھانے سے پہلے ہی بتا دے۔ لیکن اس نے صاف منع کر دیا۔ اس نے کہا کہ 'امی، میں آپ کے کیے ہوئے ہر فیصلے پر مطمئن ہوں۔ میرا رشتہ جو آپ نے طے کیا ہے، مجھے وہ قبول ہے۔ مجھے کوئی اور پسند نہیں ہے۔" روحان کے اس انکار اور مکمل

اعتماد کو سن کر انابیہ کے چہرے پر پہلے حیرت کی لکیریں ابھریں، پھر ان کی جگہ ایک گہری راحت اور خوشی نے لے لی۔

دوپہر کا وقت تھا۔ سورج کی روشنی کھڑکی سے چھن کر کمرے میں ایک نرم سنہرا ماحول بنا رہی تھی۔ انابیہ کچن کے کام کاج ختم کر کے کمرے میں داخل ہوئی، اس کے قدم بیڈ کی بجائے سیدھے کتابوں کی الماری کی جانب بڑھے۔

اس نے دیکھا کہ تمام کتابیں احتیاط سے اپنی جگہ پر رکھی ہوئی تھیں، سوائے ایک کتاب کے جو الماری کے سب سے اوپر والے حصے پر، الگ تھلگ رکھی تھی۔ انابیہ نے ہاتھ لمبا کر کے اس کتاب تک پہنچنے کی ناکام کوشش کی۔ وہ اتنی اونچائی پر تھی جہاں صرف روحان جیسے دراز قد آدمی کا ہی ہاتھ بآسانی پہنچ سکتا تھا۔

"یہ اتنی اونچائی پر کیوں رکھی ہے روحان نے؟" انابیہ نے کمر پر ہاتھ جما کر، جیسے اس کتاب کو نیچے سے نہارتے ہوئے، دل میں سوچا۔ پھر اس نے نظر گھمائی تو کمرے کے کونے میں رکھا ہوا چھوٹا سا اسٹول دکھائی دیا۔ اس کی آنکھوں میں ایک چمک آئی اور وہ جھٹ

سے اسٹول لے کر الماری کی جانب بڑھی۔ اسٹول پر چڑھ کر، اس نے احتیاط سے وہ کتاب ہاتھ میں لی۔ "Silent Love" کتاب کا نام اُس نے ذرا ادب اور تجسس سے لیا۔

اس نے کتاب پر جمی دھول کو ہاتھ سے جھٹکا اور نیچے اتر آئی۔ "کافی دلچسپ لگ رہی ہے، پڑھنی پڑے گی،" انابیہ نے کہتے ہوئے اس کا پہلا صفحہ کھولا۔ تبھی اُسے صفحات کے بیچ میں کسی موٹی تہہ کا احساس اپنی نازک انگلیوں پر ہوا۔ "یہ کیا ہے؟" کہتے ہی اُس نے کتاب کو بیچ سے کھولا، جہاں کچھ تصویریں الٹی رکھی ہوئی تھیں۔ انابیہ نے پہلی تصویر ہاتھوں میں لی اور پلٹ دی۔ اُس کی آنکھیں حیرانی اور الجھن سے پھیل گئیں۔ وہ تصویر ایزل کی تھی، ہاتھوں میں آئس کریم لیے لندن کی کسی روشن سڑک پر وہ تصویر کلک کی گئی تھی۔

"ائزل کی تصویر؟" اُس کے ماتھے پر فوراً شکن اُبھری۔ اُس نے باقی کی ساری تصویریں بھی اٹھالیں۔ ساری تصویریں اسی وقت کی تھیں، بس پوز مختلف تھے۔

"یہ تصویریں روحان کے پاس کیا کر رہی ہیں؟" ایک لمحے کے لیے اُس کے دل میں پریشانی کی لہر دوڑی اور اس نے گہرائی میں سوچا۔

پھر اگلے ہی لمحے اس نے سر جھٹکا، ماتھے پر ہلکا سا ہاتھ مارا اور ہنس دی۔ "میں بھی نہ! ظاہر ہے ائزل روحان کی کزن ہے، تصویریں ہونا کوئی بڑی بات نہیں،" انابیہ نے اپنے ذہن کو تسلی دی۔ وہ تصویریں واپس بک میں رکھنے لگی، تبھی باہر سے آمنہ کی آواز گونجی۔ "انابیہ! ذرا یہاں آنا۔"

انابیہ نے پلٹ کر اونچی آواز میں کہا۔ "آئی امی!" اور اس نے تیزی سے کتاب واپس ساری کتابوں کے ساتھ احتیاط سے رکھ دی، گویا وہ اس خفیہ راز کو دوبارہ اسی الماری میں چھپا رہی ہو، اور فوراً باہر چلی گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دوپہر کی دھوپ آہستہ آہستہ شام کے نرم اجالے میں بدلی، اور پھر وہ اجالا بھی سکون سے ہار مان کر رات کی گہری تاریکی کی شکل اختیار کر گیا۔ کمرے میں ایک بے چینی بھری خاموشی چھا گئی تھی، جس میں صرف انابیہ کے قدموں کی آہٹ تھی۔

انابیہ کمرے میں یہاں سے وہاں چکر لگا رہی تھی، جیسے کسی بے نام اضطراب میں گرفتار ہو۔ اس کی نظریں، کسی چھوٹی سی بھی آواز پر، بار بار دروازے کی جانب اٹھ جاتیں ایک ناقابل

تردید امید کے ساتھ۔ جب ہر آہٹ مایوسی میں بدل جاتی، تو وہ ایک ٹھنڈی سانس چھوڑ کر نظریں پھیر لیتی۔

بالآخر، اس نے خود کو بیڈ پر نیم دراز کر دیا۔ اس کا جسم تھکن سے زیادہ انتظار کی شدت سے بوجھل تھا۔

وہ خود سے سرگوشی کرنے لگی۔ "میں کیوں کر رہی ہوں اس خڈوس کا انتظار؟" اُس نے خود سے سوال کیا، جس میں روحان کے لیے پیار بھری شکایت تھی۔ اور پھر، فوراً ہی اس کے ذہن نے دفاعی جواب تراشا: "بس کتاب پڑھنے کے لیے۔" اُس نے نظریں جھکا لیں، گویا وہ اپنے دل کے اصلی ارادے کو چھپا رہی ہو۔ "لیکن کتابیں پڑھنے کے لیے مجھے اس کا انتظار کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ وہ تو میں خود بھی پڑھ سکتی ہوں،" اس کے دلائل اب اس کے ہاتھوں کی طرح آپس میں الجھنے لگے۔ وہ اپنی اُنگلیاں ملنے لگی، اور اس کی نگاہیں کسی خلا میں جا ٹھہریں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تمام دلائل کو ایک طرف رکھتے ہوئے،اس نے ایک گہرا اور حقیقی اعتراف کیا۔"جو بھی ہے... عجیب ہے، لیکن پیارا بھی۔"یہ چند الفاظ قبولیت کا اعلان تھے۔ تبھی دروازے سے آواز آئی۔"ایسا بھی کیا ہے جو، عجیب اور پیارا دونوں ہے؟"روحان نے نرمی سے سوال کرتے ہوئے اندر قدم رکھے تھے۔اس کی آواز میں ایک ہلکا سا چھیڑنے کا انداز اور ایک خاموش تجسس تھا۔

روحان کو دیکھ کر انابیہ اچانک ساکت ہو گئی، جیسے اس کی خفیہ سرگوشی اُس نے سن لی ہو۔ اس نے تیزی سے اپنے چہرے پر بکھری ہوئی مسکراہٹ کو قابو کرنے کی کوشش کی۔

"بتاؤ نہ،"روحان نے پھر دہراتے ہوئے قدم بیڈ کی جانب بڑھائے۔اس کی نظریں انابیہ کے الجھے ہوئے چہرے پر جمی تھیں۔"ک۔۔کچھ نہیں،"انابیہ کے الفاظ الجھ گئے اور وہ فوراً خاموش ہو گئی۔

تبھی روحان نے ایک خاکی بیگ انابیہ کی جانب بڑھا دیا۔انابیہ نے حیرت سے بیگ پر نظر ڈالی۔"یہ کیا ہے؟"اس نے سوال کیا۔

"تمہاری ناولز۔" روحان نے مختصر جواب دیا۔

"اوہ!" انابیہ کے دماغ میں اچانک ناولز کا خیال آ گیا۔ ایک لمحے کے لیے اس کی الجھن خوشی میں بدل گئی۔ "میں بھول بھی گئی تھی، لیکن تمھیں یاد تھا۔" اس کے لہجے میں ایک غیر متوقع ممنونیت تھی۔

"ہمم،" روحان نے گلے سے ایک مدھم آواز نکالی اور فوراً پیچھے قدم لیے۔ اس نے انابیہ کے اعتراف کو بغیر مزید کھینچے نظر انداز کر دیا اور موضوع بدل دیا۔ "بھوک لگی ہے مجھے، کھانا دو۔" ان الفاظ میں پہلے جیسی سرد مہری نہیں تھی، بلکہ ایک نرم اور بے تکلفانہ حکم تھا۔

کھانے کے بعد، وہ دونوں ایک بار پھر کمرے کی جانب بڑھ رہے تھے۔ اس بار انابیہ نے کوئی توقف نہ کیا، اس نے روحان کا مضبوط ہاتھ تھاما اور اسے کمرے کی جانب کھینچا۔

"چلو، تمہاری دنیا ہمارا انتظار کر رہی ہے،" وہ کہتے ہوئے روحان کو کھینچ کر کمرے میں لائی اور خود بیڈ پر جا بیٹھی۔ اس کے لیے اب روحان کا مطالعہ صرف اس کی دنیا نہیں تھی، بلکہ ایک مشترکہ سرگرمی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

روحان نے مسکراتے ہوئے کتاب ہاتھوں میں لی اور بیڈ پر اس کے برابر بیٹھا۔ اس کی مسکراہٹ میں انابیہ کی والہانہ دلچسپی کا اعتراف تھا۔ "مجھ سے زیادہ تو تم ناولز کی شوقین ہو گئی ہو،"

"ہمم،" انابیہ نے ہلکی آواز نکالی، روحان نے پھر ایک بار ایئر فون کان میں لگائے اور دوسرا انابیہ کی طرف بڑھایا۔ انابیہ نے بغیر کسی ردِ عمل کے وہ چھوٹا آلہ اپنے کان میں لگالیا۔ ان کے کانوں میں ایک ہی دُھن گونجنے لگی۔ پہلے ہی کافی وقت ہو چکا تھا، مگر وہ اب بھی اس مشترکہ لمحے کو بڑھانا چاہتے تھے۔ دھیرے دھیرے پھر صفحے پلٹتے گئے اور گھڑی کی سوئیوں میں وقت بدلتا رہا۔ کانوں میں ہلکی میوزک کی وجہ سے انابیہ کی آنکھوں میں نیند کی جھلکیاں ابھر رہی تھیں، مگر وہ اس خوبصورت لمحے کو چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ زبردستی آنکھیں کھولے پڑھ رہی تھی۔ بالآخر، نیند اس پر حاوی ہو گئی اور اس نے بے اختیار اپنا سر روحان کے کندھے سے ٹکالیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

روحان پڑھتا گیا،وہ اپنی کتاب کی دنیا میں کھویا ہوا تھا اور شاید اس بوجھ کو محسوس نہ کر سکا۔ پھر اس نے اپنی نظر گھڑی کی طرف گھمائی اور کتاب بند کرتا ہوا بولا۔"بس،اب کل پڑھیں گے۔"اس نے کہتے ہوئے کتاب بند کی اور انابیہ کی طرف نظر دوڑائی،جس کا سر اب اس کے کندھے پر تھا۔لیکن کوئی جواب نہ آیا۔اُس نے جھک کر دیکھا تو انابیہ گہری نیند میں سو چکی تھی۔"اس لڑکی کو میرا ہی کندھا ملتا ہے"روحان نے کہتے ہوئے ایک گہری، پرسکون سانس اندر جذب کی۔اس کے الفاظ میں حیرت،نرمی اور گہرا لگاؤ تھا۔اس نے بک ٹیبل پر رکھی،اپنے کان سے ایئر فون نکالا،لیکن دوسرا انابیہ کے کان میں لگا تھا۔اُس نے نہایت آہستگی سے اس کے کان سے وہ آلہ کھینچا تاکہ اس کی نیند میں خلل نہ آئے۔اس کی اپنی آنکھوں میں بھی نیند تھی،اور اس نے مزید کسی حرکت کی ضرورت نہ سمجھی۔وہ سر سیدھے رکھے،پیچھے سر کو ٹکائے سے سو گیا۔

صبح ہو چکی تھی،اور کمرے میں نرم،چھنی ہوئی روشنی پھیل رہی تھی جو رات کی تاریکی کو پیار سے الوداع کہہ رہی تھی۔بستر پر،انابیہ کی آنکھ کھلی۔

اس نے اپنی آنکھیں دھیمے سے مسلتے ہوئے، روحان کے کندھے سے اپنا سر اٹھایا۔ اس کی نازک پیشانی پر، جہاں وہ ساری رات ٹکی رہی تھی، ایک نرم، ہلکا سا دباؤ محسوس ہوا۔ یہ حرکت اتنی لطیف تھی، لیکن اتنی ہی کافی کہ روحان کی گہری نیند میں خلل ڈال گئی۔ روحان کی آنکھ کھلی۔ اس نے فوراً انابیہ کی طرف دیکھا، جس کے چہرے پر ابھی بھی نیند کی دھند چھائی ہوئی تھی اور ایک پرسکون مسکراہٹ تھی۔

انابیہ بستر سے اتری، اس کے قدموں میں نرم سی عجلت تھی۔ وہ واش روم کی جانب بڑھ گئی۔ جلد ہی وہ تیار ہو کر باہر آئی، اس کے بال تولیہ میں لپٹے ہوئے تھے۔ روحان اب بھی بیڈ پر اسی طرح بیٹھا تھا، جس طرح اس کی آنکھ کھلی تھی۔ اس کی آنکھوں میں رات بھر کی قربت کی تھکن اور اتوار کی صبح کی سست نیند دونوں تھیں۔

انابیہ نے بالوں کو تولیہ سے صاف کیا، اس کے چہرے پر تازگی اور ایک ہلکی سی چمک تھی۔ تبھی، اس کی نظر کونے میں پڑے خاکی بیگ پر پڑی۔ وہ جلدی سے بیگ اٹھائے بیڈ

کے کنارے جا بیٹھی۔ بیگ کے اندر سے اس نے تین اردو ناولیں نکالیں۔ ان کے رنگین سرورق اور خوبصورت خطاطی نے فوراً اس کی توجہ کھینچ لی۔

اس نے دو ناولیں بیڈ پر رکھیں اور ایک کو نرمی سے اپنی گود میں رکھ لیا۔ "اس کا کور کتنا خوبصورت ہے،" اس کی معصوم آواز میں ایک فطری تعریف تھی۔

اس کی آواز پر روحان نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔ انابیہ اس کتاب کے ہارڈ کور پر اُنگلیاں پھیر رہی تھی، جیسے کسی نایاب شے کو چھو رہی ہو۔ "عشقہ،" یہ لفظ اس کے لبوں سے بے اختیار نکلا، گویا نام کی خوبصورتی اس کے دل میں سما گئی ہو۔ پھر اس نے روحان کی طرف دیکھا۔

"روحان، ہماری کتاب ختم ہونے کے بعد، ہم یہ شروع کریں گے،" اس کی آواز میں ایک خوشگوار منصوبہ بندی تھی۔ روحان نے نرمی سے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔ اس نے نہ تو اعتراض کیا اور نہ ہی جلدی دکھائی۔ پھر آنکھیں بند کر گیا، گویا انابیہ کے منصوبے کو خاموش رضامندی دے چکا ہو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"سیدھے لیٹو نہ،" انابیہ نے اس کے ہاتھوں کو کھینچ کر کہا۔ وہ دیکھ رہی تھی کہ روحان ابھی بھی پوری طرح نیند سے بیدار نہیں ہوا ہے۔ روحان جھٹ سے سیدھا ہو کر لیٹ گیا، اس کے اس سادہ اطاعت پر انابیہ کے ہونٹوں پر ایک اور دلکش مسکراہٹ آ گئی۔ انابیہ نے تینوں نئی کتابیں اٹھا کر باقی کتب کے ساتھ الماری میں احتیاط سے رکھیں اور پھر خود کمرے سے باہر چلی گئی۔ انابیہ نیچے کچن میں داخل ہوئی، جہاں آمنہ حسبِ عادت ناشتہ تیار کرنے میں مصروف تھیں۔ کچن میں بھاپ اور تازہ پراٹھوں کی ہلکی سی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ انابیہ نے ایک چائے کا کپ اٹھایا اور آمنہ کی جگہ پر کھڑی ہو گئی، گویا اس کا ارادہ اب کام میں حصہ لینے کا تھا۔

"امی، آپ آرام بھی کر لیا کریں،" انابیہ نے پیار سے کہا۔ اس کے لہجے میں فکر تھی۔

اُس کی بات پر آمنہ نے پلٹ کر دیکھا، ان کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ "مجھے عادت ہے بیٹا، اتنی صبح کام کرنے کی،" انہوں نے نرمی سے جواب دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"سب ہی آپ کر لیتی ہیں، پھر مجھے کیوں لایا ہے آپ نے ؟"انابیہ نے ایک معصوم اور ہلکے شکوے کے انداز میں کہا۔اس کے الفاظ میں ایک لطیف بے تکلفی تھی جو اب ساس اور بہو کے رشتے میں پختہ ہو چکی تھی۔

"کام کے لیے تو نہیں لایا ہے،" آمنہ نے اس کی معصومیت پر کھلکھلا کر ہنستے ہوئے کہا۔یہ جواب محبت اور قبولیت کا اعلان تھا۔

"چلو، پھر بھی کام کرنا ہی ہے تو لان میں کپڑے سُکھ رہے تھے،وہ اندر لے آؤ،" آمنہ نے نرمی سے کہا۔انہوں نے انابیہ کے اصرار کو ایک چھوٹے سے کام کی شکل دے دی۔

آمنہ کی بات پر انابیہ نے کپ واپس کچن کے کاؤنٹر پر رکھا اور باہر لان کی طرف بڑھ گئی۔

انابیہ نے قدم لان میں رکھا،جہاں صبح کی ٹھنڈی، خوشگوار ہوائیں چل رہی تھیں۔تازہ ہوا کے جھونکے اس کے چہرے کو چھو کر گزرے۔اس نے ایک ایک کر کے کپڑے تار سے نکالے اور انہیں احتیاط سے اپنی بازوؤں پر رکھنا شروع کیا۔

وہ آگے بڑھی ہی تھی کہ اُس کے ہاتھ میں روحان کا ہلکا گلابی شرٹ آیا۔ ایک لمحے کے لیے اس کی حرکت رک گئی۔ انابیہ نے پہلے شرٹ کو پیار سے ہاتھوں میں لیا، پھر اسے اپنی ناک کے قریب لے گئی۔ شرٹ کو دھونے کے بعد بھی اس میں سے روحان کی مخصوص مہک نہیں گئی تھی۔

انابیہ نے لمبی، گہری سانسیں لیں، گویا وہ اس مہک کو اپنے اندر جذب کر رہی ہو۔ پھر شرٹ کو پیچھے کیا۔ "خڈوس آدمی،" اس نے تیز اواز میں کہا، جس میں شکایت کم اور نرمی زیادہ تھی۔ اور اسی لمحے، اُس نے ایک ہاتھ سے شرٹ پر پیار سے چپیڑ ماری، گویا اس شرٹ پر ہلکا سا غصہ نکال رہی ہو۔

اگلے ہی لمحے، وہ شرٹ کو دوسری دفعہ ناک کے قریب لائی۔ "خوشبو بہت اچھی ہے،" اس نے اعتراف کیا، اور شرٹ کو لیے وہ گول گھوم گئی، ایک خفیہ خوشی میں مگن ہو کر۔ وہ اپنے ہی لذت بھرے عالم میں تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تبھی، پیچھے سے ایک مانوس آواز گونجی۔ "ڈانس ہی کرنا ہے تو میں فری ہوں،" یہ آواز روحان کی تھی۔ جواب مکمل تیار ہو کر لان کے دروازے سے ٹیک لگائے، ہاتھوں کو سینے پر باندھے، ایک معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ انابیہ کو دیکھ رہا تھا۔ روحان کو دیکھ کر انابیہ اچانک ساکت کھڑی ہو گئی، شرمندگی اور حیرت کے ملے جلے احساس سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس کی چوری چھپے کی خوشی پکڑی گئی تھی۔ وہ بغیر کچھ کہے، سر جھٹک کر اس لمحے کو بھولنے کی کوشش کرنے لگی۔ اس نے روحان کی شرٹ باقی کپڑوں کے ساتھ لیا اور روحان کے بازو سے نہایت تیزی سے اندر چلی گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انابیہ کے جانے کے فوراً بعد، روحان نے اپنے قدم باہر نکالے۔ اس کے چہرے پر وہی خاموش مسکراہٹ ابھی بھی تھی جو انابیہ کی شرمندگی دیکھ کر پیدا ہوئی تھی۔ وہ دھیمی رفتار سے چلتا ہوا باغیچے کی جانب مڑ گیا۔

ادھر، انابیہ نے آمنہ کے کپڑے ان کے کمرے میں رکھے اور پھر فوراً اپنے کمرے میں آئی۔ کپڑوں کی تہہ احتیاط سے رکھ کر، وہ پھر لان کی طرف لپکی۔ روحان اب وہاں نہ تھا۔

"اب کہاں گیا یہ؟" اُس نے خود سے سرگوشی کی، اس کی آواز میں ہلکی سی تجسس بھری بے چینی تھی۔ وہ قدم اٹھاتی ہوئی باغیچے کے گیٹ پر جا کھڑی ہوئی۔ اُس نے اندر کی طرف نظر دوڑائی۔ روحان وہاں، باغیچے کے اندر، جھیل کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ پتلون کی جیبوں میں تھے اور اس کی نظریں سامنے جھیل کے پانی پر جمی تھیں جس میں صبح کی دھوپ اتر کر ایک سنہری عکس بنا رہی تھی۔ اس کا وجود گہرے سکون اور ٹھہراؤ کا منظر پیش کر رہا تھا۔

انابیہ خاموشی سے اُس کے برابر جا کھڑی ہوئی۔ روحان نے ایک لمحے کے لیے انابیہ کو دیکھا، اس کی آنکھوں میں گہرائی اور تجسس تھا۔ پھر اس نے نگاہیں پھیر لیں، دوبارہ جھیل کے پانی میں اترتی سنہری دھوپ پر مرکوز کر لیں۔ ان دونوں کے درمیان کچھ دیر کی خاموشی چھائی رہی۔ اس گہری خاموشی کو توڑتے ہوئے، انابیہ نے کہنا شروع کیا: "پتا ہے، میں نے بس یہی سوچا تھا کہ جو رشتہ ہمارے بیچ بن چکا ہے، اُسے میں کبھی نہیں نبھاؤں گی۔" اُس کی آواز میں ماضی کے ارادوں کی سختی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ایک لمحے کے لیے ٹھہری اور روحان کی طرف دیکھا۔ روحان بھی اب اُسی کو دیکھ رہا تھا۔

"لیکن اب دھیرے دھیرے میں اس رشتے کو آگے بڑھا رہی ہوں۔ میں ایسی بالکل نہ تھی جو آج ہو گئی ہوں۔" اُس نے خود ہی ایک عجیب سی الجھن پیدا کر دی، گویا وہ اپنے اندر کی تبدیلی کو خود بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

"ہمم،" تبھی روحان نے قہقہہ لگایا۔ اس کی ہنسی میں ایک بے فکری تھی۔ "میں بھی دیکھ رہا ہوں، تم کافی حد تک پہلے سے الگ ہو چکی ہو۔"

"تمہاری وجہ سے،" انابیہ نے ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر کہا۔ اس کی آواز میں بلا کا یقین تھا۔ "یہ بدلاؤ تمہاری وجہ سے ہے۔" اُس کی بات پر روحان نے سوالیہ انداز میں اسے دیکھا۔ اس کے چہرے پر خاموش سوال تھا۔ کیا مطلب؟ انابیہ نے پہلے اپنا سر جھکایا، اس کے چہرے پر ایک گہری سرخی پھیل گئی۔ پھر مدھم آواز میں، گویا ایک نئے راز سے پردہ اٹھا رہی ہو، بولی۔ "میں تمھیں پسند کرنے لگی ہوں، روحان۔" روحان اچانک ہی ساکت ہوا،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے جسم میں جیسے کوئی غیر متوقع جھٹکا لگا ہو۔ پھر اگلے ہی لمحے، وہ تھوڑا ہنس کر انابیہ کی جانب قدم بڑھائے۔ اس کی آنکھوں میں اب مذاق اور ہلکا پن تھا۔

"ناولز کا اثر ہو گیا ہے تم پر،" اُس نے اپنی مضبوط انگلیوں سے اُس کی نازک ناک کھینچ کر کہا اور آگے بڑھ گیا۔ انابیہ کی نگاہ خلا میں ٹھہر گئی۔ اس کے لبوں پر بے بسی کی ایک سرد مسکان آئی۔ "یہ سمجھا ہی نہیں،" اُس نے خود سے سرگوشی کی اور پلٹی۔ روحان اپنے راستے جا رہا تھا۔ اُس نے ہاتھ جیب میں ڈال کر فون باہر نکالا، تبھی اُس کا والٹ نرم گھاس پر گر گیا۔ روحان کو خبر نہ ہوئی اور وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انابیہ کی نظریں والٹ پر جم گئیں۔ پھر اس نے آواز لگائی، "روحان!"

روحان چند قدم آگے جا چکا تھا، آواز سنتے ہی پلٹا "کیا ہوا؟" اُس کے لہجے میں سادگی تھی، مگر چہرے پر ایک معمولی سا تاثر ابھرا، انابیہ تیزی سے آگے آئی اور جھک کر والٹ اٹھانے لگی۔ گھاس کی خوشبو کی ہلکی مہک اُس کے ہاتھوں تک پہنچی۔ اُس لمحے، جیسے قسمت نے

ایک پل کے لیے پردہ ہٹایا۔ وہ تصویر محض ایک لمحے کو نظر آئی تھی، مگر اُس ایک لمحے نے انابیہ کے اندر جیسے پورا جہاں ساکت کر دیا۔

چہرہ... وہی مانوس، وہی مسکراتی آنکھیں

ائزل۔

دل جیسے دھڑکنا ہی بھول گیا تھا۔ یہ وہی تصویر تھی جو کل اُس نے اتفاقاً اُس کتاب کے اندر دیکھی تھی۔

روحان نے جلدی سے آگے بڑھ کر اُس کے ہاتھ سے والٹ لے لیا۔ حرکت تیز تھی، جیسے کسی راز کو ہوا میں تحلیل ہونے سے بچانا ہو۔ ایک پل کے لیے اُن کی نظریں ملیں، خاموشی میں ایک انجانی لرزش محسوس ہوئی۔ پھر روحان نے نگاہیں جھکائیں، والٹ جیب میں ڈالا، اور بغیر کچھ کہے آگے بڑھ گیا۔

انابیہ کے جسم میں جھٹکا سا لگا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایک لمحے کے لیے سانس جیسے سینے میں اٹک گئی ہو۔

دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہونے لگیں، مگر اُس نے خود کو قابو میں رکھا،

چہرے پر ضبط کی چادر تان لی، اور قدم آہستگی سے گھر کے اندر بڑھا دیے۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اُس نے دروازہ بند کیا۔ بایک دھیمی چٹخ کی آواز کمرے کی خاموش فضا میں گونجی، جیسے اُس کے اندر کوئی دروازہ ٹوٹ گیا ہو۔ وہ تیزی سے کتابوں کی الماری کی طرف بڑھی۔ اس کے قدموں کی چاپ فرش پر بھاری لگ رہی تھی۔ الماری کے سامنے رک کر اُس نے لرزتے ہاتھوں سے وہی کتاب اٹھائی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہی کتاب، جس کے اوراق کے بیچ کل اُس نے ائزل کی تصویر دیکھی تھی۔

صفحے پلٹتے ہی اُس کی نگاہ تصویر پر جا ٹھہری۔

ایک پل کے لیے اُس کے لب کپکپا اُٹھے، اور اگلے ہی لمحے اُس کے اندر جیسے کوئی شعلہ بھڑک گیا۔ "روحان نے اتنی بڑی بات سے مجھے محروم رکھا!" وہ چیخ اُٹھی۔ آواز میں درد بھی تھا، صدمہ بھی، اور کہیں گہرائی میں ٹوٹے ہوئے یقین کی گونج بھی۔ اُس کے ہاتھ نے

بے اختیار کتاب کو جھٹک دیا، تصویر اور کتاب دونوں فضا میں گھوم کر دروازے کی سمت جا گرے۔ کمرے میں تھپ کی ہلکی سی آواز گونجی مگر اس آواز سے زیادہ بھاری اُس خاموشی تھی جو بعد میں چھا گئی۔ انابیہ چند لمحے وہیں کھڑی رہی سانسیں تیز، آنکھیں نم، دل بے قابو۔ پھر آہستہ سے بیڈ کے کنارے آ کر بیٹھ گئی۔ اس کے ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں الجھ گئیں۔ پھر اُس کا ہاتھ بے ارادہ پیچھے کی سمت بڑھا۔ اُس کے ہاتھ پر ٹھنڈی بیڈ شیٹ کے بجائے، سخت، ہموار چیز محسوس ہوئی فون کی اسکرین۔ جیسے کسی غرق ہوتے وجود کو تنکا مل جائے، اس نے جھٹکے سے فون اپنی مٹھی میں لیا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کی پشت پر دروازہ تھا، جبکہ اس کا رُخ اس کھڑکی کی طرف تھا جہاں سحر کی کرنیں اس کے بکھرے ہوئے چہرے پر پڑ کر تلخ حقیقتوں کو اور بھی روشنی دے رہی تھیں۔ اس نے بغیر کسی لرزش کے ایک نام ڈائل کیا، اور پھر فون کان سے لگا لیا۔ وقت کی سوئی جیسے تھم گئی تھی۔ تین، چار پوری رنگز کے بعد، دوسری طرف سے آواز گونجی۔

"ہیلو..." آواز میں ایک عجلت اور نرمی تھی۔ انابیہ کے اندر کا غصہ جیسے کھولتا ہوا لاوا بن گیا۔

"کیسی ہو، انابیہ؟" دوسری طرف سے ائزل نے پوچھا، آواز میں ایک مدھم سی تشویش تھی۔

انابیہ نے اپنی آنکھیں تان کر، لہجے میں زہر بھر کر جواب دیا۔ "تمہارے ہوتے ہوئے، کیا مجھے ٹھیک رہنے کا حق بھی حاصل ہے ائزل؟"

ائزل شاید اس اچانک وار کے لیے تیار نہ تھی۔ کچھ لمحے خاموشی رہی، پھر اس کی آواز میں حیرت اُبھری۔ "کیا مطلب...؟ میں سمجھی نہیں، انابیہ۔"

انابیہ کے ہونٹوں پر ایک تلخ مسکراہٹ پھیلی۔ "اوہ، پلیز۔" اس نے فون کو مزید مضبوطی سے جکڑا۔ "اب یہ معصومیت کا فرسودہ ڈراما مت کرو! یہ سادگی تمہارے چہرے پر جچتی نہیں ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"انابیہ، آخر تم کہنا کیا چاہتی ہو؟ کھل کر بات کرو۔ میں واقعی تمہارے اس اُلجھے ہوئے انداز کو نہیں سمجھ پا رہی ہوں۔" ائزل کی آواز میں اب الجھن کے ساتھ ساتھ دفاع بھی تھا۔

"بس کرو!" انابیہ کی آواز اب بلند ہو چکی تھی، جیسے وہ کمرے میں موجود خلا کو بھی چیر دینا چاہتی ہو۔ "تم مجھ سے میرا سب کچھ چھیننا چاہتی ہو! پہلے میری محبت مجھ سے چھینی، اور اب... اب تم میرے شوہر کو بھی مجھ سے چھیننا چاہتی ہو!" یہ الزام ایسا تھا جس کے دھماکے نے ائزل کو سن کر گنگ کر دیا۔ کچھ دیر بعد، اس نے اپنے لہجے کو حیرت اور نفی کے درمیان رکھ کر پوچھا۔ "یہ تم کیسی باتیں کر رہی ہو انابیہ؟ میں نے کب روحان کو تم سے چھینا ہے؟"

"کب؟" انابیہ نے لفظ کو ایسے کھینچا جیسے کوئی کانٹا نکال رہی ہو۔ "اور اب یہ مت کہنا کہ تم کچھ نہیں جانتی! یہ لاعلمی کا پردہ ہٹاؤ۔"

"میں سچ میں کچھ نہیں جانتی! خدا کی قسم! انابیہ، تمہارے دل میں جو بات ہے، صاف صاف کہو۔" ائزل نے اب سچ میں پریشانی محسوس کرنی شروع کر دی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انابیہ کی آنکھوں میں آنسو نہیں تھے، صرف ایک سرد غصہ تھا۔ "تم نہیں جانتی... کہ روحان تم سے محبت کرتا ہے؟" یہ جملہ ایک تیر کی طرح ائزل کے وجود میں پیوست ہوا۔ اس کے جسم میں جیسے کوئی ٹھنڈا کرنٹ دوڑ گیا۔ اس کی آواز حلق میں پھنس گئی۔ "یہ... یہ کیا کہہ رہی ہو؟ت... تمہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔"

"ہاں، ہاں، میں بیوقوف ہوں نا؟" انابیہ نے فاتحانہ انداز میں کہا۔ "وہ جو روحان نے تمہاری تصویر اپنے والٹ میں سنبھال کر رکھی ہے، جس سے وہ گھنٹوں تک محبت بھری سرگوشیاں کرتا ہے... کہو کہ یہ بھی میری غلط فہمی ہے!!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انابیہ اپنی دھن میں مگن، فون پر کسی سے محوِ گفتگو تھی، اس بات سے بالکل بے خبر کہ پسِ پشت کیا ہو رہا ہے۔ روحان کمرے کے دروازے پر آ کھڑا ہوا۔ اُس کی نگاہیں پہلے انابیہ کی پشت پر ٹکی رہیں، ایک خاموش سوال لیے ہوئے، پھر وہ فرش کی طرف جھکیں۔ وہاں کتابوں اور ائزل کی بکھری ہوئی تصویروں کا ایک چھوٹا سا بحران تھا۔ یہ تصویریں بکھر کر

گویا کسی حقیقت کا بوجھ ظاہر کر رہی تھیں۔ روحان نے آہستہ سے جھک کر ان تصویروں کو اٹھالیا، گویا وہ کسی نازک راز کے ٹکڑوں کو جمع کر رہا ہو۔

وہ تصویریں تھامے انابیہ کی جانب بڑھا۔ ابھی وہ اُس کے قریب پہنچا ہی تھا کہ انابیہ کے منہ سے ایک تند و تیز جملہ کمرے کی فضا میں گونج اٹھا۔ "بد کردار ہو گئی ہو تم ائزل!"

یہ جملہ روحان کے کانوں میں تیز دھار خنجر کی طرح پیوست ہوا۔ اس سے پہلے کہ انابیہ مزید کچھ کہتی، روحان نے جو اُس کے عین پیچھے تھا، بغیر کسی پیشگی انتباہ کے، آہستہ سے اُس کے ہاتھوں سے فون کھینچ کر کال کاٹ دی۔

انابیہ جھٹکے سے مڑی۔ اس کے چہرے پر برہمی اور جھنجھلاہٹ کی لہریں تھیں۔ جیسے ہی اس کی نگاہیں روحان پر پڑیں، اس کا غصہ مزید بھڑک اٹھا۔

"اوہ، آگے میڈم کے سو کالڈ عاشق!" اس نے تلخی سے اور انتہائی تمسخر آمیز لہجے میں کہا۔ اس کے الفاظ میں زہر گھلا ہوا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بکواس بند کرو انابیہ،" روحان کا لہجہ بھی ایک دم سخت اور بگڑا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر اب تک کی برداشت کا خاتمہ نظر آرہا تھا۔

"بکواس تو تم لوگوں نے کی ہے! میری زندگی کو کھلونا سمجھ رکھا ہے،" انابیہ نے پوری قوت سے اپنی بے بسی اور غصہ روحان پر انڈیل دیا۔

روحان نے اُس کی بگڑی ہوئی حالت دیکھی اور بات کو نرمی سے سنبھالنے کی کوشش کی۔

"انابیہ، میں تمھیں آرام سے بتاتا ہوں،" یہ کہتے ہوئے اُس نے انابیہ کو بازوؤں سے پکڑا تاکہ وہ سکون میں آجائے۔ لیکن انابیہ قابو سے باہر ہو چکی تھی۔ "چھوڑو مجھے!" اس نے جھٹکے سے اپنے بازوؤں کو روحان کی گرفت سے آزاد کرایا۔ "اب کیا آرام سے بتاؤ گے؟" اس نے اونچی، چبھتی ہوئی آواز میں کہا۔ تبھی اُس کی نگاہیں روحان کے ہاتھوں میں موجود ائزل کی تصویروں پر پڑیں۔ یہ گویا تارِ غصہ تھا۔ "یہ ائزل۔۔۔ عذاب بن چکی ہے میرے لیے،" انابیہ نے تیزی سے جھپٹ کر روحان کے ہاتھوں سے وہ تصویریں کھینچیں اور پوری

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

قوت سے کمرے کی ٹھوس دیوار پر دے مارییں۔ تصویروں کے کرچی کرچی ہونے کی آواز کمرے میں گونجی۔ "بد کردار لڑکی!" وہ چیخی۔

انابیہ کی اس انتہائی جارحانہ حرکت پر، جس میں اس نے نہ صرف ائزل کے جذبوں بلکہ روحان کے موجودہ کرب کو بھی پامال کر دیا تھا، روحان خود پر اور قابو نہ کر پایا۔ ضبط کی ساری ڈور ٹوٹ گئی۔ اُس نے زور سے انابیہ کو بازوؤں سے کھینچا اور اسے اپنی طرف کیا، اور پھر زناٹے دار تھپڑ اُس کے نرم گال پر دے مارا۔ تھپڑ کی آواز کمرے کی خاموشی کو چیر گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انابیہ کی آنکھیں حیرت اور شدید تکلیف سے پھیل گئیں۔ اُس کے گال پر روحان کی انگلیوں کے نشان ابھر آئے تھے اور وہ ساکت کھڑی تھی۔

روحان کا چہرہ غصے اور اذیت کے ملے جلے تاثرات لیے ہوئے تھا۔ اُس نے اپنی انگلیاں اُس کی طرف بڑھائی، جو اب غصے سے کانپ رہی تھی، اور ایک تہذیب یافتہ مرد کا ضبط ٹوٹ چکا تھا۔

"میں ائزل کے خلاف ایک بھی غلط لفظ نہیں سنوں گا،انابیہ!"اس کی آواز دھمکی اور درد سے گونج رہی تھی۔"تمہارے لیے سب کچھ چھوڑ دیا اُس نے!محبت!اپنا سپنا!اور اُسے تم عذاب کہہ رہی ہو؟جس نے تمہارے لیے سارے عذاب خود پر لیے ہیں!"روحان نے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے،ایک مدھم اور سرد لہجے میں کہا۔"بدکردار ائزل نہیں۔۔۔تم ہو گئی ہو، انابیہ۔"یہ جملہ انابیہ کے کانوں میں سیسے کی طرح اتر گیا۔

روحان نے جو کچھ کہنا تھا،وہ کہہ چکا تھا۔اب مزید کسی ردِ عمل کا کوئی امکان باقی نہ تھا۔انابیہ کے گال پر اپنے غصے کا نشان ثبت کر کے،اور الفاظ کی تندی سے اُس کی روح کو زخمی کر کے،روحان نے چند قدم آگے بڑھ کر وہ بکھری ہوئی تصویریں دوبارہ اُٹھانا شروع کر دیں۔اس کے ہاتھ اب تصویروں کو نہایت احتیاط سے جمع کر رہے تھے،وہ خاموشی سے ان تمام بکھرتی ہوئی حقیقتوں کو سمیٹتا رہا اور پھر بغیر ایک بار بھی پلٹ کر دیکھے، کمرے سے باہر نکل گیا۔اس کا یوں باہر جانا،گویا اس ناراض تعلق پر دروازہ بند کر دینے کے مترادف تھا۔

انابیہ اب تک ساکت وجامد کھڑی تھی۔ وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہوئی تھی۔ نہ اس کے بدن میں کوئی حرکت تھی، نہ زبان پر کوئی لفظ۔ وقت گویا تھم سا گیا تھا۔ اس کا دماغ شدید صدمے کی کیفیت میں تھا۔ یہ تھپڑ صرف جسم پر نہیں، بلکہ اس کی انا پر پڑا تھا۔ اُس کی خودسری اور غلط فہمیوں کا محل ایک لمحے میں ڈھے گیا تھا۔ "بدکردار ائزل نہیں تم ہو گئی ہو انابیہ" روحان کا آخری جملہ بار بار اُس کے کانوں میں گونج رہا تھا۔ یہ محض آواز نہیں تھی، بلکہ اس کے ضمیر پر ایک کڑی چوٹ تھی۔ اس نے خود کو بدکردار کبھی نہیں سمجھا تھا، لیکن آج اس شخص نے، جس پر اُسے مکمل حق تھا، اسے یہ کہہ دیا تھا۔ درد اور بے یقینی کے ایک شدید لمحے میں، اُس کی آنکھ کے کنارے پر ایک نمکین قطرہ لٹکا۔ انابیہ نے فوراً ہی فولادی عزم کے ساتھ اپنا ہاتھ اوپر کیا اور اُس آنسو کے قطرے کو تیزی سے صاف کیا اور اپنے شکستہ غرور کو سمیٹا۔ بغیر کسی آہٹ یا مدہوش سرگوشی کے، وہ مڑی اور خاموشی سے باہر کی جانب چل دی۔

روحان کمرے سے نکل کر قدرے تیزی کے ساتھ ٹریس کی جانب بڑھا۔اس کے قدموں میں ایک غیر معمولی الجھن اور شدید بے چینی تھی جو اس کے جسم کی پوری رفتار میں جھلک رہی تھی۔اُس کے غصے کی شدت کم ہو چکی تھی، لیکن اس کی جگہ افسوس اور پشیمانی نے لے لی تھی۔اُس کی جیب میں رکھا فون بار بار بج رہا تھا، گویا وہ سکون اور خاموشی کو مزید درہم برہم کرنے پر تلا ہوا ہو۔اُس نے مایوسی سے جیب سے فون نکالا۔اسکرین پر ائزل کا نام جگمگا رہا تھا۔اُس کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے گہرا کرب چھایا۔اُس نے فون کو ایک سرد آہ کے ساتھ نیچے کیا۔وہ ٹریس کی ٹھنڈی ریلنگ پر ہاتھ جمائے، سر جھکائے کھڑا ہو گیا۔لندن کی سرد ہوا اُس کے بالوں کو چھو رہی تھی، مگر اس کے اندر کی آگ اب بھی دہک رہی تھی۔

"میں کبھی نہیں چاہتا تھا کہ تمھیں یہ بات پتہ لگے،"اُس کے لبوں سے ایک مدھم سی سرگوشی نکلی، جو صرف ہوا اور ریلنگ ہی سن پائی۔اس سرگوشی میں دکھ اور بے بسی کا گہرا رنگ تھا۔"لیکن انابیہ نے سب کچھ خراب کر دیا،"یہ کہتے ہوئے اُس کے لہجے میں اب بھی انابیہ کی نا سمجھی پر ہلکی سی خفگی تھی۔اُس کی نگاہیں اُس کے ہاتھوں میں موجود تصویروں پر

پڑیں جو اس ہنگامے کا مرکز تھیں۔"جو بات اتنے دنوں سے دفن کی تھی،انابیہ نے اُسے کریدنے میں کوئی کثر نہیں چھوڑی،"اُس نے گویا تقدیر کے لکھے پر شکوہ کیا۔اُس کے لیے وہ راز دفن شدہ خزانہ تھا،جسے انابیہ نے کھود کر سب کچھ بکھیر دیا تھا۔وہ کافی دیر تک وہیں ساکت وصامت کھڑا رہا،اپنے اندر کے طوفان کو تھامے ہوئے۔اس کے ذہن میں اُس تھپڑ کی گونج اور انابیہ کے حیرت زدہ چہرے کا عکس بار بار آرہا تھا۔"مجھے انابیہ پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا،"یہ جملہ ایک سنگین اعتراف تھا۔اُس نے ایک سرد سانس اندر کھینچی،جیسے وہ اپنے اندرونی خلفشار کو باہر نکال رہا ہو۔وہ سیدھا کھڑا ہوا،اور اپنے ارادے کو مضبوط کرتے ہوئے فیصلہ کیا۔"میں معافی مانگ لوں گا،"اس لہجے میں اب غصہ نہیں،بلکہ پشیمانی اور اصلاح کا عزم تھا۔وہ تیزی سے نیچے کی جانب لپکا۔

"انابیہ!"روحان آواز لگاتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔اس کی آواز میں ایک اچانک بے چینی تھی۔مگر کمرے میں کوئی نہ تھا۔"یہ کہاں چلی گئی؟"اُس نے خود سے سوال کیا اور تیزی سے اپنے قدم واپس لیے۔

اس نے ہال، گارڈن، باقی کمرے... سب کچھ دیکھ لیا تھا، لیکن انابیہ کہیں نہیں تھی۔ یہ صورتحال روحان کو معمول سے زیادہ پریشان کر رہی تھی۔ "اتنی سی دیر میں کہاں جا سکتی ہے یہ؟" وہ پریشانی کے عالم میں بولتا ہوا آمنہ کے کمرے میں داخل ہوا۔ "امی، آپ نے انابیہ کو کہیں دیکھا ہے؟" اس کے لہجے میں فکر تھی۔

"نہیں، کیوں؟" آمنہ نے حیرت سے پوچھا۔

"میں پورا گھر دیکھ چکا ہوں، وہ کہیں نہیں ہے۔"

"تم نے کچن میں نہیں دیکھا ہو گا،" آمنہ نے پرسکون انداز میں کہا۔

آمنہ کے یہ کہتے ہی روحان تیزی سے پلٹ کر باہر چلا گیا۔ اس کے دل کی دھڑکن معمول سے تیز ہو چکی تھی۔ وہ بے دم ہوتا ہوا کچن کے دروازے تک آیا۔ اس کی امید ایک لمحے میں دم توڑ گئی جب اس نے دیکھا کہ انابیہ وہاں بھی نہ تھی۔ روحان نے ایک ٹھنڈی سانس چھوڑی، اس کے ماتھے پر شکنیں گہری ہو گئی تھیں۔ وہ الجھن اور پریشانی میں کھڑا تھا۔ تبھی، کچن کے پیچھے سے سسکیوں کی ایک مدھم آواز آئی۔ یہ آواز اتنی دھیمی تھی کہ اسے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

محسوس کرنا پڑا تھا۔ روحان نے ایک لمحے کے لیے اُس جانب حیرانی اور خوف سے نظر اٹھائی، پھر بغیر کسی توقف کے دوڑ کر وہاں گیا۔

روحان جب کچن کے پیچھے پہنچا تو دیکھا کہ انابیہ کچن کے کاؤنٹر سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ منظر غیر معمولی اور حیرت انگیز تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی تھی، ناک اور گال بری طرح سرخ تھے، اور ہو بھی کیوں نہ.. وہ ہاتھوں میں ہری مرچ تھامے دانتوں سے جو کتر رہی تھی! اس کی گود میں رکھی پلیٹ میں بھی مزید مرچیں موجود تھیں۔ انابیہ مرچ کھاتی اور شدید سسکیوں کے ساتھ آنسو بہاتی جاتی۔ وہ گویا اپنے درد کو تلخی سے دبا رہی تھی۔

"کیا کر رہی ہو؟ چھوڑو اسے!" روحان نے اُس کے قریب بیٹھتے ہوئے فوراً اُس کے ہاتھوں سے مرچ لینے کی ناکام کوشش کی۔ انابیہ نے جواب میں اپنے پکڑ کو اور بھی مضبوط کر لیا۔

"چھوڑو انابیہ، یہ کیا بچپنا ہے!" روحان نے پھر کوشش کی، لیکن انابیہ نہ تو کچھ کہتی نہ ہی مرچ چھوڑتی۔ اس کی خاموشی روحان کو مزید پریشان کر گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ٹھیک ہے، مت چھوڑو،" روحان نے کہا اور اُس کی طرح کاؤنٹر سے ٹیک لگائے بیٹھ گیا۔

"میں بھی کھاؤں گا!"

روحان نے اُس کی گود میں رکھی پلیٹ سے ایک مرچ اٹھالی اور بغیر سوچے سمجھے دانتوں میں دبالی۔

"س... س... س!" اگلے ہی لمحے اُس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی پھوٹ پڑی۔ وہ جلدی سے اٹھا اور منہ کے سامنے ہاتھ ہلاتے ہوئے بے تاب ہو گیا۔ اس کے چہرے پر شدید جلن اور گھبراہٹ تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اُسے دیکھ کر انابیہ بھی جھٹ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے ہاتھوں کی مرچ اور پلیٹ کاؤنٹر پر رکھی اور پانی سے بھرا گلاس روحان کی جانب بڑھایا۔ روحان نے ایک ہی سانس میں پورا گلاس اپنے اندر اتار لیا، لیکن مرچ اتنی تیکھی تھی کہ ہونٹ اور زبان کی جلن اب بھی کم نہ ہوئی۔

انابیہ نے بغیر کچھ کہے شکر کا ڈبہ اٹھایا اور ایک چمچ شکر روحان کے منہ میں ڈال دی۔

"کیسے کھا رہی تھی تم؟"روحان نے الجھتی سانسوں کے درمیان کہا۔اس کا چہرہ اب بھی سرخ پڑا تھا اور آنکھوں میں آنسو تھے۔

انابیہ بغیر کوئی جواب دیے وہاں سے پلٹ کر جانے لگی۔ تبھی روحان اُس کے سامنے سے آ کر کھڑا ہو گیا۔

"ہٹو میرے راستے سے،"انابیہ نے تلخی سے کہا،اس کی آواز میں بے بسی تھی۔

"سوری،"روحان نے مدھم اور مخلص لہجے میں کہا۔یہ معافی صرف مرچ کھانے کی نہیں تھی،بلکہ اس غصے کی تھی جو اُس نے انابیہ کے اعتراف کے بعد دکھائی تھی۔

لیکن انابیہ نے اس کی معافی کو نظر انداز کر دیا۔وہ اپنے ہاتھوں سے روحان کو سینے سے دھکیل کر آگے بڑھ گئی،اس کی آنکھوں میں ابھی بھی شکایت اور دکھ نمایاں تھا۔

✧....✧....✧

باب دہم

یہ ضرور کوئی راز ہے جو اُس نے تجھ پہ کھولا ہے،

کوئی خاص کرم ہے، جو درد میں بھی تُو بھولا ہے۔

وہ چاہتا تو تیری راہوں کو اندھیرا کر دیتا،

مگر دیکھ، اُمید کا چراغ اب بھی تُو نے جلایا ہے۔

نماز تک پہنچنا قسمت ہر ایک کی نہیں ہوتی،

یہی تو انتخابِ خدا ہے، جو تُجھ پہ آیا ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ دیر تبھی کرتا ہے جب دلوں کو پرکھتا ہے،

تُو اُس کا پسندیدہ بندہ ہے، اسی نے یہ دکھایا ہے۔

توفیق عبادت کی ملے تو سمجھ، وہ قریب ہے تیرے،

کہ اس نے خود ہی چاہا ہے، تُو نے اُسے منایا ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تیرے صبر میں اُس کی رضا چھپی ہے کہیں،

یوں ہی نہیں سکونِ دعا کا رنگ تُو نے پایا ہے۔

کوئی بڑا کرم ہے جو تھکن تجھ سے روٹھ گئی،

یہ انتظار بھی اُس کے لکھے وعدے کا سایہ ہے۔

جہاں "کُن" کہہ دے وہ ربّ العالمین،

بس وہیں کھڑا کر کے تجھے، اُس نے تجھے آزمایا ہے۔

شام ڈھلنے کو تھی۔

مغرب کی اذان کی صدائیں فضا میں پھیل چکی تھیں۔ ہر سمت وہی نورانی نغمہ گونج رہا تھا جو دل کے زنگ کو چیر کر سیدھا روح تک اُترتا ہے۔

ائزل چھت کی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی، چہرہ تھکن سے جھکا ہوا۔ جیسے اذان کے ہر لفظ کے ساتھ اُس کے دل کی دیواریں بھی ہل رہی ہوں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جب مؤذن کی آواز "اللہ اکبر" پر پہنچی، اُس نے لرزتے ہاتھوں سے اپنے کانوں کو ڈھانپ لیا، اور چہرہ اپنی گود میں چھپا لیا۔

وقت تھم سا گیا۔ اذان ختم ہونے تک وہ یونہی بیٹھی رہی جیسے ہر لفظ اُس کے سینے میں جا کر گونجتا ہو۔

جب صدا خاموش ہوئی، اُس نے آہستہ سے ہاتھ ہٹائے، سر اوپر کیا۔ آنکھوں کے کناروں پر نمی چمک رہی تھی۔

تبھی نیچے سے ایک مانوس سی لرزتی آواز ابھری۔ "دے بیٹی... خدا تیرے رزق میں برکت دے، تیرے نصیب کھِلیں۔"

ائزل نے چونک کر نیچے جھانکا۔ ایک بوڑھی عورت، پھٹے پرانے کپڑوں میں، کندھے پر جھولا لٹکائے گیٹ کے باہر کھڑی تھی۔ اُس کی آواز میں مانگ نہیں، دعا تھی۔

ائزل تیزی سے پلٹی، کچن کی طرف دوڑی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

روٹی اور سبزی لی اور باہر چلی گئی۔ جب اُس نے گیٹ کھولا اور بوڑھی کے ہاتھوں میں وہ روٹی سبزی رکھی، تو اُس کے چہرے پر پہلی بار ایک نرم سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

بوڑھی عورت نے لرزتے ہاتھوں سے روٹی لی، پھر محبت سے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"اللہ تجھے ہمیشہ خوش رکھے، تیری مرادیں پوری کرے، آمین۔"

ائزل کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ مچل کر رہ گئی، مگر آواز مدھم تھی۔ "مائی... وہ تمہاری مرادیں پوری نہیں کرتا، تو میری کیوں کرے گا؟"

بوڑھی چونک گئی، پھر تھوڑا آگے ہو کر بولی۔ "کس نے کہا تجھ سے یہ بات؟"

ائزل نے نظریں جھکائیں، لہجہ بھرا ہوا تھا۔ "تمہارا حال بتا رہا ہیں... وہ تمہیں بھی نہیں سنتا۔ ورنہ اس بڑھاپے میں..."

بوڑھی عورت نے اُس کی بات کاٹ دی۔ "سنتا ہے، بیٹی۔ تبھی تو آج بھوکی نہیں سوئی۔ دیکھ، یہی تو اُس کا کرم ہے جو تیرے ہاتھ سے ایک وقت کی روٹی دی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ائزل خاموش ہو گئی اور سر جھکا لیا۔

کچھ دیر بعد بوڑھی نے دھیرے سے پوچھا۔"بے چین ہو؟"

ائزل نے بس"ہمم"کہہ کر ہلکا سا سر ہلایا۔

"سکون کھو گیا ہے؟"

"ہمم..."

"اذان ہو چکی ہے، نماز نہیں پڑھنی؟"

ائزل نے اس بار نفی میں سر ہلایا۔

بوڑھی نے ٹھنڈی سانس بھری۔"پھر بے چینیاں یونہی بڑھیں گی، بیٹی۔

سکون اُس سے دُور ہونے میں نہیں، اُس کی طرف لوٹنے میں ہے۔ ہم نے اصل قرار چھوڑ کر دنیا کے شور میں قرار تلاشنا شروع کر دیا ہے۔"

ائزل نے پلکیں اٹھائیں۔"سکون چھیننے والا بھی تو وہی ہے، نا؟"آواز بھرائی ہوئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آزمائشیں اپنی جگہ، مگر کسی سے اتنی بھی نہ لو کہ وہ سانس ختم ہونے سے پہلے ہی مر جائے۔"

بوڑھی عورت کی نگاہ میں روشنی چمکی۔ "اللہ کبھی اپنے بندے کو اُس کی حد سے آگے نہیں آزماتا، بیٹی۔ وہ ربّ وہی ہے جو ایک پھول کو مسکرانے کے لیے پورے آسمان کو رُلا دیتا ہے۔"

ائزل کے لب کپکپائے۔ "لیکن... میں ہی کیوں؟"

بوڑھی کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک جاگ اٹھی۔ "خدا سے یہ سوال بہت بے خوف ہو کر کرتے ہے کے میں ہی کیوں؟ میرے ساتھ ہی ایسا کیوں کیا؟ کیا کبھی یہ سوچا ہے کے اگر وہ سوال کریں کے میں نے تو تمہیں اپنے لیے بنایا تھا پھر اس دل میں میں کیوں نہیں؟ میں نے اتنی محبت دی تمہیں تم نے کیوں نہیں کی مجھ سے محبت؟ اس بات کے اعتراف کے بعد بھی کے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں... ہے کوئی جواب؟ ہے کوئی دلیل؟ ہے ایسا کوئی لمحہ جب اللہ کو اپنی غرض کے بغیر پکارا ہو؟" بڑھی عورت کا انداز سخت تھا۔

ائزل کے آنسوؤں نے اب اجازت مانگنا چھوڑ دیا۔ وہ بہہ نکلے۔ "مجھ سے خطا ہوئی ہے..."

اُس کی ہچکیاں قابو سے باہر تھیں۔

بوڑھی عورت قریب آئی، ہاتھ اُس کے سر پر رکھا۔ "اگر خطا نہ ہوتی تو تُو انسان نہ ہوتی۔ فرشتے خطا نہیں کرتے، مگر اُن کے پاس توبہ کی آنکھ بھی نہیں ہوتی۔ تم خوش نصیب ہو کہ ربّ نے تمھارے لیے توبہ کا در کھلا رکھا۔ اُس در پر جو رو پڑے، وہ کبھی خالی نہیں لوٹتا اور توبہ کے سجدوں میں جو لطف ہے وہ اور کسی میں نہیں۔۔

وہ آنسوؤں کا گرنا،

وہ ہاتھوں کا اٹھ جانا،

وہ توبہ کی آس میں سجدے پہ سجدے کیے جانا،

وہ بچوں کی طرح گڑگڑانا،

اور وہ رب کا مان جانا۔۔۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پھر وہ دھیرے سے بولی۔ "یہ دنیا ٹھہرنے کی جگہ نہیں، گزرنے کی راہ ہے۔ یہاں صبر، ایمان اور توکل کا امتحان ہے۔ لوٹ آؤ، اس سے پہلے کہ وقت لوٹنے نہ دے۔" وہ مڑ گئی، جاتے جاتے صدائیں دیتی گئی۔ "اے بندۂ بشر، وقت کو ضائع نہ کر،

اپنے رب کو خفا نہ کر۔

خطا تیرے مقدر میں ہے،

مگر توبہ اُس کی رحمت ہے

اور اگر خطا نہ ہوتی،

یہ سجدے، یہ آنسو

یہ حسین رات تُجھے عطا نا ہوتی"

ائزل بہت دیر تک وہی کھڑی رہی جیسے وقت تھم گیا ہو، جیسے زمین اور آسمان کے درمیان بس اُس کی سانسیں گونج رہی ہوں۔ بوڑھی عورت کی آوازیں اب بھی اُس کے دل

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کے کسی کونے میں ارتعاش پیدا کر رہی تھیں۔"اب لوٹ آ اپنے رب کو خفا نہ کر..."یہ جملہ اُس کے ذہن میں بجتا جا رہا تھا، جیسے کسی نے روح پر دستک دی ہو۔ آہستہ آہستہ اُس کے قدم کمرے کی طرف بڑھے۔ ہر قدم جیسے ایک بوجھ سے اٹھ رہا تھا، مگر اُس بوجھ میں ایک ہلکا پن بھی شامل ہو چکا تھا۔ توبہ کی روشنی کا۔

کمرے میں داخل ہو کر اُس نے دروازہ آہستہ سے بند کیا۔ پھر وضو کے لیے گئی نل سے ٹھنڈا پانی بہنے لگا، ہر قطرہ اُس کی ہتھیلیوں، چہرے، اور دل تک کو پاک کرتا محسوس ہو رہا تھا۔ جب اُس نے پانی اپنے چہرے پر ڈالا، تو ایک عجیب سا احساس تھا۔ جیسے گناہ دھل کر بہہ رہے ہوں، جیسے برسوں کا بوجھ پانی کے ساتھ زمین میں جذب ہو رہا ہو۔ وضو مکمل ہونے کے بعد اُس نے جائے نماز بچھائی۔ کپڑے کے نرم ریشوں پر اُس کے ہاتھ تھر تھرا رہے تھے، اُس نے قرآن کھولا۔ صفحات کے درمیان سے خوشبو اٹھی پرانی مگر روح کو مہکانے والی۔ اُس نے انگلی رکھی، اور وہ آیت آنکھوں کے سامنے تھی۔"اور بے شک اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"یہ پڑھتے ہی ائزل کے وجود میں لرزش سی دوڑ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گئی۔اُس لمحے اُسے لگا جیسے ربّ واقعی اُس کے سامنے ہے۔نرم، مہربان، قریب۔اُس کی نگاہیں آیت کے الفاظ پر ٹک گئیں۔چہرے پر آنسوؤں کی نمی تھی، مگر دل میں ایک عجب سا سکون اُتر رہا تھا۔"خدا نے مجھے بہتر نوازا ہے...

اگر میرے اعمال کے برابر دیتا، تو شاید میرے ہاتھ ہمیشہ خالی ہوتے..."اُس کی آنکھیں بھر آئیں۔"میری سب سے بڑی خطا یہ ہے... کہ اپنے رب کو سمجھنے میں اتنی دیر لگادی۔ کاش جتنی محبت انسانوں سے کی، اتنی اپنے خالق سے کی ہوتی۔اُس بے وفائی کے باوجود وہ آج بھی مجھے یاد کرتا ہے...اگر میں باوفا ہوتی، تو شاید روحوں میں اُتر جاتا وہ۔"پھر وہ سجدے میں جا گری اور اس بار اُس کا رونا گناہوں سے نہیں، بلکہ لوٹ آنے کی خوشی سے تھا۔

✧....✧....✧

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رات کی چاندنی کھڑکی کے شیشوں پر اتر چکی تھی۔ کمرے میں مدھم سی لائٹ جل رہی تھی جو دیواروں پر ہلکی سی سنہری روشنی بکھیر رہی تھی۔ ہوا ساکت تھی، مگر ماحول میں ایک غیر مرئی خاموشی تیر رہی تھی۔ ایسی خاموشی جس کے اندر ناراضگی، تھکن اور ان کہی باتوں کا شور چھپا تھا۔ ڈنر کے بعد انابیہ آ کر بیڈ پر نیم دراز ہو گئی تھی۔ چہرے پر خفگی کی پرچھائیاں تھیں اور نگاہوں میں ایک انجان سا بوجھ۔ وہ کچھ کہے بغیر بس چھت کو دیکھتی رہی، جیسے وہاں کوئی جواب لکھا ہو۔ روحان چند لمحے دروازے کے قریب کھڑا رہا، پھر آہستہ آہستہ چل کر بیڈ کے کنارے آ بیٹھا۔ اُس کے چہرے پر ندامت کی پرچھائیاں تھیں شرمندگی، افسوس، اور ایک چپ سا احساس جو لفظوں میں ڈھل نہیں رہا تھا۔ "عشقہ..." روحان کے ہاتھوں میں ایک کتاب تھی اُس نے اچانک نام پکارا آواز میں نہ شدت تھی نہ نرمی، بس ایک مدھم سا ارتعاش۔ انابیہ نے کوئی ردِ عمل نہ دیا۔ جیسے اُس کے لفظ اُس تک پہنچنے سے پہلے ہی مر گئے ہوں۔ روحان نے ایک سرد سانس بھری۔ "انابیہ... ناراضگی مجھ سے ہے، کتاب کا کیا

قصور؟"لیکن کمرے میں پھر وہی خاموشی لوٹ آئی۔روحان کے چہرے پر ایک لمحے کو تکلیف کا سایہ آیا۔

"میں جانتا ہوں..."اُس نے آہستہ سے کہا،"مجھے تم پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا۔لیکن اُس لمحے... تم کچھ سننے کے لیے تیار نہیں تھی۔"انابیہ کا چہرہ اب بھی سنجیدہ تھا۔وہ خاموش رہی،

"دیکھا جائے تو..."روحان نے مدھم لہجے میں بات جاری رکھی،"ہم دونوں کا درد ایک سا ہے۔ہاں،میں مانتا ہوں میں ائزل سے محبت کرتا ہوں... خود سے بھی زیادہ۔"وہ لمحہ لمحہ بول رہا تھا،جیسے ہر لفظ کے ساتھ اپنے دل کا بوجھ اتار رہا ہو۔"جس طرح تم نے عرش کو چاہا تھا،میں نے اُسی شدت سے ائزل کو چاہا۔"

یہ سنتے ہی انابیہ جھٹ سے اٹھ بیٹھی۔اُس کی آنکھوں میں چبھتا ہوا سوال تھا۔"تو پھر مجھ سے چھپایا کیوں؟"اُس کی آواز لرز رہی تھی،جیسے شکوہ اور شکست ایک ساتھ بول پڑے ہوں۔

روحان نے نظریں جھکا لیں۔"میں نہیں چاہتا تھا... جو آج ہوا،وہ کبھی ہو۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انابیہ نے ہلکی سی ہنسی ہنسی، مگر اُس ہنسی میں دکھ چھپا تھا۔ "اگر تم پہلے بتا دیتے، روحان..."

اُس نے نظریں نیچی کر لیں۔ "شاید آج سب کچھ مختلف ہوتا۔" ایک لمحے کے وقفے کے بعد اُس نے مدھم لہجے میں کہا، "پہلے شاید مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن اب..."

روحان نے چونک کر دیکھا۔ "اب...؟" اُس نے سوالیہ نگاہوں سے پوچھا۔

انابیہ نے انگلیوں کو آپس میں مسلتے ہوئے کہا، "اب میں تمہیں... سچ میں پسند کرنے لگی ہوں۔" یہ کہہ کر اُس نے نظریں چرا لیں، جیسے الفاظ کے وزن سے اُس کا چہرہ جھک گیا ہو۔ پھر آہستہ سے تکیے پر سر رکھ کر دوبارہ لیٹ گئی۔ روحان لمحوں تک ساکت بیٹھا رہا۔ دل کے اندر ایک خالی گونج سی تھی۔ جس احساس کو اُس نے صبح ایک معمولی سی بات سمجھ کر ہنسی میں ٹال دیا تھا، وہ اب ایک اعتراف بن کر سامنے آ گیا تھا۔ وہ چند لمحے یونہی خلا میں دیکھتا رہا۔

کمرے کی ہوا جیسے بھاری ہو گئی تھی۔ دیواروں پر وقت کے سایے اتر آئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد انابیہ نے کروٹ لی۔ "سنو..." اُس نے مدھم آواز میں پکارا۔

"ہمم؟"روحان نے سر موڑ کر دیکھا۔

"ایک کام ہے، میرا ساتھ دو گے؟"اُس کے لہجے میں نرمی تھی، مگر آنکھوں میں عزم۔

"کیسا کام؟"روحان نے پوچھا۔

انابیہ نے سیدھے بیٹھتے ہوئے گہری سانس لی۔"ایسا کام... جو شاید سب کچھ بدل دے۔"

کمرے کی خاموشی میں اُس کی آواز گونجی، مدھم، مگر پراثر۔

روحان کی آنکھوں میں سوال تھا،

اور انابیہ کے دل میں۔ایک نیا آغاز۔

.... ✧....✧ ✧

اختتامِ عشق

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چند ماہ کی طوالت کے بعد...

عشاء کی اذان کی نرم گونج فضا میں گھل رہی تھی۔ آسمان کے کناروں پر شام کی سیاہی اب مکمل رات میں بدل چکی تھی۔ کمرے کی فضا پر سکون تھی—ایک ایسی خاموشی جس میں دل کے شور بھی سنائی دیتے ہیں۔ ائزل نے جیسے ہی اذان کی آخری صدا سنی، وہ فوراً جائے نماز بچھا کر وضو کے تازہ قطرے اپنے چہرے پر محسوس کرنے لگی۔ اُس کے ہاتھوں میں لرزش تھی، مگر دل میں عزم۔ وہ نماز کے لیے کھڑی ہوئی الفاظ لبوں پر نہیں، دل کے اندر بہہ رہے تھے۔ ہر سجدے کے ساتھ اُس کی روح جیسے کسی ان دیکھے زخم پر مرہم رکھ رہی تھی۔ نماز ختم ہوئی تو اُس نے دونوں ہاتھ آہستگی سے اٹھا لیے۔ آنکھوں میں نمی تھی، مگر زبان پر شکر کے الفاظ۔ اسی لمحے دروازہ آہستگی سے کھلا۔ روحان اور انابیہ اندر داخل ہوئے۔ دونوں رکے اور جیسے کسی تقدس کے احساس نے اُن کے قدم روک لیے ہوں، وہ خاموشی سے اُس کے پیچھے فرش پر بیٹھ گئے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ائزل نے آنکھیں بند کی۔ جیسے ہر لفظ دل کے اندر سے نکل رہا ہو۔"اے میرے مولا... یہ کیسی آزمائش ہے؟ میری مشکلات آسان کر دے، میرے دل کے زخموں کو شفا دے دے۔ مجھے اتنی ہمت دے دے کہ میں... میں اُس شخص کو بھول جاؤں... اگر وہ میرے ذہن میں یوں ہی رقص کرتا رہا تو میں زندہ ہو کر بھی زندہ نہیں رہ پاؤں گی... پھر مجھے موت دے دے، مولا اس طرح زِندگی گزارنا بہت مشکل ہے بہت مشکل..."ہر لفظ کے ساتھ اُس کے آنسو قطرہ قطرہ نیچے گر رہے تھے۔ فرش پر گرتے وہ قطرے کسی ندامت کے نہیں بلکہ ایک ٹوٹے دل کے گواہ تھے۔ پیچھے بیٹھے روحان اور انابیہ نے بھی ہاتھ اٹھا لیے۔ انابیہ کی آنکھوں میں جذبہ تھا، الفاظ میں نرمی۔"مولا... میں جس مقصد کے لیے یہاں آئی ہوں، وہ پورا ہو جائے۔"

روحان بھی دعا میں مدھم آواز میں کہہ رہا تھا،"اے ربّ کریم، اُس کی غموں کو خوشیوں میں بدل دے۔ اُس کے آنسوؤں کو مسکراہٹ میں ڈھال دے... اور اُس کی نامکمل محبت کو انجام دے دے... میری محبت کی محبت کو منزل دے دے، خدایا۔"جب تینوں دعا سے

فارغ ہوئے تو فضا میں ایک عجیب سا سکون اتر آیا تھا۔ ائزل نے جائے نماز سمیٹی اور آہستگی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ پیچھے مڑتے ہی اُس کی نظر روحان اور انابیہ پر پڑی۔

"روحان؟ انابیہ؟ تم لوگ کب آئے؟" اُس کی آواز میں حیرت تھی۔ "بس ابھی، جب تم نماز میں تھی۔" روحان نے نرمی سے جواب دیا۔ "ائزل..." انابیہ چند قدم آگے بڑھی، اُس کے قریب آ کر اُس کے ہاتھ تھام لیے۔ "مجھے معاف کر دو، پلیز... میں نے غصے میں پتہ نہیں کیا کیا کہہ دیا تمہیں۔" ائزل کے لبوں پر ایک نرم مسکراہٹ آئی۔ اُس نے انابیہ کے ہاتھ مضبوطی سے تھامے۔ "ارے نہیں، انابیہ... معافی مت مانگو۔ تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا، تو وہ بھی یہی کرتا۔ تمہاری کوئی غلطی نہیں۔" اس کی نظریں نیچی ہو گئیں۔ "لیکن... غلطی میری بھی نہیں تھی۔ میں سچ میں کچھ نہیں جانتی تھی۔" ائزل کی بات پر روحان نے نظریں جھکائیں۔ ائزل آہستہ سے بولی، "روحان، انابیہ آپ کی بیوی ہے... اور کوئی بھی بیوی اپنے شوہر کے دل میں کسی اور کے لیے محبت برداشت نہیں کر سکتی۔ اب آپ کو جتنی محبت کرنی ہے... اپنی بیوی سے کریں۔" یہ کہہ کر اُس نے آگے بڑھ کر روحان کا ہاتھ پکڑا،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور انابیہ کا ہاتھ اُس کے ہاتھ میں رکھ دیا۔"خدا آپ دونوں کے درمیان بے پناہ محبت عطا کرے۔"

کمرے میں ایک لمحے کو مکمل خاموشی چھا گئی۔

صرف تینوں کے سانسوں کی مدھم آواز گونج رہی تھی۔

پھر ائزل نے نرمی سے کہا،"یہ جو تم دونوں کی چھوٹی چھوٹی نوک جھونک ہوتی ہے نا...

اسی میں محبت چھپی ہوتی ہے۔"روحان اور انابیہ دونوں کے چہروں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ لمحوں بعد انابیہ بولی،"تمہیں پتہ ہے ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟"

ائزل نے حیرانی سے دیکھا۔"کیوں؟"

انابیہ نے اُس کے قریب آ کر اُس کے ہاتھ تھام لیے۔ "ائزل، میں چاہتی ہوں کہ تمہاری اور عرش کی محبت... اپنی منزل تک پہنچے۔ میں دل سے چاہتی ہوں کہ جو محبت تم نے میرے لیے ادھوری چھوڑ دی... وہ اب مکمل ہو جائے۔"

ائزل نے چونک کر پیچھے قدم لیے۔ "نہیں، انابیہ۔ میں عرش کو بھول چکی ہوں۔ شدید نفرت کرتے ہیں وہ اب مجھ سے۔ میں اُن کی زندگی میں واپس جا کر انہیں پھر تکلیف نہیں دے سکتی۔"

انابیہ کے لبوں پر ایک دھیمی مسکراہٹ تھی۔ وہ آگے بڑھی اور اُس کے برابر بیٹھ گئی۔ "یہ جھوٹ سب کے سامنے بولو، مگر مجھ سے نہیں۔ میں جانتی ہوں، تم آج بھی عرش کو نہیں بھلا پائی ہو۔" "میں بھول چکی ہوں، انابیہ!" ائزل کی آواز بلند ہوئی، اور وہ تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ انابیہ بھی اُٹھی، مگر اُس کے لہجے میں سکون تھا۔ "ٹھیک ہے، تم بھول چکی ہو۔ لیکن... عرش کا کیا؟ کیا تم جانتی ہو؟ وہ آج بھی وہیں ہے، جہاں تم نے اُسے چھوڑا تھا۔ وہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آگے نہیں بڑھ سکا۔ وہ آج بھی تم سے اتنی ہی محبت کرتا ہے۔ اور... وہ تم سے ملنا چاہتا ہے۔"

ائزل کا دل جیسے رک گیا۔ اُس کی آنکھوں میں نمی اُتر آئی۔

"ہاں ائزل، عرش تم سے ملنا چاہتا ہے۔ اور میں آج تمہیں اُس کے پاس لے جانے آئی ہوں۔ چلو گی میرے ساتھ؟ کرو گی اپنی محبت کو مکمل؟"

انابیہ نے آہستہ سے ہاتھ آگے بڑھایا۔ ائزل کی آنکھوں سے آنسو پھسلنے لگے۔ دل کی دیواریں ٹوٹ رہی تھیں۔ اس بار اُس نے آگے بڑھ کر انابیہ کا ہاتھ تھام لیا۔ "اور... مما؟" اُس نے لرزتی آواز میں پوچھا۔

"اُن کی فکر مت کرو، میں آنٹی سے خود بات کر لوں گی۔" انابیہ نے نرمی سے کہا۔

"ہمم..." ائزل نے سر ہلایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انابیہ کمرے سے باہر نکل گئی۔ روحان اور ائزل اب بھی خاموش کھڑے تھے۔ روحان کی نظریں جھکی تھیں، مگر ائزل کی آنکھیں اُس پر ٹھہری ہوئی تھیں۔ "اب بھی محبت کرتے ہیں؟" ائزل نے مدھم مگر پُر اعتماد لہجے میں سوال کیا۔

روحان نے نہایت عاجزی اور صداقت سے، سر جھکائے ہوئے، جواب دیا۔

"بے انتہا۔"

"میرے اتنے بڑے سچ کے بعد بھی محبت نہیں چھوڑی؟"

"نہیں،" روحان کا جواب اتنا سادہ اور فیصلہ کن تھا کہ اس میں کسی تفصیل کی گنجائش ہی نہ تھی۔

"کبھی نہیں چھوڑیں گے؟"

"کبھی نہیں۔" روحان نے اس عہدِ وفا کو مزید مضبوط کیا۔

"اگر میں دور چلی جاؤں اور کبھی واپس نہ آؤں تو؟"

روحان نے سر نہ اٹھایا، مگر اس کی آواز میں گہری تسلی تھی۔

"ہمیشہ دل کے قریب رہو گی۔"

ائزل نے اب انتہائی نازک اور خوفناک سوال کیا، جس نے روحان کو نگاہیں اٹھانے پر مجبور کر دیا۔

"اگر میں مر گئی تو؟" جیسے ہی ائزل کے لبوں سے یہ سوال نکلا، روحان نے شدتِ جذبات سے اپنی نگاہیں سیدھی اس کی آہو چشم آنکھوں کی طرف اٹھائیں۔

"بتائیں! اگر میں مر گئی تو بھی محبت مجھے ہی ٹھہرائیں گے؟"

"بے شک.... مرنے سے محبت نہیں مرتی۔" روحان کی نگاہوں میں اِک اَن کہی قسم تھی۔

"لوگوں کے سامنے بھی محبت میں میرا ہی نام لیں گے؟"

"ہاں،" روحان نے ایک لمحے کے توقف کے بغیر اعتراف کیا۔

"یہ زمانہ پوچھے گا پھر؟"

روحان کے ہونٹوں پر ایک ہلکی اور پر سوز ہنسی آئی۔ "میں کتابوں کا شوقین ہوں،" اُس نے ائزل کی آنکھوں میں گہرا دیکھتے ہوئے کہا، "کہہ دوں گا کہ میری داستانِ محبت کی ایک واحد کردار ہے جو Exist ہی نہیں کرتی۔"

ائزل نے اپنے ہاتھ کو آہستہ سے آگے بڑھایا اور اسے روحان کے ہاتھوں پر رکھ دیا۔ اس کی نگاہیں روحان کی آنکھوں میں جمی تھیں، اور ان میں گہری بے بسی کا سمندر موجزن تھا۔ اس کی آواز میں اِک دَرد بھرا اصرار تھا۔

"آپ چھوڑ دیں مجھ سے محبت،" اُس نے کہا، گویا وہ روحان سے اس کا قیمتی سرمایہ چھیننے کی التجا کر رہی ہو۔ وہ محبت جو روحان کے لیے زندگی کی واحد حقیقت بن چکی تھی۔ ائزل کی آنکھوں میں اشکوں کا سایہ لرز رہا تھا، جو یہ بتا رہا تھا کہ وہ یہ بات کس کرب سے کہہ رہی ہے۔

روحان، جو ابھی تک اپنے بے مثل عہدِ وفا کے سکون میں تھا، ائزل کی اس دل شِکستہ التجا پر بے اختیار ہو گیا۔ وہ جمود کی حالت میں اُس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔ وہ حسین آنکھیں، جو اُس کے لیے کبھی چاہت کا مرکز تھیں، آج فراق کی کہانی سنا رہی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس لمحے، روحان کے لیے دنیا کی ہر حقیقت دھندلا گئی تھی۔ "میں کیسے چھوڑ دوں، ائزل؟"

اُس نے دھیرے سے کہا، "میں نے جتنی دفعہ تمھاری آنکھوں میں دیکھا ہے، میں ہر دفعہ تمھاری محبت میں مزید مبتلا ہوا ہوں۔" اس کا مطلب تھا کہ محبت چھوڑنے کا خیال بھی اس کے لیے محال تھا، کیونکہ ہر نگاہ، ہر لمحہ، اس کی محبت کو نئی زندگی بخشتا تھا۔

ائزل خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔ اس کی نگاہوں میں نہ تو کوئی جیت کی چمک تھی اور نہ ہی کوئی غرور۔ اس کی آنکھوں میں ایک گہری ہمدردی اور ایک تلخ حقیقت پسندی کا امتزاج تھا۔ اس نے چند لمحے روحان کو اس کی اذیت میں رہنے دیا، پھر ایک نہایت ہی نپے تلے اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں گویا ہوئی، جیسے کوئی طبیب بہت احتیاط سے مرہم لگاتا ہے۔

"روحان، میں شاید آپ کی محبت کا جواب محبت سے کبھی نہ دے سکوں، یہ میرے اختیار میں نہیں ہیں... لیکن میرے دل میں آپ کے لیے جو عزت ہے، اس کا مقام بہت بلند ہے۔"

اس کے الفاظ کسی مرہم کی طرح تھے، جو زخم تو نہیں بھر سکتے تھے، لیکن اس کی جلن کو کم ضرور کر سکتے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

روحان کے شکستہ چہرے پر ایک ہلکی سی، درد بھری مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ شاید اس ویرانے میں عزت کا ایک چھوٹا سا نخلستان بھی غنیمت تھا۔ ائزل چند قدم آگے بڑھی اور نہایت شفقت سے روحان کا ہاتھ اپنے دونوں نرم ہاتھوں میں تھام لیا۔ اُسی وقت انابیہ کی آمد ہوئی لیکن وہ جھٹ سے دروازے کے پیچھے ہو گئی۔

"لیکن اب حقیقت یہ ہے کہ انابیہ آپ کی زندگی کا حصہ ہے، آپ کی شریکِ حیات۔" ائزل کی آواز میں اب ایک نرمی کے ساتھ ساتھ ایک مضبوطی بھی تھی۔ "میں نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے اس معصوم لڑکی کی آنکھوں میں کبھی آنسو آئیں۔ آپ میری خاطر، ہمارے اس رشتے کی عزت کی خاطر، انابیہ کو وہ تمام خوشیاں اور وہ سارا پیار دیں جس کی وہ حقدار ہے۔"

یہ سن کر روحان کے وجود پر شرمندگی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ اس کا سر مزید جھک گیا۔ ائزل نے اپنی بات جاری رکھی، "آپ خود سوچیں، جس لڑکی نے صرف میرے لیے، آپ کی خوشی کے لیے، اپنی برسوں کی خاموش محبت کو قربان کر دیا، کیا وہ بری ہو سکتی ہے؟ روحان، وہ لڑکی آپ کے بے پناہ پیار کی مستحق ہے۔ اور اب یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ اس کی زندگی کو

محبت سے اس طرح بھر دیں کہ اسے کبھی کسی کمی کا احساس نہ ہو۔"روحان نے ایک گہری سانس لی،اس نے نظریں اٹھا کر ائزل کو دیکھا اور ایک پر سکون مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا۔"ہمم۔"

دروازے کی اوٹ میں کھڑی انابیہ نے یہ سارا منظر دیکھا اور ہر ایک لفظ سنا۔ آنسوؤں کی ایک گرم لڑی اس کے گالوں پر بہہ نکلی۔یہ آنسو دکھ کے بھی تھے اور تشکر کے بھی۔اس نے اپنے ہاتھ کی پشت سے خاموشی سے وہ آنسو پونچھے،اپنے چہرے پر ایک پر اعتماد اور شاداب مسکراہٹ سجائی اور ایسے اندر داخل ہوئی جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہ ہو۔

Clubb of Quality Content

"ائزل۔۔۔چلو!خدیجہ آنٹی نے ہاں کر دی ہے۔"اس کی آواز میں ایسی تازگی اور خوشی تھی کہ کمرے کا سارا بوجھل پن کافور ہو گیا،اور روحان اور ائزل دونوں چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

وقت جیسے تھم سا گیا تھا،اور جب اس نے دوبارہ چلنا شروع کیا تو اپنے ساتھ ایک گہری، بوجھل خاموشی لایا۔کچھ لمحوں بعد،جب ان کہے الفاظ کی گونج فضا میں تحلیل ہو گئی،جانے کی

ناگزیر آہٹ سنائی دی۔ روحان اور انابیہ ایک ساتھ دروازے کی جانب بڑھے۔ ان کے قدم ہم آہنگ نہ سہی، اور ان کے پیچھے، چند قدموں کے فاصلے پر، ائزل چل رہی تھی۔ وہ محض پیچھے نہیں تھی؛ وہ اس منظر سے الگ ہو رہی تھی۔

روحان اور انابیہ دروازے کے قریب کھڑے تھے۔ انابیہ کے لبوں پر مصنوعی سی مسکراہٹ تھی، لیکن اُس کی آنکھوں میں نمی چمک رہی تھی۔ روحان کے لب خاموش تھے مگر دل میں بہت کچھ ٹوٹ چکا تھا۔ ائزل نے پلٹ کر ایک آخری نظر اُن دونوں پر ڈالی۔ چہرے پر تسکین کا سایہ تھا، جیسے کوئی بوجھ دل سے اُتر گیا ہو۔ "چلیں مما، جا رہی ہوں..." اُس نے دھیرے سے کہا۔

خدیجہ بیگم جو دروازے کے قریب کھڑی تھیں، بے اختیار بول اُٹھیں، "کتنی بار کہا ہے ائزل... 'جا رہی ہوں' نہیں، 'جلد ہی آؤں گی' کہنا چاہیے۔" اُن کے لہجے میں ممتا کی نمی تھی، اور آنکھوں میں وہی پرانی محبت۔ ائزل نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ان کی طرف دیکھا، جیسے دل ہی دل میں اُن کی بات کو ایک دعا سمجھ لیا ہو۔ "ہمم... جلد ہی آؤں گی، مما..." وہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آہستگی سے بولی۔ روحان نے نگاہیں جھکا لیں۔ انابیہ نے نظریں پھیر لیں۔ ائزل دروازے کے دہانے پر چند لمحے ٹھہری، پھر پیچھے مُڑ کر اُنھیں دیکھا۔ "اپنا خیال رکھیے گا..." اُس نے آہستہ سے کہا۔ جیسے وہ جملہ، جیسے ہوا میں تحلیل ہو گیا۔

کچھ ہی وقت میں، وقت کے فاصلے سمیٹ کر، وہ دہلی کے شہر میں داخل ہو چکے تھے۔

گاڑی سڑک کی خاموشی کو چیرتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی، اور اندر انابیہ اور ائزل پچھلی سیٹ پر براجمان تھیں۔ ائزل کی نگاہیں باہر کے بدلتے ہوئے نظاروں پر جمی تھیں، جیسے وہ ان نظاروں میں اپنے مستقبل کی کوئی جھلک ڈھونڈ رہی ہو۔ لیکن دل کے نہاں خانے میں ایک عجیب سی بے چینی اور مبہم اضطراب موجزن تھا۔ وہ لمحے جو وصل کی طرف لے جا رہے تھے، خوف سے لبریز تھے۔

انابیہ نے اُسے کھوئی ہوئی اور غیر حاضر دیکھ کر شفقت سے اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔ اُنگلیاں برف کی طرح ٹھنڈی پڑ چکی تھیں، گویا دل کا خوف جسم میں اتر آیا ہو۔

"انابیہ،" ائزل نے چونک کر اُس کی طرف دیکھا۔ اُس کی آواز میں اِک مدھم سی لرزش تھی۔ "عجیب سی بے چینی ہو رہی ہے،"

"کیوں؟" انابیہ نے حیرت سے پوچھا۔ "تم اپنی محبت سے ملنے جا رہی ہو، پھر بے چینی کیسی؟ یہ تو انتظار کی رت ہے،"

"پتا نہیں کیوں؟" ائزل نے آنسوؤں کو اندر جذب کرتے ہوئے کہا۔ "لیکن بار بار دماغ میں بس عرش کی بے رخی اور طنزیہ لہجہ گھوم رہا ہے۔ اگر اُنہوں نے اب بھی مجھے قبول نہ کیا تو؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ائزل!" انابیہ نے اُسے پورے یقین کے ساتھ دلاسہ دیا۔ "اگر اُسے قبول نہ کرنا ہوتا تو وہ تم سے ملنے کی بات ہی نہیں کرتا۔" انابیہ نے اپنے تجربے کی گواہی دی۔ "میں بچپن سے جانتی ہوں اُسے، وہ کسی کا دل دُکھا کر خود کھلی ہوا میں بھی سانس نہیں لے سکتا۔ سب ٹھیک ہو گا، مجھ پر بھروسہ رکھو۔"

"ہوں،" ائزل ایک خفیف سی مسکان کے ساتھ بولی، جس میں امید کم اور تسلیم زیادہ تھی۔

باہر تاریکی گہری ہوتی جا رہی تھی۔ شام کا ملال اب شب کے سائے میں بدل رہا تھا۔ لیکن ماہِ جون کی پہلی بارش کی دستک کی گواہی پورے آسمان پر چھائے گہرے بادل دے رہے تھے۔ ہوا میں مٹی کی سوندھی خوشبو نے ماحول کو مزید پُراسرار بنا دیا۔

ہاسٹل سے کافی دور، ایک ویران سڑک کے کنارے، روحان نے آہستہ سے کار روک دی۔ ان سب کی نگاہیں اُسی جانب اٹھیں جہاں سامنے ایک سیاہ فام کار کھڑی تھی۔ وہ سیاہ کار، گویا آنے والی تقدیر کی خاموش علامت تھی۔

یہ وہ لمحہ تھا جہاں محبت اور خوف کا ٹکراؤ ہونا تھا۔ ائزل کا دل ایک انجانے خوف سے تیز دھڑک رہا تھا، اور انابیہ ہونٹوں پر مسکراہٹ سجا کر امید دے رہی تھی۔ مگر بارش کا سیاہ سایہ ان سب پر جھک چکا تھا۔

سڑک کے کنارے کھڑی سیاہ کار، اپنی شان و شوکت سے، عرشمان خانزادہ کی شخصیت کی غمازی کر رہی تھی۔ یہ محض گاڑی نہیں، بلکہ بے پناہ تمکنت اور ٹھکرا دینے والے غرور کا استعارہ تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ائزل کے کار سے قدم رکھتے ہی، روحان نے بغیر کسی توقف کے گاڑی پلٹ دی۔ وہ خاموشی سے منظر سے ہٹ گیا، جیسے اس نازک ملاقات میں کسی تیسرے وجود کی گنجائش نہ ہو۔

ائزل لرزتے قدموں سے سیاہ کار کی جانب بڑھی۔ اُس نے ہمت کر کے کار میں جھانکا، مگر اندر کوئی موجود نہ تھا۔ ایک لمحاتی مایوسی چھا گئی، لیکن اگلے ہی پل اس نے دو قدم آگے بڑھائے۔

بارش سے پہلے کی وہ سرد ہوا فضا میں جذباتی تناؤ لے کر گھل رہی تھی۔ ائزل نے ٹھنڈے ہاتھوں کو مسلا اور آگے بڑھتی گئی۔ سڑک سے ہٹ کر، ایک چھوٹے سے سبزے کے ٹکڑے پر، اُسے عرش نظر آیا۔

وہ ایک بینچ پر ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ سرمئی گول گلے والی شرٹ تھی، جو گردن تک نفاست سے بند تھی۔ یہ سادگی بھی اس کی شاہانہ شخصیت کو چھپا نہ سکی تھی۔ اُس کا چہرہ آسمان کی طرف اُٹھا ہوا تھا، آنکھیں بند تھیں، اور ہاتھ سینے پر بندھے ہوئے تھے۔ وہ گویا کسی گہرے خیال یا فیصلہ کن لمحے میں غرق تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انتظار کی طوالت اُس کے قُدرتی سکون کو چھیڑ رہی تھی۔اُس کے تخیل کے پردے پر تذبذب کی سرگوشی ابھری۔"شاید ائزل نہیں آئیں گی..."یہ خیال امید اور مایوسی کے درمیان لٹکا ہوا تھا،اور اسی خیال کے بھنور میں وہ خاموشی سے بیٹھا تھا۔

ائزل مدقوق قدموں سے،سانسیں تھامے ہوئے،عرش کی جانب بڑھی۔اس کے دل میں محبت کی چنگاری اور ردّعمل کا شدید خوف ایک ساتھ دھڑک رہے تھے۔وہ اپنے تمام غم اور خوف کو لیے ہوئے،عرش کے بالکل رُوبرُو آکھڑی ہوئی۔پوچھے لگی سٹریٹ لائٹ کی روشنی کا ہالہ ائزل کے سر کے پیچھے رہ گیا۔ائزل نے اپنا سیاہ لانگ ڈریس پہنا ہوا تھا۔وہ سیاہ لباس میں ملبوس تھی،اور کمر پر بے ترتیبی سے بکھرے اس کے بال،حسنِ فطرت کا اِک دلکش نظارہ پیش کر رہے تھے۔اُس کا سایہ عرش کے بند چہرے پر پڑا۔

عرش نے اچانک،بغیر کسی پیشگی حرکت کے،اپنی آنکھیں کھولیں اور پھر بس...!!

بھوری آنکھیں سرمئی آنکھوں سے جا ٹکرائی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایک لمحے کے لیے وہ یقین نہ کر پایا کہ یہ ائزل ہی ہے یا کوئی خیال کا فریب۔ وہ جھٹکے سے کھڑا ہوا۔ "ائی... ائزل!" اُس کے لبوں سے فقط یہ ایک لفظ ادا ہوا، لیکن اس میں حیرت، شدت اور اِک اَن کہی پیاس تھی۔

ائزل اب بھی سرد لہجے کے خوف سے لرزاں تھی۔ عرش نے کوئی لمحہ ضائع نہ کیا۔ ایک بے تابانہ حرکت میں اُس نے ائزل کا برف کی طرح ٹھنڈا ہاتھ تھاما اور اُسے کھینچتا ہوا آگے لایا۔

وہ دونوں تیزی سے ایک ایسے مقام کی طرف بڑھے جہاں ندی کا کنارا آتا تھا۔ ماحول میں مکمل خاموشی تھی، جو ان کے اندرونی طوفان کو مزید تقویت دے رہی تھی، لیکن ندی کی لہروں کا شور اب بھی جاری تھا۔

کنارے پر پہنچتے ہی، عرش نے ائزل کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ اس کے ہاتھ کا لمس چھوتے ہی ائزل نے شدید خلا محسوس کیا۔ اور ٹھیک اسی آنِ واحد میں، آسمان میں ٹوٹنے جیسی ایک گونج دار

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آواز برَپا ہوئی۔ جیسے کوئی راز فاش ہوا ہو۔ ائزل نے حیرت سے سر اوپر کی طرف موڑا۔

"واؤ..." اس کے لبوں سے بے ساختہ نکلا۔

آسمان پر چنگاریوں کی ایک قوس قزح پھیلی، جو ہوا میں اِک حسین قلب کی شکل اختیار کر رہی تھی۔ وہ منظر اتنا سحر انگیز تھا کہ نگاہیں تھمنے کا نام نہیں لیتی تھیں۔ یہ جشنِ وصل تھا۔

"ہیپی اینیورسری،" عرش نے مدھم اور پُر عزم لہجے میں کہا۔ اس کی بات پر ائزل نے اِک شدید حیرت سے اُس کی طرف دیکھا۔ عرش کی آواز میں اب سرد مہری نہیں تھی، بلکہ بھرّائی ہوئی شدت تھی۔ "اظہارِ محبت کا پہلا سال مبارک ہو، ائزل..." عرش کا عشق کسی بے رخی کا محتاج نہیں تھا۔ اُس نے ائزل کے ہاتھ دوبارہ تھام لیے۔ وہ اپنی ندامت کا اظہار کرتے ہوئے، بے بسی سے اُس کی آنکھوں میں جھانک کر گویا ہوا۔ "مانتا ہوں، یہ ایک سال ہم نے ساتھ نہیں گزارا، لیکن جو گزرا وہ بھی اِک بہترین امتحان تھا، اور جو مستقبل ہو گا، وہ اُس سے بھی شاندار و تابناک ہو گا۔" عرش نے اپنی آواز کی لرزش کو قابو کیا، اور مزید اعتراف کیا۔ "مجھے انابیہ نے سب کچھ بتایا،" اُس کی آواز میں اِک بھاری بوجھ تھا۔ "اور کوئی نہیں جانتا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کہ اُس دن کے بعد سے، ہر لمحہ میں مر مر کر جیا ہوں۔" اُس کی اس گہری پشیمانی کے اقرار پر، ائزل کے چہرے پر ہلکی سی، معنی خیز ہنسی آئی۔ وہ اب کسی بھی خوف سے آزاد تھی۔ اُس نے نظریں نیچے کیں، جیسے ماضی کے حساب کو زمین پر دیکھ رہی ہو۔ "میں تو سب کچھ جانتی تھی،" وہ دھیمے اور پُر اعتماد لہجے میں بولی پھر ایک لمحے کو ٹھہری، اور اپنی نگاہیں زمین سے اُٹھا کر براہِ راست عرش کی آنکھوں میں گاڑ دیں۔ "گیارہ مہینے نو دن... میرا خدا بہتر جانتا ہے کہ یہ دن میں نے کس اذیت میں گزارے ہے!"

اس غیر متوقع انکشاف پر کہ وہ اس کے امتحان سے واقف تھی، عرش یقین نہ کر سکا۔ اُس نے شرمندگی سے اپنی نظریں جھکائیں۔ ندامت کا بوجھ اس کے کندھوں پر پہاڑ بن کر گر چکا تھا۔ "میں جانتا ہوں، میں چاہے جس طرح سے بھی معافی کی التجا کر لوں، میری معافیاں آپ کے کرب کا کفارہ ادا نہیں کر سکتیں،" عرش نے ہاتھ چھوڑے اور اپنا چہرہ ہاتھوں میں سمیٹ کر، ائزل کے بالکل سامنے، ندی کے کنارے کی گیلی مٹی پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ یہ ندامت کی آخری انتہا تھی۔ "لیکن پھر بھی، دِل سے معذرت چاہتا ہوں، ائزل!" آواز

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بھاری، رندھی ہوئی نکلی اور وہ اپنے آنسوؤں کو روک نہ پایا۔ بارش کے بادلوں کی طرح، اس کے اندر کا غم بھی ٹوٹ کر برس پڑا۔

عرش، اپنی تمام طاقت اور غرور کو پس پشت ڈال کر، اس وقت ائزل کے قدموں میں تھا۔ عرش کو یوں شکستہ و بے حال روتا دیکھ کر، ائزل کا ضبط بھی جواب دے گیا۔ اس نے کبھی عرشمان خانزادہ کو، جو مضبوط ارادوں اور برف جیسے حوصلے کا مالک تھا، اس طرح لرزتے آنسوؤں میں نہیں دیکھا تھا۔ یہ منظر اس کے لیے نیا تھا۔ وہ بے اختیار ہو کر ندی کے کنارے کی اس گیلی مٹی پر اس کے برابر میں نیچے بیٹھ گئی۔ اُس نے دکھ اور شفقت سے اپنا ہاتھ عرش کے ہچکیاں لیتے کندھے پر رکھا۔ محبت اور تسلیم کے جذبے میں ڈوب کر، اس کے لبوں سے بس ایک مدہم لفظ ادا ہوا، جو تمام ناراضگیاں ختم کرنے کے لیے کافی تھا۔

"مرجاواں..." یہ لفظ محض ایک کلمہ نہیں تھا، یہ اِک عہدِ وفا تھا کہ تمھارے اس حال پر، میں خود کو فنا کر دوں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لیکن عرش، ندامت کے سیلاب میں ڈوبا ہوا، مزید آنسو بہاتا ہوا بولا۔ اُس کی آواز گہری چوٹ کھائے ہوئے انسان کی تھی۔ "آپ چاہیے تو سزا دے دیں مجھے! ہر سزا قبول ہو گی! لیکن مجھے تنہا چھوڑ کر جانے کی سزا کبھی مت دینا، ائزل!" یہ التجا نہیں، عشق کا آخری خوف تھا، جو ائزل کے جگر میں پیوست ہو گیا۔ ائزل تڑپ اٹھی۔ وہ جانتی تھی کہ اس کی طویل خاموشی نے عرش پر کیا قیامت توڑی ہو گی۔ اُس نے اپنے اندر کی اذیت کو دہرایا۔ "میں نے آپ کو گیارہ مہینے نو دن انتظار کروایا! اگر محبت کو اتنا طویل سفر طے کرنا تھا، تو آپ سفر کی مشقت کو آپ کی سزا سمجھ کر قبول کر لیں۔"

اس اعترافِ کرب پر عرش نے ہاتھوں سے اپنا چہرہ اٹھایا۔ اس کی آنکھیں شدید سرخ پڑی تھیں اور آنکھوں سے آنسوؤں کا اخراج اب بھی جاری تھا۔ وہ اذیت کے باوجود، ائزل کے اقرارِ محبت پر مجبوراً غصہ بھی دکھا رہا تھا۔ "غلط کیا آپ نے! بہت غلط کیا،" اُس کی آواز اب بھی بھری ہوئی تھی۔ اُس نے اپنے غم اور محبت کی شدت کو ایک انتہائی جذباتی اعتراف میں ڈھال دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگر آپ کی جگہ میں ہوتا، تو میں آپ کو خدا سے بھی چھین لاتا! فنا کے بعد بھی، آپ پر صرف اپنا حق جماتا!"

یہ نیا، بے باک اعتراف تھا کہ ائزل کی غیر موجودگی نے اسے دیوانگی کی حد تک متاثر کیا تھا۔ اس کی محبت صرف دنیاوی تعلق نہیں تھی، بلکہ تخلیق سے پرے کی تھی۔ یہ جنون تھا، جو اس ناقابلِ یقین ہجر کے بعد اور زیادہ شدید ہو چکا تھا۔

وہ ائزل کو دیکھ رہا تھا، جیسے اپنی زندگی میں پہلی اور آخری بار کوئی معجزہ دیکھ رہا ہو۔ پھر، اس کی پلکوں کی باڑ کو توڑ کر، ایک آنسو نے اپنا سفر شروع کیا۔ وہ شفاف موتی اس کے گالوں سے ہوتا ہوا سیدھا ائزل کی ان نازک انگلیوں پر جا گرا جو اس کے ہاتھ کو تھامے ہوئے تھیں۔

ائزل نے اس قطرے کی گرمائش کو اپنی پوروں پر محسوس کیا۔ یہ آنسو نہیں تھا، یہ ایک اقرار تھا، ایک بے زبان فریاد تھی۔ اس نے ایک لمحے کے لیے بھی نہیں سوچا۔ نہایت آہستگی اور عقیدت سے، جیسے وہ کوئی مقدس شے اٹھا رہی ہو، اس نے اپنا وہ ہاتھ، جس پر عرش

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کی روح کا ایک حصہ ٹھہرا ہوا تھا، اپنے لبوں کی طرف بڑھایا۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کیں اور اس نمکین قطرے کو اپنے ہونٹوں سے چھو لیا۔ عرش بس اسے دیکھتا رہ گیا۔

جب ائزل نے اپنی نظریں اٹھائیں تو ان میں ایک ایسی گہرائی اور ٹھہراؤ تھا جو عرش کے اندر کے طوفان کو تھامنے کی سکت رکھتا تھا۔ اس کی آواز، جو اب کسی دعا کی سرگوشی کی طرح لگ رہی تھی، اس خاموشی میں گونجی۔ "اب... اگر ایک اور آنسو آپ کی آنکھ سے گرا، تو خدا مجھ سے سخت حساب لے گا، عرش۔" اس نے ہر لفظ پر زور دیتے ہوئے، اپنی گہری آواز میں کہا۔ "میری خاطر... اب مت روئیں۔ آپ کا ہر آنسو میری روح پر ایک قرض ہے، اور میں اتنی مقروض نہیں ہونا چاہتی۔"

رات اپنی پوری سیاہی کے ساتھ اتر چکی تھی، اتنی گہری کہ آسمان اور زمین کا فرق مٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ چاند گھنے، آوارہ بادلوں کے پیچھے کہیں روپوش تھا، اور ستارے اس خوف سے چھپ گئے تھے کہ آسمان کسی بھی لمحے برس پڑے گا۔ دور افق پر کبھی کبھی بجلی کی ایک لرزتی ہوئی لکیر نمودار ہوتی، جو چند لمحوں کے لیے ندی کے ساکت، سیاہ پانی اور اس کے

کنارے بیٹھے دو خاموش وجودوں کو روشن کر دیتی، اور پھر اندھیرے کا سمندر انہیں دوبارہ نگل لیتا۔ ہوا میں بارش سے پہلے کی بھینی بھینی خوشبو اور گیلی مٹی کی مہک رچی ہوئی تھی۔ بادلوں کی گرج اب وقفے وقفے سے ایک گہری، پراسرار گونج کی طرح سنائی دے رہی تھی، جیسے کوئی دیوتا نیند میں کروٹیں بدل رہا ہو۔

اسی خاموش، بھیگی ہوئی رات میں، ائزل اور عرش ندی کے کنارے پتھروں پر بیٹھے تھے۔ ان کے درمیان ایک ایسا خلا تھا جسے صرف ان کہی باتیں، گزرے ہوئے سالوں کی یادیں اور ایک ادھوری محبت کی داستان بھر رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ائزل کی آواز نے رات کے سناٹے کو توڑا، اس کی آواز سرگوشی سے بھی دھیمی تھی، "مجھے گمان تھا کہ آپ اپنی زندگی میں بہت آگے نکل چکے ہوں گے۔ وقت کسی کے لیے نہیں رکتا۔" اس کے الفاظ ہوا میں معلق رہے، پھر آہستہ سے عرش کے وجود سے ٹکرائے۔ عرش نے کوئی حرکت نہیں کی، بس ایک گہرا سانس لیا جس میں رات کی ساری ٹھنڈک اور اداسی بھری تھی۔

"کیسے کر لیتا؟"اس کی آواز میں سوال سے زیادہ ایک ایسی بے بسی تھی۔ عرش نے اب اپنی آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑ دیں۔ رات کے اس پہر،اس کی نگاہیں کسی گہری جھیل کی طرح لگ رہی تھیں،"نہ آپ جیسی کوئی تھی،نہ کبھی ہو سکتی تھی"

ائزل کا دل جیسے ایک لمحے کے لیے دھڑکنا بھول گیا۔اس کی آنکھوں میں ایک سوالیہ نمی تیرنے لگی۔"کیوں؟"

عرش کے لبوں پر ایک ہلکی سی،درد بھری مسکراہٹ نمودار ہوئی،جسے صرف وہی دیکھ سکتی تھی۔اس نے اپنی نظریں ایک لمحے کے لیے بھی اس کے چہرے سے نہیں ہٹائیں۔

"کیونکہ...بے حد حسین ہیں آپ۔"اس نے ایک لمحے کا وقفہ لیا،اور پھر وہ الفاظ کہے جو رات کی اس گہرائی میں امر ہو گئے،"میری نظر میں۔ میری دنیا میں خوبصورتی کا معیار ہی آپ سے شروع ہو کر آپ ہی پر ختم ہوتا ہے۔"یہ اعتراف اتنا خالص اور شدید تھا کہ ائزل کے وجود پر ایک کپکپی سی طاری ہو گئی۔وہ خاموش رہی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عرش کے لبوں سے نکلنے والے الفاظ جیسے کسی گہرے طوفان کے بعد کی خاموشی ہوں۔

"اب میں اور انتظار نہیں کر سکتا، ائزل۔ میں پھر آپ کو نہیں کھو سکتا۔"

اُس کی آواز میں وہ لرزش تھی جو کسی مرد کے ضبط کے آخری کنارے پر آ کر ٹوٹتی ہے۔

اُس نے نظریں ائزل کے چہرے سے ہٹا کر سامنے سمندر کی لہروں پر ڈال دیں۔ وہ لہریں جیسے اُس کے دل کی بے قراری کی ترجمان تھیں۔ اُبلتی، گرتی، پھر اُٹھتی۔

"میں جلد سے جلد آپ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں،" اُس نے دھیمے مگر پُرعزم لہجے میں کہا۔

ائزل نے اُس کی طرف دیکھا، آنکھوں میں محبت کی چمک جیسے شبنم کے قطروں میں چھپی روشنی۔ اُس نے کچھ نہ کہا، بس خاموشی سے اُسے دیکھتی رہی۔ عرش نے اُس کے چہرے میں وہ سکون تلاش کیا جس کی کمی سے وہ ادھورا سا ہو گیا تھا۔

"ویسے..." اُس نے مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا، "آپ کی کیا خواہشات ہیں نکاح کو لے کر؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ائزل کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ اُبھری۔اُس نے اپنی نظر کچھ دیر کے لیے سمندر کی طرف موڑی، پھر آہستہ سے عرش کے کندھے پر سر رکھ دیا۔"میری خواہش؟"اُس نے سانس کی نرمی کے ساتھ دہرایا،"میری چھوٹی چھوٹی خواہشیں ہیں...بالکل میری طرح۔"

عرش کے لبوں پر ایک خاموش مسکراہٹ آ گئی۔اُس کے دل نے چاہا کہ وقت وہیں تھم جائے۔

ائزل نے تھوڑا سا سر اُٹھایا، چہرے پر وہ نرمی تھی جو صرف محبت میں ڈھلنے والی روحوں پر آتی ہے۔"میں چاہتی ہوں کہ نکاح مسجد میں ہو،"اُس کی آواز میں ایمان کی خوشبو تھی۔"جہیز میں قرآن ہو، مٹھائی میں کھجور، اور مہر میں... عمرہ۔"آخری لفظ پر اُس نے عرش کی آنکھوں میں دیکھا وہ نظر جیسے کسی وعدے کی مہر ہو، جیسے دو روحوں کے بیچ ایک عہد لکھا جا رہا ہو۔پھر وہ دھیرے سے اُس کے کندھے پر دوبارہ سر رکھ گئی۔

ائزل کی بات پر عرش نے دھیمے سے کہا۔"پھر بس اتنا حق دیں مجھے... کہ میں آپ کی ہر چھوٹی بڑی خواہش پوری کر سکوں۔"عرش نے اُس کے بالوں پر ہاتھ رکھا۔ہوا کے نرم

جھونکوں نے دونوں کے بیچ کا فاصلہ مٹا دیا۔ "اچھا سنیں،" ائزل نے جذبات کی رو میں بہتے ہوئے، جھٹ سے عرش کی آنکھوں میں دیکھا اُس کی نگاہوں میں معصومیت اور آنے والے دنوں کی میٹھی جھلک تھی۔

"جی بولیں" عرش کے لہجے میں محبت بھرا دھیان اور جوش تھا۔

"شادی کے بعد... آپ میرے ساتھ دو شکرانہ کی نفل نماز ادا کریں گے ناں؟" اُس نے سوال کیا، یہ خواہش محض ایک رسم نہیں، بلکہ خدا کا شکر ادا کرنے کا پاکیزہ اقرار تھا۔ عرش کا دل اُس کی سادگی اور پاکیزہ سوچ پر مائل ہو گیا۔

"بلکل! ضرور ادا کریں گے! خدا نے ہمیں اتنی بڑی نعمت سے نوازا ہے، جو زندگی کا سب سے خوبصورت رشتہ ہے... اُس کا شکر ادا تو کرنا ہو گا ناں!" یہ سن کر ائزل بے ساختہ مسکرا دی، بس پھر یہ پل محبت، ایمان، اور خدا کے حضور سجدہ شکر کے وعدے سے منور ہو گیا۔

سمندر کے شور میں اب ایک نئی خاموشی گھل گئی تھی۔ وہ خاموشی جو صرف دو محبت کرنے والے دل سمجھ سکتے ہیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چاندنی لہروں پر جھلک رہی تھی، جیسے کائنات نے بھی اُن کے وعدے پر "آمین" کہہ دی ہو۔

چند لمحوں تک گہری خاموشی چھائی رہی۔ اس خاموشی کو صرف دُور گونجتے بادلوں کی گڑگڑاہٹ ہی توڑ رہی تھی، جو فضا میں مسلسل تھی۔ یہ سکوت دو روحوں کے بیچ تمام جذبوں کو خود میں جذب کر رہا تھا۔

ائزل نے آہستگی سے عرش کے قاموش کندھے سے اپنا سر اٹھایا۔ اس کی نگاہیں جب عرش کے چہرے پر پڑیں، تو ایک اچانک چمک نے اُسے متوجہ کیا۔ عرش کی نفاست سے تراشی ہوئی داڑھی میں کوئی ننھی سی روشنی جھلملا رہی تھی۔ "عرش، ایک منٹ، ہِلیں نہیں!" اُس نے شیریں حکم دیا اور اپنے دونوں ہاتھ عرش کی داڑھی کی جانب بڑھائے۔ انتہائی احتیاط سے، اُس نے اس ننھے سے نور کو ہاتھوں کی مٹھی میں قید کر لیا۔

"دیکھیں!" اُس نے وہ بند مٹھی عرش کی آنکھوں کی جانب بڑھائی۔

عرش نے محبت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ ایک آنکھ بند کی اور اُس کی نازک انگلیوں کے درمیان سے اندر جھانکا۔ پیٹھ پر قدرتی روشنی لیے، ایک چھوٹا سا کیڑا اپنے پَروں کو مسلسل جھلملا رہا تھا۔

"انہہ... جُگنو!" ہاں، وہ واقعی جُگنو تھا، جس کی پُراسرار روشنی سے ائزل کی ہتھیلیوں کی پرتیں زرّد روشنی کی زد میں آچکی تھیں۔ "یہ واقعی خوبصورت ہے،" عرش نے مدہوش کن لہجے میں کہا۔

ائزل نے مسکراتے ہوئے خود بھی ہاتھوں کے کنارے سے اندر جھانکا، اور اپنے احساسات کو زبان دی۔ "پتا ہے، جب آپ میرے ساتھ ہوتے ہیں ناں، تب میری زندگی بھی اسی طرح روشن لگتی ہے،" ائزل کی آواز میں شکر گزاری تھی۔

"اور میری بھی،" عرش نے جھٹ سے اور بے ساختہ جواب دیا، گویا یہ ایک فوری اعتراف تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عرش کی نگاہیں اس ننھے سے قیدی پر جمی تھیں، مگر اس کی بات میں وسیع فلسفہ تھا۔ "چلیے، ائزل۔ خوبصورت چیزوں کو قید نہیں کرتے، انہیں آزاد کر دیں۔ تاکہ یہ کسی اور کو بھی روشنی دکھا سکے۔"

عرش نے جیسے ہی کہا، ائزل نے بے دریغ اپنی مٹھی کھول دی۔ اور وہ نازک سا، خوبصورت جُگنو... ایک پل کی روشنی بکھیرتا ہوا، تاریکی میں پرواز کر گیا، گویا یہ شاہدِ وصل تھا جو اپنے آزاد ہونے کی خبر کائنات کو پہنچا رہا تھا۔ ائزل کی نگاہیں اُس گم ہوتی روشنی پر جمی تھیں، اور اُس کی زبان سے فطرت کا اقرار نکلا۔

"کتنی خوبصورتی سے خدا نے ہر چھوٹی سی چھوٹی شے تخلیق کی ہے! اب دیکھیں نا، عام سا کیڑا ہے، لیکن حُسنِ قدرت نے کمال کر دیا ہے کہ پیٹھ سے نور پھیلاتا ہے، حالانکہ کوئی دنیاوی بجلی نہیں ہے۔ یہ صرف قوتِ الٰہی کا زندہ کرشمہ ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہوں..."عرش نے گہری تائید کرتے ہوئے کہا، جس کی نگاہوں میں اب اطمینان تھا۔

"یہی تو خاصیت ہے اس کی! خود چاہے کتنے ہی اندھیرے میں کیوں نہ ہو، پیچھے سب روشن کر دیتا ہے۔"یہ بات جگنو کی نہیں، بلکہ ان دونوں کے محبت کے سفر کی عکاسی تھی۔

تبھی آسمان میں بجلی زور سے چمکی، اور ایک ننھا سا، ٹھنڈا قطرہ ائزل کے چہرے پر پڑا۔

"عرش! بارش ہونے والی ہے!"اُس نے اُمنگ سے کہا۔

"ہوں... ہونے دیں،"عرش کے لہجے میں بے نیازی تھی لیکن چہرے پر مسکراہٹ۔

اُس نے جیسے ہی یہ کہا، آسمان سے بارش ہلکے ہلکے برسنے لگی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔

"آج پھر بھیگیں گے، سال کی پہلی بارش میں!"وہ خوشی سے بولتا ہوا پیچھے ہٹا۔

ائزل بھی اِک بے ساختہ مسرت میں اٹھ کر اُس کے پیچھے آئی۔"بِلکل!"

بارش کی رفتار تیز ہو رہی تھی، اور وہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے، وصل کی لَے پر سڑک کی جانب بڑھے۔

آہستہ بارش اب جھڑی میں بدل چکی تھی۔ سڑک پر بارش کا شفاف پانی بہنے لگا تھا۔ ائزل نے اِک شوخ حرکت میں اچھلی، پھر رُکی، اور اپنی سیاہ، چمکدار ہیلس سے اپنے پیروں کو آزاد کیا، جیسے کسی قید سے رِہا کر رہی ہو۔

وہ پھر اچھلنے لگی، اُس کے ننگے پیروں کے دباؤ سے پانی ہوا میں بکھر رہا تھا، جیسے رقصِ خوشی ہو، اور پھر شفاف موتیوں کی طرح واپس سڑک پر جا رہا تھا۔ اس وقت، وہ زندگی کی تمام قیدوں اور غموں سے آزاد، صرف اپنے وصل کے سُرور میں تھی، اور عرش خاموشی سے اس معصوم آزادی کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عرش بھی اب اس والہانہ سرور میں اُس کے ہم قدم اچھل رہا تھا۔

یہ شاید پہلی بار تھا، کیونکہ وہ عرشمان خانزادہ تھا۔ سنگین مزاج، اصولوں کا پابند، جس کے لیے یہ چھوٹی، بچگانہ چیزیں آج تک کوئی معنی نہیں رکھتی تھیں۔ لیکن جو شخص اب ائزل کے ساتھ اچھل کود کر رہا تھا، وہ کوئی اور ہی تھا۔ جسم وہی تھا، نام وہی، لیکن اُس کی شخصیت اب پہلے کی سختی سے بالکل مختلف تھی جیسے عشق کی کیمیا نے اُسے نئے سرے سے تراش دیا ہو۔

بارش کی شدت اور بڑھ گئی تھی۔ بوندیں اب محض قطرے نہیں تھیں، بلکہ تیز، تند و سخت گرنے والے موتی تھے جو جسم سے ٹکرا کر شدت کا احساس دلا رہے تھے۔

اس منظر کو ہر فرد با آسانی محسوس کر سکتا ہے؛ بس ایک لمحے کو آنکھیں بند کیجیے۔

آہ! کیا سحر انگیز موسم تھا! یہ وہ کیفیت تھی جسے صرف سوچ کر ہی وجود میں ٹھنڈک کا کرنٹ دوڑ جاتا ہے۔ رات کی گھنی تاریکی، سڑک پر نصب اسٹریٹ لائٹ کی زرد روشنی میں چمکتی بارش کی تیز بوندیں۔

سڑک اب سڑک نہیں رہی تھی، وہ گویا اِک چھوٹی ندی کی طرح بہہ رہی تھی، اور اُس بہتے پانی میں ایک دوسرے کے سامنے، ہاتھ تھامے ہوئے، دو وجود بے خودی کے عالم میں زور زور سے اچھل رہے تھے۔ یہ نکاح سے پہلے کا وصال تھا، یہ طہارت تھی، جہاں دونوں نے اپنے تمام غموں کو دھو ڈالا اور عشقِ نو کا سادہ مگر پر جوش استقبال کیا۔ ان کا رقص اس بات کا اعلان تھا کہ ماضی ختم ہوا، اور آج سے صرف ہم باقی ہیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عرش نے ائزل کے نازک ہاتھ مضبوطی سے تھام رکھے تھے۔یہ گرفت صرف ہاتھوں کی نہیں تھی،یہ عہد وپیماں کی تھی۔

بارش کی تیز دھار میں،ائزل ایک قدم شوخی سے پیچھے ہٹتی،پھر محبت کی کشش سے گھوم کر فوراًواپس آجاتی۔وہ اپنے ہاتھوں کو عرش کی گرفت سے آزاد نہیں کر رہی تھی،بلکہ محبت کے ایک نئے حصار میں قید ہو کر اچھل کود کر رہی تھی۔

ہاں،وہ برسات کے اس دلکش عالم میں رقص کر رہے تھے۔

یہ رقص کسی مہارت یا ترتیب کا محتاج نہیں تھا۔یہ تو جذبات کی بے ساختہ روانی تھی۔وہ ایک دوسرے کے اطراف چکر لگا رہے تھے،ان کے قدموں کے نیچے اچھلتا ہوا پانی چھوٹے چھوٹے فواروں کی شکل اختیار کر رہا تھا،جو اسٹریٹ لائٹ کی روشنی میں ہیرے کی طرح چمکتے تھے۔

ائزل کے تر بتر بال اس کے چہرے پر چپک رہے تھے،اور اس کا سیاہ لباس پانی میں بھیگ کر اس کے وجود کے گرد لپٹ چکا تھا۔عرش کی سرمئی شرٹ بھی پانی سے بھیگ کر جلد

سے چمٹ گئی تھی، مگر اس کے چہرے پر مسکراہٹ کا وہ سکون تھا جو تمام دنیاوی پریشانیوں پر غالب آچکا تھا۔

وہ عشق کی لَے پر جھوم رہے تھے۔ بادلوں کی کڑک ان کا ساز تھا، بارش کی بوندیں ان کے لیے تالیاں بجا رہی تھیں، اور بہتا ہوا پانی ان کے جنونِ وصل کا مُقدس اسٹیج تھا۔ اس رقصِ بے خودی میں، ان کی آنکھوں کے سوا کوئی تیسرا شاہد نہ تھا، جو اس نایاب لمحاتِ حیات کو دیکھ سکے۔

آزادی کا رقص اب اپنے اختتام کو پہنچ چکا تھا۔ ائزل، جو کچھ لمحے پہلے تک خوشی کے نشے میں تھی، اب واقعی ٹھنڈی بارش کی شدت محسوس کرنے لگی تھی۔ اُس کا نازک جسم اب شدید سردی سے کانپ رہا تھا، اور سردی کے عالم میں اُس کے لب بھی لرز رہے تھے۔ وہ اِک دم ہی ٹھٹکی اور اپنے قدموں کو روک لیا۔

"ب... بس! اب ٹھنڈ لگ رہی ہے،" اُس نے کپکپاتی آواز میں کہا اور اپنے دونوں بازوؤں کو سینے سے باندھ لیا، گویا اپنے وجود کی حرارت کو قید کر رہی ہو۔

عرش بھی فوراً رُکا۔ اُس نے محبت اور اضطراب سے ائزل کے ٹھنڈے گالوں کو اپنے گرم اور مضبوط ہاتھوں میں سمیٹ لیا۔

"آج کی بارش پہلے سے خاص تھی،" عرش نے جذبات سے بھرے لہجے میں کہا۔ "کاش کہ ہم پہلے نہیں، آج مِلے ہوتے اور..." وہ ایک لمحے کو ٹھہر کر، ائزل کی آنکھوں میں گہری نگاہ ڈالتے ہوئے بولا۔ "اور ہمارے عشق کا آغاز آج سے ہوتا!"

ائزل اپنے لرزتے وجود کو سمبھال کر کھڑی ہوئی۔ اُس کی سرمئی، دلکش آنکھیں اب ٹھنڈک اور محبت کا امتزاج تھیں۔ وہ غور سے عرش کی آنکھوں میں دیکھی جا رہی تھی۔

"تو پھر بھول جائیے گُزرا ہوا سال،" وہ مدھم اور پُرسکون آواز میں بولی، جیسے کوئی ابدی فیصلہ سنا رہی ہو۔ "تاریخ وہی ہے... بس سال بدلنا ہے!"

اُس کی اس معصومانہ تجویز پر عرش کے لبوں پر گہری مسکراہٹ آئی۔ "آج ہو داستانِ عشق کا آغاز...!"

اور بس پھر وہ جملہ، جو وعدہ اور یقین تھا، بارش کی آواز، بادلوں کی کڑک، اور بجلی کی گونج کے درمیان، اس مقدس لمحے کا شاہد بن کر، فضا میں تحلیل ہو گیا۔

اگلے ہی پل، ائزل نے حقیقت کی دنیا میں لوٹتے ہوئے، اِک شوخ و چنچل حرکت میں خود کو پیچھے کیا۔

"چلیے اب، کہیں یہ بارش کا قہر ہمیں ہی نہ ڈبو لے جائے،" ائزل نے ہنستے ہوئے تنبیہ کی، جس میں خوف کم اور شرارت زیادہ تھی۔ اُس نے اپنے بھیگے، بکھرے بالوں کو انگلیوں کے نرم لمس سے پیچھے کیا اور کار کی جانب قدم بڑھا دیے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عرش نے اُس کے پیچھے جانے سے پہلے، ایک لمحے کو سڑک پر نگاہ ڈالی، اور سڑک پر ائزل کی اُتاری ہوئی سیاہ، چمکدار ہیلس اپنے ہاتھوں میں اٹھا لیں۔ اور ائزل کے قدم سے قدم ملا کر، اُس کے پیچھے چلنے لگا، جیسے ایک خاموش سائے کی طرح۔

ائزل کار کی جانب بڑھی، دروازہ کھولا اور جذبوں کی تھکن لیے اندر جا بیٹھی۔ عرش بھی بجلی کی سی تیزی سے دوسری جانب سے آ کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

اُس کے ہاتھوں میں اب بھی وہ ہیلس بطور امانت تھیں۔ عرش نے وہ ہیلس ائزل کی جانب بڑھائیں۔

"خیر ہے، میں نے لے لی، ورنہ آپ یقیناً بھول گئی تھیں،" عرش نے مدھم مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ پھر اُس نے ہیلس نیچے رکھ دیں۔

ائزل نے ایک پل ٹھہر کر اُسے دیکھا، پھر محبت اور معنی خیزی سے اپنے پیر ہیل میں ڈالتی ہوئی، پُراسرار انداز میں بولی۔ "میں اِسی لیے بھولی تھی!"

اُس کی بات پر عرش کھل کر ہنس دیا۔ یہ ہنسی گہری اور بھرپور تھی، جو سارے غم کو بہا کر لے گئی۔

سڑک پر بارش کسی بے رحم پردے کی طرح گر رہی تھی، اور کار کے وائپرز اسے ہٹانے کی بے سود کوشش میں ایک مخصوص، مدھم تال پر جھول رہے تھے۔ اندر، گاڑی کی محفوظ خاموشی میں، ائزل کی نظریں باہر کے دھندلے منظر پر تھیں، جہاں سڑک کنارے لگے درخت بارش میں نہائی ہوئی سیاہ پرچھائیوں کی طرح لگ رہے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ دیر اس خاموشی کو اپنے اندر اتارنے کے بعد، عرش کی آواز نے اس سکوت کو توڑا۔ اس کی آواز میں ایک ایسی سرشاری تھی جو صرف تب پیدا ہوتی ہے جب انسان کو اپنی کائنات مل جائے۔

"میں تمہیں بتا نہیں سکتا، ائزل... میں آج کتنا مکمل محسوس کر رہا ہوں۔" اس نے ایک لمحے کے لیے اپنی نظریں سڑک سے ہٹا کر ائزل کے چہرے پر مرکوز کیں۔ اس کی آنکھوں میں خوشی کے ان گنت دیے روشن تھے۔ "ایسا لگتا ہے جیسے میری زندگی کی ہر دعا آج قبول ہو گئی ہے۔ میری خوشی کی کوئی حد نہیں ہے۔" اس کے چہرے کا ہر نقش، ہر لکیر اس کی اندرونی مسرت کی گواہی دے رہی تھی۔

ائزل نے اس کی آواز میں چھپی محبت اور چہرے پر رقص کرتی خوشی کو دیکھا اور اس کے لبوں پر ایک دلکش مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ عرش کے اس ہاتھ پر رکھ دیا جو گیئر پر رکھا تھا، اور اسے مضبوطی سے تھام لیا۔ یہ لمس الفاظ سے زیادہ گہرا اور معنی خیز تھا۔

"کاش..."اس کی آواز ایک سرگوشی کی طرح نکلی،"کاش یہ لمحہ،یہ سفر،اور یہ احساس ہمیشہ کے لیے یہیں تھم جائے،عرش۔"اس نے اپنی گہری آنکھوں سے عرش کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا،جیسے وہ اپنی روح اس کے سپرد کر رہی ہو۔

عرش بس اسے دیکھے جا رہا تھا،اس کی محبت میں کھویا ہوا،جیسے اس ایک لمحے میں اس نے پوری زندگی جی لی ہو۔

اور شاید یہی وہ لمحہ تھا جب تقدیر نے اپنا فیصلہ سنا دیا تھا۔ائزل نے اپنی نظریں عرش کے چہرے سے ہٹا کر بے خیالی میں سامنے دیکھا اور اس کے وجود میں جیسے بجلی کوند گئی۔اس کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکلی،جس نے کار کے پرسکون ماحول کو پاش پاش کر دیا۔

"عرش!سامنے دیکھیں!"

اس کی چیخ ایک ہنگامی سائرن کی طرح تھی،جس نے عرش کو سحر سے جھنجھوڑ کر حقیقت کی سنگین زمین پر پٹخ دیا۔اس نے جھٹ سے سر گھمایا اور جو منظر سامنے دیکھا،اس نے اس کی سانسیں روک دیں۔کار کی تیز ہیڈ لائٹس کی روشنی میں،بارش کے پردے کے پیچھے،ایک

دیو ہیکل درخت موت کے فرشتے کی طرح کھڑا تھا،اور ان کی کار بے قابو ہو کر سیدھی اسی کی جانب بڑھ رہی تھی۔

وقت جیسے سکڑ گیا تھا۔عرش نے اپنی پوری قوت سے اسٹیئرنگ گھمایا۔گیلی سڑک پر کار کے پہیے چیخ اٹھے اور پانی کی سطح پر کسی بے بس کشتی کی طرح پھسلے۔ایک لمحے کے لیے لگا کہ وہ بچ گئے ہیں،مگر اگلے ہی پل،توازن کھو کر کار ہوا میں بلند ہوئی اور درخت سے چند فٹ کے فاصلے پر ہی چھت کے بل جا گری۔دھات کے مڑنے،شیشے کے ٹوٹنے اور ایک خوفناک دھماکے کی آواز نے رات کی خاموشی کو چیر کر رکھ دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

باہر،آسمانی قہر جاری تھا۔بادل جیسے پھٹ پڑے تھے،اور بار بار کڑکتی بجلی اس تباہی کے منظر کو چند لمحوں کے لیے روشن کر دیتی تھی۔

سڑک پر الٹی پڑی کار ایک مروڑے ہوئے لوہے کے تابوت کی طرح لگ رہی تھی۔لیکن اس سے کہیں زیادہ برا حال اس کے اندر موجود ائزل اور عرش کا تھا۔ان کے جسموں سے نکلتا تازہ،گرم خون بارش کے ٹھنڈے پانی کے ساتھ مل کر سڑک پر بہہ رہا تھا۔سانسیں

رُک رُک کے چل رہی تھیں، جیسے زندگی آخری ہچکی لے رہی ہو۔ ائزل تھوڑا ہلی، پھر ہاتھ پیچھے سے سر پر رکھتے ہوئے ایک کرب ناک 'کراہ' کی آواز گلے سے نکالی۔ اُس نے جیسے ہی آدھی بند ہوتی آنکھوں سے دائیں جانب کا نظارہ دیکھا، اُس کا دل رک سا گیا۔ عرش کا وہ حال اُس کی آنکھوں کے سامنے کسی موت سے کم نہ تھا۔

ائزل نے ٹوٹتی آواز میں، خوف سے لرزتے ہوئے پُکارا۔ "ع... عرش!" وہ مدہوشی کے عالم میں اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگی۔ پھر جیسے تیسے اُس نے کار کی کھڑکی سے اپنا سر باہر نکالا اور خود بھی باہر نکل کر بوجھل قدموں سے دوسری طرف بڑھی۔ اُس کے پیروں میں بھی جان نہ تھی، وہ کار کا سہارا لیتی دوسری جانب پہنچی تھی۔ ایک ہاتھ اب بھی سر پر گھبراہٹ میں تھا۔ سر چوٹ کی وجہ سے گھوم رہا تھا، لیکن اس وقت اُس کے لیے خود کے درد سے بڑھ کر عرش تھا۔

اُس نے زخمی عرش کی ناک کے نیچے اپنے لرزتے ہوئے انگلیاں رکھیں۔ زندگی کی آہٹ ایک ضعیف سسکی کی طرح تھی۔ سانس رک رُک کر چل رہی تھی، گویا وقت کا دھاگہ کسی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بھی لمحے ٹوٹ سکتا ہے۔ محبت کی بے مثال طاقت پر بھروسہ کرتے ہوئے،اُس نے عرش کے بازوؤں کو مضبوطی سے پکڑااور پوری قوت سے اپنی طرف کھینچا۔

مگر حادثے کی تباہ کاری اور اس کے اپنے جسم کی شکست نے اسے بے بس کر دیا۔اُس میں اتنی جان نہ تھی کہ وہ عرش کو نجات کی آخری منزل ہاسپٹل تک پہنچا سکے۔راستہ سنسان، تاریکی اور بارش میں خاموش،اُس کے لاچار پکار کا منتظر تھا۔اُس کی طاقت کے مطابق،وہ عرش کے نصف جسم کو ہی کار کے ٹوٹے ہوئے ڈھانچے سے باہر نکال پائی۔

ائزل نے چلتی رکتی سانسوں کے بیچ،ایک ناکام التجا کی"ع...عرش!آنکھیں کھولیں میری طرف دیکھیں!ایک بار تو دیکھیں!"

وہ دونوں گھٹنوں کے بل،گیلی زمین پر بیٹھی۔اُس نے عرش کا زخمی سر اُٹھا کر اپنی گود میں رکھ دیا۔

"عرش...آنکھیں کھولیں پلیز!...آپ نے اتنے وعدے کیے تھے ناں؟اُس کی تکمیل تو کرلیں!"عرش کا بدن سرد ہو رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ائزل نے آس پاس نظریں گھمائی، اُس کی آواز اب ٹوٹ کر صرف ہوا میں گھل رہی تھی۔

"کوئی ہے؟ مدد کریں پلیز!... خدا کے لیے کوئی آئے!" مگر وہاں کوئی نہ تھا۔ سنسان راستہ اور بارش کی بوندیں ہی ان کے درد کی گواہ تھیں۔

اُس نے عرش کو گالوں سے ہلایا، ایک آخری معجزے کی تلاش میں۔ لیکن شاید قسمت کو منظور نہ تھا۔ عرش کی آدھی چلتی رکتی سانسوں کی ڈور بھی چُپکے سے ٹوٹ گئی۔

ائزل کے ہونٹوں پر کپکپی دوڑی، ایک چیخ جو گلے میں گھٹ گئی "ع... عرش!...

عرش!" ائزل نے ڈرتے ہوئے، پوری جان سے اُسے ہلایا تھا۔ پھر خون آلودہ، لرزتے ہاتھوں سے اُس کی کلائی ہاتھوں میں لی۔ حقیقتاً، دھڑکن رک چکی تھی۔

ائزل کا دل بھی بند ہونے لگا۔ اُس نے جھٹ سے ناک کے نیچے ہاتھ لگایا اور جب کوئی گرم سانس محسوس نہ ہوئی، تو وہ زخمی ہو کر روں پڑی۔ وہ چاہتی تو وہاں سے اٹھ کر خود کی زندگی بچا سکتی تھی، لیکن وہ زندگی پا کر ہی کیا کرتی، جس کا مقصد ہی ختم ہو چکا تھا۔

وہ آہستہ سے عرش کے چہرے کی طرف جھکی۔اُس کی ناک پر اپنی ناک رکھی"مجھ سا بد نصیب کوئی نہیں..."اُس نے مدھم سے کہا۔"کوئی بھی نہیں..."

آنکھیں بند کیں،اور خود کو اس سچ کے حوالے کر دیا۔وہ واقعی بد نصیب تھی جو اپنی محبت کا بے جان جسم اپنی گود میں لیے بیٹھی تھی۔

بس کچھ لمحوں کا وقفہ،جب روحوں نے ملن کا فیصلہ کیا،اور ائزل کا وجود بھی بے جان سا ہو گیا۔اُس کا سر جو عرش کے چہرے پر ٹکا تھا،اُسی لمحے اُس کے سینے پر گر گیا۔اور اُس کی روح نے بھی دنیا کے اس قید خانے اور جسم کا پہناوا چھوڑ دیا۔

کافی دیر بعد،جب بارش تھم چکی تھی اور تاریکی مزید گہری ہو گئی،تب اُس سنسان راستے سے گاڑیوں پر گزرنے والے لوگوں کا ہجوم جا رہا تھا۔روشنیوں کی تیز چمک جب مروڑی ہوئی کار اور سڑک پر بکھرے وجودوں پر پڑی،تو وہ منظر دیکھ کر سب ٹھٹک گئے۔

انسانیت کی پکار اور خوف کی لہر پر وہ سب اُس طرف بڑھے۔شور،چیخ و پکار،اور حادثے کی بے بسی نے فضا کو مزید بھاری کر دیا۔وہ آخری خاموشی جو محبت کی ابدی نیند میں چھائی تھی،

اب اجنبیوں کے ہجوم کے شور سے ٹوٹ گئی۔ لوگ افسوس کر رہے تھے، مگر وقت کا پہیہ الٹا نہیں ہو سکتا تھا۔

کچھ ہی دیر میں، سائرن کی تیز، کریہہ آواز کے ساتھ ایمبولینس وہاں پہنچی۔ ماہر ہاتھوں نے دونوں کے بے جان جسموں کو، جو اب بھی ایک دوسرے سے جڑے ہوئے لگ رہے تھے، احتیاط سے الگ کیا۔ ائزل اور عرش کو سٹریچر سے اندر ڈالا گیا۔ دونوں کی سانسوں کی ڈور پہلے ہی ٹوٹ چکی تھی۔

یہ موت تو بس بہانہ تھا، وہ دونوں جدا ہی کب ہوئے... سنا ہے مُحبت کرنے والے خُدا کے گھر میں دوبارا ملتے ہیں۔

قضا کو اتنی عجلت کیوں تھی ہجر کی، اے جاناں،

ہم ابھی حرفِ دل کہہ جاتے،

کاش کچھ وقت اور ٹھہر جاتے!

شبِ غیاب میں چُپ کے چراغِ وصل جل اُٹھے تھے،

ہم وہ سَرابِ نُور دیکھ جاتے،

کاش کچھ وقت اور ٹھہر جاتے!

مہتاب تھا اَدھورا، اور لب پہ گفتگو رُکی تھی،

ہم ذرا سانس اور لے جاتے،

کاش کچھ وقت اور ٹھہر جاتے!

اَشکِ فلک بھی رو کر ہمیں رخصت کر رہے تھے،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہم بھی اُن اشکوں میں بہہ جاتے،

کاش کچھ وقت اور ٹھہر جاتے!

ہر نفس قرض تھی، مگر دِل کا ایک ارمان باقی تھا،

ہم تمہاری ہنسی سن جاتے،

کاش کچھ وقت اور ٹھہر جاتے!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

✧....✧....✧

باب یازدہم

انابیہ اپنے کمرے میں موجود نقش و نگار والی روکنگ چیئر پر ہلکے جھولوں میں محو تھی۔ اُس کی آنکھیں بند تھیں، مگر ان بند پلکوں کے کناروں پر چھوٹا سا آنسو کا قطرہ، کسی شبنم کے موتی کی طرح، روشنی میں چمک رہا تھا۔ یہ آنسو کسی گہرے کرب کا نشان تھا، لیکن وہ زیرِ لب مسکرا رہی تھی۔ یہ مسکراہٹ شکستِ انا کے بعد حاصل ہونے والے سکون کی پرچھائیں تھی۔ وہ یونہی کچھ دیر تک بیٹھی رہی۔ اس کی بند آنکھوں کے پردے پر وہ سارے تند و تلخ مناظر گھوم رہے تھے جنہوں نے اُسے زخمی کیا تھا، مگر آج وہ ان سب کے باوجود غیر معمولی طور پر پُرسکون تھی۔ تبھی پشت کی جانب سے روحان کی آواز آئی۔ "انابیہ!" روحان آواز لگاتا ہوا، معذرت اور امید کے ملے جلے جذبات لیے، کمرے میں داخل ہوا۔

آواز پر، انابیہ نے اپنے آنسوؤں کے قطرے کو اندر ہی جذب کیا اور جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کا بدن ابھی بھی پہلے کے تناؤ میں تھا۔

روحان دھیمی اور محتاط رفتار سے اُس کے قریب پہنچا۔ "میں کہہ رہا تھا کہ..." اُس نے بولتے ہوئے، ایک نرم اور پرامید انداز میں، انابیہ کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔

"اب عرش اور ائزل بھی ایک ہو چکے ہیں،" روحان نے ایک مدھم اعتراف کیا۔ وہ ابھی اس پیچیدہ رشتے کے نئے باب کی وضاحت شروع کرنے ہی والا تھا کہ بیڈ پر پڑا فون بج اٹھا۔ انابیہ نے سر گھما کر دیکھا، اور ایک جھنجھلاہٹ کے ساتھ بیڈ سے فون اٹھا کر کال کاٹ دی۔

"بولو،" وہ روحان کی طرف مخاطب ہوئی، گویا وقت کے ایک لمحے کو بھی ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"میں کہہ رہا تھا کہ اب ہم..." روحان کی بات ایک بار پھر ادھوری رہ گئی۔ انابیہ کے ہاتھوں میں موجود فون دوبارہ، شدت سے بجنے لگا۔

"کون ہے؟ اٹھا لو،" روحان نے اب نرمی سے کہا، کیونکہ یہ تسلسل غیر معمولی تھا۔

"ہوں،" انابیہ نے بات مان لی اور فون کان سے لگا لیا۔ "ہیلو؟"

دوسری طرف سے کسی انجان شخص کی آواز تھی، جو تیزی اور بے چینی کا امتزاج تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہیلو... جس کا یہ فون ہے، اُس کا کچی سڑک کی طرف جانے والے راستے پر بری طرح سے کار ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔ دونوں لوگ شدید زخمی حالات میں ہیں، آپ جلد از جلد ہاسپٹل پہنچیں۔"

یہ کال ائزل کے فون سے آئی تھی، لیکن اس اجنبی اطلاع نے انابیہ کے ہوش اڑا دیے۔ اُس کے ہاتھوں سے فون فرش پر گر گیا۔ آواز کی گھن گرج کمرے میں پھیل گئی۔ وہ وہیں سفید پتلے کی طرح کھڑی ہو گئی، اس کی آنکھوں میں بے یقینی کا سناٹا تھا۔

"ک... کیا ہوا، انابیہ؟" روحان نے شدید پریشانی میں اُسے کندھوں سے تھاما۔

"وہ..." انابیہ نے اپنے قدم آگے بڑھائے، جیسے وہ خود کو چٹان کے اس اثر سے آزاد کر رہی ہو۔ "ا... عرش کی کار کریش ہوئی ہے،" وہ اٹکتے، ٹوٹتے الفاظوں میں بولتی ہوئی، دروازے کی جانب نکلی۔

روحان بھی صدمے کی گہری لہر محسوس کرتے ہوئے اُس کے پیچھے ہو لیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انہوں نے ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر ہسپتال کے لیے دوڑ لگادی۔ وہ جلد ہی ہسپتال کے ہنگامی شعبے میں پہنچے، جہاں ماحول میں کیمیائی دواؤں کی بو اور اذیت کی خاموش گونج تھی۔

اسٹریچر پر عرش اور ائزل کا خون آلود اور بے جان جسم رکھا ہوا تھا۔ یہ جسم اب صرف خاک کا بے بس ڈھیر تھے، جو خون کے گہرے رنگ سے سنے پڑے تھے۔

اس ہولناک منظر کو دیکھتے ہی انابیہ کے منہ سے ایک لمبی، دل چیر دینے والی چیخ نکلی۔

روحان، جو اُسی کے پیچھے دروازے پر کھڑا تھا، اس غیر متوقع المیے کی شدت سے برداشت کھو بیٹھا۔ اُس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔

نرس نے تیزی سے آگے بڑھ کر دونوں کے چہروں پر سفید چادر ڈال دی۔ یہ حرکت گویا ان کی حیات کی کتاب کا آخری اختتام تھی۔ انابیہ اپنے منہ کو ہاتھوں سے دبائے، وہیں فرش پر بیٹھ گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ یہ رونا صرف افسوس کا نہیں تھا، بلکہ سچائی دیر سے جاننے کے کرب، اور ابدی نقصان کا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

صبحِ صادق کا پُر سکون وقت گزر چکا تھا۔ آسمان پر فجر کا ہلکا، معصوم اُجالا پھیل رہا تھا، جس میں رات کی تاریکی آہستہ آہستہ تحلیل ہو رہی تھی۔ خدیجہ بیگم نماز سے فارغ ہو کر، اپنے چھوٹے سے لان میں پودوں کو پانی دینے کے لیے نکلی آئیں۔ یہ سحر کا سکوت کسی آنے والے طوفان سے بالکل بے خبر تھا۔

تبھی، اچانک اور بے وقت، ڈور بیل بجی۔ "اس وقت کون ہو گا؟" ایک مبہم تشویش کے ساتھ خدیجہ اندر کی طرف بڑھیں۔ وہ اپنی کم رفتار کے ساتھ، جو بڑھتی عمر کا شاخسانہ تھی، مین ڈور تک پہنچیں۔ جیسے ہی انہوں نے دروازہ کھولا، باہر روحان اور انابیہ سر جھکائے، شکستہ حال کھڑے تھے۔ دونوں کے چہروں پر رات بھر کی اذیت اور اضطراب کے گہرے نقش تھے۔

خدیجہ انہیں دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئیں۔ "روحان... انابیہ... تم دونوں اس وقت... یہاں؟" خدیجہ آگے بڑھیں، لیکن وہ دونوں غیر متحرک اور خاموش رہے۔ ان کی یہ خاموشی چنگاری کی طرح خدیجہ کے دل میں پریشانی کی آگ لگا گئی۔ "ا... ائزل کہاں ہے؟" خدیجہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کے الفاظ لڑکھڑا گئے۔ وہ اپنے ماں کے دل کے خوف کو نظر انداز نہیں کر سکی: "بتاؤ نہ بیٹا... ائزل کہاں ہے؟"

جواب نہ ملنے پر روحان بغیر کچھ بولے، ایک طرف ہٹ گیا۔ اس کے پیچھے سڑک پر ایمبولینس کھڑی تھی، اور اب اُس میں سے اسٹریچر باہر نکالا جا رہا تھا۔

"یہ... یہ سب کیا ہے؟" خدیجہ کی نگاہیں حیرانی اور خوف سے سٹریچر کو تکتی ہوئی، اس کے قریب پہنچیں۔ سٹریچر پر رکھا جسم سفید کفن نما چادر سے ڈھکا ہوا تھا، جو ایک ناقابل تردید حقیقت کا پردہ تھا۔

"یہ... یہ کون ہے؟" خدیجہ نے پوچھتے ہوئے، لرزتے ہاتھوں سے چہرے سے چادر ہٹائی۔

"ائزل..."

چہرہ دیکھتے ہی خدیجہ سر سے پیروں تک کانپ اٹھیں۔ وقت جیسے اس لمحے جمود کا شکار ہو گیا۔ وہ ہوش و حواس کھو بیٹھی تھیں۔ اُن کے پیروں میں جان نہ رہی، وہ گرنے ہی والی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تھیں کہ روحان نے تیزی سے پیچھے بڑھ کر اُنھیں تھام لیا۔ "سنبھالیں آنٹی،اپنے آپ کو،" روحان نے اپنے شدید جذبات کو قابو کرتے ہوئے کہا۔

"م... میری... میری بچی کو کک... کیا ہوا؟"اُنہونے نے کانپتے لبوں سے روحان کی طرف دیکھ کر سوال کیا۔ تبھی،انابیہ روتی ہوئی خدیجہ کے قریب آبیٹھی۔"ا... ائزل کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے،"وہ ہچکیاں بھر کر بولی۔

"ن... نہیں! نہیں! میری ائزل کو کچھ نہیں ہوا ہے! وہ..."خدیجہ انکار کے عالم میں وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔"وہ ابھی اٹھ جائے گی... ائزل! اٹھ جا بیٹا! مما... مما پریشان ہو رہی ہے نہ!"وہ روتیں ہوئیں،بے بسی سے اس ساکت جسم کو ہلانے لگیں۔

"آنٹی!"اُسے ایسا کرتا دیکھ روحان ضبط کے آخری کنارے پر پہنچ کر اٹھا۔

"اُسے... اُسے کچھ نہیں ہوا ہے!"خدیجہ روحان کی طرف مڑیں۔"وہ ہمیشہ شرارتیں کر کے مجھے تنگ کرتی ہے۔ یہ... یہ بھی اُس کی کوئی شرارت ہی ہوگی۔ دیکھنا!"وہ واپس پلٹ گئیں۔"ائزل... مت کرو ایسا مذاق!"

"آنٹی! پلز!" روحان نے ایک بار پھر قوت سے خدیجہ کو پکڑ کر پیچھے کھینچا۔

"وہ... وہ شرارت کر رہی ہے!" خدیجہ اُس کی گرفت سے نکل کر پھر آگے جانے لگیں۔

"آنٹی! ائزل مر چکی ہے!" روحان نے آنسوؤں سے بھرے گلے کے ساتھ، اونچی آواز میں یہ سخت سچائی چیخ کر کہی۔

خدیجہ کے قدم وہیں تھم گئے۔ اُن کے جسم میں جیسے برف جما دی گئی ہو۔ یہ آخری وار تھا، جو اُن کی امید کی دیوار گرا گیا۔

ظہر کا وقت ہو رہا تھا۔ گھر مہمانوں سے بھر چکا تھا جو غم اور حیرت کے عالم میں جمع تھے۔ ایک ہنستی کھیلتی، معصوم سی جان اب ہمیشہ کے لیے خاموش ہو چکی تھی۔ خدیجہ اُسی کے قریب بیٹھیں تھیں، جن کا رو رو کر برا حال تھا۔

وہاں سے تھوڑی ہی دوری پر، انابیہ دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ اُس کی آنکھوں میں نم، اور احساسِ جرم کی سیاہی تھی۔ وہ ان سب کا ذمے دار خود کو ہی ٹھہرا رہی تھی۔ انابیہ جیسے

اپنے ہوش و حواس میں ہی نہ تھی۔ اُسے اس غمزدہ حال میں دیکھ کر روحان نے اپنے بھیگے قدم اُس کی طرف بڑھائے۔

"انابیہ،" روحان نے پانی کا گلاس اُس کی طرف بڑھایا۔

اُس نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلا دیا۔ "ا... ان سب کی ذمے دار میں ہی ہوں، روحان! م... میری وجہ سے ائزل کا یہ حال ہوا، نا!" وہ ہچکیاں بھر کر بولی۔

"نہیں انابیہ، اس کی ذمے دار تم نہیں ہو،" روحان نے تسلی دی۔

"م... میں ہی ہوں!" وہ روتی ہوئی بولی اور اپنی جگہ سے اٹھی۔ وہ تیز قدموں سے باہر لان کی طرف بڑھی، جہاں ائزل کے والد، حافظ صاحب، بیٹھے تھے۔ وہ شخص جو اپنے ضبط کے لیے مشہور تھا، کبھی روتے نہیں تھے، مگر آج ائزل نے ان کی آنکھیں بھی بھگو دی تھیں۔

انابیہ تیز تیزی سے چلتی ہوئی حافظ صاحب کی جانب بڑھی۔ وہ اپنی الگ ہی سوچوں میں محو تھے۔ انابیہ زمین پر بیٹھتی ہوئی، عضوی طور پر بولی۔ "انکل... ہو سکے تو پلز مجھے معاف کر دیں،"

اُس کی بُجھی ہوئی آواز پر حافظ صاحب نے دھیرے سے چہرہ موڑا اور اُسے دیکھا۔

"میں نے ہی ضد کی تھی! میں ہی لے گئی تھی ائزل کو ساتھ! پلز مجھے معاف کر دیں،" اُس کی آواز بھاری پڑ چکی تھی اور وہ لرزتے ہوئے روتی رہی۔

حافظ صاحب نے بغیر کچھ کہے، ایک تھکی ہوئی حرکت سے اُس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔ یہ ہاتھ ملامت کا نہیں، بلکہ مامتا کے جذبات سے عاجز باپ کی خاموش تسلی کا تھا۔ روحان پیچھے ہی کھڑا تھا، اُس کی آنکھیں بھی آنسوؤں سے بھیگی تھیں۔

"انکل، کیا ایک آخری بار کچھ مانگ سکتی ہوں آپ سے؟" اُس نے ہچکیاں بھر کر سوال کیا۔

"ہوں،" حافظ صاحب نے سر ہلا کر ہاں کی۔

"کیا پلز ائزل کو دہلی کے جامع قبرستان لے جایا جا سکتا ہے؟" اُس کے لہجے میں نرمی تھی، اور آنکھوں میں ایک نئی، عجیب سی اُمید۔ "پلز انکل، اپنی بیٹی کی خاطر،" وہ ہاتھ جوڑتی ہوئی بولی۔

حافظ صاحب نے سوالیہ اور حیرانی کی نظروں سے اُسے دیکھا۔"ک... کیوں؟"اُن کے الفاظ لڑکھڑا گئے۔

"وہ انکل،"انابیہ نے ہمت جمع کر کے بولنا شروع کیا۔اُس نے حافظ صاحب کو سب کچھ بتایا کہ وہ اُسے دہلی کیوں لے گئی تھی،اور ائزل کی موت کس طرح واقع ہوئی۔انابیہ کی باتیں سُن کر حافظ صاحب کی آنکھوں سے شدید آنسو جاری ہوئے تھے۔وہ چاہ کر بھی خود کو رونے سے نہیں روک پائے۔

"انکل،اگر وہ زندہ ہوتی تو آپ اُس کی خوشی کی خاطر اُسے اپنی محبت کے ساتھ رخصت کرتے نا؟"اُس نے اپنی آواز ٹھیک کی،اور اپنے آنسوؤں کا گھونٹ پیتی ہوئی بولی۔"اب یہ رخصتی آپ کو دہلی کے جامع قبرستان تک کرنی ہے۔۔۔یہ خواہش ائزل کی آخری خوشی سمجھ کر پوری کر دیں،پلز۔"

انابیہ نے جس صداقت اور دل سوزی سے بات کہی تھی کہ چند قدم دور کھڑا روحان خود پر قابو نہ کر پایا تھا۔وہ روتا ہوا وہاں سے پیچھے نکل گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ٹھیک ہے،"ایک بھاری آواز میں بول کر حافظ صاحب نے اپنے آنسوؤں کو صاف کیا اور انابیہ کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ انابیہ، جو کافی وقت سے آنسوؤں کو روک رہی تھی، اب پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

وقت ہو چکا تھا۔ وہ اب ہمیشہ کے لیے رخصت ہو رہی تھی۔ کلمہ پڑھتے ہوئے جنازہ دروازے سے باہر نکلا گیا۔

خدیجہ کے دماغ میں ائزل کی آخری باتیں گھومنے لگیں۔ "جا رہی ہوں، مما!"" کتنی بار کہا ہے، ائزل! کہ جا رہی ہوں نہیں، جلد ہی آؤں گی کہتے ہیں!"" وہ اب کبھی واپس نہیں آئے گی،" وہ روتی ہوئی بولی اور دروازے میں ہی بیٹھ گئی، جیسے تصویر بن گئی ہو۔

انابیہ کے کہنے پر، سفر کی صعوبت کے باوجود، اُسے دہلی کے جامع قبرستان لے جایا گیا۔ کچھ ہی وقت میں وہ وہاں پہنچ چکے تھے۔ موسم کافی خراب تھا۔

جامع قبرستان کے گیٹ پر ائزل کو لایا جا رہا تھا۔ تبھی، آسمان کے بادل ٹوٹ کر برسنے لگے۔ اچانک تیز بارش شروع ہو گئی، جیسے آسمان بھی اُن کے ساتھ رو رہا ہو۔

ائزل کا جنازہ، خاموش اور سفید کفن میں لپٹا، مٹی کی آغوش کی طرف بڑھ رہا تھا۔ مگر حیرت اور تقدیر کی ستم ظریفی یہ تھی کہ دوسری سمت سے ایک اور غم زدہ ہجوم بھی داخل ہو رہا تھا۔ یہ عرش کا جنازہ تھا۔ وہ شخص جو محبت کا دعوے دار تھا، جو اب ائزل کے ساتھ آخری منزل پر ہم قدم تھا۔ بادلوں نے مزید شدت اختیار کر لی تھی۔ یہ بارش محض پانی نہیں تھی، بلکہ آسمان کے جمود میں جکڑے آنسو تھے، جو دو بچھڑے ہوئے روحوں کے غم میں شریک تھے۔ ماحول سرد، بھاری اور لرزہ خیز ہو چکا تھا۔

روحان نے قبر پر مٹی ڈالی۔ اُس کے کانوں میں بار بار ائزل کے کہے آخری جملے گونج رہے تھے۔ "آپ بہت اچھے ہیں، روحان... آپ نے جو میرے لیے کیا ہے، اس سے میری نظروں میں آپ کے لیے عزت اور بڑھ گئی ہے۔"

اللہ بہتر جانتا تھا کہ اُس پر کس قسم کی قیامت ٹوٹی تھی، ورنہ کس میں اتنی ہمت ہوتی ہے کہ وہ اپنی محبت کو اپنے ہاتھوں سے دفنائے؟

ائزل صدیقی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تاریخِ جنم:۱۷فروری

تاریخِ وفات:۰۵جون

روحان جب ائزل کی قبر پر مٹی ڈال چکا، تو وہ جمود کی حالت میں عرش کی قبر کے قریب کھڑا ہوا۔اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی۔"عرش..."روحان کے اندرونی ضمیر نے سرگوشی کی۔وہ شخص جو روحان کا مدمقابل تھا، جو اس ناقابلِ فہم رشتے کا دوسرا ستون تھا، آج وہ بھی مٹی کی خاموشی میں تھا۔روحان نے یہ قربانی ائزل کی محبت کی تکمیل کے لیے دی تھی۔وہ جانتا تھا کہ ائزل کے دل میں عرش کی محبت کی آخری شمع روشن تھی۔ روحان کے ہاتھ عرش کی قبر پر رکے۔اس نے اپنی محبت کو دفن کر کے،اپنی رقیب کی محبت کو ابدی وصل عطا کیا تھا۔یہ عشق کی تاریخ کا وہ المناک باب تھا جسے کسی میر تقی میر نے بھی نہیں لکھا ہو گا۔

عرشمان خان

تاریخِ جنم:۲۰نومبر

تاریخِ وفات:۰۵جون

اے مخاطب!یہ جو خاموش وادی تُو دیکھ رہا ہے،یہ محض قبرستانِ فانی نہیں ہے۔یہ تو شہرِ عشقِ ابدی کا دربار ہے۔یہاں ہر گوشۂ خاک،کسی داستانِ محبتِ جاوداں کا مُہر بند صحیفہ ہے۔تو یہ جو مٹی کے سادہ ڈھیر ہیں،انہیں بے جان تو دے مت سمجھ!یہ تو وہ مقبرے ہیں جہاں زندہ لوگوں کی روحیں اپنے جسم میں دفن ہو کر ابدی قرار پا گئی ہیں۔یہ وہ خاموش شہرِ دِل ہے جہاں نفرتوں کا گُزر نہیں،صرف محبتِ خالص کا راج ہے۔یہاں خواہشیں اور حسرتیں گندھی ہوئی ہیں،مگر حسد اور بغض کا کوئی نام و نشان نہیں۔اور اگر تجھے اس شہرِ وفا سے کوئی خوف محسوس ہوتا ہے،تو یہ جان لے۔مرقد کی وحشت تب تک ہی روح پر غالب رہتی ہے،جب تک اس کی گہری تنہائیوں میں خود اپنی محبت کا کوئی حصّہ دفن نہ ہو جائے۔محبت کے بعد،یہ قبرستان نہیں،تیرا اپنا دائمی ٹھکانہ بن جاتا ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

✧....✧....✧

شام کا بوجھل وقت اپنے تمام تر غم اور نحیف روشنی کو سمیٹے ہوئے تھا۔ روحان صدیقی ہاؤس پہنچا، جہاں مکمل خاموشی راج کر رہی تھی۔ اس خاموشی میں صرف گمشدہ آوازوں کا گونجنا باقی تھا۔ اُس کے قدم تیزی اور بے چینی سے بڑھتے ہوئے ائزل کے کمرے کی جانب مڑے۔

اُس نے جیسے ہی دروازہ کھولا، پھر وہی ٹھنڈی اور اداس ہوا کا جھونکا اُس سے آٹکرایا۔ یہ جھونکا محض ہوا نہیں تھا، یہ ائزل کی عدم موجودگی کا احساس تھا۔ کمرے میں ائزل نہیں تھی، لیکن اُس کی مانوس مہک ابھی بھی ہر شے میں رچی بسی تھی۔ ایک غیر مادی احساس تھا جو شاید اب کبھی نہ جاتا۔

کمرے کے اندر، بالکونی پر سفید پردے لگے ہوئے تھے، مگر ایسا لگ رہا تھا جیسے ان پردوں کے پیچھے کوئی سایہ موجود ہو۔ روحان نے اپنی آنکھیں چھوٹی کیں اور احتیاط سے بالکونی کی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جانب بڑھا۔اُس نے جیسے ہی سامنے سے پردے ہٹائے،انابیہ اُس کے سامنے کھڑی تھی، روحان کی طرف پشت کیے ہوئے۔اس کا وجود خاموشی کا مجسمہ بنا ہوا تھا۔

روحان انابیہ کے برابر جا کھڑا ہوا۔دونوں نے ایک ہی منظر پر نگاہیں جمائی تھیں،جواب خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔

"کیا سوچ رہی ہو؟"روحان نے آواز میں ممکنہ حد تک نرمی گھول کر پوچھا۔

"ہوں۔"انابیہ نے چونک کر اور ایک دم ہی اپنی نظر روحان کی طرف کی۔"کچھ نہیں،"اُس کا لہجہ سپاٹ اور خالی تھا۔

"تم نے حافظ انکل سے دہلی کے جامع قبرستان کی بات کیوں کی تھی؟"روحان نے سر کو پیچھے لیتے ہوئے،ایک صبر آزما انداز میں سوال کیا۔

"پتہ نہیں،"وہ دھیمی آواز میں بولی،جیسے جواب کی تلاش خود بھی کر رہی ہو۔"من کیا تھا، کہہ دیا،"اُس نے اچانک ہی روحان کی آنکھوں میں دیکھا۔اُس کی آنکھوں میں اب نہ غرور تھا،نہ ضد،صرف ایک گہری خالی پن تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

روحان نے ایک ہلکی طنزیہ مسکان کے ساتھ جواب دیا، جس میں مجبوری کا اقرار تھا۔ "تمہارا فیصلہ شاید صحیح تھا،"

"جانتی ہوں،" وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔ اب اس کے لہجے میں کوئی فتح کا احساس نہیں تھا، بلکہ صرف ایک کڑوا سچائی کا اقرار تھا۔

انابیہ کے ہاتھوں میں ائزل کی ایک پرانی، جلد والی ڈائری تھی۔ اُس نے ایک نظر تھکی ہوئی آنکھوں سے ڈائری پر ڈالی، اور پھر وہ ڈائری روحان کی جانب بڑھائی۔ یہ ڈائری ایک امانت تھی، جو اُس نے ماضی کے حوالے کر دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

روحان نے پہلے ڈائری کو دیکھا، پھر انابیہ کی آنکھوں کو، اور پھر نہایت احتیاط سے اُس کے ہاتھوں سے ڈائری اپنے ہاتھوں میں لی۔ یہ گویا ماضی کے رازوں کو اپنے اختیار میں لینا تھا۔

"تم بہت سی تحاریریں پڑھ چکے ہو، جانتی ہُوں! لیکن یہ پڑھوں یقین سے کہہ سکتی ہُوں اس میں تحریر ہر لفظ... نہ تو تمھارے دل پر رحم کرے گا نہ ہی تمھاری آنکھوں پر" اُس نے مدھم سے کہا۔ پھر آہستہ سے روحان کی جانب نظریں اُٹھائی "یہ تحریر تمھاری نم آنکھوں کو

پھر سوکھنے نہیں دے گی" انابیہ نے اپنا فرض مکمل کر لیا تھا۔ وہ پلٹ کر باہر چلی گئی، اور دروازہ بند کر کے روحان کو تنہا چھوڑ گئی۔

روحان خاموشی سے بالکونی کے کونے میں رکھی سفید کرسی پر ٹیک لگا کر بیٹھا۔ اُس نے گہری سانس لی، اور کپکپاتے ہاتھوں سے ڈائری کا پہلا صفحہ پلٹا۔ اور یوں، وہ ائرل کی گہری، ان کہی دنیا اور قربانی کے رازوں میں غوطہ زن ہو گیا۔

پہلا صفحہ

بتاریخ: ۲۹ اپریل

دن: پیر

وقت: ۱۱:۳۰

یہ دن... یہ لمحہ... بھول جانا شاید میرے بس میں نہیں۔ کچھ دن ایسے ہوتے ہیں جو وقت کی کتاب پر ابدی سیاہی سے لکھے جاتے ہیں، اور یہ دن انہی میں سے ایک ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

میں سراف بازار کے قریب موجود پارک کی طرف بڑھی۔ دل بھرا ہوا تھا اور روڈ کراس کرتے وقت بے دھیانی میں تیزی سے چلتی گاڑیوں کی طرف بالکل دھیان نہیں دیا۔ اچانک ایک کار سے ٹکرانے والی تھی، لمحے بھر میں سب ختم ہو سکتا تھا لیکن تبھی کسی نے میرے ہاتھ کو مضبوطی سے تھام کر اپنی طرف کھینچ لیا۔ وہ پل... جیسے زندگی اور موت کے بیچ ٹھہرا ہوا لمحہ۔

میں نہیں جانتی وہ شخص کون تھا، کہاں سے آیا۔ بس اتنا یاد ہے کہ اُس کی گرفت میں عجیب سی حفاظت کا احساس تھا۔ میں جلد بازی میں وہاں سے بھاگ نکلی۔ شکریہ تک ادا نہ کر سکی۔ مجھے خوف آتا ہے ایسے حادثوں سے، لیکن وہ حادثہ کسی عجیب خوبصورتی سے پیش آیا۔ وہ شخص میرے دل و دماغ میں گہرا اثر چھوڑ گیا ہے۔ اب ایک حسرت بن چکی ہے، بس ایک بار پھر وہ شخص میرے سامنے آئے..."

یہ بے نام سا جذبہ، یہ انجانی کشش... شاید محبت کی پہلی سرگوشی ہو۔ ایک خاموش حسرت، ائزل کے نام۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مغرب کا نیلگوں اور ہلکا اندھیرا چھانے لگا تھا۔ دن کی روشنی، رات کی تاریکی میں تحلیل ہو رہی تھی، گویا ایک دورِ محبت دوسرے دورِ فراق میں بدل رہا ہو۔

اُفق پر لالی مدھم پڑ چکی تھی، اور اس تنہائی کی شام میں، صرف پرندوں کی آوازیں فضا میں گونج رہی تھیں۔ یہ آوازیں چہچہاہٹ نہیں تھیں، بلکہ دن بھر کی محنت کے بعد اپنے آشیانوں کو لوٹنے کا مدھم اور اداس نغمہ تھا، جو روحان کی درد بھری خاموشی سے ٹکرا کر دل کو مزید گداز کر رہا تھا۔ ڈائری کا ہر حرف، اس بوجھل سکوت میں ائزل کی دبی ہوئی آواز بن کر روحان کے ضمیر سے ہم کلام ہو رہا تھا۔ روحان نے گہری سانس اندر کھینچ کر صفحہ پلٹا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دوسرا صفحہ

"کچھ لمحے ایسے ہوتے ہیں جب حقیقت اتنی شدید ہو کہ گمان کی دھند چھٹ جائے اور آپ ننگے پاؤں سچ کی پتھریلی زمین پر کھڑے ہوں۔ آج میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔ میں یقین اور گمان کی سرحد پر کھڑی ہوں، یہ حقیقت ہے یا میرے تخیل کا بُنا ہوا کوئی سنہرا خواب؟ میری آنکھیں کھلی ہیں لیکن روح کسی اور ہی دنیا میں پرواز کر رہی ہے۔ جس شخص کا

تصور میری تنہائیوں کا ساتھی تھا، جس کا چہرہ میں نے چاندنی راتوں میں چاند میں تراشا تھا، آج وہ واقعی میرے سامنے تھا۔ اوپس! میں اسے بار بار "شخص" کیوں کہہ رہی ہوں؟ وہ محض ایک شخص نہیں، وہ تو عرش ہے...ہاں، عرش نام ہے اُن کا۔ نام بھی ایسا جیسے آسمان کی ساری وسعتیں اور پاکیزگی ایک لفظ میں سما گئی ہوں۔

جیسے ہی عرش میرے سامنے آئیں، یہ صرف میری نظریں نہیں تھیں جو ٹھہر گئیں، یہ میرا پورا وجود تھا جو کسی ساز کے تار کی طرح لرز اٹھا تھا۔

یہ خوف کی کپکپی نہیں تھی، نہ ہی سردی کا احساس۔ یہ ایک ایسا لرزہ تھا جو روح کے مرکز سے اٹھتا ہے، جب کوئی ایسی شے سامنے آجائے جس کا تصور تو کیا ہو مگر حقیقت میں اس کے وجود کا یقین نہ ہو۔

میں اس کیفیت میں گم تھی، الفاظ میرے حلق میں دم توڑ چکے تھے اور سانسیں بے ترتیب تھیں۔ دنیا ایک خاموش تصویر بن چکی تھی...اور پھر، اس گہرے سکوت کو اُن کی آواز نے توڑا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور وہ آواز...!

وہ کوئی گرجدار، بھاری مردانہ آواز نہیں تھی۔ وہ ایک میٹھی اور باریک صدا تھی، جیسے کوئی دور کسی وادی میں بانسری پر سُر چھیڑ دے۔

وہ لرزہ جو اس کی صورت دیکھ کر میرے وجود پر طاری ہوا تھا، اُن کی آواز کی پہلی دستک نے اسے ایک ٹھہراؤ میں بدل دیا۔

انہوں نے صرف چند لفظ کہے تھے، مگر میرے لیے وہ صدیوں کی تشنگی مٹانے والی پہلی بوند کی مانند تھے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جب یہ صفحہ بھی تمام ہوا، تو روحان نے ایک بار پھر ٹھنڈی آہ بھری اور ہاتھ کی ہلکی کپکپاہٹ کو محسوس کرتے ہوئے، ہمت مجتمع کی، اور ڈائری کا تیسرا صفحہ کھولا۔ اس صفحے پر یقیناً کوئی مزید گہرا راز منتظر تھا، جو اب اندرونی تاریکی میں حرف بہ حرف ظاہر ہونے والا تھا۔

تیسرا صفحہ

"آج جو کچھ ہوا... اُس پر اب تک یقین نہیں آتا۔

میں نے تو صرف ایک ملاقات مانگی تھی۔

ایک ایسی جھلک جو شاید قسمت بھی دینے سے انکار کر دیتی۔ لیکن خدا نے تو کرم کی انتہا کر دی، بن مانگے ہی اُس خواب کو حقیقت بنا دیا۔

اب مجھے یقین ہو چلا ہے کہ یہ کوئی خواب نہیں۔

کیونکہ خواب ہمیشہ کچھ ادھورے رہ جاتے ہیں۔

کبھی لمحہ پھسل جاتا ہے، کبھی چہرہ دھند میں چھپ جاتا ہے، کبھی لفظ ہونٹوں تک آ کر رک جاتے ہیں۔ لیکن آج... ہر احساس مکمل تھا، ہر منظر اپنی پوری شدت کے ساتھ میرے دل پر نقش ہو گیا۔

مجھے ہمیشہ سے بارشیں پسند تھیں۔

ان کی خوشبو، ان کا شور، وہ بوندوں کی ٹھنڈک لیکن آج کی بارش کچھ اور ہی تھی۔

یوں لگا جیسے آسمان نے خود میرے دل کا حال جان لیا ہو، جیسے ہر بوند میرے وجود سے ٹکرا کر اُن کا نام لے رہی ہو۔

ایسا لگا جیسے یہ پہلی بارش ہے۔

اور میں پہلی بار محبت محسوس کر رہی ہوں۔

ہاں، مجھے اب محبت ہو گئی ہے۔

بارشوں سے...

ان لمحوں سے...

اور عرش سے اور بھی زیادہ۔

مگر جانے کیوں دل کے کسی کونے میں ایک خوف سا بیٹھ گیا ہے۔

یہ خوشیاں اتنی حسین کیوں ہیں؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایسا لگتا ہے جیسے سب کچھ خواب کی طرح چمک رہا ہے،اور خواب تو... ہمیشہ ٹوٹ جاتے ہیں۔

مجھے ڈر ہے کہیں میں عرش کو کھو نہ دوں۔ کہیں یہ سب لمحے، جو میرے دل کی کتاب پر خدا نے خود لکھے ہیں، وقت کی ہوا اڑا نہ لے جائے۔

میں دعا کرتی ہوں کہ یہ بارش تھمے نہ... یہ احساس مٹے نہیں... اور عرش ہمیشہ میری دعاؤں کے حصار میں رہے۔"

روحان نے تیسرا ورق کھولا تو باقیاتِ نور بھی رخصت ہو چکی تھی۔ نیم تاریکی میں، ڈائری کے ہر حرف میں ائزل کی کرب انگیز آواز گونجنے لگی جیسے وہ پاس بیٹھی یہ سب کچھ کہہ رہی ہو۔

چوتھا صفحہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تقدیر کا المیہ

"سفر کی ابتداء ایک خوفناک حادثے سے ہوئی تھی۔ وہ لمحہ ایسا تھا جیسے زندگی اچانک ٹوٹ کر بکھر جائے۔

لیکن وہی حادثہ میرے ذہن میں کس خوبصورتی سے نقش ہو چکا تھا۔

ہر پل، ہر لمحہ میرا دل اُسی کی یاد میں ڈوبا رہتا تھا۔ نیند آتی تو خوابوں میں وہی چہرہ جگمگاتا، آنکھ کھلتی تو کمرے کی خاموش دیواروں میں بھی اُس کی موجودگی محسوس ہوتی۔ میں نے مانگ لیا تھا دل سے کہ اگر میری دعا قبول ہو تو وہ شخص صرف میرا ہو، میری دنیا کا حصہ، میری سانسوں کا سہارا۔

پھر ایک دن وہ دعا قبول ہو گئی۔۔۔ وہ میرے سامنے آ گیا۔ اور کمال یہ ہوا کہ بغیر مانگے ہی وہ میرا ہو گیا۔ اُس کی پہلی نظر، وہ پہلی ملاقات۔۔۔ جیسے وقت ٹھہر گیا ہو۔ میں اُس سے اس قدر گہرائی میں جُڑ گئی کہ دن کا شعور کھو گیا، رات کی پہچان مٹ گئی۔ بس ایک احساس تھا کہ وہ میرے ساتھ ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یاد ہے مجھے وہ دوسری ملاقات۔۔۔ جب لمحۂ دیدار جسم میں کپکپی بن کر اُترا۔ اُس کے ہونے نے میرے وجود کو ایک نئی روشنی بخشی۔ پھر تیسری ملاقات، وہ بارشیں، وہ غیر متوقع اظہارِ مُحبت۔۔۔ جیسے کائنات نے ایک پل کے لیے صرف میرے دل کی خواہش پوری کر دی ہو۔

لیکن زندگی ہمیشہ خواب کی طرح حسین نہیں رہتی۔ ایک وقت آیا جب لگا کہ وہ شخص اب کبھی نہیں ملے گا۔ دل کے اندر ایک انجانی ویرانی اُترنے لگی۔ میں نے خود سے کہا، لمحہ پلٹنے میں دیر ہی کتنی لگتی ہے۔۔۔ مگر جب پلٹا، حقیقت نے ایک اور رخ دکھایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ شخص۔۔۔ جسے میں اپنی دعاؤں میں مانگتی رہی، اپنی ہر دھڑکن کے ساتھ چاہتی رہی۔۔۔ مجھے لگتا تھا کے وہ بھی ملے گا آخر کار حقیقت میں نہیں ملا۔ وہ لمحہ، جس کے لیے میں نے جینے کا سہارا بنایا تھا، میری قسمت سے پھسل گیا۔

اب بس آخری خواہش بن چکی ہے کہ ایک بار بس ایک بار وہ گلے سے لگائے اور میری روح پرواز کر جائیں۔

آج اس آخری صفحے پر لکھتے ہوئے دل کہتا ہے۔ کاش دعائیں ہمیشہ پوری ہوتیں، کاش خواب حقیقت سے جدا نہ ہوتے۔۔۔ کاش وہ میرا ہوتا۔"

ڈائری کے ورق پر "کاش وہ میرا ہوتا" کے آخری الفاظ، ایک حسرتِ دیرینہ بن کر، وہیں تھم گئے۔ وہ الفاظ نہیں تھے، بلکہ ائزل کی روح کا آخری نوحہ تھے۔

روحان، جو کتابوں کا گہرا شوقین تو تھا، لیکن ادب کی کسی بھی تحریر کو پڑھ کر کبھی نہ رویا تھا، آج ان سادہ مگر پُر درد لفظوں میں ایک عجب تاثیر تھی۔ یہ الفاظ روحان کو اپنے اندر کے سیلاب کو باہر نکالنے پر مجبور کر گئے۔ "کہانی وہیں سے مُڑی، جہاں سے شروع ہوئی تھی۔ حادثہ ابتدا بھی، اختتام بھی۔"

وہ بے اختیار ہو کر کرسی سے اٹھا اور اپنے سینے پر ڈائری رکھے، بے آواز ہچکیوں میں رو پڑا۔ یہ آنسو عشقِ حقیقی کی شہادت تھے، اور قربانی کے ناقابلِ تلافی نقصان کا اعتراف۔

✧....✧....✧

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ مہینے گزر چکے تھے۔ مگر گردشِ ایّام کا اثر انابیہ کی ذات اور روح پر نہیں ہوا تھا۔ وقت جیسے اس کے دل کی گہرائیوں میں تھم سا گیا تھا۔ زندگی اپنے خارجی دائرے میں میکانکی رفتار سے چل رہی تھی، لیکن ان کے اندر کے کرب کو سکوتِ ابدی نے جکڑ رکھا تھا۔

دھندلے آسمان کے نیچے، لندن کی شام ہلکی پھوار سے بھیگی ہوئی تھی۔ کھڑکی کے شیشوں پر پانی کے قطروں کی دھیمی چاپ گونج رہی تھی۔ وہ چاپ جو خاموشیوں میں ہمیشہ زیادہ سنائی دیتی ہے۔

انابیہ نے چولہے کی آنچ بند کی، ہاتھوں سے ایپرن کی قید اتاری، اور آہستہ قدموں سے کمرے کی طرف بڑھی۔

کمرے میں نیم اندھیرا تھا۔ صرف دیوار کے کونے میں رکھا لیمپ ایک اداس روشنی کی ہلکی سی پرت بکھیر رہا تھا۔ روحان کاؤچ پر ساکت بیٹھا تھا، اُس کی نگاہیں خلا میں گہری دھند کی طرح دیکھ رہی تھیں۔ جیسے اُس کی آنکھوں کے پار کوئی پُرانی، درد بھری فلم چل رہی ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انابیہ خاموشی کی لہر پر تیرتی ہوئی قریب آئی، مگر روحان کی نظریں اب بھی ماضی کے کسی سائے میں بھٹک رہی تھیں۔ ایک لمحے کو وہ رُکی، اپنے جذبات کو یکجا کیا، پھر دھیمے، ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولی۔ "کیا سوچ رہے ہو؟"

روحان چونکا، جیسے گہرے خواب یا کسی تکلیف دہ غنودگی سے جاگا ہو۔ "کچھ نہیں..." اُس نے الجھی ہوئی سانس کے ساتھ کہا، "بس... وہی سب... جو ٹل نہ سکا..."

انابیہ جان گئی کہ وہ ائزل اور عرش کی بات کر رہا ہے۔ بھاری خاموشی چھا گئی؛ اب کمرے میں صرف دیوار پر گھڑی کی سوئیوں کا غیر ضروری شور سنائی دے رہا تھا۔

"روحان..." انابیہ نے ہچکچاتے ہوئے کہا، "میں اکثر سوچتی ہوں... اگر وہ حادثہ نہ ہوتا، تو آج سب کچھ کتنا مختلف ہوتا۔"

روحان نے تھکی ہوئی گہری سانس لی، جیب میں ہاتھ ڈال کر کھڑا ہوا۔ اُس کا وجود بوجھل تھا۔ "جانتا ہوں... لیکن کچھ واقعات بس تقدیر کے اٹل فیصلے ہوتے ہیں، انابیہ۔ انہیں چاہ کر بھی بدل نہیں سکتے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انابیہ کے لبوں پر ایک تلخ، بے بس مسکراہٹ آئی۔

"اور عمر بھائی کا نکاح..." اُس نے بات کا رُخ موڑا، جیسے اس موضوع کی تلخی سے بچنا چاہتی ہو۔ "میرا دل نہیں چاہتا وہاں جانے کا۔ بالکل نہیں چاہتا۔"

روحان نے اُس کی طرف دیکھا، حیرت اور شفقت کے ملے جلے جذبات سے۔ "کیوں؟ دہلی تمہارا شہر ہے... وہاں کے در و دیوار سے تمہاری یادیں وابستہ ہیں۔"

"ہاں..." انابیہ کی آواز بھرا گئی، جیسے گلے میں آنسوؤں کا گولا اٹک گیا ہو۔ "لیکن دہلی اب میرے لیے صرف ایک جگہ نہیں، ایک گہرا، ناسُور زخم ہے۔ وہ حادثہ، وہ سب کچھ جیسے وہاں کی ہر گلی، ہر دیوار اُن کا نام پکارتی ہو... میں وہ آوازیں نہیں سن سکتی۔"

روحان لمحہ بھر خاموش رہا۔ پھر اُس کے قریب جا کر، نرمی اور شفقت سے بولا۔ "انابیہ، ہم سب ٹوٹے ہیں۔ میں، تم، آنٹی... ہر کوئی۔ لیکن شاید کسی کی یاد سے بھاگ کر سکون نہیں ملتا۔ سکون تو سامنا کرنے میں ہے۔ کبھی کبھی ہمیں وہاں جانا پڑتا ہے، جہاں درد شروع ہوا تھا... تاکہ اسے الوداع کہہ سکیں۔"

انابیہ کی آنکھیں نم ہو گئیں۔اُس نے جھکی ہوئی نظروں کے ساتھ سر ہلا دیا۔"پھر بھی...میں صرف ریسیپشن میں جاؤں گی،بس۔"

یہ کہہ کر،وہ آہستہ روی سے کمرے سے نکل گئی،نیم تاریکی اور بارش کی دھیمی چاپ کو روحان کے پاس چھوڑ گئی۔

روحان کچھ دیر وہیں ساکت کھڑا رہا،جیسے فضا میں موجود نمی نے بھی سانس لینا ترک کر دیا ہو۔ نیم اندھیرے اور لندن کی خاموش شام میں،اُس کا وجود بے چینی کا مجسمہ بنا ہوا تھا۔

اسی لمحے اُس کا فون گونجا۔اسکرین پر سرخ حروف میں "Hospital Emergency Ward" چمک رہا تھا۔یہ روشنی کسی خطرے کے سائرن سے کم نہ تھی۔

اُس نے بغیر کسی تاخیر کے فون کان سے لگایا،"ہاں...ابھی پہنچتا ہوں!"

بارش اب مزید تیز اور ظالم ہو چکی تھی۔وہ جلدی میں گاڑی میں بیٹھا اور رفتار کی قید توڑتا ہوا ہسپتال کی جانب بھاگا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسپتال کی راہداریوں میں ایک انجانی، ٹھنڈی ہڑبڑاہٹ تھی۔ یہ وہ صدا تھی جو زندگی اور موت کے درمیان معلق رہتی ہے۔ قدموں کی تیز چاپ، اسٹریچر کے پہیوں کی چرچراہٹ، اور دیواروں سے ٹکرا کر لوٹتی اینٹی سیپٹک کی تیز، بُو جیسے ہوا میں موت کی ایک خاموش، سرد آہ چھپی ہو۔

روحان نے وارڈ کے آہنی دروازے کے باہر لمحہ بھر کے لیے خود کو سنبھالا۔ یہ جمع شدہ حوصلہ محض ڈاکٹر کا فرض تھا، انسان کا ارادہ نہیں۔ پھر سفید کوٹ پہنا، دستانے چڑھائے، اور وارڈ کے اس خوفناک منظر میں داخل ہوا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اندر فلورو سینٹ روشنی اتنی تیز تھی کہ آنکھوں کو چبھنے لگی۔ بیڈ کے ارد گرد نرسیں بھاگ دوڑ میں تھیں، مشینوں کی آوازیں بے ترتیب دھڑکنوں کی طرح گونج رہی تھیں۔

"کار ایکسیڈنٹ کیس ہے!" ایک نرس نے تیزی اور بے چینی سے بتایا، "Head injury بہت شدید ہے، Blood loss dangerously high!"

روحان نے گہری سانس لی اور سنجیدگی سے جھک کر کام شروع کر دیا۔ اُس کے ہاتھ اپنے آپ چل رہے تھے۔ لیکن دِل جیسے کہیں پیچھے رہ گیا تھا، اُسی موڑ پر، جہاں ائزل اُس سے ہمیشہ کے لیے بچھڑ گئی تھی۔ لیکن جیسے ہی اُس نے رُکا اور مریضہ کا خون آلود چہرہ صاف کرنے کو جھک کر دیکھا۔

اِک لمحے کو اُس کے ہاتھ لرز گئے۔

اس زخمی چہرے میں اُسے ائزل کی ایک دھندلی پرچھائی جھلکتی نظر آئی۔ وہی معصوم پیشانی، وہی بُجھی ہوئی آنکھوں کی ساخت، وہی بے آواز نیم مردہ سانس، جیسے کسی نے ابھی موت سے پہلے کوئی آخری دعا مانگی ہو۔۔ روحان کے ہوش و حواس نے انکار کر دیا، مگر اس بد ترین مشاہبت نے اُسے ماضی کے اس لمحے میں دھکیل دیا۔

پھر اُس کی سماعت میں وہی پرانا، دل دہلا دینے والا جملہ گونج اٹھا۔ "اگر میں مَر گئی تو..." یہ ائزل کا کہا جملہ تھا، جو اُس کی سانس تک کو گلے میں روک دیتا تھا۔

اُس کی انگلیاں کپکپانے لگیں، سُوئی پکڑنے والا ہاتھ لڑکھڑا گیا۔ مشین پر دل کی دھڑکن کی لائنیں اب شدید بے ترتیب ہونے لگیں۔

"سر، Heart Rate Dropping Fast!" نرس نے گھبراہٹ کی بلند آواز میں کہا۔ "Give me the defibrillator now!" روحان کی آواز تیز تھی، مگر اندرونی شکست کی وجہ سے ٹوٹتی جا رہی تھی۔

ایک، دو، تین بار بجلی کے جھٹکے لگے زندگی کی آخری التجا۔ مشین نے ایک لمحے کو سانس لیا، پھر beep... beep... beep... اور پھر اِک ابدی، لمبی، سیدھی، سرد لکیر۔

کمرے میں مطلق خاموشی پھیل گئی۔ نرس نے جھکے سر کے ساتھ آہستگی سے ہاتھ نیچے کر لیے۔

روحان بس دیکھتا رہ گیا سامنے ایک بدن تھا جو زندگی کی ہر حرارت سے خالی ہو چکا تھا، مگر اُس کے ذہن میں وہی چہرہ تھا جو کبھی بارشوں میں ہنستا تھا، نرس کی لرزتی آواز نے خاموشی کا پردہ چاک کیا، "she's gone..."

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

روحان کے قدم جیسے زمین میں دھنس گئے۔اُس نے شدید بے بسی میں پیچھے ہٹتے ہوئے دیوار کا سہارا لیا۔چہرہ اپنے ہاتھوں میں چھپا لیا۔پلکوں کے کناروں سے گرم،بے بس، بوجھل آنسو ٹپکنے لگے۔جو جیسے روح کو اندر تک جلانے لگے۔

"ایک اور زندگی..."اُس کے لبوں سے پھسلتا جملہ،"ایک اور زندگی...اُسی طرح چلی گئی..."

مشین کی خاموش لکیر کو دیکھ کر اُس نے سر اٹھایا،اور اُس کی نظریں خلا میں جا کر رک گئیں جہاں کہیں ائزل اور عرش کی یادیں تیرتی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگلے ہی لمحے،روحان نے شدید کوشش سے خود کو سنبھالا۔ڈاکٹر کا ٹھنڈا اقبا پہن کر،اُس نے بوجھل قدموں کو دروازے سے باہر کی طرف لیا۔وارڈ کی حد عبور کرتے ہی،سامنے غم اور اضطراب کا ایک ہجوم تھا۔جہاں اُس جوان لڑکی کی ماں،شدید بے بسی میں روئے جا رہی تھی۔

روحان کو باہر آتا دیکھ، تمام لواحقین اِک ہی جست میں اُس کے سامنے آ کھڑے ہوئے۔

"کیا ہوا؟... سب ٹھیک ہے نہ؟" کے بے تاب اور ڈر سے بھرے نعرے، روحان کو اندرونی طور پر اور زخمی کر رہے تھے۔ یہ نعرے اُمید تھے، جنہیں توڑنے کی ذمہ داری اب اُس کے کندھوں پر تھی۔

با مشکل تمام، روحان نے ہونٹوں کو حرکت دی اور لڑکی کے نہ رہنے کی وہ دردناک اطلاع دی، جس کے ساتھ ہی وہ اُمیدیں بھی دم توڑ گئیں۔ وہ بے چین آوازیں، لمحہ بھر میں چیخوں میں تبدیل ہو گئیں آسمان کو چیرتی ہوئی، سسکیاں اور رونا ہسپتال کی راہداریوں میں پھیل گیا۔

روحان ان چیخوں سے بھاگتا ہوا، بوجھل قدموں سے اپنے کیبن کی جانب بڑھا۔ اُس نے جلدی میں سفید کوٹ اتارا گویا یہ کفن ہو جو وہ اتار رہا ہو۔ وہ جانتا تھا کہ یہ کوٹ آج فرض کی شکست کا علامت بن چکا ہے۔

Clubb of Quality Content

وہ کوئی وضاحت دیے بغیر باہر چلا گیا۔ ہسپتال کی بے رحم، سفید روشنی اب دھیمی پڑ رہی تھی، جیسے وہ بھی اس واقعے کی تکرار پر اداس ہو۔

روحان، رات کی تاریکی میں، لندن کی بھیگی سڑک پر، بارش کی نرم بوندوں میں تنہا چلتا جا رہا تھا۔ اُس کا جسم بھلے ہی آگے بڑھ رہا تھا، مگر روح پیچھے لرز رہی تھی۔ "میں اُس لڑکی کو نہیں بچا پایا،" اُس نے مدھم آواز میں خود سے اعتراف کیا، یہ اعتراف اس کے پیشہ ورانہ شکست کا نہیں، بلکہ ذاتی المیے کا تھا۔ "کیوں ہوتے ہیں ایسے حادثات؟... کیوں بار بار؟" وہ خلا میں دیکھتا، بے مقصد آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ اُس کے دل میں صرف ایک ہی تلخ صدا گونج رہی تھی۔ "یہ کیسی عداوتِ تقدیر ہے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کافی رات ہو چکی تھی، مگر بے چینی نے انابیہ کو اپنے جال میں جکڑ رکھا تھا۔ وہ روم میں اضطراب کے عالم میں بیٹھی تھی، اور مسلسل کال پر کال کیے جا رہی تھی۔ ہاں، وہ روحان کو ہی ملا رہی تھی، مگر دوسری طرف سے موت جیسا سناٹا تھا۔

"کہاں ہیں یہ روحان؟ بتا کر بھی نہیں گیا ہیں،" وہ پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتی رہی۔ اس کا لہجہ شکوہ سے زیادہ خوف کا غماز تھا۔ وہ تھک کر صوفے پر نیم دراز ہو گئی۔ گھڑی کی سوئیاں بے حد تیزی سے دوڑ رہی تھیں، یا شاید بے چینی نے وقت کی رفتار کو بڑھا دیا تھا۔ ایک، دو، پھر تین بج گئے۔

تنہائی کی گہرائی اور رات کی ویرانی بڑھتی جا رہی تھی۔ آخر کار، ساڑھے تین بجے کے قریب، اس نے ہمت کر کے ہاسپٹل کے وارڈ میں کال ملائی۔

"ہیلو، کیا روحان ہاسپٹل میں ہیں؟" اُس کی آواز امید اور ڈر کے بیچ لٹک رہی تھی۔ "نہیں، سر تو کب کے جا چکے ہیں،" نادم آواز میں جواب آیا۔

یہ سن کر انابیہ کا دل رُک سا گیا۔ اب وہ مزید پریشان ہو چکی تھی۔ تین پینتالیس کا وقت تھا، اور نیند انابیہ کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

تبھی دروازہ دھکیلنے کی آواز آئی۔ وہ کوئی اور نہیں، روحان ہی تھا۔ شکستہ حال، بھیگا ہوا وجود، اور قدم بوجھل، جیسے ہر قدم طاقت چھین رہا ہو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انابیہ تیزی سے اٹھ کر اُس کے قریب پہنچی۔اُس کی آواز میں غم اور غصہ کا امتزاج تھا۔

"کہاں تھے تم؟کم از کم کال تو اٹھا لیتے!"اُس نے نہایت ہی غصے بھرے انداز میں کہا اور بے ساختہ اُس کے عقب میں کھڑی ہو گئی۔"پتا بھی ہے کتنی پریشان ہو گئی تھی میں؟میں نے ہسپتال کے وارڈ میں کال کیا..."

اس سے پہلے کہ انابیہ مزید کوئی سوال کر پاتی،روحان ایک شکست خوردہ آدمی کی طرح اُس سے لپٹ کر رونے لگا۔اس کے کاندھوں میں چھپا ہوا سارا درد اور کرب آنسو بن کر بہہ نکلا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ پہلی بار انابیہ کے گلے سے لگا تھا انابیہ لمحے کو ساکت ہو گئی،جیسے جمود طاری ہو گیا ہو۔وہ یقین نہیں کر سکی کہ یہ وہی سخت گیر،خود ساختہ آدمی ہے جو اُس کے سامنے ٹوٹ رہا ہے۔

پھر روحان کے بے قابو رونے پر،اُس نے دھیان سے اُس کی کمر تھپتھپا کر کہا۔"ک...کیا ہوا ہے؟"انابیہ اور بھی پریشان ہوئی تھی۔اُس نے کبھی اس خوددار،خشک مزاج آدمی سے رونا ایکسپیکٹ نہیں کیا تھا!

روحان ہچکیاں بھرتا ہوا پیچھے ہٹا۔اس کا سارا وجود درد اور پشیمانی سے کانپ رہا تھا۔اُس کی آواز آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی تھی۔

"میرے ہاتھوں...ایک جان چلی گئی،انابیہ!"

اُس نے شکستہ حال میں فرش پر نیچے بیٹھتے ہوئے،اپنے ہاتھوں کی جانب دیکھا۔وہ ہاتھ جو کبھی زندگی بخشتے تھے،آج اسے خون آلود اور بے بس محسوس ہو رہے تھے۔یہ آنسو محض آج کی ناگہانی موت کے بدلے نہیں تھے،بلکہ اس کے دماغ کے کینوس پر مسلسل ائزل کی موت کا المناک منظر چل رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ کرب اور بے بسی میں سرگوشی کرنے لگا،جو انابیہ کے لیے نہیں،بلکہ اپنی روح کے اعتراف کے لیے تھی۔

"وہ کہتی تھی...'کہ اگر میں مر گئی تو بھی مُحبت کرے گیں؟'..."روحان کا گلا پھر رُندھ گیا۔"اور وہ سچ میں مر چکی ہے!میں...میں یہ ہرگز قبول نہیں کر سکتا!"

یہ صدمہ صرف حال کا نہیں تھا، یہ ماضی کا وہ گہرا زخم تھا جو ایک اور حادثے نے دوبارہ ہرا کر دیا تھا۔ روحان کے لیے، ہر موت ائزل کی موت تھی، اور وہ لڑکی محض ایک خوفناک عکس تھی۔

انابیہ ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر، بغیر کسی سوال کے، وہیں اس کے برابر میں نیچے بیٹھ گئی۔ اُسے ایک منٹ بھی نہیں لگا تھا سمجھنے کے لیے کہ روحان اس لمحے کی نہیں، بلکہ ائزل کی ابدی جدائی کا ماتم کر رہا ہے۔ اُس نے خاموشی سے روحان کا لرزتا ہوا ہاتھ تھام لیا۔

اب اگلے کُچھ دن، نہیں، کئی ایّام، ایک بار پھر گہرے اور بے رحم صدمے کی زنجیروں میں جکڑے گزرنے والے تھے۔

✧....✧....✧

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

صبح کی سنہری دھوپ، جو ہمیشہ امید کا پیام لاتی ہے، آج زمین پر ایک بوجھل، اَداس سی پرت بچھا رہی تھی۔ یہ نرم روشنی اپنے ساتھ فطری سُرور لائی تھی، مگر انسانوں کے دل آج بھی تاریکی میں تھے۔

آج عمر اور انشاء کا عقدِ مسنون ہونا تھا۔ نکاح کی ساعت تو آ گئی تھی، مگر یہ جشن طے شدہ دھوم دھام اور رسمی شادمانی کے مطابق ہر گز نہ تھا۔ وجہ ظاہر تھی: عرشمان خانزادہ کی المناک اور اچانک موت۔ یہ غم خاندان کے ہر فرد پر سائے کی طرح منڈلا رہا تھا۔

لیکن انشاء کے بابا، ہاشم صاحب، ایک اپنی بات کے اٹل انسان تھے۔ وہ جانتے تھے کہ زندگی کو رکنا نہیں چاہیے، بھلے ہی دل پر کیسی ہی قیامت کیوں نہ ٹوٹی ہو۔ ان کا اِرادہ پختہ تھا؛ شادی اُسی مقررہ وقت پر ہونی تھی، کیونکہ وقت کسی کے غم کا منتظر نہیں رہتا۔

تقریب نہایت خاموش اور مختصر تھی۔ زیادہ مہمانوں کی ہجوم کے بجائے، بس اِک مٹھی بھر رشتے دار اور قریبی دوست ہی نکاح میں شامل تھے۔ مجلس میں ہر چہرہ مُسرت سے زیادہ سنجیدگی اور ہالے سے بوجھل تھا۔

انابیہ، جو اس خاندان کا اہم حصہ تھی، اس دُکھ بھرے اجتماع میں شریک نہ تھی۔ وہ سمندر پار تھی کیونکہ اُس کے لیے بھی دہلی اب جشن نہیں، بلکہ صرف یادوں کا ایک دردناک کنارا بن چکا تھا۔ صبح کی سنہری دھوپ بھی اس مجلس کی اداسی کو کم نہیں کر پا رہی تھی۔

آج ریسیپشن کے لیے انابیہ اور روحان دہلی کی جانی پہچانی مگر غمگین فضا میں پہنچے۔

شام کا وقت ہو رہا تھا۔ شہر پر تاریکی کے سائے گہرے ہو رہے تھے، اور گھر میں تیاریوں کی ہڑبڑاہٹ تھی۔ انابیہ فرض نبھانے کے لیے سب سے ملی، اور پھر اپنے دل کے بوجھ کو ہلکا کرنے کے لیے آہستہ سے اوپر کمرے میں چلی آئی۔

روحان کچھ دیر کے لیے رسمی طور پر سب کے ساتھ بیٹھا، مگر اس جشن میں اُس کا دل نہیں لگ رہا تھا۔ وہ اچانک ہی اٹھ کر، بغیر کسی کو بتائے، خاموشی سے باہر نکل گیا۔ انابیہ کھڑکی میں ہی کھڑی تھی؛ وہ روحان کو تیزی سے جاتا دیکھ کر دل ہی دل میں سب سمجھ گئی اور خاموشی سے واپس مڑ گئی۔

روحان نے سر پر رومال باندھا یہ رومال نہیں تھا، محبت کا کفن تھا۔ وہ جامع قبرستان پہنچا۔ اُس کی پلکیں بھیگی ہوئی تھیں، ہر آنسو گویا گزرے ہوئے غم کا ماتم کر رہا تھا۔ وہ کم رفتاری سے، جیسے قدموں میں منوں بوجھ ہو، ائزل کی قبر تک آیا۔

"اتنی بڑی سزا دی تم نے مجھے، میری مُحبت کی؟" وہ قبر کی بے حسی سے بولتا ہوا نیچے بیٹھ گیا۔ اُس کا لہجہ شکوہ سے زیادہ تڑپ کا تھا۔ "اتنی خفا ہو گئی کہ اب چہرہ دیکھنا بھی نصیب نہیں ہو گا مجھے؟ ہوہ!" وہ دھیمی، کرب بھری آواز میں سوال کرتا، وہیں بیٹھا رہا۔

"بولو نہ، ائزل!" روحان کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہو گیا۔ "جس طرح تم اس ویران قبرستان میں ہو، اُسی طرح میرا دل بھی ایک قبرستان کی طرح ہو گیا ہے۔ تم مجھ سے دور ہی تو تھی، اتنی دور جانے کی کیا ضرورت تھی ائزل؟ بتاؤ نہ!" وہ روتا ہوا بولا۔

کچھ دیر تک یوں ہی رونے اور دل کا غبار نکالنے کے بعد، روحان نے ہمت مجتمع کی اور اٹھ کر خود کو سنبھالا۔ دن مکمل ڈھل چکا تھا، اور گہرا اندھیرا چھانے لگا۔ روحان الٹے قدم، جیسے ماضی سے منہ موڑ کر، واپس جاتا ہوا مسجد چلا گیا تاکہ اپنے درد کو عبادت کی چادر اوڑھا سکے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ادھر گھر میں مہمان آچکے تھے اور ساری تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔ انابیہ سیاہ، چمکدار ساڑھی میں ملبوس تھی۔ یہ لباس اس کی سنجیدگی کو دلکش بنا رہا تھا۔ بالوں میں نرم کرل تھے، اور وہ آئینے کے قریب کھڑی تھی، کانوں میں جھمکے پہنتی رہی۔

تبھی روحان دروازے سے اندر آیا۔ انابیہ نے آئینے میں ہی روحان کو دیکھ لیا تھا۔ اُس کی آنکھیں لال تھیں، جیسے وہ بہت رویا ہو۔ وہ اپنا حال ٹھیک کر کے، گویا کچھ ہوا ہی نہیں، اندر داخل ہوا۔

"روحان، بتاؤ کیسی لگ رہی ہوں؟" انابیہ نے پلٹ کر سوال کیا۔

روحان نے جیسے ہی اپنی نظریں اُٹھا کر اُسے دیکھا، وہ دیکھتا ہی رہ گیا۔ اُس کی آنکھوں میں وہی مشابہت اور نئی خوبصورتی تھی۔

"دیکھو، جھوٹ بول کر دل رکھنے کی ضرورت نہیں ہے،" وہ واپس مڑ گئی۔ "اگر ٹھیک نہ لگی ہوں تو بتاؤ، میں چینج کر لیتی ہوں،" وہ نازک خفگی سے ساڑھی ٹھیک کرتی ہوئی بولی۔

روحان دھیمی، مدھم رفتار سے اُس کے قریب پہنچا۔ وہ اب بھی اُسے دیکھا جا رہا تھا۔ اس کی خاموشی، اس کے دل کی گہرائیوں سے اٹھنے والا طوفان تھی۔

"بتاؤ نہ! میں نے پہلی بار پہنی ہے..." اس سے پہلے کہ انابیہ مزید کچھ کہہ پاتی، روحان نے گہرا سانس لیا اور اُس کے کندھے پر سر جھکا دیا۔

"خوبصورت،" اُس کے لبوں سے صرف ایک لفظ ادا ہوا، مگر اس میں تعریف نہیں، بلکہ سچائی کا اقرار تھا۔

"سچ؟" انابیہ مسکراتی ہوئی پلٹی، اُس کے چہرے پر ہلکی سی حیا چھا گئی۔

"ہمم،" وہ سیدھا کھڑا ہوا۔

"تم اب تک تیار نہیں ہوئے؟ جاؤ، جلدی سے چینج کر لو!" وہ خفا خفا سی بولی۔ "پوچھو گی نہیں کہاں سے آ رہا ہوں؟" روحان نے غمگین، دھیمی آواز میں کہا۔ انابیہ نے گہرا، صبر بھرا سانس لیا۔ اُس کی آنکھوں میں نمی تھی۔ "کبھی نہیں..." وہ اپنا سر جھکا گئی۔ "جانتی ہوں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میں... اور مجھے کوئی شکایت نہیں، روحان۔" وہ نظریں جھکائے، درد کو سینت کر بولتی ہوئی وہاں سے پلٹ گئی، احترام اور قربانی کا اِک خوبصورت باب رقم کر کے۔

✧....✧ .... ✧

ریسیپشن کی تھکا دینے والی رات کے بعد، وہ وہاں زیادہ رُکے نہیں تھے۔ اگلے ہی دن صبح کی پہلی کرنوں کے ساتھ، وہ لندن کے لیے نکل گئے، جیسے دہلی کی زمین پر مزید ٹھہرنا ان کے لیے درد کا نیا آغاز ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ گھر پہنچے، جہاں ایک بار پھر لندن کی ٹھنڈی، مانوس فضا تھی۔ انابیہ بوجھل قدموں سے اپنے سفر کے بیگز لیے اندر چلی آئی۔

تبھی ایک چھ یا سات سالہ بچی، شوخی اور معصومیت سے بھرپور، آ کر اُس کے اِرد گِرد گھومتی ہوئی، تیزی سے بھاگ نکلی۔ انابیہ نے حیرت اور سوالیہ نظروں سے بچی کو گھورا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتی، روحان اندر داخل ہوا۔

"چاچو!"وہ بچی پھولوں کی طرح ہنستی ہوئی، بھاگتی ہوئی روحان کی طرف لپکی۔

انابیہ نے ایک نظر اُس مسرور بچی کو دیکھا، پھر تیزی سے روحان کی طرف چلی آئی۔

"یہ کون ہے؟"اُس نے آہستہ مگر الجھن سے روحان سے سوال کیا۔

"یہ آیت ہے،"روحان نے اُس بچی کو محبت سے گود میں لے کر کہا،اور اس کے بالوں کو سہلایا۔"بڑے ابو کے بیٹے کی بیٹی۔"

"اوہ... کیوٹ ہے،"انابیہ نے پیار سے بچی کے گالوں کو پکڑا۔"ویسے کوئی آیا ہے کیا؟ یہاں اِتنی چھوٹی بچی...وہ کس کے ساتھ آئی ہوگی؟"انابیہ نے بے چینی سے پھر سوال کیا۔

"پتا نہیں،"روحان نے سوچتے ہوئے ہال کی طرف نگاہیں دوڑائیں۔وہ بھی حیران تھا۔

"بیٹا،کس کے ساتھ آئی ہو تم یہاں؟اور تمہارے بابا،امی کہاں ہیں؟"اُس نے گود میں لی ہوئی آیت سے پوچھا۔

"دادی کے ساتھ!" وہ معصومیت سے جواب دیتے ہوئے، روحان کی گود سے نیچے اتر گئی اور شوخی سے ہال کی طرف اشارہ کیا۔

"اچھا... تائی اُمّی آئی ہیں،" روحان نے انابیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "مجھے اندازہ نہیں تھا کہ وہ یہاں ہوں گی۔ چلو، چل کر دیکھتے ہیں۔"

وہ دونوں ساتھ ہی ہال کی اور بڑھے۔ آمنہ بیگم بڑے ابو کی بیگم اور باقی کچھ نامانوس لوگ وہیں بیٹھے تھے۔ انابیہ نے کچھ دیر وہاں بیٹھ کر رسمی بات چیت کی، مگر سفر کی تھکن اور ماضی کے صدمے کی وجہ سے، دِل نہیں لگا۔ اس نے آہستہ سے اجازت لی اور اوپر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

صبح کا وقت ہو رہا تھا، اور ٹھنڈی فضا میں روحان کی آنکھ کھلی۔ سفر کی تھکن اور دل کا بوجھ لیے، وہ اٹھ کر فریش ہونے چلا گیا۔ جب وہ تازہ دم ہو کر باہر آیا، تو انابیہ گرم کافی کا مگ لیے اندر آ رہی تھی۔

"تمہاری کافی،" انابیہ بولتی ہوئی، روٹین کے مطابق، ٹرے ٹیبل پر رکھ کر بیڈ کے قریب چلی آئی۔

روحان تیار ہو کر ٹیبل کے قریب آیا۔ ٹرے میں ایک کپ کافی کا تھا، اور دوسرا کپ گرما گرم چائے کا۔ روحان نے غیر متوقع طور پر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور کافی کی جگہ چائے کا کپ اٹھا کر لبوں سے لگایا۔

انابیہ پلٹ کر اُسی طرف آئی۔ "تم چائے پی رہے ہو؟" اُس نے ہلکی سرگوشی سے سوال کیا، اُس کے چہرے پر ہلکی حیرانی تھی۔ "ہوں... آج میری کافی تم پی لو،" روحان نے اطمینان سے ایک گھونٹ بھر کر کہا۔ انابیہ نے اُسے حیرانی سے دیکھتے ہوئے، ٹرے سے کافی اٹھالی۔

کچھ ہی دیر بعد، وہ ٹرے کچن میں رکھ کر کمرے کی طرف واپس پلٹی تھی کہ گیسٹ روم کے سامنے اسے ایک تیل سے بھری بوتل نظر آئی۔ اسے دیکھ کر وہ ٹھٹھک گئی۔

تھی کہ گیسٹ روم کے سامنے اسے ایک تیل سے بھری بوتل نظر آئی۔اسے دیکھ کر وہ ٹھٹھک گئی۔

"یہ یہاں کس نے رکھی؟"اُس نے نہ سمجھی سے سوال کرتے ہوئے ادھر اُدھر دیکھا،مگر وہاں کوئی نہ تھا۔بالآخر،انابیہ وہ بوتل اٹھا کر واپس مڑی اور چند قدم آگے ہی بڑھی تھی کہ پیچھے سے ایک تیز، کریہہ چیخ سنائی دی۔

"آہہ!کون کمبخت تیل گرا کر گیا ہے یہاں!"یہ آواز تائی اُمّی کی تھی جو اُس گرے ہوئے تیل کی وجہ سے فرش پر گر پڑی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آواز پر انابیہ نے پلٹ کر دیکھا۔خوف میں دوڑتی ہوئی اُن کے قریب پہنچی۔"تائی اُمّی! آپ ٹھیک ہیں نہ؟"انابیہ نے ہاتھ آگے بڑھا کر اُنھیں کھڑا کرنے میں مدد کی۔

تبھی اُن کی غصے سے بھری نظر انابیہ کے ہاتھوں میں موجود تیل کی بوتل پر پڑی۔

"تم نے تیل گرایا یہاں؟"وہ تیز اور زہریلی آواز میں بولیں۔"ن... نہیں!میں نے نہیں گرایا،"انابیہ نے ہچکچاتے ہوئے جواب دیا۔

تبھی آمنہ وہاں پہنچیں۔ "کیا ہوا ہے؟"

"اب تم ہی دیکھو آمنہ! تمہاری بہو نے فرش پر تیل ڈال دیا، جس کی وجہ سے میں گر گئی یہاں، اور اب غلطی ماننے کے لیے بھی تیار نہیں!" وہ غصے بھرے انداز میں بولی۔

"نہیں امی، میں نے نہیں ڈالا!" "تو پھر تیل تمہارے ہاتھوں میں کیا کر رہا ہے؟" وہ انگلی تیل کی طرف دکھا کر بولیں۔ "یہ یہاں پڑا ہوا تھا! میں بس رکھنے کے لیے جا رہی تھی، مجھے نہیں پتا یہ یہاں کس نے ڈالا ہے،" انابیہ نے شدید پریشان ہوتے ہوئے اپنی صفائی دی۔

تبھی روحان کمرے سے نکل کر تیزی سے آگے آیا۔ تائی اُمّی کمر پر ہاتھ پھیر رہی تھیں۔ "کیا ہوا تائی امی؟" روحان نے آگے بڑھ کر اُن سے پوچھا۔

"دیکھو اپنی بیوی کو! کمرے کے سامنے تیل ڈال کر مجھے گرا دیا، اور اب غلطی ماننے کے لیے بھی تیار نہیں!"

"نہیں روحان! میں نے ایسا کچھ نہیں کیا،" انابیہ نے بے بسی سے روحان کی طرف دیکھ کر کہا۔

"لیکن تائی امی... انابیہ ایسا کیوں کرے گی؟" روحان کے لہجے میں الجھی ہوئی منطق تھی۔

"تو پوچھ اس سے کہ تیل کی بوتل اس کے ہاتھوں میں کیا کر رہی ہے! میں نے خود دیکھا اسے یہاں تیل ڈال کر جاتے ہوئے!"

"نہیں روحان! میں نے نہیں ڈالا... تائی امی، آپ جھوٹ کیوں بول رہی ہیں؟" انابیہ کے چہرے پر شدید پریشانی پھیل گئی۔

"ایک تو گرا دیا، اوپر سے اب زبان لڑا رہی ہے!" تائی امی نے غصے سے انابیہ کی طرف دیکھا جو اب بھی اپنی صفائیاں دے رہی تھی۔

"تو میں نے کچھ غلط کیا ہی نہیں ہے! روحان، تائی امی جھوٹ بول رہی ہیں!"

"چُپ!" روحان ایک اونچی، بے قابو آواز میں انابیہ کی طرف انگلی کرتا ہوا بولا۔

لیکن انابیہ اب بھی اپنی بات پر ڈٹی تھی، اپنا دفاع کر رہی تھی۔ روحان کا ضبط اب ٹوٹ چکا تھا۔ اُس نے مضبوطی سے اُس کی کلائی پکڑی اور کھینچتا ہوا کمرے کی اور بڑھا۔

Clubb of Quality Content

"آہ!"انابیہ کے ہاتھوں میں موجود کانچ کی چوڑیاں ٹوٹ کر اُس کی جلد میں لگ رہی تھیں۔

"روحان!ہاتھ چھوڑو میرا!"اُس نے بھاری،درد بھری آواز میں کہا۔

لیکن روحان اُس کی سنے بغیر اُسے کھینچتا ہوا کمرے کی طرف لایا اور قوت سے کمرے میں دھکیل کر دروازہ باہر سے لاک کر دیا۔

"روحان!دروازہ کھولو!میں غلط نہیں ہوں!"انابیہ اندر سے چیخیں مارتی ہوئی بولی۔"میں نے کوئی تیل نہیں گرایا ہے فرش پر،تائی امی جھوٹ بول رہی ہیں!"

روحان جانے کے لیے پلٹا ہی تھا کہ انابیہ کی چیختی ہوئی بات سن کر رُک گیا۔اُس نے غصے سے لاک کھولا اور قوت سے دروازہ اندر کی طرف دھکیلا۔

"چُپ،انابیہ!"اُس نے غصّے میں چیخ کر کہتے ہوئے انابیہ کے بازوؤں کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔روحان اتنی تیز آواز میں چلایا تھا کہ انابیہ سر سے پیروں تک کانپ اٹھی،پچھلے صدمے پھر تازہ ہو گئے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تائی امی جھوٹ بول رہی ہیں، تو تیل تمہارے ہاتھوں میں کیوں تھا؟"اُس نے انابیہ کے بازوؤں کو چھوڑ کر، غصے میں پیچھے کی طرف دھکیلا۔ انابیہ اب بھی شدید خوف سے کانپی جا رہی تھی۔ لیکن روحان غصے میں پھر دروازہ لاک کر وہاں سے چل دیا۔

انابیہ کے چہرے پر ایک عجیب ساڈر تھا۔ خوف جس نے اُس کی آنکھوں کی روشنی چھین لی۔ وہ لرزتی ہوئی، بے بسی کے عالم میں فرش پر بیٹھ گئی۔

شام ڈھلنے کو تھی، اور اُداسی نے لندن کی فضا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ روحان ہسپتال سے سیدھے گھر پہنچا، مگر اندرونی آشوب کی وجہ سے وہ گھر کی چار دیواری میں جانے کی بجائے باغیچے کی طرف بڑھ گیا۔

روحان نے اپنی تھکی ہوئی نظریں یہاں وہاں دوڑائیں، پھر ایک لمبی سانس بھر کر نرم گھاس پر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر وہ خاموشی سے، آنکھیں بند کر کے، اپنے بوجھل وجود کے ساتھ بیٹھا رہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اُس نے اچانک ہی پیچھے سے کسی کی آہٹ محسوس کی، جیسے کوئی ننھا وجود اُس کی طرف بڑھا ہو۔ اُس نے جیسے ہی مُڑ کر دیکھا، آیت ہاتھوں میں کھلونا پکڑے، معصومیت کی تصویر بنی آہستہ آہستہ اُس کے قریب آ کھڑی ہوئی۔ روحان نے ایک نظر اُس کے معصوم چہرے پر ڈالی جو کسی اندرونی اُداسی کے باعث جھکا ہوا تھا۔

"چاچو،" وہ دھیمی، چوری کی آواز میں نیچے دیکھ کر بولی۔

روحان نے اُس بچی کو محبت سے اپنی طرف لیا اور گالوں سے پکڑا۔ "کیا ہوا ہے میری گڑیا؟ اتنی اُداس کیوں ہو؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"چاچو، مجھے معاف کر دیں،" "کیا ہوا ہے؟" اُس کی بات سُن کر روحان حیرت اور نہ سمجھی سے پوچھنے لگا۔

"صبح فرش پر تیل میں نے گرایا تھا،" وہ شرارتی اعتراف دھیمی آواز میں بولی۔

اُس کی بات پر روحان نے طنزیہ نہیں بلکہ شرمندگی بھری نگاہوں سے اُسے دیکھا۔

"انابیہ چاچی کی کوئی غلطی نہیں تھی،" آیت نے تفصیل بتائی۔ "میں کھیل رہی تھی تب تیل مُجھ سے گر گیا، میں ڈر کر وہاں سے بھاگ نکلی۔ انابیہ چاچی بس وہ تیل اٹھا کر رکھنے کے لیے جا رہی تھیں..." آیت نے روحان کو سچائی سے آگاہ کیا، اُس کی نظریں اب بھی ندامت سے جھکی ہوئی تھیں۔

اُس کی بات پر روحان نے شدید شرمندگی سے اپنا سر نیچے جھکا لیا۔ اُسے اپنے کیے پر گہرا پچھتاوا ہوا۔ "تم نے یہ بات تب کیوں نہیں بتائی؟"

"میں ڈر گئی تھی چاچو،" اُس بچی نے بولتے ہوئے اپنا سر اٹھایا۔

روحان نے بڑے ہی پیار سے اُس کے گالوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔ "سچ بتانے سے ڈرا نہیں کرتے۔ اب جیسے مجھے یہ بات بتائی ہے، ویسے ہی اپنی دادی سے بھی یہ بات کہنا،"

"نہیں!" روحان کی بات پر اُس نے جھٹ سے جواب دیا۔ "دادی ڈانٹیں گی!"

"نہیں ڈانٹیں گی، اور اگر ڈانٹتی ہیں تو مجھے بلا لینا، ٹھیک ہے؟" روحان نے نرمی سے کہہ کر بچی کو چھوڑا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ بھولپن میں بھاگتی ہوئی واپس چلی گئی۔ روحان اب بھی وہیں کھڑا تھا، اُس کی نظریں شرم سے جھکی ہوئی تھیں۔

"مجھے انابیہ کی بات سُن لینی چاہیے تھی،" وہ ایک لمحے کو وہیں ٹھہرا، پھر اچانک ہی مُڑ کر اندر کی طرف دیکھا۔

"انابیہ!" اُس کے لبوں سے صرف ایک لفظ نکلا تھا، جیسے اُسے اپنی شدید غلطی یاد آئی ہو۔ وہ دوڑتا ہوا اندر کی طرف چلا گیا۔

روحان بغیر رُکے اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔ دروازہ اب بھی ویسے ہی لاک تھا جیسے اُس نے صبح کیا تھا۔ روحان نے جھٹکے سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔

انابیہ کاؤچ کے قریب سہم کر بیٹھی تھی، جس نے چہرہ اپنی گود میں چھپایا ہوا تھا۔ روحان آہستہ سے اُس کے قریب آ بیٹھا۔

"انابیہ..." روحان نے آواز میں سمندر بھر کر نرمی سے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آواز پر اُس نے جھٹ سے اپنا سر اٹھا کر روحان کو دیکھا، پھر ڈرتی ہوئی پیچھے کی طرف ہو گئی۔ آنکھیں بری طرح سُرخ تھیں، گالوں پر آنسوؤں کے ریزے صاف نظر آرہے تھے، اور پلکیں اب بھی بھیگی ہوئی تھیں۔ وہ اپنی نظریں دوسری طرف کیے پھر کانپنے لگ گئی۔

روحان نے پریشانی سے اپنا ہاتھ اُس کے گالوں کی طرف بڑھایا، لیکن اُس نے ڈرتے ہوئے اپنا سر پیچھے لے لیا۔ اُسے اس حال میں دیکھ کر، روحان نے شرمندگی سے اپنا سر جھکا لیا۔ پھر اٹھ کر ٹیبل سے پانی کا گلاس لے کر انابیہ کی طرف بڑھایا۔

انابیہ کچھ لمحے تک گلاس کو تکتی رہی، پھر اپنے کانپتے ہاتھ جھٹ سے آگے بڑھا کر روحان کے ہاتھوں سے گلاس لے لیا۔ وہ اس قدر کانپ رہی تھی کہ گلاس لبوں سے بھی نہ لگا پائی۔ روحان نے اپنے ایک ہاتھ سے گلاس کو مضبوطی سے پکڑ کر اُس کے لبوں سے لگایا۔ انابیہ نے ایک ہی سانس میں پورا گلاس پانی اپنے اندر اتار لیا، جیسے وہ کئی دنوں کی پیاسی تھی۔

روحان کو اُس کا یہ حال بالکل بھی دیکھا نہ گیا، اور یہ صاف ظاہر تھا کہ وہ اُس حال میں صرف اور صرف روحان کی وجہ سے تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اُس نے انابیہ کے ہاتھوں سے خالی گلاس لے کر پھر ٹیبل پر رکھ دیا۔ انابیہ کے ہاتھوں پر خون کے چھوٹے چھوٹے قطرے تھے۔ وہی چوٹ جو صبح چوڑیاں ٹوٹنے کی وجہ سے لگی تھی۔ روحان نے اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا اور اُسے کھڑا کرنے کی کوشش کی۔ انابیہ لڑکھڑاتے قدموں سے اٹھی۔ ایسے لگتا تھا جیسے وہ کئی گھنٹوں سے وہاں ویسے ہی بیٹھی ہو۔ وہ چل بھی نہیں پا رہی تھی۔ روحان نے آہستہ آہستہ اُسے پکڑ کر بیڈ کے کنارے پر لا کر بٹھا دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کنارے پر لا کر بٹھا دیا۔

انابیہ سر سے پیروں تک کانپ رہی تھی، اپنے دونوں ہاتھوں کو مضبوطی سے جوڑ کر اپنی گود میں چھپا کر بیٹھی رہی۔ روحان نے اُس کا ہاتھ ہلکے سے اپنے ہاتھوں میں لیا اور خون کے قطرے صاف کر اُس کے ہاتھ پر پٹی کر دی۔ وہ کچھ دیر تک نیچے بیٹھا اُسے دیکھتا گیا۔ اُس کے آنکھوں کے باہر آنسوؤں کے چھوٹے چھوٹے قطرے تھے۔

انابیہ کا سر اب بھی جھکا ہوا تھا۔ روحان وہاں سے اٹھ کر اُس کے برابر بیڈ پر بیٹھا۔ وہ اب بھی خاموش ہی تھا، لیکن آنسوں اُس کی آنکھوں میں ہی ٹھہرے تھے۔ انابیہ نے ایک بار بھی نظر اٹھا کر اُس سے نظریں نہیں ملائیں۔

روحان نے جھٹ سے اُس کے دونوں ہاتھوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔

"مجھے معاف کر دو! پلیز، انابیہ!" روحان نے بھاری، کانپتی آواز میں بولتے ہوئے خاموشی ختم کی تھی۔ "میں غلط تھا۔ میں نے غلط کیا!" روحان کی آواز اور بھاری پڑی تھی۔

اُس کی بات پر انابیہ نے نظر اٹھا کر اُسے دیکھا۔ روحان اپنے کیے پر شرمندہ تھا۔

"کیا تم... کیا تم ایک بار بھی مُجھ پر یقین نہیں کر سکتے؟" انابیہ نے درد بھری نظروں سے اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر اٹکتے ہوئے سوال کیا۔

روحان نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

"بتاؤ نہ!" جواب نہ ملنے پر انابیہ نے پھر سوال دہرایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

روحان نے ایک دم ہی اُسے دیکھا۔ وہ آنسوؤں کے کڑوے گھونٹ اپنے گلے سے اتار رہی تھی۔ روحان نے کچھ دیر خاموشی سے اُسے دیکھا، پھر اچانک ہی دھیمی آواز میں بول پڑا۔

"رونا آرہا ہے؟"

انابیہ نے بغیر کچھ کہے سر ہلا دیا۔

"رو لو نہ، انابیہ۔ خود کو روکو مت۔" روحان نے نرمی سے کہا۔

وہ جواب تک اپنے آنسوؤں کو روک کر بیٹھی تھی، روحان کے کہتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ گئی۔ روحان نے اُسے اس طرح روتا دیکھ، پگھل کر اُسے اپنے سینے سے لگایا۔

"رو لو، جتنا رونا ہے، رو لو۔ میں تمہیں نہیں روکوں گا، میری غلطی تھی..."

انابیہ بغیر کچھ کہے کافی دیر تک اسی طرح روتی رہی۔ پھر اچانک ہی رونا بند کیا اور ہچکیاں بھرتی پیچھے ہوئی۔ انابیہ کے ناک اور گال بری طرح سُرخ پڑے تھے۔ روحان نے آگے بڑھ کر اُس کے آنسوؤں صاف کیے۔

"ایک آخری دفعہ معاف کر دو، پلیز انابیہ۔" روحان نے دھیمی، معافی سے بھری آواز میں کہا۔ "میں خود بھی بہت بے بس ہو چکا ہوں"

"ہمم۔" وہ اپنے ہاتھوں سے آنسوں پونچھتی پیچھے ہو گئی۔

روحان اپنی جگہ سے اٹھا اور انابیہ کو بیڈ سے ٹیک لگا کر بٹھا دیا۔ شدید رونے کے بعد انابیہ کی آنکھیں نیند سے بند ہو رہی تھیں۔ کچھ ہی دیر بعد اُس کی آنکھ لگ گئی۔

صبح کی مدھم روشنی پردوں کے کناروں سے دبے پاؤں اندر سرکنے لگی تھی۔ یہ روشنی نویدِ صبح نہیں، بلکہ رات کے کرب کے بعد کا پھیکا اجالا تھی۔ ہوا میں بارش کے بعد کی ٹھنڈک گھلی ہوئی تھی، کمرے میں ہلکی سی نمی، گہری خاموشی، اور اُس کے بیچ ایک تھکن بھرا سکون بسا تھا۔

انابیہ کی پلکیں دھیرے دھیرے کھلیں۔ یہ آنکھیں اب سرخی اور بوجھ لیے تھیں۔ چند لمحے تک وہ خالی نگاہوں سے چھت کو دیکھتی رہی جیسے ذہن کے دھندلے پردوں سے یہ یاد کرنے کی کوشش کر رہی ہو کہ وہ کہاں ہے، اور کل رات کی تلخ حقیقت کیا تھی۔

اُس نے نرمی سے کروٹ لی، اور جیسے ہی نگاہ نیچے گئی اُس کا دل ایک دم تھم سا گیا۔

بیڈ کے کنارے، قالین پر، روحان سویا ہوا تھا!

سر اُس کے قدموں کے قریب، ہاتھ اب بھی آدھے کھلے ہوئے، جیسے نیند میں بھی کسی پچھتاوے سے لپٹا ہو۔ یہ رات کی توبہ تھی جو بیداری میں ممکن نہ تھی۔

انابیہ دھیرے سے اُٹھی، جیسے کسی نازک خواب کو ٹوٹنے سے بچا رہی ہو۔ چادر اُس کے کندھوں سے سرکی اور آہستگی سے نیچے گر گئی۔ وہ کچھ لمحے بس اُسے دیکھتی رہی۔

روحان کے چہرے پر گہری تھکن کی لکیریں تھیں، آنکھوں کے نیچے ہلکے سوجے ہوئے، بال بکھرے ہوئے جیسے رات بھر جذبات کی عدالت میں جاگتا رہا ہو، صرف اُسے سکون کی چند گھڑیاں دینے کے لیے۔

اُس کے قریب سوئی ہوئی خاموشی میں بھی ایک گہرا احساس گونج رہا تھا۔ ندامت، بے نام محبت، اور بے پناہ پشیمانی کا اقرار۔

اُس نے شفقت سے اپنے ہاتھ بڑھائے، روحان کے چہرے پر بکھرے کچھ بال ہٹائے۔

روحان کی آنکھ اچانک کھل گئی۔ وہ پل بھر میں اُس لمس کی گرمی سے جھٹ سے اٹھا اور اُدھر اُدھر نظریں گھمائیں۔ اُس کی نگاہیں سیدھی انابیہ سے ٹکرا گئیں۔ وہ اپنا مجرمانہ فعل یاد کر کے آنکھیں نہ ملا سکا۔

پھر وہ بغیر کچھ کہے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ خود بھی خود کو معاف نہ کر پایا تھا، اور وہ ہمیشہ سے خود سے بھاگتا تھا۔ وہ آج بھی وہاں سے نکل گیا، جیسے دل اور بوجھ کو ایک ساتھ لے کر جا رہا ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کھڑکی کے پار صبح کی مدھم دھوپ دیوار پر ناچار پھیل رہی تھی، مگر اندرونی فضا میں جیسے امید یا روشنی کی کوئی رمق نہیں تھی۔

روحان باہر جا چکا تھا، اور دروازے کے بند ہونے کی ہلکی سی، حتمی آواز اب بھی انابیہ کے کانوں میں کسی مستقل زخم کی طرح گونج رہی تھی۔ وہ بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی، چادر کندھوں پر ڈھلی ہوئی، اور اس کی نظریں خلا میں اٹکی ہوئی تھیں۔

چند لمحے تک وہ بس گہرے سانس لیتی رہی، جیسے خود کو یقین دلانے کی کوشش کر رہی ہو کہ سب ٹھیک ہے۔ مگر اس کے اندر کی سچائی چیخ رہی تھی: نہیں، کچھ بھی ٹھیک نہیں تھا، اور شاید کبھی نہیں ہو گا۔ "میں جانتی ہوں..." اُس نے دھیرے سے کہا، صرف خود سے اعتراف کرتے ہوئے۔ "ہمارے بیچ کبھی کچھ ٹھیک نہیں ہو سکتا... کبھی نہیں!"

اُس نے بوجھل تکیے سے سر ٹکایا اور آنکھیں بند کر لیں۔ چند گرم آنسو خود بخود اس کی پلکوں سے بہہ نکلے یہ آنسو جسمانی تکلیف سے زیادہ روحانی ٹوٹ پھوٹ کے تھے۔ "میں ہر بار مضبوط بننے کی کوشش کرتی ہوں، مگر... ہر بار اندر کچھ ٹوٹتا جاتا ہے، جیسے شیشے کے ذرے میرے اندر بکھر رہے ہوں"

اُس نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔ وہی ہاتھ جن پر صبح کے تلخ لمحے میں سفید پٹی پر خون کے داغ پڑے تھے۔ "یہ زخم جلد بھر جائیں گے... یہ جلد تو ٹھیک ہو جائے گی... مگر دل کا کیا؟ یہ لرزش، یہ خوف کیسے ختم ہو گا؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کمرے میں گھڑی کی مسلسل، بے رحم ٹک ٹک کے سوا کچھ نہیں تھا۔ ہر آواز جیسے اُس کے درد زدہ دل کی دھڑکن کے ساتھ ہم آہنگ ہو چکی تھی۔ "یہ گھر، یہ خاموشی، یہ بے جان دیواریں سب گھٹن بن گئی ہیں۔" وہ ہولے سے بولی، آواز میں گہرا بوجھ تھا۔ "میرا دم گھٹ رہا ہے یہاں..." اس نے اپنا ہاتھ سینے پر رکھا، جیسے ٹوٹتے ہوئے حصار کو جوڑنے کی کوشش کر رہی ہو۔ "یہاں... یہیں درد ہوتا ہے۔ جیسے سانس اندر جاتے ہی کسی نادیدہ قوت نے میری مٹھی بند کر لی ہو۔"

کھڑکی کے پار آسمان صاف ہو چکا تھا۔ بادلوں کے پیچھے سے دھوپ اب پوری طرح، بے پرواہی سے جھانک رہی تھی۔ اور انابیہ کے ہونٹوں سے ایک آخری جملہ نکلا مدھم، مگر دل کے اندر اترتا ہوا، ابدی تھکن کا اظہار۔ "میں تھک گئی ہوں، خدا..."

روحان شدید پریشانی اور اضطراب کے عالم میں تیز قدموں سے باغیچے کی جانب چلا آیا۔ اُس کا ماتھا شکن آلود تھا اور وہ بار بار اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر رہا تھا، جیسے اس فعل سے وہ رات کی تلخی دھو ڈالنا چاہتا ہو۔

وہ زمین پر نرم گھاس کی پروا کیے بغیر اوندھے منہ بیٹھا۔ اُس کی آنکھوں میں جاگتی رات کی سرخی اور ندامت کا عکس تھا۔

"انابیہ جتنی شدت سے رات میں روئی ہے... اُس کا ہر آنسو مجھے تیزاب جیسا محسوس ہو رہا تھا!" اُس نے آواز کو دبا کر کہا، مگر کرب پوری طرح جھلک رہا تھا۔ "وہ میری آواز سے لرز گئی... وہ بے چینی، وہ خوف... وہ میری دی ہوئی اذیت تھی!"

"میں نے کیوں کیا اُس کے ساتھ ایسا؟" اُس نے اپنے آپ سے سوال کیا، یہ سوال احتساب سے زیادہ اپنی ذات کو کوسنے کے مترادف تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ خود پر ہی قابو کھو بیٹھا۔ اُس کی اندرونی شکست نے اُسے جسمانی طور پر تھکا دیا تھا۔

"مجھے خود کو بدلنا ہو گا،" روحان نے دھیرے سے اعتراف کیا۔ اُس کی آواز میں ایک نیا، کمزور ارادہ تھا۔ "لیکن مجھے وقت چاہیے، انابیہ کے اس ٹوٹے اعتماد کو جوڑنے کے لیے... اور اپنے اس تاریک، غصے بھرے وجود کو تبدیل کرنے کے لیے..." اُس کی نگاہیں

گھاس پر جمی تھیں، جہاں صبح کی نمی ٹھہری تھی۔ گویا پوری کائنات اس کی غلطی کی خاموش گواہ تھی۔

کچھ دن نہیں، بلکہ کئی بوجھل ایّام ایسے ہی ایک غیر فطری خاموشی اور گہرے جمود میں گزر گئے۔

گھر کی فضا پر موسمِ خزاں کا سا رنگ چھا گیا تھا۔ نہ کوئی خوشی تھی، نہ کوئی واضح جھگڑا؛ صرف ایک نامعلوم خلا تھا جو انا اور پشیمانی کے درمیان حائل ہو چکا تھا۔

روحان کا رویّہ اب سخت نہیں تھا، بلکہ اِک شرمندگی اور احتیاط کا مرکّب تھا۔ وہ خاموشی سے اپنے کام میں مصروف رہتا، مگر اُس کی نگاہوں میں انابیہ کے لیے ایک نہ ختم ہونے والا التزام اور افسوس تھا۔ وہ گفتگو سے گریز کرتا، کیونکہ اُسے ڈر تھا کہ کہیں اُس کی آواز کی سختی انابیہ کے ٹوٹے اعتماد کو پھر سے زخمی نہ کر دے۔

انابیہ کی حالت تاریک تھی۔ وہ سہم کر رہتی تھی، جیسے ایک نازک پرندہ جو قید میں ہو۔ اُس کے قدموں میں وہ شوخی نہیں تھی، اور اُس کی آنکھوں کی لرزش مسلسل اس بات کی گواہی دے رہی تھی کہ خوف ابھی بھی اندر بیٹھا ہے۔ وہ گفتگو کرتی، مگر صرف ضرورت کے مطابق، اور اُس کا لہجہ ہمیشہ دھیما، جیسے وہ روحان کے غصّے کو جگانے سے خائف ہو۔

کمرے میں اب سرد مہری کا راج تھا۔ وہ ایک بستر پر سوتے تھے، مگر فاصلے میلوں کے تھے۔ دونوں کے درمیان کی خاموشی اتنی گہری تھی کہ اگر انابیہ سانس بھی لیتی، تو روحان کو محسوس ہوتی تھی۔ یہ گھر کی خاموشی نہیں تھی، یہ دلوں کی بے آواز چیخیں تھیں جو پردوں سے چھن کر آتی دھوپ میں بھی کرب بکھیر رہی تھیں۔ ہر گزرتا دن اس صدمے کی گہرائی کو بڑھا رہا تھا۔

روحان اپنے کیبن کی تنہائی میں کھڑا تھا، جہاں گھومنے والی آرام دہ کرسی پر اُس کا سفید کوٹ یوں لٹکا ہوا تھا جیسے فرض کی ایک لاش ہو۔ اُس کا ذہن آج مریض کے اعضاء میں

نہیں، بلکہ دیواروں کی قید سے بھی بہت دور بھٹک رہا تھا۔ہاتھ میں کوئی سرجیکل چمٹا نہیں تھا، مگر اُس کے ذہن میں لرزتے ہاتھ انابیہ کے تھے۔

بڑے کانچ کی کھڑکیوں سے آخری دھوپ کی سرخ کرنیں کمرے میں ادھوری روشنی بکھیر رہی تھیں۔یہ روشنی روحان کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمکا رہی تھی، جو جسمانی مشقت کی نہیں بلکہ اندرونی تپش کی نشاندہی کر رہی تھی۔

اُس کے دماغ کے پردے پر بار بار بس انابیہ کی حالت گردش کر رہی تھی: وہ شدید خوف، وہ لرزش... جب اُس نے غصے میں چیخ کر دروازہ کھولا تھا اور انابیہ سر سے پیر تک کانپ اٹھی تھی۔ ٹوٹے ہوئے کانچ کی چوڑیاں، اس کے ہاتھوں پر خون کے چھوٹے قطرے، اور فرش پر بیٹھی انابیہ کی بے بسی۔ ہر دھندلا منظر اُس کے ضمیر پر کوڑے کی طرح برس رہا تھا۔

روحان نے آنکھیں زور سے بند کیں، گویا اس کربناک حقیقت سے فرار چاہتا ہو، مگر ذہن میں گونجتی ایک نرم، غیر متوقع آواز نے اُسے چونکا دیا۔ "میں تمھیں پسند کرنے لگی ہوں،

روحان۔ "یہ انابیہ کا وہ جملہ تھا جو کچھ دن قبل محبت کی ایک دھیمی لَو لے کر آیا تھا، جسے اُس نے ماضی کے بوجھ تلے اپنے ہاتھوں سے کچل دیا تھا۔

اُس کے اندر فلسفیانہ شکوہ پیدا ہوا۔ "میں کیوں اُسے پسند نہیں کر سکتا؟"

"انابیہ جیسی لڑکی... وہ تو وفاداری، خلوص اور صبر کی مجسم تصویر ہے۔ ایک ایسی حسین روح جو صرف محبت اور توجہ کی مستحق ہے۔ اُس میں کوئی عیب نہیں، کوئی خود غرضی نہیں۔ تو پھر کیا چیز ہے جو میرے دل کو اجازت نہیں دیتی؟"

شاید یہ عذاب تھا، ماضی کے گناہ کا بوجھ، ائزل کی یاد کا وہ بھاری پردہ جو اُس کی آنکھوں پر پڑا تھا اور اُسے حال کی خوبصورتی دیکھنے سے روک رہا تھا۔ روحان کے لیے، انابیہ کو قبول کرنا، گویا ائزل کے ساتھ بے وفائی تھی۔

اے سی کی ہلکی، مسلسل گونج اب وقت کی بے رحمی کی آواز تھی۔ روحان کا دماغ کرب میں تھا۔

میں ایک برا شوہر ہوں... ایک بزدل انسان ہوں جو صرف ایک خوفزدہ لڑکی کو ہی دیکھتا رہا، اُس کے خوبصورت دل کو نہیں۔"

اُس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی، مگر انابیہ کا معصوم، خوفزدہ چہرہ، اور وہ ٹوٹا ہوا جملہ "میں تمھیں پسند کرنے لگی ہوں... روحان" مسلسل اُس کے ہاتھوں کی لرزش کا سبب بنے رہے!

کئی دنوں بعد کی وہ دوپہر، جیسے وقت کے پُرانے زخموں کو آخری بار چھیڑنے آگئی تھی۔ پچھلے دنوں کا وہ شدید جذباتی تصادم کمرے کی فضا میں ابھی تک گھٹن بن کر موجود تھا۔ کمرے میں مدھم سی روشنی چھن کر آرہی تھی، ہو اساکت تھی مگر اُس میں ایک غیر مرئی بوجھ گھل گیا تھا۔ ایسا بوجھ جو لفظوں سے زیادہ احساسات کا تھا۔

انابیہ سفید سوٹ ٹراؤزر میں ملبوس، نرم قدموں سے الماری اور بیڈ کے درمیان چل رہی تھی۔ الماری کے دروازے کھلے تھے، بیڈ پر رکھا ہوا بیگ اُس کی بے قراری کا خاموش گواہ

بن چکا تھا۔ نیم بھرا، نیم خالی، وہ کپڑوں کو ایک ایک کر کے تہہ کرتی، احترام سے بیگ میں رکھتی، پھر پل بھر کو رک کر سانس لیتی، آخر جب اُس نے آخری جوڑا بھی احتیاط سے بیگ میں رکھا اور زِپ بند کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا، دروازے سے ایک مانوس مگر شدید بے چین آواز اُبھری "کہاں جا رہی ہو، انابیہ؟" روحان کی آواز کمرے کی خاموش فضا کو چیرتی ہوئی اُس کے کانوں سے ٹکرائی۔ انابیہ کا ہاتھ زِپ پر رک گیا۔ سانس جیسے کسی لمحے میں اٹک گئی۔ اُس کا وجود اکدم سے پتھر ہو گیا۔ روحان دروازے پر کھڑا تھا، حیرانی اور اندیشے اُس کے چہرے پر صاف جھلک رہے تھے۔ وہ چند قدم آگے بڑھا، نظریں انابیہ پر مرکوز تھیں۔ ایسی نظریں جو جواب مانگ رہی تھیں، مگر الزام نہیں لگاتیں۔

"انابیہ... کہاں جا رہی ہو؟" اُس کی آواز میں نرمی تھی مگر اضطراب چھپا ہوا تھا۔

انابیہ کے ہونٹ لرزے، مگر الفاظ نہیں نکلے خاموشی ایک طوفان بن گئی۔

روحان آہستگی سے آگے بڑھا،اُس کے قریب آیا، پھر دھیرے سے اُس کے بیگ پر رکھے ہاتھ ہٹائے، جیسے کسی زخمی پر ہاتھ رکھتے وقت انسان سانس بھی احتیاط سے لیتا ہے۔"بتاؤ انابیہ..."اُس نے نرمی سے کہا۔

لیکن انابیہ کا ضبط ٹوٹ چکا تھا۔وہ ایک دم بیڈ پر بیٹھ گئی، گرم آنسو رخساروں پر بہہ نکلے۔

روحان نے بے چینی سے آگے جھک کر پوچھا،"کیا ہوا؟انابیہ،کچھ تو بولو...؟"

انابیہ نے سسکیوں کے درمیان خود کو سنبھالتے ہوئے بمشکل کہا،"نہیں جانتی...میں کچھ نہیں جانتی...بس اتنا جانتی ہوں کہ میرے لیے اب ہر لمحہ گزارنا مشکل ہے۔"

روحان نے لمحہ بھر کو آنکھیں بند کر لیں، جیسے اُس کی بات دل کے اندر اتر گئی ہو۔پھر آہستگی سے بولا،"وجہ...میں ہوں؟"

سوال کمرے میں کسی دھماکے کی طرح گونجا۔انابیہ نے چہرہ موڑ لیا۔"میں بہت پریشان ہو چکی ہوں،روحان..."اُس کی آواز کپکپا رہی تھی،"میں اب یہاں نہیں رہنا چاہتی۔

میرے لیے اس گھر کی دیواریں، اس کمرے کی فضا، حتیٰ کہ یہاں کی ہوا بھی ظالم ہو گئی ہے۔ میرا دم گھٹتا ہے یہاں..."

روحان خاموشی سے اُس کے برابر آ بیٹھا۔ چہرے پر ایک ٹوٹی ہوئی مسکراہٹ تھی، جیسے وہ خود اپنے وجود کے بکھرنے کو دیکھ رہا ہو۔

انابیہ نے نم آنکھوں سے اُس کی طرف دیکھا، اُس نظر میں احساس، درد، پچھتاوا سب کچھ تھا۔

"مجھے ڈر لگتا ہے تم سے، روحان... میں نہیں رہنا چاہتی تمہارے ساتھ... میں اب نہیں رہ سکتی..." اُس نے دھیرے مگر واضح لہجے میں کہا۔

یہ الفاظ روحان کے دل میں کسی خنجر کی طرح اترے۔ اُس کی آنکھوں کے اندر ایک لمحے کے لیے روشنی بجھ گئی۔ سر جھک گیا، ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں الجھنے لگیں۔ کچھ لمحوں کے لیے وہ دونوں وقت سے باہر نکل گئے۔ پھر روحان نے گہری سانس لی، سر اٹھایا، اور انابیہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔ "ٹھیک ہے جیسا تمھیں بہتر لگے"

Clubb of Quality Content

یہ کہہ کر وہ اُٹھا۔ دروازے تک پہنچنے سے پہلے اُس نے ایک لمحے کے لیے پیچھے مڑ کر دیکھا، شاید اُمید تھی کہ وہ آواز دے گی۔ مگر انابیہ خاموش بیٹھی سسکیوں کو اندر ضبط کر رہی تھی، ہاتھ ابھی تک اُس بیگ پر رکھے ہوئے تھے۔

روحان دروازے سے نکل گیا۔ دروازہ آہستہ سے بند ہوا، اور کمرے میں ایک گہری، ابدی خاموشی چھا گئی۔ انابیہ نے آنکھیں بند کیں، زِپ پر جمے ہاتھوں کے ساتھ روتی رہی۔

✧....✧....✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگلے دن صبح ہی، انابیہ دہلی پہنچ چکی تھی۔ یہ واپسی اچانک، غیر متوقع، اور روحان کے گھر سے فرار کے بعد تھی۔ طویل سفر نے اُسے جسمانی طور پر نڈھال کر دیا تھا، مگر اُس کے چہرے پر ایک عجیب سی بے حسی چھائی تھی۔ نہ غم تھا، نہ کوئی واضح خوشی، بس ایک بوجھل، تھکا دینے والی خاموشی۔ یہ چہرہ اُس دل کی ویرانی کا گواہ تھا۔

اُس نے آنے سے پہلے کسی کو کچھ بتایا بھی نہیں تھا۔اس لیے گھر میں موجود ظہیر صاحب، ھریرہ بیگم،اور انشاء سب کے چہروں پر حیرت اور سوال واضح تھے۔

انابیہ لمبے سفر کے بعد کی تھکن سے چُور،اپنے مانوس بیڈ پر نیم دراز ہوئی ہی تھی کہ ھریرہ بیگم کمرے میں داخل ہوئیں۔ان کے چہرے پر محبت اور حیرانی کا ملا جلا تاثر تھا۔

"انابیہ!"وہ بڑے پیار سے کہتی انابیہ کے قریب آ بیٹھیں،"بیٹا!بتایا بھی نہیں کہ آ رہی ہو... میں عمر کو بھیج دیتی تمہیں لینے،یا کم از کم روحان ہی اطلاع کر دیتا!"

"نہیں مما... بس مجھے کسی کو پریشان نہیں کرنا تھا۔"اُس کی آواز دھیمی اور تھکن زدہ تھی۔

"ویسے اچانک... کوئی مسئلہ تو نہیں نہ؟"ان کے لہجے میں گہرا اندیشہ تھا۔

انابیہ نے ایک لمحے کو پلکیں جھکائیں،گویا حقیقت کو چھپانے کے لیے طاقت جمع کر رہی ہو۔

"نہیں مما!بتایا نہ آپ کو،کہ روحان کچھ ضروری کام سے گئے ہیں باہر... بس اس لیے میں کچھ دنوں کے لیے یہاں آ گئی ہوں۔"وہ اطمینان دلانے والے لہجے میں کہہ رہی تھی،جب کہ یہ

سراسر جھوٹ تھا۔ مگر ضروری جھوٹ۔ اُس کے چہرے پر سفر کی تھکن سے زیادہ دل کی تھکن تھی۔

"اچھا، چلو کوئی بات نہیں۔ تم آرام کر لو۔ پھر تفصیلی بات کریں گے۔" حریرہ بیگم نے ممتا بھری نگاہوں سے اُسے دیکھا، اور کوئی مزید سوال کیے بغیر، باہر چلی گئیں۔

حریرہ بیگم کے جاتے ہی، انابیہ نے بیڈ پر ٹیک لگائی اور آنکھیں بھینچیں۔ یہ نیند نہیں تھی، بلکہ بوجھل دنیا سے عارضی فرار کی ایک کوشش تھی۔ وہ فوری طور پر سو گئی، اُس کی تھکن نے شعور کو بے ہوش کر دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگلے کئی دن اسی تھکا دینے والی خاموشی میں گزرے۔ انابیہ نے خود کو صرف اپنے کمرے کی چار دیواری تک محدود کر لیا۔ وہ نہ کبھی باہر آتی، نہ کسی سے زیادہ بات کرتی۔ اُس کی زندگی ایک ساکت تالاب بن گئی تھی، جہاں ماضی کی لہریں اندر ہی اندر مدھم شور مچا رہی تھیں۔

ہاں، اُسے خوف تھا! مگر اب یہ خوف صرف روحان کا نہیں تھا، بلکہ ایک نئی، زیادہ پیچیدہ الجھن کا تھا۔

اُسے اب گھر والوں کا خوف تھا،اُن کی سوالیہ نظروں کا خوف۔اُسے اپنے جھوٹ کا خوف تھا۔وہ جھوٹ جو اُس نے روحان کے کام پر جانے کے بارے میں بولا تھا۔یہ جھوٹ ایک بھاری پتھر کی طرح اُس کے سینے پر رکھا تھا،اور اُسے ڈر تھا کہ کہیں سچائی کی تپش سے یہ پتھر پھٹ نہ جائے۔اُوپر سے ایک بوجھل سکون تھا،جو طوفان سے پہلے کی خاموشی جیسا محسوس ہوتا تھا۔

ہر انسان خوف زدہ ہے...

ہر کسی کے دل میں خوف ہوتا ہے۔یہ زندگی کی ایک تلخ حقیقت ہے۔

انسان کبھی انسانوں سے خوف زدہ ہے،اُن کے ظلم،غیر یقینی رویوں اور بے وفائی سے۔ کبھی لوگوں کی توقعات اور معاشرتی رواجوں سے خوف زدہ۔اور کبھی... کبھی وہ خود سے خوف زدہ ہے۔اپنے کمزور فیصلوں،دبی ہوئی خواہشات،اور روح کے اندر چھپی تاریکی سے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انابیہ اس وقت ان تمام خوفوں کے بیچ کھڑی تھی۔ سچ بولنے اور آرام پانے کی خواہش کے بیچ، اور خاموشی برقرار رکھنے اور اپنے قید خانے میں رہنے کی مجبوری کے بیچ۔ اُس کا کمرہ اب پناہ گاہ نہیں، بلکہ اُس کی اندرونی جنگ کا میدان تھا۔

انابیہ کی یہ خاموشی کسی کو بھی ہضم نہ ہوئی! یہ وہ سکوت نہیں تھا جو طبعی طور پر سکون لاتا ہے، بلکہ ایک غیر فطری جمود تھا جو گھر کی فضا میں سُونی چیخ کی طرح گونج رہا تھا۔ انابیہ تو کبھی ایسی نہیں تھی۔ وہ تو تازہ ہوا کا جھونکا، قہقہوں کی گونج، اور معصوم شور تھی۔ اُس کی موجودگی سے گھر میں زندگی محسوس ہوتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مگر اب، اُس کا یہ مکمل، تھکا ہوا انقطاع یہ خود کو کمرے کی دیواروں میں قید کر لینا۔ حریرہ بیگم اور ظہیر صاحب دونوں کے دل میں ایک سوالیہ درد بن کر اُٹھ رہا تھا۔

حریرہ بیگم تو بار بار اُس کے کمرے تک آتیں، دروازے پر لمحہ بھر کو رک کر سنتی رہتیں۔ شاید اُمید میں کہ اندر سے کوئی آواز، کوئی گہرا سانس، یا کوئی مانوس آہٹ سنائی دے۔ جب انہیں صرف خاموشی ملتی، تو اُن کا دل ڈوب جاتا۔

رات ہو چکی تھی؛ ایک گہری، خاموش، تنہا رات، جس میں وقت کی ٹک ٹک بھی ایک بھاری بوجھ کی طرح سنائی دے رہی تھی۔

روحان ہسپتال سے تھکا ہارا گھر آیا تھا۔ سفید ڈریس شرٹ میں ملبوس، وہ جیسے ہی کھانے کے بعد اپنے کمرے میں داخل ہوا، اُس نے فضا کی تبدیلی کو فوراً محسوس کیا۔

ہاں، کمرے میں گہرا سکون تھا، اور ہوتا بھی کیوں نہ؟ انابیہ جو نہیں تھی! اُس کی احتیاط سے لی ہوئی سانسیں، اُس کی پرسکون موجودگی، اور اُس کی خاموش لرزش سب غائب تھے۔

لیکن روحان خوش تو بالکل نہیں تھا۔ دن تو ہسپتال کی افراتفری، مریضوں کے کرب اور فیصلوں کے بوجھ میں گزر جاتا تھا، جہاں انابیہ کا خیال صرف چند لمحوں کا سایہ بن کر آتا تھا۔ لیکن سچ ہے، کسی اہم وجود کے بنا رات گزر نہیں پاتی۔ وہ رات جو دلوں کی بے چینی کو عیاں کرتی ہے۔

وہ کمرے کے اس مکمل سکون میں بھی سکون محسوس نہیں کر پا رہا تھا۔ یہ خاموشی اُسے ڈس رہی تھی۔ یہ انابیہ کی خاموشی نہیں، بلکہ اُس کے جانے سے پیدا ہونے والا گہرا خلا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ بستر پر لیٹا، آنکھیں چھت پر جما دیں۔ "جن سے دل لگایا ہے... وہ سب تنہا چھوڑ گئے!"

اُس کی سرگوشیاں گہری ہوتی گئیں، جیسے وہ اپنے ضمیر سے مکالمہ کر رہا ہو۔ "میں نے خود ہی تو اسے مجبور کیا کہ یہاں سے چلی جائے... پھر کس منافقت سے میں یہ تنہائی محسوس کر رہا ہوں؟"

"ائزل بھی گئی، اور اب انابیہ بھی چلی گئی... میں دونوں کو نہ سنبھال سکا۔ ایک کو وقت نے چھین لیا، اور دوسرے کو میری سنگ دلی نے..."

"یہ دیواریں گواہ ہیں! میں نے اُس خوفزدہ لڑکی کے خوبصورت دل کو توڑ دیا.. اُس نے اعتماد مانگا تھا، اور میں نے اُس پر چیخ کر دروازہ بند کر دیا! کیا میں واقعی اُس لائق تھا کہ وہ رُکتی؟"

اُس نے کروٹ لی۔ تکیے کی ٹھنڈک بھی گرم آنسوؤں سے جُھلس رہی تھی۔

روحان بستر پر کرب میں لیٹا رہا، اُس کا ذہن ماضی کے دھندلکے اور حال کی تند و تیز حقیقت کے درمیان بھٹک رہا تھا۔ اُس کے کانوں میں اب بھی انابیہ کا اعترافِ محبت گونج رہا تھا،

وہی نرم، غیر متوقع آواز۔ "وہ مجھے پسند کرنے لگی تھی... اور میں نے کیا کیا؟ میں نے اُس کے خلوص کو خوف میں بدل دیا، اُس کے اعتماد کو توڑ دیا! میں نے اُس لَو پر اپنی تلخی کا پانی ڈال دیا!" اُس نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں سمیٹ لیا، جیسے یہ شرمندگی کا بوجھ اُس کی ذات اٹھا نہیں سکتی تھی۔ تنہائی کا عفریت اب اُس کے سامنے سر اٹھا چکا تھا۔

"اگر یہ بھی میری زندگی سے چلی گئی تو... تو میرا کیا ہو گا؟" وہ لمحہ بھر کو رُکا، یہ سوال دوسروں سے نہیں، خود اپنی بقا سے تھا۔ "میں پھر سے اسی تاریک غار میں گر جاؤں گا جہاں صرف ائزل کی یاد ہے... مگر اب اسے بانٹنے والا بھی کوئی نہیں ہو گا!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ خوف اُسے لرزا گیا۔ یہ محبت نہیں تھی، بلکہ تنہائی کے عفریت کا خوف تھا جس نے اُسے بیدار کر دیا۔ اُسے احساس ہوا کہ انابیہ محض ایک شخص نہیں تھی، وہ اُس کی زندگی میں روشنی کا آخری دریچہ تھی۔

اُس نے تیزی سے کروٹ لی، گویا یہ نئی سوچ اُسے جسمانی طور پر حرکت میں لائی ہو۔ "میں اُسے واپس لاؤں گا! ضرور لاؤں گا! مجھے اُسے ثابت کرنا ہو گا کہ میں وہ ظالم شخص نہیں رہا جو اُس نے دیکھا ہے۔ میں اس خوف کو محبت سے، اعتماد سے بدل دوں گا!"

شام کا ہلکا، اجالا دہلی کے آسمان پر نرمی سے پھیل رہا تھا۔ کمرے کے اندر ایک غیر معمولی جمود طاری تھا۔ انابیہ اب بھی بیڈ پر پیروں پر پیر جمائے، ایک غیر متغیر، افسردہ حالت میں بیٹھی تھی۔ کھڑکی کے کانچ سے چھن کر آتی اورینج دھوپ کی کرنیں اُس کے تھکے ہوئے، خاموش چہرے پر پڑ رہی تھیں، جو اندرونی کرب کو ایک سنہری رُخ دے رہی تھیں۔

تبھی، کمرے کا دروازہ قوت سے کھلا، اور شوخی اور جذبے کا ایک جھونکا اندر آیا.. انشاء! اُس کے ہاتھوں میں ایک لمبا، نفیس گاؤن تھا، جو چمکدار کور میں بند تھا، جیسے کسی خفیہ خوشی کو چھپایا گیا ہو۔ "انابیہ یار! تمہیں ہو کیا گیا ہے؟ اپنی چنچل روح کیا لندن میں ہی چھوڑ آئی

ہو!"وہ تیزی سے کہتی ہوئی،انابیہ کے بالکل سامنے جا کھڑی ہوئی،اُس کے ہاتھوں میں لپٹا گاؤن ہوا میں لہرا رہا تھا۔

انشاء کے اچانک آجانے سے اب دھوپ کی کرنیں انابیہ کے چہرے پر نہیں پڑ رہی تھیں۔

"ایسی بات نہیں ہے،انشاء۔"

"یہ سب چھوڑو!"انشاء فوری طور پر بات بدلتی ہوئی،انابیہ کے سامنے زمین پر بیٹھ گئی۔اُس کے بیٹھتے ہی دھوپ کی وہ سرکش کرن پھر انابیہ کی آنکھوں میں پڑی۔"سُنو!آج رات ماسک پارٹی ہے!اور یہ دیکھو،تمہارے لیے!تم بھی ساتھ چلو نہ!مزہ آئے گا!"

"نہیں انشاء...میرا من نہیں ہے۔"

"کیا مطلب من نہیں؟تم چلو گی ضرور چلو گی!تم ایسے قیدیوں کی طرح رہتی اچھی نہیں لگتیں!"

"ضد مت کرو۔" انابیہ مجبوراً اٹھ کھڑی ہوئی اور چند قدم آگے بڑھ کر ڈریسنگ ٹیبل تک آئی۔ "ویسے بھی وہ پارٹیاں کپلز کے لیے ہوتی ہیں، اور میں تو اکیلی ہی ہوں..." اُس کے لبوں سے بے ساختہ سچائی نکل گئی۔

"اکیلی ہوں؟" اُس نے سوال دہرایا، نظروں میں تیز شک تھا۔

انابیہ جھٹ سے مڑی، اُس کا اندرونی خوف اور دہشت عیاں ہوا۔ "میرا مطلب روحان تو کام سے گیا ہے ناں؟" پھر وہی جھوٹ کے خوف کی دستک..!!! اُس کے چہرے پر ہلکی لرزش آئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پتہ ہے انابیہ مجھے... تمہیں ہر بار دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔" انشاء نے بات کی گہرائی کو چھوڑ کر وہ آگے آئی اور انابیہ کے ہاتھوں میں گاؤن تھما دیا۔ "اور تم چل رہی ہو ہمارے ساتھ! یہ گاؤن پہن کر! باقی میں کچھ نہیں جانتی! تیار ہو جانا!" وہ کہتی ہوئی باہر چلی گئی، دروازہ قوت سے بند ہوا۔ انابیہ نے ہاتھ بڑھا کر اُسے روک کر منع کرنا چاہا تھا، لیکن وہ جا

چکی تھی۔ انابیہ نے ٹھنڈی سانس بھری اور ڈریسنگ ٹیبل کی طرف مڑ کر ہاتھوں میں پکڑے گاؤن کو دیکھا۔

✧....✧....✧

آسمان پر مکمل اندھیرا چھا چکا تھا، اور دہلی کی رات نے اپنی چمک دمک شروع کر دی تھی۔ انشاء، جو خود بھی کسی چمکدار لباس میں ملبوس تھی، تیار ہو کر عمر کے ساتھ کار میں آ بیٹھی۔ دونوں کی بے چینی انابیہ کا انتظار کر رہی تھی۔

کچھ ہی دیر بعد، رات کی خاموشی میں ہلکی سی آہٹ ہوئی اور انابیہ باہر آئی۔ اُس کی آمد گویا کسی نرم روشنی کے پھوٹنے جیسا تھا۔

انابیہ نے سفید اور سلور رنگ کا ایک خیرہ کن بال گاؤن پہن رکھا تھا۔ یہ لباس نہیں، بلکہ فنونِ لطیفہ کا ایک شاہکار تھا۔ گاؤن کھلے گلے والا تھا، جو اُس کی نازک گردن کو نمایاں کر رہا

تھا۔ کندھے سے کلائی تک لمبی آستین تھی جو نرم جلد سے چپکی ہوئی تھی، جیسے مخمل کی گرفت۔

سفید نیٹ پر سلور رنگ کے ڈائمنڈز کا باریک اور شاندار کام کیا گیا تھا، جو ہلکی سی حرکت پر بھی کروڑوں ستاروں کی طرح چمک اٹھتا تھا۔ یہ دیکھنے میں دلکش ہی نہیں، بلکہ خوابوں کی تعبیر لگ رہا تھا۔

اُس کے بال کھلے تھے، جو اوپر سے گہرے سیاہ اور نیچے کی طرف شہد رنگ کے تھے، اور خوبصورت کرل کیے ہوئے تھے جو کندھے کے پیچھے کمر تک کسی آبشار کی طرح پھیلے تھے۔ جگمگاتے موتی بھی اُس کے بالوں میں بڑے سلیقے سے اپنی جگہ بنا کر جگمگا رہے تھے۔

انابیہ نے پیروں میں نازک ہیلز پہن رکھی تھیں، اور وہ اپنے لمبے گاؤن کو نہایت نزاکت سے سنبھالتی ہوئی یوں آئی تھی، جیسے رات کی تاریکی میں اُتری کوئی پری!

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رات کی چاندنی، جو بالکل اُوپر چھائی تھی، اور باہر سے آتی برقی روشنی سب اُس کے حسن کے گرد طواف کر رہے تھے۔ اُس کے چہرے کی اُداسی بھی، اس دمکتے لباس میں کسی المیہ کی ملکہ جیسی خوبصورت لگ رہی تھی۔

ہائے! وہ منظر... انابیہ صرف دیکھی نہیں جا سکتی تھی، وہ محسوس کی جا رہی تھی۔

وہ نازک قامت، اپنی چاندنی جیسے گاؤن کو انتہائی نزاکت سے سنبھالتی ہوئی، آہستہ آہستہ چلتی کار کے پاس آئی۔ اُس کے ہیلز کی ہلکی ہلکی ٹک ٹک رات کی خاموشی میں ایک خوبصورت گونج پیدا کر رہی تھی۔ اُس کا ہر قدم محتاط تھا، جیسے وہ آہستہ روی میں بھی اپنے اندر کے طوفان کو چھپانے کی کوشش کر رہی ہو۔

انابیہ نے خم ہو کر کار کا بیک سیٹ دروازہ کھولا اور اپنے لباس کے پھیلاؤ کا خیال رکھتے ہوئے، سکون سے اندر آ بیٹھی۔

"واہ انابیہ! تم تو آج قیامت لگ رہی ہو! بالکل پری!" انشاء کی آواز میں بے ساختہ تعریف تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انابیہ نے صرف ہلکی سی، بے تاثر مسکراہٹ دی۔ ایک ایسی مسکراہٹ جو رسمی تھی، اور دل تک نہیں پہنچتی تھی۔

رات کے آسمان پر چاند مکمل اور اپنے جوبن پر تھا، مگر اُس کی فطری روشنی کی چمک زمین پر محفل کی مصنوعی تابندگی سے ہاری ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

انشاء کی گاڑی جیسے ہی لمبے، گھنے درختوں سے گھِرے اُس عظیم الشان، محل نما ہال کے سامنے رُکی، ایک پُرشکوہ منظر سامنے آیا۔

انابیہ نے لمحہ بھر کے لیے کار کے شیشے سے باہر جھانکا۔ اُس کی آنکھوں میں ویرانی تھی، مگر باہر کا نظارہ کسی جادوئی دنیا کا تھا۔ پورا ہال گویا روشنیوں میں نہایا ہوا جگمگا رہا تھا۔ روشنیوں کی قطاریں سڑک سے لے کر داخلی دروازے تک سلیقے سے لگی تھیں، ہر چمکتی کرن اپنی کہانی سنا رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہر رنگ کا عکس زمین پر رقص کر رہا تھا۔ سفید کی معصومیت، نیلے کی گہرائی، سنہری کی شوکت، اور ارغوانی کا پُراسرار جادو۔ انابیہ کار کا دروازہ کھول کر باہر آئی۔ یہ رنگوں کا سیلاب انابیہ کے سفید و سلور گاؤن کو مختلف زاویوں سے چمک دے رہا تھا۔

انشاء نے شدید مسرت کے ساتھ انابیہ کی طرف رخ کیا اور گویا اُسے اِک نئی دنیا کا دعوتی کارڈ پیش کیا۔ "Welcome to the world of masks, my dear Anabia!" اُس نے بات ختم کی اور اپنا خوبصورت، سنہری ماسک جو اُس کے چہرے کے نصف حصے کو ڈھانپ رہا تھا۔ اپنی آنکھوں پر لگایا۔ نقاب لگاتے ہی اس کے چہرے پر ایک پُراسرار چمک آ گئی، جیسے وہ اس دنیا کی ملکہ ہو۔ اُس نے ایک ماسک انابیہ کے ہاتھوں میں تھما دیا اور عمر کے ساتھ آگے نکل گئی۔

وہ دونوں تیز روشنیوں کے ہجوم میں آگے جا چکے تھے۔ انابیہ تنہا کھڑی رہی، اُس نے ایک لمحے تک اپنے ہاتھوں میں تھامے نازک ماسک کو دیکھا۔ پھر، اُس نے وہ ماسک اپنے نصف چہرے پر آہستگی سے لگا لیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ماسک سفید رنگ کا تھا اور اس پر چھوٹے، نفیس ڈائمنڈز کا جھلملاتا کام تھا، جو رات کی روشنیوں میں مشرقی ستاروں کی طرح چمک رہا تھا۔ ماسک نے اُس کے چہرے کے غم اور بے حسی کو تو چھپا لیا، لیکن انابیہ کی بڑی، گھنی پلکوں والی آنکھیں اُس میں سے بظاہر طور پر زیادہ نمایاں ہو گئیں۔ یہ آنکھیں، جو ماسک کے اوپر سے جھانک رہی تھیں، بے حد خوبصورت لگ رہی تھیں۔ مگر ان میں ایک گہری، پُراسرار اداسی بھی پنہاں تھی۔

اب وہ مکمل تھی۔ سفید گاؤن میں ڈھکی ہوئی پری، جس نے نقاب پہن لیا تھا۔ اُس نے ایک ہاتھ سے اپنے لمبے، پھیلے ہوئے گاؤن کو احتیاط سے آگے کیا، پھر ریڈ کارپیٹ پر اپنا پہلا بوجھل قدم رکھا اور ہال کے داخلی دروازے کی طرف آہستگی سے بڑھتی چلی آئی۔

داخلی دروازے سے اندر قدم رکھتے ہی، منظر گویا کسی جادوئی، ماورائی خواب سے کم نہ تھا۔

ہال کی چھت پر جھولتے ہوئے کرسٹل کے بڑے فانوس، ہزاروں ہیروں کی طرح چمک رہے تھے۔ ان کی تیز، لیکن نفیس روشنی نے پورے ماحول کو ایک پراسرار تابندگی بخش دی تھی۔ نیچے بچھا سیاہ چمکدار ماربل کا فرش آئینے کا کام دے رہا تھا؛ روشنیوں کا عکس اس

قدر واضح تھا کہ ایسا لگتا تھا جیسے آسمان کے ہزاروں ستارے زمین پر بکھیر کر ایک نئی کہکشاں بسادی گئی ہو۔

دائیں جانب، ایک لائیو بینڈ اپنے ساز و سُر میں محفل کی روح پھونک رہا تھا۔ مدھم وائلن کی آوازیں دل میں اتر رہی تھیں، نرم پیانو کی دھن ایک تھکی ہوئی آہٹ کی طرح تھی، موسیقی محبت اور بیگانگی کے درمیان ہلکورے لے رہی تھی۔

ہوا میں ایک مہک گھلی ہوئی تھی۔ کسی مہنگے، بین الاقوامی پرفیوم اور سفید کنول کے پاکیزہ عطر کا نشیلا امتزاج، جو ماسک کے پیچھے چھپے چہروں کے بھید اور محفل کی شاہانہ کیفیت کو مزید بڑھا رہا تھا۔

خواتین مختلف رنگوں کے شاندار، ریشمی لباس میں تھیں۔ ان کے نقاب بھی لباس کی طرح منفرد تھے۔ کسی کا نقاب زمرّد سا گہرا سبز تھا، جو حسد کی چمک دے رہا تھا، تو کسی کا طلائی سنہری، جو دولت کی داستان سنا رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مرد کلاسک، نفاست سے بنے سوٹ میں ملبوس تھے، چہروں پر چمکدار، پراسرار ماسک سجائے ہوئے، جو ان کے ارادوں کو چھپا رہے تھے۔ وہ ایک دوسرے سے ہلکی مسکراہٹوں کے تبادلے میں مصروف تھے۔ وہ مسکراہٹیں جو آدھی تھیں۔ نقابوں کی وجہ سے ہر چہرہ ایک راز تھا، انابیہ، اپنی سفید نقاب کے پیچھے، اس رنگین مگر مصنوعی دنیا میں ایک اور خاموش کردار بن کر کھڑی تھی۔

وہ اپنے سفید نقاب اور چمکتے گاؤن کے بوجھل حسن کے ساتھ، ہال کے وسط کی طرف آہستگی سے بڑھیں۔ وہ جگہ ہال کا مرکز تھی، جہاں سب سے زیادہ تابندگی اور ہلچل تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دیوار پر ایک بڑی، خوبصورت سنہری گھڑی نصب تھی، جو نہ صرف وقت بتا رہی تھی بلکہ اِک حتمی اعلان کر رہی تھی کہ آدھی رات کا وقت قریب ہے۔

ویٹرز ہوا کی طرح تیزی سے گزر رہے تھے، اُن کے ہاتھوں میں چمکتی ہوئی ٹرے میں سنہری کنارے والے گلاس رکھے تھے۔ انابیہ نے ہچکچاتے ہوئے ایک گلاس تھاما، جس میں سفید، چمکتی ڈرنک تھی، جس کی جھلک پل بھر کو اُس کی آدھی چھپی ہوئی آنکھوں میں

پڑی اور عارضی چمک پیدا کر گئی۔ ہال کی تیز، رنگین روشنیوں کے بیچ وہ کچھ لمحے کے لیے ٹھٹکی، جیسے زمان و مکان سے کٹ گئی ہو۔

اچانک، اُسے ایک شدید، غیر مرئی احساس ہوا، جیسے کسی کی گہری، مستحکم نگاہ اُس پر ٹکی ہو۔ یہ نگاہ تنقیدی نہیں تھی، بلکہ تجسس اور پہچان سے بھری تھی۔ دل میں ایک انجانی کپکپاہٹ کے ساتھ، اُس نے آہستگی سے گردن موڑی، مگر ہر چہرے پر نقاب تھے، ہر آنکھ میں ایک اجنبی پُراسراریت۔ وہ پہچان نہیں کر سکی کہ یہ کون ہو سکتا ہے۔ دل کی دھڑکن لمحے بھر کو رُک سی گئی، جیسے کوئی خوف زدہ راز پکڑا گیا ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انشاء نے قریب آ کر سرگوشی کی، اُس کی آواز نقاب کے پیچھے سے دبی ہوئی آئی: "تم ٹھیک ہو؟ کہیں کھوئی ہوئی لگ رہی ہو؟"

انابیہ نے خود کو سنبھالا، ایک پھیکی سی مسکراہٹ نقاب کے نیچے چھپا کر کہا۔ "ہاں... بس لگا جیسے کوئی جانا پہچانا چہرہ تھا، پر شاید وہمی تھی۔"

جیسے ہی اُس نے بات ختم کی، موسیقی کی رفتار اچانک تیز ہونے لگی۔

موسیقی سٹارٹ ہوئی، نرم وائلن نے پیانو کے ساتھ مل کر ایک نشہ آور دھن بنادی۔ہال میں موجود تمام جوڑے اپنے اپنے نقابوں کے ساتھ رقص میں مصروف ہو گئے، لیکن انابیہ تنہائی کے عالم میں وہیں کھڑی رہی۔

اچانک، سامنے سے ایک شخص آیا۔وہ معمولی لباس میں تھا، اور اُس کے نقاب میں کوئی خاص چمک نہیں تھی۔"Shall we take to the dance floor" اُس نے ادب سے سوال کیا، اُس کی آواز انجان تھی۔انابیہ نے سر جھٹک کر نفی میں جواب دینا چاہا، مگر اُس شخص نے ہاتھ بڑھائے اور انابیہ کو آہستگی سے آگے لے آیا، گویا یہ مجبوری نہیں، بلکہ محفل کا حق تھا۔

انابیہ نے ہاتھ میں پکڑا ٹھنڈا گلاس ایک گزرتے ویٹر کی ٹرے میں واپس رکھا، اور اُس انجان شخص کے ساتھ تمام جوڑوں کے بیچ کھڑی ہوئی۔جوڑے اپنے اپنی جگہ پر وقار سے کھڑے تھے۔ہال کے بیچ میں سیاہ چمکدار فرش گولائی میں خالی تھا، جس کے بالکل اوپر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کرسٹل کا سب سے بڑا جھومر لٹکا تھا۔سارے جوڑے اُس کے کنارے کنارے سے گول چکر بنائے کھڑے تھے۔

ڈانس شروع ہوا!ہاتھوں میں ہاتھ،نرم موسیقی کی دھن پر پیانو اور وائلن کا حسن واقعی دلکش نظارہ تھا۔ڈانس کے بیچ اُس انجان شخص نے انابیہ کو تیزی سے گول گھمادیا۔اُس کا سفید بال گاؤن اور گھنگریالے بال پیروں کے گرد خوبصورتی سے لہرائے۔

چند پلوں کے لیے انابیہ گھومتی رہی،پھر اچانک ہی وہ کسی دوسرے شخص کی گرفت میں آ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اونچا لمبا قد،بال پیچھے کی طرف سلیقے سے سیٹ،اور باقی مردوں سے یکسر مختلف،وہ سفید کوٹ اور شرٹ میں ملبوس تھا،جبکہ باقی سب گہرے،ڈارک رنگ کے سوٹوں میں تھے۔اُس کا سفید لباس بھی اُسے سب سے مختلف کر رہا تھا،لیکن چہرہ اُس کا بھی نقاب پوش تھا۔

انابیہ ٹھٹک گئی!وجود انجان تھا۔ڈانس جاری رہا۔دائیں سے بائیں،انابیہ کا ہاتھ مضبوطی سے اُس کے ہاتھ میں تھا،اور اُس شخص کا دوسرا ہاتھ انابیہ کی کمر پر تھا،ہلکی سی گرفت۔

وہ نشیلی نقاب پوش آنکھیں انابیہ کی دلکش آنکھوں میں گڑھی تھیں۔ انابیہ کو کچھ دیر پہلے کی غیر مرئی، چُبھتی ہوئی نظریں جو وہ خود پر محسوس کر رہی تھی، وہ اب بھی وہیں تھیں۔ زیادہ گہری، زیادہ پُراسرار!

موسیقی کے ایک تیز بیٹ پر اُس شخص نے پھر انابیہ کو تیز گول گھمادیا۔ انابیہ پھر لہراتے ہوئے گاؤن اور بالوں کے بیچ موسیقی پر جھوم کے نیچے گھومنے لگی محض ایک لمحے کا خواب۔

وہ شخص اُسے گھومتا دیکھ کر، آہستہ الٹے قدم لیتا ہوا، باقی مردوں کے بیچ تیزی سے غائب ہو گیا۔ اُس کا ہاتھ انابیہ اب بھی اپنی کمر پر محسوس کر رہی تھی۔

وہ جیسے ہی گھومتی ہوئی رکی، اُس نے چاروں طرف نظریں گھمائیں، مگر وہ سفید پوش، مختلف شخص کہیں نظر نہ آیا۔ وہ اپنے ہاتھوں میں گاؤن کا نچلا حصہ لیے، گول چکر بنائے کھڑے ان سب نقاب پوش کے بیچ سے آگے آئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کون تھا وہ؟" اُس کے اندر تجسس اور پہچان کی الجھن تھی۔ وہ نامعلوم کشش کی تلاش میں آگے بڑھی۔

انابیہ نے اپنے چمکتے ہوئے گاؤن کو ایک ہاتھ میں پکڑے، دیوانہ وار ہر طرف دیکھا، مگر وہ مختلف، سفید پوش شخص کہیں نظر نہیں آیا۔ اُس کے اندر تجسس اور پہچان کی شدید خواہش کا ایک انجان خوف پیدا ہو چکا تھا۔

اُس نے تھکی سانس چھوڑ کر مایوسی سے گردن موڑی، تبھی، ڈانس فلور کے دوسری جانب، اُسے ایک جھلک دکھائی دی!

وہ شخص جو بار کے ایک کونے والے ٹیبل پر گلاس ہاتھوں میں لیے بیٹھا تھا۔ ماسک کے بغیر! انابیہ کی جانب اُس کی پشت تھی۔ اتنے رنگین ہجوم میں بھی اُسے پہچاننا کوئی بڑی بات نہیں تھی، کیوں کہ وہ تھا ہی مختلف، جس نے لباس کے انتخاب سے خود کو باقی سب سے جدا کر رکھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انابیہ کے دل کی دھڑکن پھر تیز ہوئی،اور وہ فوری طور پر اُس جانب چل دی، مگر بیچ میں ڈانس فلور تھا جہاں رقص اب بھی جنونی رفتار سے جاری تھا۔

اُس نے جیسے ہی آگے بڑھنا چاہا،وہی انجان شخص جو انابیہ کو پہلے ڈانس فلور پر لایا تھا،اُس نے انابیہ کو روک لیا اور بے تکلفی سے دوبارہ رقص شروع کر دیا۔ "چھوڑیں مجھے! مجھے جانا ہے!" انابیہ نے کہا، لیکن اُس کی نگاہیں اب بھی ٹیبل کی جانب بیٹھے شخص پر گڑھی تھیں۔

"تھوڑا اور ڈانس کر لیں... اس حسین رات کو ضائع نہ کریں... بعد میں جانا۔" اُس کی آواز میں کوئی ضد نہیں تھی، لیکن وہ اُسے جانے بھی نہیں دے رہا تھا۔

انابیہ نے کئی دفعہ ہاتھ چھوڑنے کی کوشش کی، مگر نہ تو موسیقی کی دھن رکی اور نہ وہ شخص ہٹا۔ وقت ضائع ہو رہا تھا،اور وہ سفید پرچھائیں ٹیبل پر گھٹتی جا رہی تھی۔

بالآخر،انابیہ نے خود کو اس جھنجھٹ سے آزاد کرنے کے لیے اِک حتمی قدم اٹھایا۔ اُس نے اپنا ہیل والا نوکیلا پیر زور سے اُس انجان آدمی کے پیروں پر دے مارا۔

وہ درد سے ایک دبی ہوئی چیخ کے ساتھ پیچھے ہٹا۔

انابیہ نے پلٹ کر بھاگا۔ وہ ڈانس فلور سے نکل چکی تھی، مگر ٹیبل پر بیٹھا شخص نہیں تھا۔ "یہ انسان ہے یا کوئی جھلاوا؟ ایک سیکنڈ میں غائب ہو جاتا ہے!" اُس نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا، سفید لباس اندھیرے میں غائب ہو چکا تھا۔

وہ فوراً بار کی ٹیبل تک آئی۔ بار کا انتظام بھی خاصے پُر تکلف تھا۔ ایک کے اوپر ایک کانچ کے گلاسوں کی صفیں لگی تھیں، جیسے روشن مینار۔ انابیہ وہاں آ کر رُکی۔

"سنیں... ابھی ابھی یہاں ایک شخص بیٹھا تھا... آپ نے اُسے کہیں دیکھا ہے؟" اُس نے بار ٹینڈر سے سوال کیا۔

"کون سا شخص، میم؟" اُس کا جواب مشین کی طرح تھا۔

"ابھی ایک سفید کوٹ میں یہیں بیٹھا تھا، اکیلا! آپ نے دیکھا ہو گا!"

اُس کی اس بات پر بار ٹینڈر نے ذرا سا ہنس دیا، ایک ایسی بے رحمانہ ہنسی جو اس مصنوعی دنیا کا حصہ تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میم، یہاں ہزاروں لوگ بیٹھتے ہیں! اور ہمارا کام بس ہاتھوں میں گلاس تھمانا ہے، چہروں کی پہچان کرنا نہیں۔" وہ ذرا سا رُکا، پھر مزید ٹھنڈے لہجے میں بولا، "اور اگر میں نے دیکھا بھی ہو گا، تو یہ بھی پتہ نہیں کہ کہاں گیا ہے... سب نقاب میں ہیں، سب راز میں۔"

انابیہ کا دل ڈوب گیا، نقاب کی دنیا نے اُس کے سامنے ایک اور پردہ ڈال دیا تھا۔

آخر وہ تھا کون؟

انابیہ کے ذہن میں اب یہی سوال ایک چنگاری بن کر بھڑک رہا تھا۔ وہ شخص محض انجان نہیں تھا، وہ پُراسرار تھا۔ اُس کا سفید لباس، جو اسٹائل سے زیادہ حیثیت کا عکاس تھا، اور اُس کی مانوس، گہری نگاہ، سب کچھ اشارہ کر رہا تھا کہ وہ کوئی عام مہمان نہیں تھا۔ وہ ایک ایسا راز تھا جسے اس محفل کی روشنیوں نے بھی چھپا رکھا تھا۔

کیا وہ انابیہ کو جانتا تھا؟

یقیناً وہ جانتا تھا!

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ لمحہ بھر کی ٹھٹک جب اُس نے انابیہ کو رقص کے بیچ میں تھا،وہ سفید لباس اور نقاب کے پیچھے سے جھانکتی ہوئی آنکھوں کی پہچان بھری چمک،یہ سب اتفاق نہیں ہو سکتا تھا۔ جس طرح اُس نے انابیہ کو اپنے گرد گھمایا اور پھر اچانک غائب ہو گیا،یہ واضح کرتا تھا کہ اُس کا مقصد صرف ایک مختصر لمس اور ایک یاددہانی کرانا تھا۔اُسے انابیہ کے ہر قدم،اُس کے لباس،اور اُس کی تنہائی کا علم تھا۔

اور جانتا بھی تھا تو وہ اس کے سامنے کیوں نہیں آیا؟

اس وقت انابیہ کے لیے یہ شخص ایک لاجواب پہیلی تھا۔وہ ہزاروں چمکتے چہروں کے درمیان صرف ایک چہرہ تلاش کر رہی تھی۔

انابیہ ابھی تک اسی کشمکش کے طوفان میں گھری ہوئی تھی۔ماسک کے نیچے چھپی ہوئی آنکھوں میں انجان شخص کی تصویر تھی،اور دل میں ایک بے نام ہلچل۔وہ بے چینی سے ہجوم میں نظریں دوڑا رہی تھی،جہاں ہر سفید لباس اُسے ایک لمحے کی جھلک دے کر تنہائی میں دھکیل دیتا تھا۔

تبھی، انشاء اُس کے قریب آئی۔ اُس نے اپنا سنہری ماسک نکال کر اپنے ہاتھوں میں لے لیا تھا، گویا اب وہ اپنی اصل پہچان میں آچکی تھی۔ اُس کے چہرے پر ہلکی سی تھکن اور شدید تجسس تھا۔ "کب سے دیکھ رہی ہوں انابیہ تم کسے ڈھونڈ رہی ہو؟؟"

سوال پر انابیہ کا تلاش میں اٹھا ہوا ہاتھ فضا میں لرز کر رُک گیا۔ "وہ...!" اُس نے سوالیہ انداز میں یہاں وہاں دیکھ کر ایک مبہم اشارہ کیا، گویا وہ بغیر نام کے ایک پرچھائیں کا ذکر کر رہی ہو۔ وہ اپنے ہی راز کو زبان پر لانے سے ڈر رہی تھی کہ کہیں وہ ہنسی کا موضوع نہ بن جائے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پھر، ایک دم رُک کر، اُس نے ہاتھ نیچے کر لیا، اور اپنی تلاش کو ایک سادہ لفظ میں قید کر دیا۔

"بس یوں ہی۔" اُس نے مختصر جواب دیا۔

یہ "بس یوں ہی" دراصل ہزاروں سوالات اور لاجواب الجھنیں چھپائے ہوئے تھا۔ یہ جملہ انابیہ کی ذہنی کیفیت کا مکمل عکس تھا۔ ایک نامعلوم رابطہ، ایک چند لمحوں کا لمس، اور ایک سفید سایہ، جس نے اُس کی بوجھل تنہائی میں بھی ایک لہر پیدا کر دی تھی۔

انشاء نے انابیہ کی مبہم خاموشی کو بے فائدہ کشمکش جان کر، موضوع وہیں دفن کر دیا۔

"اچھا چھوڑو! گھر چلوں!" یہ کہہ کر وہ پلٹ گئی، اُس کے لہجے میں اب محفل کی تھکن اور واپس لوٹنے کی جلدی تھی۔

انابیہ نے اثبات میں سر ہلایا، اُس کے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔ وہ اپنا چمکتا ہوا نقاب ابھی تک چہرے پر جمائے ہوئے تھی اور انشاء کے پیچھے قدم بڑھائے۔ وہ جیسے ہی بڑے داخلی دروازے پر پہنچی، ایک آخری بار اُس نے مایوسی سے نظر پیچھے کی طرف دوڑائی، مگر وہ سفید کوٹ والا انجان آدمی جیسے رات کی تاریکی میں حقیقتاً ہوا ہو چکا تھا۔ نہ کوئی پرچھائیں، نہ کوئی اشارہ!

اُس نے ایک ٹھنڈی سانس چھوڑ کر پشت پھیر لی اور باہر نکل گئی۔ انشاء اور عمر کا ساتھ اسے بے دلی سے مل گیا اور وہ کار میں بیٹھ گئے۔

پورے راستے، جو دہلی کی نیم خاموش گلیوں سے گزر رہا تھا، انابیہ کا ذہن اسی پہیلی میں الجھا رہا۔ "کون تھا وہ؟" اور "سامنے کیوں نہیں آیا؟" یہ دو سوال اُس کی تھکی ہوئی روح کو چابک

مارتے رہے۔اُس کے لاکھوں ہیرے چمک رہے تھے،مگر نظروں میں محض ایک سفید سایہ تھا۔

لیکن جیسے ہی کار گھر کے سامنے رُکی،اور اُس نے مانوس گھر کی آہٹ کو محسوس کیا،عجیب کرشمہ ہوا۔وہ سب کچھ بھول گئی!وہ سفید کوٹ،وہ غیر مرئی نگاہ،وہ آدھے چاند کی مسکراہٹ سب عارضی طور پر ذہن سے محو ہو گئے۔

اب کے اُس کے چہرے کے تاثرات پہلے سے مختلف تھے۔اُس کی آنکھوں میں ایک دھیمی،غیر متوقع چمک تھی،جو نقاب کے کنارے سے باہر نکل رہی تھی۔ہاں،وہ خوش تھی! یہ خوشی کسی بڑی فتح کی نہیں،بلکہ لمحے بھر کی آزادی،جو اُسے خد کی تنہائی سے ملی تھی۔

انابیہ گھر کے اندر چلی آئی،اور کچھ ہی دیر میں تھکی تھکی سی مسکان لیے،فریش ہو کر ہاتھوں میں ریشمی گاؤن لیے کمرے میں داخل ہوئی۔اُس نے آہستگی سے نقاب اُسے گاؤن کے ساتھ ہی تہہ کر دیا،جیسے آدھی رات کے فریب اور چمکدار عارضی دنیا سے چھٹکارا پا لیا ہو۔

وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے نیم دراز ہو گئی۔اُس کے چہرے پر اب تھکن کے ساتھ ایک نئی،دھیمی سی مسکان تھی،جو پچھتاوے اور نرم دلی کا امتزاج تھی۔وہ اپنی ہی سوچوں کے بھنور میں گم تھی۔

انابیہ گھر کے اندر چلی آئی،اور کچھ ہی دیر میں تھکی تھکی سی مسکان لیے،فریش ہو کر ہاتھوں میں ریشمی گاؤن لیے کمرے میں داخل ہوئی۔اُس نے آہستگی سے نقاب اُسے گاؤن کے ساتھ ہی تہہ کر دیا،جیسے آدھی رات کے فریب اور چمکدار عارضی دنیا سے چھٹکارا پا لیا ہو۔

وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے نیم دراز ہو گئی۔اُس کے چہرے پر اب تھکن کے ساتھ ایک نئی،دھیمی سی مسکان تھی،جو پچھتاوے اور نرم دلی کا امتزاج تھی۔وہ اپنی ہی سوچوں کے بھنور میں گم تھی۔

"مجھے روحان سے ایسی بات نہیں کرنی چاہیے تھی...بالکل نہیں!"اُس کا دل اپنے سخت الفاظ پر پشیمان ہوا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کتنا ہرٹ ہوا ہو گا اُسے... جب میں نے بے رحمی سے کہا کہ مجھے اُس کے ساتھ نہیں رہنا!" یہ احساس اُس کی آنکھوں میں نمی لایا۔ اُس نے آہ بھری۔ "میں ہمیشہ اپنی تکلیف ہی دیکھتی رہی، میں کیسے بھول گئی کہ وہ بھی تو انسان ہے؟"

"جب مجھے چھوٹی چھوٹی باتوں کا برا لگ سکتا ہے، میرے خوف کا خیال ہے، تو وہ بھی تو ایک انسان ہے۔ میں کیسے بھول گئی کہ اُسے بھی برا لگتا ہے؟ شاید وہ اپنا درد ظاہر نہیں کرتا، مگر میرے الفاظ نے تو اُس کی روح کو بھی زخمی کیا ہو گا..."

ندامت کا سایہ گہرا ہوا، لیکن اس کے بعد ایک نئے عزم کی روشنی پھوٹی۔ "کوئی بات نہیں... میں نے غلطی کی، تو میں معافی مانگ لوں گی! یہ غلط فہمیاں اور رنجشیں ختم کر دوں گی۔ اور اب... اب میں واپس لندن جانا چاہتی ہوں۔ مجھے خود واپس جانا ہے، اور اس بار ڈر کر نہیں، بلکہ محبت اور بھروسے کی اُمید لے کر۔ میں وہاں جا کر سب ٹھیک کروں گی!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تنہائی کی اس بستر پر، انابیہ نے پہلی بار روحان کے لیے اپنی ذات سے باہر نکل کر سوچا تھا۔ وہ سفید پوش، پُر اسرار سایہ۔ وہ لمحے بھر کی آزادی یہ سب مل کر اُسے اپنے گھر اور رشتے کی اہمیت کا دوبارہ احساس دلا گئے تھے۔

صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی، دودھیا روشنی ہر سُو پھیل رہی تھی۔ ہوتی بھی کیوں نہ؟ یہ سردی کی پہلی دستک جو تھی! اُداسی اور شام کی دھند کا موسم آہہہ، یہ آہٹیں ہمیشہ دل میں ایک نرم، شیریں اداسی پیدا کرتی ہیں۔ نومبر کی فضا میں پژمردگی اور سکون گھلا ہوا تھا۔

اس ٹھنڈک میں انابیہ اپنے مانوس بیڈ پر گہری، موٹی چادر اوڑھے ہوئے سو رہی تھی۔ اُس کا چہرہ چادر کے کنارے سے جھانک رہا تھا، پر سکون اور معصوم۔ آنکھوں کی تھکن دور ہو چکی تھی، اور لبوں پر وہی دھیمی مسکان تھی جو رات کو ندامت اور نئے ارادے کے ساتھ ابھری تھی۔

کمرے میں ہلکا اندھیرا تھا، جو دیواروں سے ٹکراتی ٹھنڈی روشنی سے پیدا ہو رہا تھا۔ اُس کا وجود چادر کی گرماہٹ میں محفوظ تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اگلے ہی لمحے، سردی کی نازک دستک کے ساتھ اُس کی آنکھ کھلی۔ وہ پل بھر میں بیدار ہو گئی، جیسے کسی اہم آواز نے اسے جگا دیا ہو۔ انابیہ فوری طور پر اٹھی اور چادر کو ہٹا کر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ رات کا معافی اور واپسی کا عزم اُس کے چہرے پر ایک نئی، دھیمی روشنی بکھیر رہا تھا۔

کچھ ہی دیر بعد، وہ تازہ دم ہو کر کمرے میں واپس آئی۔ اُس نے ایک ہلکا، مگر چمکتا ہوا لباس زیب تن کر رکھا تھا؛ بالوں کو ہلکا بکھیرے ہوئے تھی اور اس سرد صبح میں وہ واقعی پر جوش تھی۔ وہ آج بہت دنوں بعد خوشی سے نیچے جا رہی تھی، ورنہ پچھلے دنوں میں ایسا ایک دن بھی نہ گزرا تھا جب انشاء یا فریحہ بیگم میں سے کوئی اُسے باہر بلانے نہ آیا ہو۔

وہ خوشی خوشی سیڑھیوں کی جانب بڑھی، اُس کے قدموں میں ہلکی سی رم جھم تھی۔

لیکن باہر کا ماحول الگ ہی تھا!

ہال میں بوجھل خاموشی چھائی ہوئی تھی، جیسے ہوا بھی سانس لینا بھول گئی ہو۔ ظہیر صاحب ہال کے وسط میں رکھی کرسٹل ٹیبل کے قریب کھڑے تھے، اُن کے ہاتھوں میں کاغذوں کا

ایک پلندہ تھا، جو کسی ناگوار حقیقت کا بوجھ لیے ہوئے تھا۔ ھریرہ بیگم بھی اُن کے بالکل برابر کھڑی تھیں، اُن کا جسم اکڑا ہوا تھا اور آنکھوں میں نمی تھی۔ انشاء صوفے پر پیروں پر پیر جمائے بیٹھی تھی، مگر اُس کے چہرے پر گزشتہ رات کی کوئی شوخی نہ تھی۔ عمر اُن کے بیچ صوفے سے ذرا سی دوری پر کھڑا تھا، اُس کی آنکھوں میں بھی الجھن تھی۔

سب کے چہرے کسی شدید، اچانک پریشانی کے عالم میں ڈوبے تھے۔

انابیہ نے سیڑھیوں کی آخری سیڑھی پر ٹھٹک کر ایک لمحے کے لیے سب کے چہرے کا جائزہ لیا۔ اُس کے قدموں کی رم جھم رُک گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سب ٹھیک ہے نہ؟" اُس کی آواز خاموشی کو چیرتی ہوئی باہر نکلی، مگر اس سوال میں خود ہی کسی بڑے خوف کی تائید تھی۔

انابیہ کی مدھم آواز پر ہال میں موجود سبھی لوگوں نے ایک ساتھ اُس کا چہرہ دیکھا۔ اُن کی اداس، پریشان آنکھیں گویا کسی بھیانک خبر کا بوجھ انابیہ پر منتقل کر رہی تھیں۔

وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی، قدم قدم پر بڑھتے ہوئے اندیشے کے ساتھ، صوفے تک آئی۔

"کیا ہوا ہے؟ آپ لوگ اتنے پریشان لگ رہے ہیں... کیا بات ہے؟" اُس کے لہجے میں نرمی تھی، مگر سوال میں چھپا خوف واضح تھا۔

اُس نے جیسے ہی کہا، ظہیر صاحب نے ہاتھوں میں پکڑے کاغذات ایک بھاری بوجھ کی طرح اُس کی جانب بڑھا دیے۔ ظہیر صاحب کے چہرے پر ندامت اور بے بسی تھی۔ وہ لفظوں سے زیادہ، ان کاغذات کو بولنے کا موقع دے رہے تھے۔

انابیہ نے ایک لمحے کے بھی توقف کے بغیر آگے بڑھ کر کاغذات لیے۔ اُس کے ہاتھوں کا لمس کاغذات کی ٹھنڈک سے ملا، اور اُس کی روح پر غیر مرئی برف جم گئی۔

اُس نے جیسے ہی اوپر سرِ ورق پر نگاہ ڈالی، وہ ٹھٹھک کر رہ گئی۔ کانپتے ہوئے حروف اُس کی نگاہوں میں گڑے۔

یہ وہ کاغذات تھے جو کسی رشتے کا آخری، بے رحم فیصلہ سناتے ہیں۔ یہ عدالتی مہروں اور قانون کی سخت زبان میں لکھی گئی طلاق کی دستاویزات تھیں!

وہ دیواریں...

وہ چمکتا ہوا ہال، وہ خوشگوار مسکان، وہ لندن واپس جانے کا پختہ ارادہ، سب اچانک منہدم ہو گیا!

ظہیر صاحب غصے میں، کاغذات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولیں "یہ سب کیا ہے انابیہ؟ تم نے یہ کیسا کھیل شروع کر رکھا ہے! روحان نے طلاق کے کاغذات کیوں بھیجے ہیں؟"

اُنہوں نے بات ختم ہی کی تھی کے فریحہ گھبراہٹ کے عالم میں بولیں۔ "تم نے تو کہا تھا کہ وہ کچھ کام سے باہر گیا ہے! پھر یہ سب کیا ہے؟"

انابیہ ساکت کھڑی تھی، اُس کا دم گھٹ رہا تھا۔ کانپتے ہاتھوں میں وہ کاغذات لیے وہ اس طرح بے یقین تھی کہ خود کو بھی تسلی نہیں دے پا رہی تھی۔ اُس میں ہمت نہ تھی کہ وہ سب کے سوالوں کے جواب دے۔ وہ بس اُن بے رحم لفظوں کو گھورے جا رہی تھی، جو اُس کی زندگی کے خاتمے کا اعلان کر رہے تھے۔

تبھی صوفے پر بیٹھی انشاء اچانک کھڑی ہوتے ہوئے، پریشانی سے بولی۔ "بتاؤ بھی انابیہ! آخر مسئلہ کیا ہے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں بتانا کوئی بات نہیں! میں روحان سے ہی پوچھ لوں گا!" ظہیر نے کہتے ہوئے ٹیبل سے اپنا فون اٹھایا۔

اس سے پہلے کہ وہ روحان کو کال ملا پاتے، انابیہ نے بجلی کی تیزی سے آگے بڑھ کر اُنھیں روک دیا۔

"روحان کو کال کسی نے کیا تو میرا مرا منہ دیکھیں گے!" انابیہ آنکھوں میں نمی، مگر آواز میں پتھر جیسی سختی لیے ہوئے بولی۔

جملہ ہال کی دیواروں سے ٹکرا کر گونج اٹھا۔ دھمکی ہی ایسی تھی کہ ظہیر صاحب نے فوراً فون نیچے کر لیا۔

وہ اب کی بار سنجیدہ تھے، "تو پھر تم بتاؤ نہ انابیہ، کیا کوئی جھگڑا ہوا ہے تم دونوں کے بیچ؟ یہ شادی بیاہ کوئی کھیل نہیں ہیں۔" اُن کا لہجہ اب نرم تھا

"بابا، میں نے خود طلاق مانگا ہے! میں نہیں رہنا چاہتی وہاں!" اُس نے ایک تلخ، جھوٹا جملہ کہا اور پلٹ کر آگے بڑھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وجہ کیا ہے انابیہ؟ آخر کیا ہوا ہے؟"

انابیہ نے بغیر کوئی جواب دیے، سیڑھیوں سے چند قدم فاصلے پر اپنے چلتے قدم روکے اور ایک سخت، معنی خیز نظر سامنے کھڑے عمر پر ڈالی، جو اُسے سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا۔ انابیہ نے بغیر کچھ کہے اُس کی شرٹ کی جیب میں لگے پین کو کھینچا اور اوپر چلی گئی۔ یہ پین گویا کسی خفیہ معاہدے کو توڑنے کا ہتھیار تھا۔

وہ اوپر جا رہی تھی، مگر نیچے مسلسل آوازیں چل رہی تھیں۔

"دماغ ٹھیک ہے اس لڑکی کا؟ اب کیا اسے گھر پر بٹھا لیں؟... کیا کہیں گے لوگ؟؟" ھریرہ بیگم نے شدید پریشانی سے ظہیر صاحب کی جانب دیکھ کر کہا تھا۔

انابیہ نے سب سُنا اور آنکھیں بھینچ کر اپنے کمرے کی طرف دوڑ لگا دی۔ کاغذات اور سوالوں کا بوجھ اُس کی روح کو مسل رہا تھا۔

انابیہ نے سب سُنا اور آنکھیں بھینچ کر اپنے کمرے کی طرف دوڑ لگا دی۔ کاغذات اور سوالوں کا بوجھ اُس کی روح کو مسل رہا تھا۔

انابیہ تیزی سے کمرے میں پہونچی،اُس کی سانسیں بے ترتیب تھیں۔وہ طلاق کے کاغذات اُس کے وجود پر پتھر کی طرح گرے تھے،اُس کی آزادی کی خواہش کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے تھے۔وہ اپنے ہاتھوں کی پشت سے آنکھوں میں امڈتے ہوئے آنسوؤں کو شدت سے صاف کرتی بیڈ تک آئی،اور بیچ میں ہی بیٹھ گئی۔

ہاتھوں میں وہ کاغذات اور عمر سے لیا گیا پین تھا۔ہال کی گھٹن یہاں سوئی کی طرح چبھ رہی تھی۔ایک لمحے کے لیے اُس نے ماضی اور مستقبل کا تیز جائزہ لیا،پھر پین کی نوک کاغذ پر مضبوطی سے رکھ دی۔اُس کے ہاتھ شدت سے لرز رہے تھے،یہ صرف جسمانی لرزش نہیں تھی،بلکہ دل کے کرب کی عکاسی تھی۔

ہاں،اس فیصلے میں اُس کی مرضی نہیں تھی!اُس نے طلاق کا مطالبہ تو کیا تھا،مگر اس حقیقت کو قبول کرنے کی طاقت نہیں تھی۔لیکن وہ کرتی بھی تو کیا؟

اُس کائنات کا اصول ہی یہی ہے۔ایک سچ پر پردہ ڈالنے کے لیے جھوٹ کی لڑی باندھنی پڑ جاتی ہے،اور آخر میں وہی جھوٹ سب سے بڑی اذیت دے جاتا ہے۔انابیہ نے اپنے خوف

اور روحان سے دوری کو جھوٹ کی دیوار دی تھی،اور اب وہی دیوار اس کے گرد آگری تھی۔ ندامت،بد نصیبی اور روحان کا بھیجا ہوا فیصلہ سب مل کر اُسے اپنے ہی جھوٹ کی سزا دے رہے تھے

انشاء نے دروازے کی کانچ سے جھانکا۔اُس نے انابیہ کے چہرے کی خاموش تباہی کو دیکھا، اُس کی لرزش کو محسوس کیا۔ پھر ماتھے پر ہاتھ پھیرتی ہوئی،اُس نے ناامیدی سے سر جھکایا اور بغیر ایک لفظ کہے،اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

انشاء،جو چند لمحے قبل دروازے سے مایوس پلٹی تھی،برجستہ اپنی تشویش پر قابو نہ رکھ سکی۔وہ تیزی سے اپنے کمرے میں آئی۔اُس کے ہاتھوں میں فون تھا۔یہ واحد ہتھیار تھا جو اس خاموش جنگ کا راز کھول سکتا تھا۔

وہ کمرے میں بیڈ کے سامنے یہاں سے وہاں چکر لگاتی رہی،اُس کے قدموں کی بے چینی اُس کے ذہن کی الجھن کا اعادہ کر رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آخر ان دونوں نے الگ ہونے کا فیصلہ کیوں لیا ہے؟ کچھ تو ہوا ہے جو انابیہ چھپا رہی ہے! روحان جیجو بھی ایسے آدمی نہیں ہیں!" وہ بے بسی میں ہتھیلیوں پر فون بار بار پٹک رہی تھی، گویا اس بے جان شے کو جگانا چاہتی ہو۔

پھر اچانک رُکی۔ "جیجو کو کال کروں؟" ایک لمحے میں یہ خیال آیا، لیکن فوراً ہی انابیہ کا شدید جملہ یاد آ گیا۔ "روحان کو کال کسی نے کیا تو میرا مرا منہ دیکھیں گے!"

اُس نے ڈر کر فون نیچے کیا اور بیڈ کے کنارے بیٹھی۔

کچھ دیر تک کمرے میں گہری، بوجھل خاموشی چھائی رہی۔ انشاء کا اندرونی ضمیر اُسے ملامت کر رہا تھا۔ یہ رشتہ ایک چھوٹی لڑائی سے ٹوٹا ہوا محسوس نہیں ہوتا تھا۔

پھر وہ بے چینی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اُس کی دوستانہ غیرت بیدار ہو چکی تھی۔ "انابیہ کے کہنے پر اب کوئی جیجو کو کال کرنے کی ہمت نہیں کرے گا!... لیکن وجہ تو پتہ لگے! یہ بچپن کی لڑائی نہیں ہے! چھوٹی چھوٹی بات پر زندگی بھر کا رشتہ ایسے ختم نہیں کر سکتے ناں!"

وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور تذبذب کے باوجود کانپتے ہاتھوں سے روحان کا نمبر ملا دیا۔

پہلی رنگ... دوسری رنگ... اُس کا دل زوروں سے دھڑکا، جیسے بڑا راز کھلنے والا ہو۔

آخری رنگ پر گہری خاموشی کے بعد کال اٹھالی گئی۔

"ہیلو؟" دوسری جانب سے ایک گھمبیر، مانوس آواز گونجی۔ روحان کے لہجے میں تھکن اور کسی گہری فکر کی پرچھائیں تھی۔

انشاء پہلے تو ہچکچائی، اُس کی زبان پر انابیہ کے سخت الفاظ کی سزا کا خوف تھا۔ پھر ہمت کر کے، اُس نے گلے سے آواز نکال کر ادب سے سلام کیا۔

کچھ دیر تک بات خیر خیریت کے رسمی دائروں میں گھومتی رہی، لیکن انشاء کا بے چین دل اس بے مقصد گفتگو میں زیادہ دیر نہ رہ سکا۔ اگلے ہی لمحے، اُس نے دبی ہوئی آواز میں وہ ناگزیر سوال کیا۔

"جیجو... ایک بات پوچھوں آپ سے؟"

"ہاں، پوچھو۔" روحان کا لہجہ بے تاثر ہو چکا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ کس موضوع پر سوال ہونے والا ہے، اور شاید وہ تیار بھی تھا۔ وہ سوالوں کے لیے ہمیشہ ہی تیار ہوتا تھا، اپنے گناہوں کی بازپُرس کے لیے۔

"کیا... کیا آپ کے اور انابیہ کے بیچ کوئی جھگڑا ہوا ہے؟"

"نہیں،" انشاء نے جیسے ہی سوال کیا، روحان نے فوری طور پر جواب دیا۔ آواز میں کوئی لرزش نہیں تھی، مگر گہرائی تھی۔

جواب پر انشاء چونکی۔ جھگڑا نہ ہونے کا مطلب تھا کہ فیصلہ زیادہ سنگین تھا۔ "پھر یہ طلاق کیوں، جیجو؟"

"انابیہ نے بتایا نہیں آپ لوگوں کو؟"

"نہیں... اُس نے بس اتنا کہہ تھا کے آپ کچھ کام سے باہر گئے ہے بس اِسلئے وہ یہاں آ گئی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

روحان نے گہری، درد بھری سانس کھینچی، جو فون کی تاروں سے ہوتی ہوئی انشاء تک پہنچی۔

"ظاہر ہے جھوٹ کہا اُس نے، وہ... خود مجھ سے الگ ہونا چاہتی ہے، انشاء۔" اُس کا لہجہ تسلیم شدہ شکست کا تھا۔

"مجھے یقین نہیں آتا! جب سے آئی ہے، تب سے بس کمرے میں بند ہے۔ بتا ہی نہیں رہی ہے کہ اُسے ہوا کیا ہے!"

"تم نے پوچھا نہیں اُس سے؟"

"یہ سب پتہ نہیں تھا پھر بھی کئی دفعہ کوشش کی ہے، لیکن وہ کچھ نہیں کہتی، بس انکار کر دیتی ہے۔"

روحان کچھ لمحے تک خاموش رہا۔ وہ انابیہ کے خوف اور اپنی سنگدلی کے نتیجے کو مظاہرہ دیکھ رہا تھا۔ پھر بولا۔ "ٹھیک ہے۔ میں بات کرتا ہوں اُس سے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

روحان نے جیسے ہی یہ کہا، انشاء نے تیزی سے اُس کی بات کاٹ دی، "نہیں، نہیں! انابیہ کو کال نہ کریں، پلیز! بابا خود آپ کو کال کرنے والے تھے، لیکن..." انشاء آخری لفظ پر ہی رک گئی۔

"لیکن... کیا؟"

انشاء نے ہچکچاتے ہوئے، سرگوشی میں کہا۔ "لیکن انابیہ نے کہا کہ اگر روحان کو کسی نے کال کیا تو میرا مرا منہ دیکھیں گے... اور اُس کی اسی انا کی آگے بابا نہیں جا سکے۔ لیکن پھر بھی، میں نے کال کیا ہے آپ کو، جیجو۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

روحان نے اپنے ڈھیر سارے آنسوؤں کو اندر ہی اندر ضبط کیا۔ انابیہ کا خوف اور اُس کی نفرت سچ ثابت ہو چکی تھی۔ اُس نے درد کو گلے سے نیچے اتارتا ہوا، مدھم آواز میں بولا۔

"تم ایک دفعہ پھر بات کرو اُس سے۔"

"جی..." انشاء کہہ کر کال کاٹنے ہی والی تھی، تب روحان پھر بولا۔ "اور کال مت کاٹنا، پلیز!"

"ٹھیک ہے، جیجو۔"

روحان کے حتمی الفاظ کی وجہ سے انشاء نے کال نہیں کاٹی۔ ایک غیر مرئی، نازک ڈور روحان اور انابیہ کے بیچ تنی رہی۔ انشاء نے گہرا سانس لیا اور ہاتھوں میں فون لیے اپنے کمرے سے نکل کر انابیہ کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

انابیہ کمرے میں ہی موجود تھی۔ اُس نے لائٹس آف کر رکھی تھیں، اور کھڑکی پر بھی موٹے پردے لگے ہوئے تھے۔ کمرے میں تقریباً گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا، جو اُس کی روح کی تاریکی کو مجسم کر رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انشاء نے دروازہ کھول کر، انتہائی نرمی سے کہا۔ "انابیہ..." وہ آہستہ آہستہ بیڈ کے قریب پہنچی۔ اندھیرے میں اُس نے انابیہ کے جسم کا ہیولا دیکھا جو بے جان بیٹھا تھا۔

"کیا ہوا ہے؟" سوال کرتے ہوئے انشاء نے فون بیڈ پر الٹا کر کے رکھ دیا۔ کال اب بھی جاری تھا، روحان دوسری جانب خاموشی سے سننے کے لیے منتظر تھا۔

"کچھ نہیں!" انابیہ نے جھٹ سے کہا، آواز میں بے بسی تھی۔

انشاء نے گہری سانس جذب کی اور اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ "انابیہ... اتنی باتیں دل میں نہیں رکھنی چاہئیں! کوئی بھی ہو، کسی سے کہہ دینی چاہیے— بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔"

انابیہ ذرا سی بے زاری سے، نظریں اندھیرے میں جمائے ہوئے بولی۔ "کیا کہنا ہے، انشاء؟"

انشاء نے موضوع پر آتے ہوئے پوچھا۔ "تمہیں طلاق کیوں چاہیے؟ تم ہمیشہ تو لندن جانے کی خوشیاں مناتی تھی... پھر یہ سب کیا ہے؟"

"بس... مجھے نہیں رہنا اُس کے ساتھ!"

"کوئی تو وجہ ہو گی انابیہ! کوئی ایک بات بتاؤ، جو اس رشتے سے بڑی ہو گئی ہو!"

"کوئی وجہ نہیں!" وہ کہہ کر اٹھنے ہی والی تھی، گویا اس اندھیرے سے بھی بھاگنا چاہتی ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انشاء نے فوری طور پر اُس کے بازوؤں کو نرمی سے پکڑ کر پھر اپنی جگہ پر بیٹھا دیا، عزائم میں مضبوطی۔ "اب بتا بھی دو انابیہ... گھر میں سب فکر کر رہے ہیں تمہاری! بابا اور مما کی بے چینی دیکھی نہیں جاتی!"

انابیہ نے آنکھوں میں ایک تلخ چمک کے ساتھ کہا، جو اندھیرے میں بھی محسوس ہوئی "فکر؟" وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی۔ "کہہ دو سب سے کہ کسی کو بھی میری فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے!"

"ٹھیک ہے، تم اپنی فکر نہ کرو۔ لیکن روحان جیجو کا کیا؟" انشاء نے آخری کوشش کے طور پر پوچھا۔ اُس کا لہجہ نرم تھا، مگر آنکھوں میں ایک اصرار۔

"اُس کا کیا؟" انابیہ نے اُسے بڑی، تھکی ہوئی آنکھوں سے گھورا۔ اندھیرے میں بھی اُس کی نگاہوں کی تلخی نمایاں تھی۔ "دیکھو انشاء، میرے رہنے یا نہ رہنے سے روحان کی زندگی میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اُس کی زندگی ویسے بھی ائزل کے گرد گھومتی ہے!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انشاء نے انکار کے لہجے میں کہا۔"نہیں پڑے گا!!انابیہ تم ایسا کیوں سوچتی ہو؟جیجو اتنا پیار کرتے ہیں تم سے!"

انابیہ کے گلے سے ایک چھوٹی،بے معنی آواز نکلی"ہمم۔وہ سب...صرف ائزل کے کہنے پر!"

انابیہ کے لبوں سے نکلا یہ جملہ نہ صرف انشاء کو حیران کر گیا،بلکہ فون پر لندن میں بیٹھے روحان کے دل کو بھی چیر گیا۔اُس کے ہاتھ کی گرفت فون پر سخت ہو گئی،اُس کے ہونٹوں پر اپنا دفاع کرنے کے لیے جملے تھرتھرا رہے تھے،مگر وہ خاموش رہا۔

انشاء کی حیرانی سے آواز دھیمی ہو گئی"کیا مطلب؟...کیا کہہ رہی ہو تم،انابیہ؟"

انابیہ نے آنسوؤں سے لرزتے ہوئے،اپنے اندر کا زہر نکالتے ہوئے کہا۔"تمہیں پتہ ہے؟میں جب ائزل کو دہلی لانے گئی تھی،تب میں نے ائزل اور روحان کی بات سن لی تھی۔ائزل نے کہا تھا اُسے کہ انابیہ کو پیار کرنا!وہ بس اس لیے یہ سب کچھ کر رہا ہے...یہ سارا ڈرامہ!وہ پیار،وہ دیکھ بھال...سب ایک دکھاوا ہے!"

انابیہ کی اِس بات پر روحان کا دل چاہا کہ زور سے چیخے اور اُس کی غلط فہمی دور کر دے، مگر ماضی کی غلطیوں اور اپنے سخت رویے نے اُس کی زبان کو جکڑ رکھا تھا۔ فون اب بھی بیڈ پر الٹا پڑا تھا، اور روحان کا کرب لاچارگی کی خاموشی میں تھا۔

روحان اس وقت ہسپتال میں ہوا کرتا تھا۔ وہ آج بھی وہیں تھا، اپنے کیبن میں۔ تبھی دروازے پر ہلکی سی آہٹ ہوئی، اور اُس نے فوری طور پر اپنا فون نیچے کیا۔

ادھر انابیہ کے آنکھوں میں نمی بھر آئی۔ بے بسی اور کچلے ہوئے جذبات اُس کی آواز سے ٹپک رہے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انابیہ نے شدید بے بسی میں، چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "ک... کیا روحان مجھے خود کی مرضی سے محبت نہیں دے سکتا؟ کیا میں اس لائق نہیں ہوں کہ کوئی مجھے... خود سے پیار کرے؟"

انشاء کا دل پگھلا۔ اُس نے مضبوطی سے انابیہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

ادھر روحان نے سامنے کھڑے شخص،شاید کسی ساتھی ڈاکٹر سے کچھ وقت کی مختصر، رسمی گفتگو کے بعد فوری طور پر فون کانوں سے لگایا۔

انابیہ نے آنکھوں میں آئے آنسوؤں کو صاف کیا،اور حتمی،لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر نہیں ناں... تو کہہ دو روحان سے کہ مجھے تنہا چھوڑ دے۔ مجھ میں بالکل بھی ہمت نہیں ہے انشاء، کہ میں ایک ہی اذیت جھوٹی محبت اور بے اعتنائی ہر دفعہ سہہ لوں۔ وہ مجھ پر مزید رحم نہ کھائے!"

انشاء نے گہری سانس لی۔ انابیہ کی آنکھوں کا درد اور اُس کی آواز کی بے بسی سن کر وہ مزید اصرار نہ کر سکی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ اب بحث بے سود ہے۔

انشاء نے نرم اور تسلیم شدہ لہجے میں کہا۔"ٹھیک ہے انابیہ... ہم تم پر کوئی زبردستی نہیں کریں گے۔ جیسا تمہیں ٹھیک لگے،ویسا ہی ہو گا۔ بس تم پریشان نہ ہو۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہ کہہ کر انشاء نے بیڈ سے اپنا فون اٹھالیا۔ کال اب تک چل رہا تھا،اور روحان نے انابیہ کا آخری، کرب بھرا پیغام سن لیا تھا۔ انشاء نے چپکے سے کال کاٹی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ اُس کی آنکھوں میں اداسی تھی۔

روحان اب تک چیر پر جھکا بیٹھا تھا۔ اُس کا کیبن، جو عام طور پر سکون اور پیشہ ورانہ خاموشی سے بھرا رہتا تھا، آج انابیہ کے اعتراف سے گونج رہا تھا۔ نہ کام میں دل لگتا تھا،نہ ہی سکون ملتا تھا۔ اور انابیہ کی وہ تلخ بات کہ سب کچھ ائزل کے کہنے پر تھا،اُسے اور بھی بے چین کر گئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اُس نے ایک لمبی، گہری سانس چھوڑی، جو ماضی کے پچھتاووں سے بھری تھی۔ پھر چہرے پر ہاتھ رکھ کر، کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا رہا۔

روحان نے تکلیف دہ سرگوشی کی "انابیہ نے جو سُنا تھا،وہ آدھا سچ تھا... کیسے بتاؤں اُسے کہ میں نے جو کچھ بھی کیا،وہ صرف ائزل کے کہنے پر نہیں کیا تھا۔ پہلے شاید کوشش تھی، لیکن بعد میں میں بھی اُسے پسند کرنے لگا تھا..."

"میں نے اُسے اعتماد نہیں دیا، اور اب وہ اس جھوٹی سچائی کے ساتھ رہ رہی ہے!"

وہ کرسی پیچھے دھکیل کر جھٹ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ذہن میں اب کوئی دوسرا خیال نہیں تھا۔ "مجھے انابیہ سے بات کرنی ہوگی! مجھے اُسے اپنی صفائی دینی ہے۔ مجھے اُسے بتانا ہے کہ میری اچھائی دکھاوا نہیں تھی... اور یہ اُس کی غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔"

وہ فوری طور پر کیبن سے باہر نکلا، جیسے زمانے کا وقت بھی اُس کے لیے اہم نہ ہو۔ آسمان میں سرد شام کی روشنی تھی، سورج طلوع ہو چکا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آسمان پر تاریکی گہری ہو چکی تھی، اور نومبر کی سردی نے ماحول میں ایک جمود پیدا کر دیا تھا۔ ڈنر کا وقت ہو رہا تھا۔ یہ وہ رسمی وقت تھا جب بکھری ہوئی فیملی کو مجبوری میں ایک ساتھ آنا پڑتا ہے۔ انابیہ آج بھی باہر کبھی نہیں جاتی اگر اُس کا پیٹ بھوک سے کراہ نہ رہا ہوتا۔

وہ چھوٹے چھوٹے، بوجھل قدموں سے ڈائننگ ٹیبل تک آئی۔ اُس کی آنکھوں میں خوف تھا، اور وہ خود کو مزید سوالوں سے بچانا چاہتی تھی۔ اُس نے کسی سے بھی نظریں نہیں

ملائیں، جیسے وہ سب اجنبی ہوں۔ کرسی آگے کھینچ کر آہستگی سے بیٹھ گئی۔ ملازمہ نے کھانا پلیٹ میں پروسا۔

ٹیبل پر موجود سب کی نظریں انابیہ پر مرکوز تھیں، مگر انابیہ نے ایک لمحے کے لیے بھی اپنی نظریں اوپر نہ اُٹھائی تھیں۔ وہ کھانے میں غرق رہنا چاہتی تھی۔

اُس نے پہلا لقمہ منہ تک ہی لیا تھا کہ حریرہ بیگم سے صبر نہ ہو سکا۔ اُنہوں نے ممتا بھرے لہجے میں کہا، جس میں گہری فکر شامل تھی۔ "انابیہ... کیا یہ سب صحیح تھا جو تم نے کیا؟ کیا تم نے ایک بار بھی سوچا نہیں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ بات ماں کی ممتا اور اُس کی اپنی پریشانی سے بھری تھی، مگر انابیہ کو یہ بات کسی کانٹے کی طرح چُبھ گئی۔ اُس نے فوری طور پر منہ تک لایا ہوا لقمہ نیچے کیا۔

آخر وہ کس کس کو اپنی صفائی دیتی؟ اُس کے اندر کا زخم زبان پر آنسوؤں سے زیادہ تلخ الفاظ لانے کے لیے تیار نہ تھا۔

اور یہ دنیا کا سچ ہے۔ جب زخمی روح چیخ کر گواہی دیتی ہے، تو دنیا گونگی بہری ہو جاتی ہے، وہ صرف بظاہر حقیقت پر یقین رکھتی ہے۔

انابیہ نے خفگی سے بھرے لہجے میں، سر جھکائے ہوئے کہا۔ "کم سے کم کھانے کے وقت تو یہ بات نہ چھیڑا کریں!"

اُس نے فوراً ہاتھ ٹشو سے صاف کیے اور اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ بھوک اُس کی تلخی کے سامنے دب چکی تھی۔

ھریرہ بیگم نے فوری طور پر، گھبراہٹ میں کہا۔ "انابیہ بیٹا! معاف کرنا،... کھانا کھالو، پھر بات کر لینا..."

انابیہ نے تلخ جملہ کہہ کر، کرسی پیچھے دھکیل دی۔ "بس! پیٹ بھر گیا میرا!" اُس نے اپنے قدم پیچھے لیے اور پلٹ گئی۔

ھریرہ بیگم نے بے بسی سے اٹھ کر کہا۔ "انابیہ!... ہم بس وجہ جاننا چاہتے ہیں اور کچھ بھی نہیں! یہ فیصلہ ہماری سمجھ سے باہر ہے!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انابیہ نے بغیر پلٹے کہا۔"وجہ ایک ہو گی تو بتاؤں!وہاں تو وجوہات کا سمندر ہے!"اور وہ سیڑھی کی طرف بڑھی۔

"تو سب کچھ بتادو! کیا ہمارا اتنا بھی حق نہیں کہ ہم جانیں کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا؟"ھریرہ سنجدگی سے بولیں۔

اُن کی اس بات پر انابیہ نے قدم روکے اور آہستہ سے پلٹی۔اُس کا چہرہ غم و غصہ سے بھرا تھا۔

اُس نے آخری،پتھر جیسا جملہ کہا۔"دیکھنے والوں کا نظریہ کبھی بھی سہنے والے کا درد نہیں دیکھ سکتا!"

یہ ایک جملہ تھا،جس کے ہزاروں مطلب تھے۔یہ کہہ کر وہ تیزی سے سیڑھی چڑھ گئی،اور سب ہال میں ساکت،اپنے اپنے نظریوں اور درد میں ڈوبے کھڑے رہ گئے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انابیہ کمرے میں داخل ہوئی۔ ایک تو تنہائی کی کاٹ اور اوپر سے پیٹ، جو مارے بھوک کے کراہ رہا تھا۔ اُس کے اندر جسمانی مجبوری اور جذباتی شکست کا شدید تصادم تھا۔ وہ آہستہ آہستہ آگے آئی اور فرش پر بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھ گئی۔

کچھ لمحے تک وہ یونہی خالی بیٹھی رہی، نگاہیں بے مقصد خلا میں جمی تھیں۔ پھر، لاچارگی اور محبت کی پکار میں، اُس نے بیڈ سے اپنا فون اٹھایا۔ میسنجر کھولا، اور بس اُنگلیاں کرب میں تیز رفتاری سے میسج ٹائپ کرنے لگیں۔

ٹائپنگ کا شور اُس کے خاموش کمرے میں ایک احتجاج تھا۔

"روحان، مجھے معاف کر دو! میں جانتی ہوں، مجھے تم سے اُس طرح کی تلخ بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔ میرے الفاظ میرے دل کی نہیں، بلکہ میرے خوف کی پیداوار تھے۔ لیکن پلیز، میری التجا سنو... مجھے یہاں سے لے جاؤ!... میں انجان چہروں اور چھپے سوالوں کے درمیان ہلکان ہو چکی ہوں۔ مجھے تم سے کچھ نہیں چاہیے!... نہ تمہاری محبت کا اقرار، نہ فکر کا دکھاوا، اور نہ توجہ کا جھوٹ۔ بس... مجھے اپنے گھر کا ایک کونہ دے دینا۔ جہاں میں خاموشی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سے بیٹھ سکوں۔ میرا دم گھٹ رہا ہے یہاں! میں مر جاؤں گی اس تنہائی میں۔ آجاؤ روحان!

پلیز آجاؤ!"

ٹائپ کرتے وقت اُس کے ہاتھ ایک لمحے کے لیے بھی نہ لرزے، جیسے وہ دل کی آگ کو الفاظ میں منتقل کر رہی ہو۔ آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہہ نکلے، جو اس شدید کرب کی گواہی دے رہے تھے، جسے اس انا زدی لڑکی نے لکھ ڈالا تھا۔

میسج مکمل ہونے کے بعد اُس کی انگلیاں رُک گئیں۔ پہلے سوچا، بھیج دوں، پھر انگلیاں پیچھے ہو گئیں۔ کیا کرے وہ؟ انا جو ایک غیر مرئی دیوار بن کر آڑے آجاتی ہے۔

اُس نے آنسو صاف کیے اور میسج ڈرافٹ میں چھوڑ دیا۔ ہاں، اُس نے وہ پیغام نہیں بھیجا!

انابیہ کا سر درد کی شدت سے پھٹ رہا تھا۔ یہ درد محض جسمانی نہیں تھا، بلکہ ماضی کی تھکن اور جذباتی کشمکش کا بھاری بوجھ تھا۔ رگوں میں خون گویا ہتھوڑوں کی طرح دھڑک رہا تھا۔

وہ کمرے میں لڑکھڑاتی ہوئی ٹیبل کے دراز تک پہنچی۔ درد کی لہریں اُسے بے حس کر چکی تھیں۔ اُس نے بغیر کسی توقف کے دراز سے ٹیبلیٹس کا پتہ باہر نکالا۔

درد کی شدّت اتنی خوفناک تھی کہ نہ اُس نے دوائیوں کا نام دیکھا، نہ اُن کی گنتی کی ہوش و حواس اس وقت درد کے آگے ہار چکے تھے۔ بس اُس نے ایک مشت گولیاں ہاتھوں میں بھریں اور آنکھیں بند کر کے، ایک گہری سانس لی اور منہ میں بھر لیں۔ پانی کے کچھ گھونٹ کے ساتھ، وہ تیزی سے انہیں نگل گئی۔ پھر چلتی ہوئی بیڈ کے کنارے پہنچی اور پیر آگے پھیلائے ہوئے، وہ ٹھنڈے فرش پر، گدّے پر سر رکھے وہیں بیٹھی رہی۔ آنسو آنکھوں میں تھے، اور نگاہیں خلا میں۔ اللہ اللہ، اوپر سے بھوک۔

وقت نے آہستگی سے کرنسی نوٹوں کی طرح سفر کیا۔ ایک گھنٹہ، دو گھنٹے، تین گھنٹے... کب رات کے تین بج گئے، پتہ ہی نہیں چلا۔

رات کے تین بج چکے تھے۔ کمرے کی تاریکی میں، کافی دیر بعد، انابیہ کا وجود حرکت میں آیا۔ وہ ہلکی سی جنبش کے ساتھ اپنی جگہ سے ہلی، گویا برف کا پتلا پگھل رہا ہو۔ جسم جمود کا شکار ہو چکا تھا۔ وہ ناتوانی سے سیدھی ہوئی اور تھکن سے منہ پر ہاتھ پھیرا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اُس نے جیسے ہی ہاتھ نیچے کیا، اس کی نگاہیں ٹھہر گئیں۔ ہتھیلیوں پر سرخ، نم خون کے ہلکے دھبے نظر آئے۔ یہ تاریکی میں ایک عجیب نشانی تھی۔

انابیہ نے کچھ وقت تک ہاتھوں پر لگے خون کو یونہی گھورا، جیسے کسی ان دیکھی حقیقت کا اعتراف کر رہی ہو۔ پھر ڈر کر اپنی ناک پر ہاتھ لگایا۔ گرم خون ناک سے آہستہ آہستہ رس رہا تھا۔ یہ جسمانی کمزوری، شدید بھوک، اور ذہنی دباؤ کی تین تہائی شکست تھی۔

وہ جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھی اور واش روم کی جانب بھاگی۔ اُس نے نل کے نیچے اپنی ناک اور منہ ٹھنڈے پانی سے صاف کیا۔ اور آئینے میں دیکھا۔ خود کی جھلک اُسے ویران، زرد دکھائی دی۔ اُس کا سر تیزی سے گھوم رہا تھا۔ وہ لڑکی جو ہر جذبہ، ہر سختی کے بغیر رہ سکتی تھی، لیکن کھانے کے بغیر نہیں۔ مگر آج، صبح کی روشنی سے لے کر رات کے اس پہر تک، ایک دانہ بھی اُس کے پیٹ میں نہ تھا۔

اُس کا سر گھما، اُس نے پہلے ایک ہاتھ سر پر رکھا، جیسے بھاگتے ہوئے دماغ کو تھام رہی ہو اور لڑکھڑاتے ہوئے باہر آئی۔ وہ پھر بیڈ کے قریب جا بیٹھی، اپنا خالی، دکھتا ہوا پیٹ دبائے۔

"مجھے یہاں اپنے بھی انجان لگ رہے ہیں... یہ سرد دیواریں مجھے کھا رہی ہیں۔ کوئی لے چلو مجھے یہاں سے!"

پھر آہستہ آہستہ اُس کی آنکھیں بند ہوئیں، اور وقت نے شکست قبول کر لی۔ وہ سرد، ٹھنڈے فرش پر ہی گر پڑی۔ تنہائی، بھوک، اور انا کی شکست نے بالآخر اسے بے ہوش کر دیا۔

صبح کی پہلی کرن ابھی پوری طرح پھیلی نہیں تھی۔ یہ اُمید کی وہ مدھم لو تھی جو اندھیرے کے بعد نمودار ہوتی ہے۔ کمرے کے پردوں کے پیچھے سے صرف ایک مدھم، دودھیا روشنی اندر آ رہی تھی۔

انشاء نے آہستہ سے دروازہ کھولا۔ ہاتھ میں ایک ٹرے تھی، جس پر گرم چائے اور بسکٹ رکھے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"انابیہ؟"اُس نے آہستہ سے پکارا۔کوئی جواب نہیں آیا۔صرف کمرے کی بوجھل خاموشی۔

"اٹھ جاؤ انابیہ!"وہ ہنستے ہوئے،احتیاط سے آگے بڑھی۔لیکن اگلے ہی لمحے،اُس کی مسکراہٹ چہرے پر پتھر بن گئی۔

کمرے کا منظر دیکھ کر اُس کا دل جیسے سینے میں جم سا گیا۔فرش پر،بالکل بیڈ کے قریب، انابیہ بے ہوش پڑی تھی۔اُس کا سر ایک طرف ڈھلکا ہوا تھا،ہاتھ بے جان ایک طرف لٹک رہا تھا،اور ناک کے قریب خشک خون کے دھبے۔رات کی خاموش اذیت کا واضح ثبوت تھے۔"ان...انابیہ!"لرزتے ہاتھوں سے ٹرے زمین پر گری۔چائے کا کپ ایک تیکھی آواز کے ساتھ ٹوٹ کر بکھر گیا۔وہ ہوش و حواس کھو کر،بھاگ کر آگے آئی،انابیہ کے نڈھال بازو تھامے۔"انابیہ!آنکھیں کھولو!پلیز!اٹھو تو سہی!"اُس نے گھبراہٹ میں اُس کا ٹھنڈا چہرہ سہلایا۔"یا اللہ،یہ کیا ہو گیا!!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انشاء کی چیخ کمرے میں گونجی، جیسے کسی بڑے راز کا افشا ہوا ہو۔ وہ فوراً وہ سے اٹھی اور دروازے کی جانب بڑھی۔ دروازہ کھولا اور پوری طاقت سے پکارا۔ وہ آواز جواب گھر کی خاموشی کو چیر رہی تھی۔

"عمر!بابا!امی!جلدی آئیں!...انابیہ کو کچھ ہو گیا ہے!"

کچھ ہی لمحوں میں، پریشانی کے عالم میں سب بھاگتے ہوئے اندر آئے۔ ظہیر صاحب کے ہاتھ میں پانی کا گلاس تھا، حریرہ بیگم کے چہرے پر سفیدی۔

عمر نے فوری طور پر گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے، گھبراہٹ کے عالم میں پوچھا۔ "کیا ہوا اسے؟؟"

"پتہ نہیں...میں آئی تو یہ ایسے گری ہوئی تھی...اور خون بھی آرہا ہے ناک سے!اس نے صبح سے کچھ کھایا بھی نہیں تھا!"

ھریرہ بیگم آگے بڑھیں،انابیہ کا چہرہ سیدھا کیا۔

اُسی وقت عمر نے کوئی تذبذب نہ دکھایا،انابیہ کو احتیاط سے گود میں اٹھایا اور باہر کی جانب لپکا۔

انشاء ابھی تک کمرے میں ہی تھی،فرش پر بکھرے چائے کے کپڑوں کے پاس خوف زدہ کھڑی تھی۔اُس کی نگاہ اچانک بیڈ پر پڑے انابیہ کے فون پر پڑی۔انابیہ کی بے ہوشی نے اُسے آخری حد تک مجبور کر دیا تھا۔

اُس نے ایک لمحے کے بھی توقف کے بغیر فون ہاتھوں میں اٹھایا اور پہلے سے محفوظ نمبر ملایا۔اس وقت خوف اور حقیقت کی شدت زیادہ تھی۔

ادھر لندن میں...

روحان ابھی گہری نیند میں تھا۔انابیہ کے تلخ جملوں نے اُسے رات بھر سونے نہیں دیا تھا، اور وہ ابھی ابھی تھوڑی دیر پہلے نیند کی آغوش میں گیا تھا۔اُس کا فون میز پر بج اٹھا۔اُس نے پہلی رنگ خالی جانے دی،یہ سوچ کر کہ شاید کوئی ہسپتال کا معمول کا کال ہو گا۔

پھر دوسری دفعہ کال آئی۔اصرار محسوس ہوا تو وہ نیم بیداری میں اٹھ کر بیٹھا اور فون کانوں سے لگایا۔"ہیلو؟"اُس کی آواز میں نیند کی گہرائی تھی۔

دوسری طرف سے انشاء کی پریشان،لرزتی ہوئی آواز گونجی،جو برقی تاروں سے ہوتی ہوئی گولہ بارود کی طرح روحان کے کانوں میں اتری۔

"جیجو!انابیہ کو پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے!وہ بے ہوش ہو گئی ہے اور ناک سے خون بھی آرہا ہے!اسے ہسپتال لے جا رہے ہیں!"انشاء نے جیسے ہی یہ الفاظ ادا کیے،روحان ٹھٹھک گیا۔نیند کی ہر آخری رمق اُڑ گئی۔

اُس نے کچھ نہیں کہا!نہ سوال،نہ چیخ۔بس فون بیڈ پر پھینک دیا،اور گھبراہٹ میں بستر سے نیچے اترا۔اُس کے قدم فوراً ہوائی سفر کے لیے بھاگنے کے لیے تیار تھے۔بے چینی اور خوف نے اُس کے دماغ کو سن کر دیا تھا۔

✧....✧....✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

صبح سے شام ہو چکی تھی،اور باہر کا ماحول اب سرد، گہری تاریکی میں ڈوب چکا تھا۔انابیہ ہسپتال میں آکسیجن کے سہارے تھی۔

آئی سی یو کے باہر بیٹھی،ھریرہ بیگم کا برا حال تھا۔اُن کا چہرہ زرد،اور آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔

ھریرہ بیگم کے ہاتھ دعاؤں میں اٹھے ہوئے تھے،لبوں سے مسلسل آہٹ "یا خدا،بس میری بچی کو سلامت رکھنا...یہ ماں تجھ سے بھیک مانگتی ہے!"

تبھی،اُن کا حال دیکھ کر عمر آگے ظہیر صاحب کی جانب آیا،جو دہلیز سے ٹیک لگائے،ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔پریشانی میں بھی وقار برقرار رکھنے کی ناکام کوشش۔

"بابا،آپ امی کو گھر لے جائیں۔انہیں آرام کی ضرورت ہے۔میں یہیں ہوں،انشاء بھی یہیں ہے۔"

عمر کے کہنے پر ظہیر صاحب نے تھکا ہوا سر ہلایا اور فریحہ بیگم کو سہارا دے کر گھر لے جانے کے لیے نکل گئے۔ہسپتال کا کاریڈور مزید ویران ہو گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شام اب گہرے اندھیرے میں ڈھل رہی تھی۔ عمر کا فون بجا،اور وہ کالیڈور سے باہر نکل گیا۔انشاء وہیں بے چینی سے بیٹھی تھی،اُس نے جیسے ہی سر پیچھے کیا،اس کی آنکھ لگ گئی۔

کچھ ہی دیر بعد،وہاں ہاتھوں میں کوٹ دبائے،سفید ڈریس شرٹ میں ملبوس ایک شخص آیا۔ اُس کا چہرہ کوئی دیکھ نہیں پایا،مگر پہچان اس کی لباس سے تھی۔وہ کوئی ڈاکٹر لگ رہا تھا۔ بغیر کسی سے پوچھے،وہ دہلیز کے پار کر کے آئی سی یو تھیٹر کے اندر چلا گیا۔

وہ اپنی کم رفتاری سے انابیہ کے بیڈ کے قریب آیا۔اُس کے قدموں میں زمین کی کشش نہیں، بلکہ دل کا کرب تھا۔وہ آہستہ سے انابیہ کا لاچار ہاتھ اپنے ہاتھوں میں اٹھایا۔

"تمہیں اٹھنا ہو گا"

بس اتنا ہی کہا،اور انابیہ کے ٹھنڈے ہاتھ کو اپنے لبوں سے لگایا،پھر آنکھوں سے لگائے واپس رکھ دیا۔اُس نے کچھ دیر انابیہ کو ہی گھورا بے ہوشی میں بھی وہ کا چہرہ اُس کے لیے دنیا کا سچ تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ انابیہ کے سرہانے سے ہٹ کر، چند قدم فاصلے پر جہاں زمین سرد تھی، ٹھنڈی فرش سے سر ٹیکا دیا۔

کبھی اُس کے ہونٹوں سے لرزتی ہوئی سسکیاں سنائی دیتیں، کبھی گرم آنسو ٹھنڈی فرش پر جا گرتے۔ وہ آنسو جو ایک مرد کے تکبر کو پگھلا چکے تھے۔

انشاء، جو اب بھی باہر، نیم خوابی اور شدید تھکن کے عالم میں تھی، اچانک اُس کی آنکھ کھلی۔ وہ ادھر اُدھر دیکھتی اپنی جگہ سے اٹھی اور دروازے تک آئی۔ اندر کے مدھم اندھیرے میں، اُس نے ایک جھلک میں اُس سفید پوش شخص کو سجدے میں گرے ہوئے دیکھا۔

انشاء نے کچھ نہیں کہا۔ وہ جانتی تھی کہ یہ وہ سجدہ ہے جس میں کوئی مداخلت، کوئی لفظ، اور کوئی رشتہ بھی آڑے نہیں آسکتا۔ یہ روح کا خدا سے براہ راست مکالمہ تھا۔ وہ چپ چاپ واپس مڑ گئی۔

یہ ایک طویل سجدہ تھا... گھنٹوں میں شمار ہونے والا، لمحوں میں نہیں! آٹھ گھنٹے تک یہ شخص یونہی سجدے میں گرا رہا۔ وقت کی پرواہ کیے بغیر!!

وہ دنیا کا پہلا ایسا مرد تھا جس نے اپنے غرور کو قدموں میں رکھ کر، ایک لڑکی کی سانسوں کی خاطر طویل سجدہ کیا اور روں روں کر کے دعائیں مانگیں۔

صبح ہوئی اور دن کی پہلی، مدھم دھوپ نے ہسپتال کی ٹھنڈی کھڑکیوں سے جھانکا۔ ھریرہ بیگم گھر سے جلدی فارغ ہو کر بے چینی میں ہسپتال پہنچیں۔ وہ بغیر رُکے، ایک ماں کی اضطراب میں، اندر چلی آئیں۔

انابیہ اب ہوش میں تھی۔ اُس کی آنکھوں میں زندگی کی ہلکی سی چمک واپس آچکی تھی، اور وہ بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ انشاء اُسی کے قریب، کرسی پر بیٹھی، اطمینان کا سانس لے رہی تھی۔ کچھ وقت تک ھریرہ بیگم بھی وہیں بیٹھی رہیں، انابیہ کے ماتھے پر پیار کیا۔

تبھی، ایک نرم رو نرس اندر آئی۔ اُس کے ہاتھ میں دواؤں کی ٹرے تھی۔ "آپ سب باہر چلے جائیں۔ مریض کو آرام اور مکمل سکون کی ضرورت ہے۔"

نرس نے جیسے ہی کہا، ھریرہ بیگم اور انشاء ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے اٹھ کر باہر چلے گئے۔

نرس آہستہ سے انابیہ کے قریب ٹھہری۔"اب طبیعت کیسی ہے آپ کی؟؟"

"ہمم،بہتر ہوں..."اُس نے سر ہلایا۔

"اللہ کا کرم ہے!ویسے... آپ کے لیے کوئی بہت پریشان تھا رات میں۔"

انابیہ نے حیرانی کا مظاہرہ کیا۔"کون؟

"ایک شخص آیا تھا،بہت رو رہا تھا۔یہی بیڈ کے پاس بیٹھ کر..."اُس نے کہہ کر سامنے کی طرف اشارہ کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کون تھا وہ؟اپنے پوچھا نہیں؟"

"پتہ نہیں...وہ کسی سے ملا نہیں اور نہ کسی سے بات کی۔بس اندر آیا اور یہی سجدے میں گرا ہوا تھا،کافی وقت تک"

"اچھا؟"سفید کوٹ والا انجان شخص...وہ پُراسرار مہمان جس نے رقص کیا تھا...اور اب سجدہ؟انابیہ کا ذہن الجھن میں پڑ گیا۔

روحان چہرے پر تھکن اور آنکھوں میں نمی لیے آہستہ آہستہ چلتا ہوا آیا۔ اُس کی ہر سانس انابیہ کی طرف کھینچ رہی تھی۔ وہ آئی سی یو کے دروازے تک پہنچا، اُس کا ارادہ تھا کہ وہ بغیر کسی کی پرواہ کیے اندر چلا جائے، مگر قسمت نے اُسے وہاں بھی تنہا نہ چھوڑا۔

ظہیر صاحب، جو ابھی ھریرہ بیگم کو بٹھا کر واپس آئے تھے، گزرے ہوئے غصے اور بے بسی کا مجسمہ تھے۔ وہ آہستگی سے اُس کے اور دروازے کے بیچ آ گئے۔ راہ میں ایک مضبوط دیوار کھڑی ہو گئی۔

"یہاں کیا کر رہے ہو؟ تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہاں تک آنے کی؟" اُنہوں نے سخت، بوجھل لہجے میں کہا۔

روحان نے سر جھکائے، سادگی سے جواب دیا۔ "میں انابیہ سے ملنے آیا ہوں۔ میں صرف ایک بار اُسے دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے بھی اب تمہارا اُس سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔ اور اب اس سے ملنے کا حق تم کھو چکے ہو!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہ الفاظ روحان کے لیے لوہے کی سلاخ کی طرح تھے۔ وہ لمحے کے لیے ٹھہرا۔ روحان کا سر شرمندگی سے مزید جھک گیا۔ اُس نے کچھ نہیں کہا وہ جانتا تھا کہ اِس وقت خاموشی ہی اس کا واحد جواب ہے۔

ظہیر صاحب نے مزید کہا۔ "وہ آج اس حال میں صرف اور صرف تمہاری وجہ سے ہے! تمہاری حرکتوں کی وجہ سے!!" اُنہوں نے انگلی روحان کے سینے کی جانب اٹھائی۔

"میں جانتا ہوں، میں مجرم ہوں۔ لیکن پلیز، مجھے ایک بار مل لینے دیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں، پھر کبھی پلٹ کر نہیں آؤں گا!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اُس نے جیسے ہی آخری بار جھک کر التجا کی، ظہیر صاحب کا غصہ اور بڑھ گیا۔

"بہت احسان کر چکے ہو! اب اور مت کرو دفع ہو جاؤ یہاں سے!"

ظہیر صاحب نے سختی سے اُسے پیچھے دھکیلا۔ روحان چاہ کر بھی انابیہ سے نہیں مل پاتا، وہ بے بسی کے عالم میں پلٹ گیا۔ وعدہ پورا ہوا، وہ پلٹ گیا۔

✧....✧....✧

اگلے دن، انابیہ کا ہسپتال سے ڈسچارج ہو چکا تھا۔ کمزوری کے باوجود، وہ اب اپنے مانوس ماحول میں تھی۔ انشاء اُس کے کمرے میں آئی، لیکن انابیہ شاید واش روم میں تھی۔ انشاء نے دروازے پر ایک دفعہ آواز لگائی، اور اندر سے انابیہ کا تھکا ہوا جواب بھی آیا۔

انشاء اطمینان سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔ اُس کی نگاہ انابیہ کے فون پر پڑی، جو تکیے کے قریب رکھا تھا۔ تجسس اور بے چینی کا غلبہ ہوا، اور انشاء نے اُس کا فون اٹھالیا۔ کچھ دیر تک معمول کی سکرالنگ کی، پھر میسنجر کھولا۔ روحان کی چیٹ میں انابیہ کا ڈرافٹ میسج اُسے واضح طور پر نظر آیا۔

انشاء نے پہلے پورا پیراگراف پڑھا۔ ہر لرزتا ہوا لفظ، ہر جذباتی التجا۔ لبوں پر ایک ہلکی سی، معنی خیز مسکان کھیلنے لگی۔ وہ سمجھ گئی کہ انا کی دیوار گر چکی ہے۔ بغیر ایک لمحے کی ہچکچاہٹ کے، اُس نے ڈرافٹ میسج سینڈ کر دیا۔ یہ دوستی کا آخری، غیر روایتی کام تھا۔

روحان، جو دہلی سے واپس جا رہا تھا، ٹکٹ ہاتھ میں لیے گیٹ پر موجود تھا۔ فلائٹ میں ابھی وقت تھا۔ اُس کے جیب میں میسج کی ٹون بجی۔ اُس نے فوری طور پر فون جیب سے نکالا اور انابیہ کا وہ میسج پڑھا۔ وہ ندامت اور پناہ کی بھیک۔ روحان کا چہرہ کھل اٹھا۔ خاموش، اطمینان بھری مسکان اُس کے چہرے پر کھیلنے لگی۔

انابیہ اب بیڈ کے کنارے بیٹھی تھی، کمزوری کے باوجود آنکھوں میں تجسس تھا۔ انشاء بھی اُس کے ساتھ بیٹھی تھی۔ "اور پتہ ہے، تمہاری حالات کی خبر سُن کر روحان جیجو آئے تھے!"

"کب؟" اُس کی آواز میں حیرت تھی۔

"کل... مگر بابا نے انہیں تم سے ملنے نہیں دیا اور غصے سے واپس بھیج دیا۔"

انابیہ نے گہری سانس چھوڑی، اور اپنے دل کی پکار کو چھپاتے ہوئے کہا۔ "صحیح کیا بابا نے۔"

"ایسا کیوں کہہ رہی ہُوں" انشاء نے بغیر رکے کہا۔ "تمہیں پتہ بھی ہے؟ روحان جیجو تم سے مل کے گئے ہیں!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس بات پر انابیہ واقعی حیران ہوئی تھی۔اُس کی آنکھیں پھیل گئیں۔وہ آگے ہوئی، جیسے بیتے ہوئے وقت کی تفصیل کھینچنا چاہتی ہو۔"پہلے؟...پہلے کب آیا تھا؟"

✧....✧....✧

ناشتے کے بعد، گھر میں ایک مدھم، رکا ہوا سکون تھا۔ سبھی لاؤنج میں بیٹھے تھے، چائے کے کپ اور دبی ہوئی فکریں میز پر تھیں۔ تبھی، دور کی گھنٹی بجی۔ کنیز نے جا کر دروازہ کھولا۔ اور دروازے پر ہی روحان کھڑا تھا۔ وقار سے پُر، مگر آنکھوں میں عاجزی اور ایک نیا عزم تھا۔

ہاں، وہ انابیہ کے بلانے پر آیا تھا۔

ھریرہ بیگم نے اُس طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔"کون ہے؟"

"روحان بابا آئے ہیں۔" کنیز نے کہہ کر دروازے سے ہٹ گئی۔

اسی بات پر ظہیر صاحب جو ہاتھ میں چائے کا کپ لیے بیٹھے تھے، شدید غصے میں آ گئے۔ انابیہ کی حالت اور روحان کی ضد نے انہیں مزید تلخ کر دیا تھا۔ اُنہوں نے غصے سے کپ ٹیبل پر رکھا، جس سے چائے ہلکی سی چھلکی، اور خود بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

اس سے پہلے کہ روحان اندر قدم بڑھاتا، ظہیر صاحب اُس طرف بڑھ گئے۔ "اندر آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے! تم کس حیثیت سے یہاں آئے ہو؟"

لیکن اس بار روحان نے ان کی بات بھی نہ مانی۔ اُس کے قدم اب رُکنے والے نہیں تھے۔ اُس نے ظہیر صاحب کی طرف دیکھا اور اندر اپنے قدم بڑھا لیے۔ "میں صرف اور صرف انابیہ کے کہنے پر آیا ہوں"

"انابیہ کے کہنے پر؟" اُنہیں انابیہ کے رویے پر یقین نہ آیا۔ پھر سختی سے بولے۔ "تمہارا اور اُس کا کوئی رشتہ نہیں ہے اب روحان! تمہارا کوئی حق نہیں ہے اُس سے باتیں کرنے کا یا ملنے کا! تم طلاق دے چکے ہو!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بابا، میں جانتا ہوں، لیکن میں نے جو کچھ بھی کیا، اُس میں انابیہ کی مرضی شامل تھی۔ لیکن پھر بھی میں آج اپنا جرم تسلیم کرتا ہوں۔"

"مجھے کچھ نہیں سننا! میں بس اتنا جانتا ہوں کہ تمہارا طلاق ہو چکا ہے! اور اب تمہاری یہاں کوئی جگہ نہیں!" انہوں نے جیسے ہی یہ حتمی الفاظ ادا کیے، پیچھے سے ایک مانوس، مدھم، مگر فیصلہ کن آواز گونجی۔ "کس نے کہا ہمارا طلاق ہو چکا ہے؟"

سب نے آواز کی طرف دیکھا۔ انابیہ، ریلنگ پر ہاتھ رکھے، آہستہ آہستہ سیڑھیاں اُتر رہی تھی۔ اُس کا چہرہ کمزوری کے باوجود پرسکون تھا۔ اُس نے چھوٹے چھوٹے ڈگ روحان کی جانب بڑھائے، اور ظہیر صاحب کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔

"میں نے پیپرز سائن نہیں کیے۔"

یہ کہہ کے وہ سیدھی روحان کے برابر آ کھڑی ہوئی، جو اُسے مزید حیران نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اُس کے لیے یہ بات ناقابلِ یقین تھی۔

انابیہ نے نرمی سے اُس کا ہاتھ تھاما، جو ایک سچی اور مضبوط ڈور تھی۔ "روحان اب بھی میرا شوہر ہے"

انابیہ نے وہاں رُکنا مناسب نہ سمجھا۔ اس فیصلے کے بعد کسی وضاحت کی ضرورت نہ تھی۔ اُس نے روحان کا ہاتھ مضبوطی سے کھینچا اور سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اُسے اوپر لے گئی۔ لاؤنج کی ساکت آنکھیں اُنہیں دیکھتی رہ گئیں۔

کمرے میں پہنچتے ہی، انابیہ نے پیچھے مُڑ کر دروازہ لاک کر دیا۔ یہ احتساب کا مقام تھا۔

"کیوں آئے ہو تم یہاں؟" اُس کی آواز لرز رہی تھی۔ "بتاؤ نہ کیوں آئے ہو؟ تمہیں طلاق چاہیے تھا ناں؟ پیپرز بھیج دیے تھے!" اُس نے غصے اور تکلیف کا شدید مظاہرہ کیا۔

پھر رک کر، اُس نے بے بسی اور کرب سے روحان کی آنکھوں میں دیکھا۔ "ایک بار بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا ناں؟ کیا اتنی بھی اہمیت نہیں تھی میرے احساسات کی؟"

روحان نے خاموشی ختم کی۔ "میں نے جو کچھ کیا، انابیہ، تمہاری خوشی کے لیے کیا۔ تم آزادی چاہتی تھی مجھ سے..."

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میری خوشی؟... تمہیں اس میں میری خوشی کہاں نظر آئی، روحان؟" اُس کی آواز میں طنز کی گونج تھی۔

وہ لمحے کے لیے رُکی، اُس کے لب تھرتھرائے۔ "میرا مطلب رشتہ ختم کرنا بالکل نہیں تھا! میں تو بس واپسی کے لیے... کچھ وقت چاہتی تھی!"

"انابیہ! میں آیا تمہیں لینے... تمہیں واپس لندن لے جانے!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اٹھارہ نومبر کی رات: حسنِ مجسم اور خاموش تعاقب

۱۸ نومبر کی رات اپنے عروج پر تھی۔ باہر کی فضا میں سرد مہک تھی، مگر اندر کا ماحول جیسے کسی جشن کے لیے تیار تھا۔

انابیہ نے دروازے سے باہر قدم رکھا۔ وہ تیار ہو کر نکلی تھی، اور روشنی، اور خوشی کی پرچھائیوں میں وہ کسی پری سے کم نہیں لگ رہی تھی۔ اُس کے لباس کا رنگ تاریکی میں بھی چمک رہا تھا، اور بالوں کی لٹیں خوبصورتی سے چہرے پر بکھری تھیں۔

وہ اپنا لمبا، نفیس بال گاؤن سنبھالے ہوئے، نرمی سے جھک کر کار میں جا بیٹھی۔

عمر کی کار ذمہ داری کی طرح، آگے نکلی۔ اُس کی تیز ہیڈ لائٹس نے تاریک سڑک پر روشنی کی۔

عمر کی کار ایک وسیع، روشن ہال کے سامنے رُکی۔ یہ ہال کسی خفیہ تہوار یا خوابیدہ محفل کے لیے آراستہ کیا گیا تھا۔ انابیہ نے اپنا پراسرار ماسک لگایا، اور ایک لمبے، پُروقار قدم کے ساتھ اندر چلی گئی۔ اُس کی رانی جیسی چال نے سفید گاؤن میں ایک اسرار پیدا کر دیا۔

اور کچھ وقت بعد، روحان سفید کوٹ میں ملبوس، ہال کی دہلیز کی جانب بڑھا۔ سامنے ٹیبل پر کئی سارے ماسک تھے۔ گمنامی کا لباس۔ اُس نے ایک سیاہ، پراسرار ماسک اٹھا کر چہرے پر لگایا اور اندر کی طرف بڑھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اندر، ماسک پہنے کپلز ڈانس فلور پر تھمکیوں کے ساتھ رقص کر رہے تھے۔ روحان کی نگاہ نے فوراً انابیہ کو ڈھونڈ لیا۔ وہ ڈانس فلور پر، ایک انجان شخص کے ساتھ تھی، جو پوری مہارت سے اُسے گھما رہا تھا۔ روحان کا جی چاہا تھا کہ اُس آدمی کو قتل کر دے، محبت کا جنون اور ملکیت کا احساس اُس کے رگوں میں دوڑ گیا۔

خیر، اُس نے اپنے جذبات کو ضبط کیا اور باقی جوڑوں کے بیچ سے، ماسک کی اوٹ میں، خاموشی سے آگے آیا۔ عین وقت پر، جب میوزک کی بیٹ عروج پر تھی اور اُس انجان آدمی نے انابیہ کو گول گھما دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

روحان نے اچانک ہی آگے بڑھ کر، کسی برق کی تیزی سے، اُس انجان آدمی کی جگہ لے لی۔ یہ تبادلہ اتنا سیکنڈوں میں ہوا کہ انجان شخص کو پیچھے ہٹنا پڑا۔

اب انابیہ اُس کے ہاتھوں میں تھی! دونوں کے بیچ کوئی لفظی مکالمہ نہ ہوا، کچھ وقت تک یونہی رقص چلتا رہا وہ دونوں ایک دوسرے کو، ماسک کی دیوار کے پیچھے سے، تھامے ہوئے تھے۔

پھر، روحان نے انابیہ کو گھمایا۔ ماسک کے پیچھے کی نشیلی، پُر درد آنکھیں انابیہ پر ہی جمی تھیں۔ یہ الوداعی نظر تھی۔ وہ بغیر ایک لفظ کہے، الٹے قدم لیتا ہوا، جوڑوں کے بیچ سے نکل گیا۔

انابیہ نے انتہائی غور اور دل جمعی سے روحان کی ساری کہانی سُنی، ماسک بال کا پر اسرار تبادلہ۔ اُس کی آنکھوں میں نمی تھی۔ جب روحان خاموش ہوا، تو انابیہ نے سارے درد اور بے چینی کو سمیٹ کر، آخری، بنیادی سوال کیا۔

"کیا تم ایک بار بھی... میرے سامنے نہیں آسکتے تھے؟"

"میرا آنا صرف تمہیں دکھ دیتا۔۔ تمہاری خوشیاں خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔" روحان نے جھٹ سے کہا۔

انابیہ تلخی سے مسکرائی۔ "ماسک کے پیچھے خوشی تھی یا دکھ... یہ تم نہیں جانتے، روحان! میرے دل میں کہیں زیادہ اضطراب تھا جب تمہیں انجان سمجھ کر رقص کیا! وہ رقص خوشی نہیں، کرب تھا!"

انابیہ نے سر جھکایا اور اُس کے دماغ میں انشاء کی بات آئی جس نے اُس کی آنکھیں نم کر دی۔

کچھ لمحے قبل،

جب صبح کی مدھم روشنی کمرے میں پھیلی تھی، انشاء اور انابیہ بیڈ کے کنارے بیٹھی تھیں۔ انابیہ ہوش میں تھی، اور انشاء کے چہرے پر اطمینان تھا۔ انشاء کو روحان کی شب بھر کی قربانی یاد آئی، اور اُس نے آخری، اہم راز کھولنا ضروری سمجھا۔

"انابیہ، تمہیں رات کا علم نہیں۔ روحان جیجو تمہارے ہوش میں آنے سے پہلے ہی آئے ہوئے تھے!"

انشاء نے اپنے دیکھے ہوئے منظر کی شدید گواہی دی۔

"اور جانتی ہو؟ وہ آئی سی یو تھیٹر کی فرش پر، آٹھ گھنٹے تک سجدے میں گرے رہے! رو رو کر دعائیں کی ہیں اُنہوں نے تمہارے لیے! میں نے آج تک کسی مرد کو اتنا ٹوٹتے ہوئے نہیں دیکھا! وہ سجدہ محبت اور خوفِ خدا کا تھا، انابیہ!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انابیہ کا چہرہ سفید پڑ گیا۔ نرس کا بیان اور انشاء کی گواہی نے اُس کی روح کی گہرائی تک لرزش پیدا کر دی۔

انابیہ خاموشی سے مسکرائی اور اپنے وجود کو ایک نئی توانائی سے سیدھا کیا۔ اُس کی آنکھوں کی نمی اب عزم میں بدل چکی تھی۔

روحان، جو اُس کے قرب سے سکون محسوس کر رہا تھا، گہری سانس لی۔ "لیکن اب میں تمہیں واپس لے جانے آیا ہوں، انابیہ۔"

انابیہ نے سر اُوپر کیا، نگاہوں میں کوئی گلہ نہ تھا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آؤں گی، لیکن میری کچھ شرائط ہیں جو تمہیں ماننی ہوں گی۔ جو کسی کاغذ پر لکھنے کی نہیں، دِماغ میں بٹھانے کی ہیں۔" وہ ہاتھ باندھے آگے ہوئی۔ اُس کی شرطیں حفاظت پر مبنی تھیں۔

"حکم" روحان نے ادب سے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پہلی شرط تم مجھ پر غصہ نہیں کرو گے،اور اونچی آواز میں بات نہیں کرو گے۔"وہ لمحے کے لیے رُکی اور روحان کی جانب دیکھا،اُس کی آواز دھیمی،ذاتی اعتراف میں بدل گئی۔"تمہیں یقین نہیں ہو گا،روحان، لیکن اونچی آواز میرے لیے ہمیشہ سے ہی ناقابلِ برداشت رہی ہے۔اور مردوں کی اونچی آواز سے تو تیز خوف آتا ہے مجھے۔یہ میری روح کو تکلیف دیتا ہے۔"

روحان نے درد بھری نظروں سے اُسے دیکھا۔"کبھی نہیں کروں گا،یہ میرا وعدہ ہے۔"

"اور دوسری تم مجھ پر ہاتھ نہیں اٹھاؤ گے، کبھی نہیں!مجھے ڈر لگتا ہے...نرم گالوں پر تھپڑ پڑنے سے،روحان یہ اعتماد توڑ دیتا ہے۔"

روحان نے انابیہ کی دوسری شرط سُن کر اپنا سر جھکا لیا۔وہ ندامت کا مجسمہ تھا۔اُس کی آواز میں گہرا ملال تھا۔"میں یہ غلطی ایک بار کر چکا ہوں،انابیہ۔اور میں خدا کی قسم کھاتا ہوں، دوبارہ کبھی نہیں کروں گا۔میرے ہاتھوں میں تمہارا احترام ہو گا،کوئی سزا نہیں،یہ آخری بار تھا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انابیہ نے اُس کی آنکھوں میں دیکھا،جہاں سچائی کی گہرائی تھی۔ پھر اُس نے آخری اور سب سے نازک شرط رکھی۔ "اور آخری شرط..." اُس کا لہجہ ایسا تھا جیسے وہ شرط نہیں، بلکہ اپنے بکھرے دل کو سنبھالنے کی التجا کر رہی ہو۔ "میں چاہے غصے میں کچھ بھی کہوں، تم سہہ لو گے۔ میرا غصہ وقتی ہوتا ہے،روحان۔یہ میرا بچپن ہے جو بولتا ہے۔" اُس کی آواز بھرا گئی۔ آنسو چھلکنے کو تیار تھے۔ "میں نے جب تم سے کہا کہ مجھے تمہارے ساتھ نہیں رہنا، تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم مجھ سے الگ ہو جاؤ۔اس کا مطلب تھا کہ تمہیں مجھے روکنا تھا! تمہیں میرے پیچھے آنا تھا۔ تمہیں یہ ثابت کرنا تھا کہ تمہیں میری پرواہ ہے۔"

یہ وہ سچائی تھی جو روحان کے دل کو چیر گئی۔اُس نے انابیہ کے لرزتے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔ "بلکل سہہ لوں گا،انابیہ،اور تمہاری ہر پکار میرا آخری فیصلہ ہو گا۔"

✧....✧....✧

لندن کی سرد شام

گبّاروں کا جشن اور نویدِ وصل

رات کی ہوا میں ایک نرماہٹ تھی، جیسے لندن کی سرد شام نے اپنے بازو پھیلا کر انابیہ اور روحان کو خوش آمدید کہا ہو۔ آسمان پر بادلوں کے ٹکڑے تیراکی کر رہے تھے، کار کی کھڑکی کے پار روشنیوں کا دھندلا عکس جھلملا رہا تھا۔

ایک دن کا مختصر قیام ختم ہوا، اور تھکن سفر کی گہری لکیر بن کر انابیہ کے چہرے سے جھلک رہی تھی۔ وہ خاموشی کے سایے میں کار سے اتری، اور آہستگی سے روحان کے ساتھ گھر کے اندر داخل ہوئی۔ وہ تھکی تھکی کمرے کی جانب بڑھی روحان جیب میں ہاتھ ڈالے چند قدم پیچھے ہی تھا۔

کمرے کا دروازہ جیسے ہی کھلا، تو سامنے کا منظر دیکھ کر انابیہ ٹھٹھک گئی۔ ایک گہرا سکون اُس کی آنکھوں میں اُترا۔

پورا کمرہ غباروں سے بھرا ہوا تھا۔ لال کی تندی، نیلے کا سکون، سنہری کی چمک۔ نرم روشنیوں کے درمیان وہ غبارے دیواروں سے ٹکرا کر ایک مدھم سی سرسراہٹ پیدا کر رہے تھے، جیسے خاموشی میں کوئی ساز بج رہا ہو۔

"واہ..." اُس کے لبوں سے بے ساختہ نکلا۔ برسوں بعد، اُس کے چہرے پر پہلی بار ایک نرم سی، بے ساختہ مسکراہٹ اُبھری۔ وہ دھیرے دھیرے قدموں سے اندر آئی، ایک غبارہ ہاتھ میں لیا اور اُسے ہلکے سے دبایا۔

روحان، جو دروازے کے قریب تھا، اُس کی ننھی سی خوشی دیکھ کر خود بھی مسکرا دیا۔

"یہ سب... کس لیے روحان؟" اُس نے پلٹ کر سوال کیا۔

روحان کے ہونٹوں پر ایک خفیف، پُرعزم مسکراہٹ اُبھری۔

"تمہارے لیے..." اور یہ کہہ کر وہ خاموشی سے واش روم کی طرف بڑھ گیا، خود کو اُس کی معصوم خوشی سے دور رکھنا چاہتا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انابیہ نے پل بھر اُس کے جاتے ہوئے نقش کو دیکھا، پھر دوبارہ غباروں کی رنگین دنیا کی طرف متوجہ ہو گئی۔ وہ فرش پر بیٹھ گئی، غباروں کو اپنے ارد گرد پھیلاتی رہی، ایک ایک کو چھوتی، جیسے برسوں کی محرومی کو آج چھو رہی ہو۔

کچھ دیر بعد، روحان باہر آیا۔ اُس نے دیکھا۔ انابیہ غباروں کو ہوا میں اچھال رہی تھی، اُس کی کھلکھلاتی ہنسی کمرے میں بکھر رہی تھی۔ وہ لمحہ جیسے وقت کی قید سے آزاد ہو کر صرف معصومیت بن گیا تھا۔ روحان کے چہرے پر گہری نرمی اُتر آئی۔

وہ دھیرے سے مسکرایا، دل میں خود احتسابی کا خیال ابھرا۔

"شادی کے بعد شاید میں اپنے ہر فرض سے محروم رہا ہوں... اور وہ ان چھوٹی چھوٹی خوشیوں کے لیے بھی ترس گئی۔"

انابیہ کی ہنسی نے اُس کے دل کے اندر کہیں روشنی سی کر دی۔ یہ لمحہ اُس کے لیے اجنبی بھی تھا اور انمول بھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اچانک انابیہ پلٹی تو دیکھا روحان خاموشی سے دروازے کے قریب کھڑا اُسے دیکھ رہا ہے، بازو سینے پر باندھے، مسکراتی نگاہوں سے۔

وہ ذرا چونکی، اور غبارہ ہاتھ میں تھام کر رُک گئی۔

روحان نے نرم لہجے میں پوچھا۔ "رک کیوں گئی؟"

انابیہ نے نظریں جھکائیں، پھر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی، "بس... ایسے ہی۔"

روحان کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ آہستہ قدموں سے آگے آیا، اور اُس کے ہاتھ سے غبارہ لے کر ہوا میں اچھال دیا۔ "چلو، ساتھ کھیلتے ہیں..." اُس کی آواز میں وہ شوخی تھی جو کافی وقت سے کہیں چھپ گئی تھی۔

انابیہ کی آنکھوں میں حیرت چمکی، پھر وہ خود کو روک نہ سکی۔ وہ دوبارہ ہنستی ہوئی اچھلنے لگی، غبارے اُڑانے لگی۔ روحان کچھ دیر اُسے دیکھتا رہا، پھر کاؤچ پر بیٹھ گیا۔ اُس کے دل میں نرمی سی گھل گئی۔

کھیل کے بعد انابیہ تھک کر بیڈ پر لیٹی،سانسیں ہلکی ہلکی چل رہی تھیں۔

صبح ہوئی،اور لندن کی وہ روشنی کھڑکیوں سے چھن کر آئی جو ماضی کی تاریکی کو دھو رہی تھی۔ناشتے کے بعد،انابیہ کمرے میں تھی،عام زندگی میں واپس آچکی تھی۔وہ کپڑوں کو تہہ کرتی اور الماری میں رکھتی،خود کو نئے معمول میں ڈھال رہی تھی۔

تبھی اُس کا فون بجا۔اُس نے ہاتھ میں تھاما ہوا کپڑوں کا جوڑا بیڈ پر چھوڑ دیا اور فون اٹھا کر کانوں سے لگایا۔"ہاں،بولو انشاء؟"وہ بیڈ پر کھڑکی کی جانب چہرہ کیے بیٹھی۔کچھ وقت تک مختصر گفتگو ئیں چلتی رہیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

روحان تیار تھا۔ناشتہ کر کے وہ کمرے کی جانب بڑھا،انابیہ کی خیریت پوچھنے اور آج کے دن کے منصوبے جاننے کے لیے۔اُس نے دروازہ آہستہ سے کھولا۔

انابیہ اب بھی کال پر تھی،اور روحان کے لیے انکشاف کا وقت تھا۔

"ہاں انشاء،سب کچھ ویسا ہے جیسا میں چاہتی تھی...لیکن پھر بھی ایک چیز کی کمی ہے۔"

روحان سن کر دروازے پر ہی ٹھہرا۔ قدم جڑ گئے۔

"روحان کی محبت کی! سب کچھ محبت جیسا ہے لیکن محبت نہیں ہیں، اب بھی کمی لگتی ہے۔"

یہ جملہ سن کر، روحان کا دل دہل گیا۔ روحان دروازے سے ہی پلٹا۔

انابیہ کچھ دیر تک کال پر لگی رہی، پھر کال کاٹی اور دوبارہ کپڑے تہہ کرنے لگی۔ اچانک اُس کی میسج ٹون بجی۔ انابیہ نے کپڑوں سے توجہ ہٹا کر فوراً فون کی طرف متوجہ ہوئی۔

میسج روحان کا تھا۔ کوئی طویل وضاحت نہیں، صرف ایک سادہ میسج۔ "گارڈن میں آؤ؟"

انابیہ نے کوئی سوال نہ کیا۔ اندرونی الجھن میں، اُس نے فوراً "ہاں" ٹائپ کیا اور سینڈ کر دیا۔ وہ لرزتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھی اور نیچے، خاموش گارڈن کی طرف چلی گئی۔

روحان باغیچے میں موجود تھا، صبح کی خنکی اور ٹھنڈک کی دھند لکی میں گھرا ہوا۔ وہ بے چینی سے انابیہ کا منتظر تھا۔

"تم نے مجھے بلایا؟" آواز پر روحان پلٹا۔ انابیہ پیچھے سے آواز لگاتی، آہستہ قدموں سے آگے آئی۔ حیرت اور الجھن اُس کے چہرے پر عیاں تھی۔

روحان نے جیب میں ہاتھ ڈالے، "ہاں۔" اُس کا انکار بھی اقرار جیسا تھا۔

انابیہ اُس کے مقابل میں جا کھڑی ہوئی۔ درمیان میں ایک نامعلوم فاصلہ تھا۔

"میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ جواب میں بس سچ کہنا، جھوٹ نہیں۔"

"اُم...ہاں، پوچھو۔"

"کیا تم سچ میں چاہتی ہو کہ میں تمہیں محبت دوں؟؟"

روحان کے اس براہ راست سوال پر، انابیہ چونک کر ایک قدم پیچھے ہوئی، پھر اپنی نظریں ادھر اُدھر گھمانے لگی۔ یہ سچائی تھی جسے وہ قبول نہیں کر پا رہی تھی۔

"بتاؤ، انابیہ۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انابیہ نے دوسری طرف دیکھ کر نفی میں سر ہلا دیا۔ اُس کی خواہش کو اُس کی انا چھپا رہی تھی۔

اُسے ایسا کرتا دیکھ، روحان نے اپنی جیب سے ہاتھ نکال کر، انابیہ کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔ "جھوٹ نہیں، صرف سچ۔" اُس کا لہجہ نرم تھا، مگر مضبوط بھی۔

انابیہ نے اپنی نظریں روحان کی طرف کیں۔ اُس کی آنکھیں اب بھی انابیہ پر جمی تھیں۔

"ہمم... لیکن میں تم سے کبھی مانگوں گی نہیں۔"

"کیوں؟"

لیکن انابیہ اس بار خاموش رہی۔ اُسے خاموش دیکھ کر، روحان نے اپنے قدم اُس کی طرف لیے، اور درمیان کا فاصلہ مٹا دیا۔

"انابیہ۔ تمہیں حق ہے، تم حق سے مجھ سے مانگ سکتی ہو... کچھ بھی..." وہ بولتا ہوا ایک دم ہی ٹھہرا، پھر گہری سانس اپنے اندر بھر کر جملہ مکمل کیا۔ "میری محبت بھی!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اُس کی بات پر انابیہ نے بے بسی سے اُس کی آنکھوں میں دیکھا۔

روحان نے بات جاری رکھی۔ "میں نے تم سے تمہاری ساری خوشیاں چھین لی ہیں، انابیہ... لیکن یقین مانو، میں اب سچ میں تمہیں ساری خوشیاں دینا چاہتا ہوں، جس کی تم حقدار ہو۔ بس حق سے اپنی خوشیاں مانگا کرو۔" اپنی بات کہہ کر روحان کچھ دیر اُسے یونہی دیکھتا رہا۔ "اور میں وعدہ کرتا ہوں... میں تم سے کبھی وہ محبت نہیں مانگوں گا جو تم نے عرش سے کی۔ لیکن..." وہ ٹھہر کر پیچھے ہوا۔ "لیکن تم بھی وعدہ کرو کہ میرے دل میں جو جگہ ائزل کی ہے، وہ کبھی نہیں مانگوں گی۔" روحان نے سر جھکا کر اپنی بات کہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اُس کی بات پر انابیہ آگے ہوئی۔ اُس کی آواز میں درد تھا، مگر حقیقت کا اقرار بھی۔

"جو اس دنیا میں ہی نہیں ہے، اُس کی جگہ لے کر میں کیا ہی حاصل کر لوں گی، روحان؟"

انابیہ کے بات پر، روحان نے اپنی آنکھیں جھٹ سے بند کیں۔ اُس کا یہ سادہ سا جملہ اُس کے دل کو چیر رہا تھا۔ انابیہ نے اُسے دیکھ کر اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھوں میں دیا۔

"تم نے جتنی محبت ائزل سے کی ہے، اُس کا بس ایک پرسنٹ بھی مجھے دیا ناں، تو میں بہت خوش ہوں۔"

روحان نے اُسے گلے سے لگایا۔ یہ طویل جدائی، ندامت، اور غیر مشروط قبولیت کا آخری اقرار تھا۔

کچھ لمحے بعد، انابیہ آہستہ سے الگ ہوئی۔ اُس کی آواز میں اب بھی نرمی تھی، مگر گہرا فلسفہ تھا۔ محبت کی گہرائی نے اُسے زندگی کی سخت حقیقتوں سے آشنا کر دیا تھا۔

"پتہ ہے روحان؟ ہر وہ روح جس نے سچی محبت کی، اُسے ایک بار تنہائی سے گزرنا ہوتا ہے۔"

وہ لمحے کو ٹھہری، جیسے ماضی کے اذیت ناک لمحوں کو یاد کر رہی ہو۔ "اور دیکھنے میں، یہ تنہائیاں کتنی اچھی لگتی ہیں ناں۔ لیکن کوئی نہیں جانتا، تنہائی دراصل کیا مانگتی ہے۔"

روحان نے آہستہ سے پوچھا، "کیا مانگتی ہے...؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انابیہ نے پلکیں اُس کی طرف اُٹھائی، پھر آہستہ سے بولی۔"خاموشی۔"

لفظ گونج اٹھا اور اُس نے مزید تفصیل دی۔

"خاموشی... جو کانوں میں چیخ بن کر اترتی ہے۔

مطلب آوازوں کی قربانی، جب بولنے کو دل کرے لیکن لب سلے رہ جائیں۔

دل کی بے حسی... جب محسوس کرنے کی طاقت باقی نہ رہے۔ مطلب خوابوں اور خواہشوں کی قربانی۔

اکیلا پن... جب لوگوں میں رہ کر بھی انسان خود سے جدا ہو جائے۔ مطلب رشتوں کی لوگوں کی قربانی۔

اور اگر حد سے بڑھ جائے، تو..."

وہ لمحے بھر کو ٹھہری۔

"تو؟؟"روحان نے جھٹ سے پوچھا۔

انابیہ کی آواز مدھم ہوئی۔"تو پھر خود کو قربان کرنا پڑتا ہے۔"

اُس کے آخری جملے میں ہسپتال کے بیڈ پر بے ہوشی کا خوفناک اعتراف تھا۔روحان نے خاموشی سے انابیہ کی بات سُنی،اُس کے الفاظ نہیں،بلکہ روح کی تکلیف کو جذب کیا۔

اور سچ ہی تو کہا تھا اُس نے تنہائی قربانیوں کا دوسرا نام ہے!!

"اور ان سب میں صرف اور صرف انسان قربان ہوتا ہیں"انابیہ نے بات جاری رکھی۔

انابیہ کی بات کا تسلسل ٹوٹا نہیں تھا۔روحان کا بازو اب اُس کے شانوں کے گرد محافظ کی طرح تھا۔

"مجھ سے ہزار دفعہ پوچھا جائیں میں یہی کہوں گی کہہ"مدھم اور بے بس آواز۔

"قُربانی انسان کی!!"

✧.... ختم شد....✧

Clubb of Quality Content

حرفِ آخر

جانتی ہوں، یہ تنہائی کسی کو بھی خوش نہیں کر سکتی ہوگی۔ نہ اس نے انابیہ کو سکون بخشا، نہ روحان کے تکبر کو ڈھال دی، نہ ہی پڑھنے والوں کو سکون۔ مگر یہ بھی ایک سچ ہے جو ہر صاحبِ درد نظر انداز کرتا ہے۔ تنہائی ایک لازمی منزل ہے۔

کہانیاں صرف مزے یا وقت گزاری کے لیے نہیں پڑھی جاتیں۔ کچھ تعلق ہماری اپنی کٹی ہوئی حقیقتوں کا سامنا بھی ہوتے ہیں۔ یہ الفاظ ہمارے باطن کو ایک تیز آری کی طرح چیرتے ہیں، تاکہ ہم دیکھ سکیں کہ آزادی اور محبت کی کون سی قبریں ہم نے خود کھودی ہیں۔

اور جیسا انابیہ نے کہا تھا، اپنی روح کی گہرائیوں سے نکلا ہوا سچ، وہ سچ جو کاغذ پر اُتر آیا "اس تحریر کا ہر ایک لفظ نہ تو تمہارے دل پر رحم کرے گا، نہ ہی آنکھوں پر۔"

اور یہ بات میں، اس داستان کی گواہ، حتمی طور پر کہتی ہوں، یہ تنہائی کا ہر لفظ نہ تو تمہارے سوکھے دل پر رحم کرے گا، نہ تمہاری تھکی ہوئی آنکھوں پر۔

یہ تحریر تمہاری نم آنکھوں کو پھر سوکھنے نہیں دے گی۔ یہ تمہیں رونا سکھائے گی، ان سچائیوں پر جو تم نے نظر انداز کر دی۔ یہ تمہیں احساس دلائے گی کہ تنہائی صرف جسمانی دوری نہیں تھی، یہ روحوں کا وہ بھاری بوجھ تھا جو ہم نے خود اوڑھ رکھا تھا۔

اب یہ کہانیاں ختم ہو چکی ہیں۔ الفاظ نے اپنا کام کر دیا ہے۔ مگر تنہائی کی وارث روح، اب کبھی پہلے جیسی نہیں ہو گی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

Clubb of Quality Content

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842